موگا اخبار برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰	مئی سنہ ۱۹۴۰ء	نمبر ۲

مدیر :- مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹومسن۔ ایم۔ اے۔

مدیر معاون :- پادری ایس۔ کے۔ رائے

مدیران اعزازی { مسٹر محمد دین ثاقب بی۔ اے
میاں عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

مترجم :- مسٹر خوشحال چند پریم بی۔ اے

کسی قوم کی تعلیمی جدوجہد اس کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

مئی ۱۹۴۰ء

شذرات

انکسار اور ذمہ داری کے جذبات اور احساسات کے ساتھ نیا مدیر رسالہ ہذا کی ادارت کے لئے فرائض کو سنبھال رہا ہے۔ ڈاکٹر اور مسنر ہارپر صاحبان نے نہایت قابلیت اور اہلیت کے ساتھ موگا اخبار کو پچھلے سالوں میں مرتب کیا ہے۔ اور مجھے رسالہ ہذا کی ادارت کو اس معیار تک قائم رکھنا مشکل نظر آتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر اور مسنر ہارپر صاحبان نے ہندوستان کے نوجوانان کی تعلیم کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دی ہیں۔ اگر میں اس قسم کی خدمات کا عشر عشیر بھی سرانجام دے سکوں تو اِسے اپنی بہت بڑی کامیابی سمجھونگا۔ رسالہ ہذا کی ادارت کو سنبھالتے ہوئے اس کی پولیسی میں کوئی اصول تبدیل کرنا ہرگز مقصد نہیں ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ زمانہ ماضی کی طرح زمانہ مستقبل میں بھی رسالہ ہذا قارئین کرام کو ویسی ہی قیمتی واقفیت بہم پہنچاتا رہے گا۔ اگر ہم قارئین کرام کی کسی دیگر طور پر تعلیمی خدمات سرانجام دے سکتے ہیں تو ہم ایسے مواقع کا بڑی خوشی سے خیر مقدم کرینگے۔ ہر وقت ہم آپ حضرات کی نیک صلاح و مشورہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے طیار ہونگے +

ہم بڑی خوشی سے اس امر کا اعلان کرتے ہیں کہ " دیہاتی مدارس میں تعلیم بذریعہ مشاغل " کے سلسلے کا چوتھا نمبر ماہ جون کے رسالہ میں شایع ہوگا۔ اس میں چار ایسے پراجیکٹ کا مفصل حال درج ہوگا جو کامیابی سے چلائے گئے ہیں +

ہر ایک دیہاتی سکول کو مفید اور کامیاب بنانے کے لئے مندرجہ ذیل تین باتوں کا ہونا لازمی ہے۔

(۱) ٹھیک قسم کا نصاب (۲) عمدہ طریقۂ تعلیم (۳) قابل اور محنتی اُستاد

دیہاتی سکول کی عمارت اور اس کا سامان اگرچہ وسیع پیمانے پر نہ ہو تاہم ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے کافی ہونا چاہئے بہت سے دیہاتی سکولوں کی عمارات ایسی تنگ اور بے ڈھنگی ہوتی ہیں۔ اور زیبائش کا سامان ایسا بد وضع کہ جن میں تعلیم حاصل کرنا تو درکنار بیٹھنے سے ہی طبیعت اُکتا جاتی ہے۔ ایسے مدارس زندگی کے مرکز نہیں کہلائے جا سکتے۔ اور نہ ہی ان کے ذریعے دیہاتی لوگوں کو علم کی روشنی حاصل ہو سکتی ہے۔ جب تک (۱) دیہاتی سکولوں میں شہر کے پرورش یافتہ اور تعلیم یافتہ اُستاد لگتے رہیں گے جو اکثر اُن لوگوں کے رجحانات اور رسم و رواج سے ناواقف ہونے کے سبب سکول کے ماحول کو با رونق اور جاذبِ نظر بنانے میں ناکامیاب رہتے ہیں۔ جب تک (۲) ڈسٹرکٹ بورڈ کے افسر یہ سمجھتے رہیں گے کہ دیہاتی اُستادوں کا کام یہی ہے کہ اُن کے لئے ووٹ فراہم کر دیا کریں۔

جب تک (۳) دیہاتی پرائمری سکولوں کے اُستادوں کو قلیل تنخواہ دے کر بہت سے کام کی توقع کی جائے گی تب تک تعلیم کے اصلی

مقاصد کو حاصل کرنا اتنا ہی کٹھن ہوگا جتنا خشکی پر کشتی چلانا۔ ریاست کشمیر کے وزیر تعلیم مسٹر سعدین نے حال ہی میں اپنی تعلیمی رپورٹ میں یوں عرض کیا ہے :۔

"ابتدائی جماعتوں کے استادوں کی تنخواہیں بہت تھوڑی ہونے کے باعث انہیں دلی اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس قلیل آمدنی سے اُن کے بال بچوں کا گذارہ ہونا مشکل ہے"۔ ننگی کیا نہائے گی اور کیا نچوڑے گی۔ یہ ضرب المثل ان بچارے دیہاتی اُستادوں پر عائد ہو سکتی ہے جسے پیٹ بھر کر کھانا نہ مل سکے اور تن ڈھانکنے کو موسم کے لحاظ سے لباس مہیا نہ ہو سکے وہ دل لگا کر تعلیمی کام کس طرح سرانجام دے گا۔ نیز اپنے بڑھاپے کے لئے روپیہ کہاں سے جمع کرے گا۔

دیہاتی پرائمری اُستادوں کو ہر قسم کی سہولت دینا اور اُن کی زندگیوں کے معیار کو بلند کرنا (Progressive Education) پروگریسو ایجوکیشن (تعلیم جدید) کے پروگرام کا ایک نہایت ضروری حصہ ہے یہ مسرت کا مقام ہے۔ کہ ہندوستان میں بھی پرائمری تعلیم کے متعلق بہت سے نئے نئے تجربات ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ اگرچہ مغربی ممالک میں گذشتہ ۲۵ پچیس سالوں سے ایسے تعلیمی تجربات کئے جا رہے ہیں۔ میں اُن نوجوان مردوں اور عورتوں کو مبارکباد دیتا ہوں جو آج کل پرائمری جماعتوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔ ہماری ایسوسی ایشن کی "ڈرافٹ سکیم آف نیشنل ایجوکیشن"۔ "بنیادی نیشنل ایجوکیشن کی سکیمیں"۔ "ودیا مندر سکیم"۔ "محکمہ تعلیم پنجاب کا نیا نصاب" وغیرہ وغیرہ پر عمل کرنے سے کسی شہر یا گاؤں میں

اعلیٰ نمونے کا پرائمری سکول چلایا جا سکتا ہے۔ اِن جدید تعلیمی سکیموں میں پرائمری سکول کی تمام ضروریات اور مشکلات کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔ ہم اس تمام نکتہ چینی کی جو گذشتہ سالوں میں پرائمری تعلیم پر کیجا رہی ہے تصدیق کرتے ہوئے اس امر کا اعتراف کرتے ہیں کہ آج تک یہ پرائمری سکول دیہاتی لوگوں کی پوری پوری خدمت کرنے میں ناکامیاب رہے ہیں۔ مندرجہ بالا تعلیمی نصاب اور سکیموں کو مانتے ہوئے ہم اس بات پر متفق ہیں۔ کہ طلباء کی صحت کا خیال رکھنا۔ دیہاتی لوگوں کے لئے تفریح طبع کا سامان (مثلاً لائبریری کھیلیں) مہیا کرنا مسرّت آمیز اور با اطمینان زندگی بسر کرنے میں طلباء اور اُن کے والدین کی مدد و رہنمائی کرنا وغیرہ وغیرہ ایسے فرائض ہیں۔ جو کہ ایک دیہاتی پرائمری سکول کو سرانجام دینے چاہئیں۔ ہم اس بات کے حامی ہیں۔ کہ بچوں کو تعلیم دیتے وقت سکول کے گرد و نواح کی چیزوں سے حتی الوسع مدد لی جائے۔ بالفاظ دیگر بچوں کی تعلیم اور اُن کے ماحول میں موافقت پیدا کی جائے۔ ہم اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ بچوں کو دیہاتی زندگی کی سادگی اور قدرتی خوبصورتی کی قدر کرنا سکھایا جائے۔ ہم دیہاتی تعلیم کی بہترین چیزوں کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں۔ سکول کے نصاب کے ذریعے ہی طلباء میں دیہات کی قدر و منزلت کا احساس پیدا کیا جائے۔ نیز مُلکی دستکاری۔ فنون ادبیات اور موسیقی کو ترقی دی جائے۔ ہم اس بات پر متفق الرائے ہیں کہ طلباء کو پڑھنے۔ لکھنے اور ریاضی میں مہارت پیدا کرنی چاہئے۔ اس کے ساتھ ہی ہم اس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ شہریت کی ذمہ واریوں کو خوش اسلوبی سے سرانجام دینے کے لئے اُن کے چال چلن کی بھی پوری پوری تربیت ہونی چاہئے۔

ان تمام باتوں کا ذکر نیشنل ایجوکیشن سکیم و دیگر جدید سکیموں میں کیا

جا چکا ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ ان باتوں کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے؟ ان سنہری اصولوں پر عمل کرنے کے لئے کونسا تجربہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہو سکتا ہے؟ ۔

میرے خیال میں ہمارے مسئلے کا حل یوں ہو سکتا ہے۔ طلباء کو دیہاتی سکولوں میں دلچسپیوں سے لبریز زندگی بسر کرنے کا موقع دینا ہی اُن کی آئندہ زندگی کو خوش اور کامیاب بنانے کی ایک زبردست تیاری ہے۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ دیہاتی سکول کو دلچسپ اور جاذبِ نظر کس طرح بنایا جائے؟ محض کسی دستکاری کو رائج کرنے سے ہی یہ مدعا حل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی بچوں کو کھیلنے کے لئے بہت سے کھلونے دینے سے ان کے اختراعی رُجحان کی تربیت و ترقی ہوگی۔ بچوں کو خوش رہنے کی ہدایت کرنے سے ہی اُنہیں خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ اگر اُستاد کا چہرہ پژمردہ اور دنیاوی افکار کے انبار سے اُداس ہوگا۔ تو اُس کی ہدایت "اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت" والی بات ہوگی۔ اگر ماحول پر ہی اُداسی برس رہی ہو۔ تو اس ماحول میں رہ کر بچوں کو خاک مسّرت حاصل ہوگی۔ جماعت کے کمرے کی سجاوٹ اُستاد کے چہرے کی مسکراہٹ اور اس کا پدرانہ سلوک وغیرہ وغیرہ ایسی باتیں ہیں جن کے سبب بچوں کی دلچسپی اپنے سکول کے ساتھ روز بروز بڑھتی رہتی ہے۔

بچوں میں بہت سے پیدائشی رُجحانات پائے جاتے ہیں۔ مثلاً پھرتیلا پن۔ تخیل۔ ارادہ کرنا اور کچھ نہ کچھ بناتے رہنا وغیرہ وغیرہ۔ سکول کا تعلیمی نصاب اس قسم کا ہو جس سے بچوں کو اپنے رُجحانات کے استعمال کا پورا پورا موقع مل سکے۔ اُنہیں تجربے اور کام کرنے کے ذریعے تعلیم دی

جائے۔ انہیں اس قسم کا مشغلہ منتخب کرنے پر راغب کیا جائے جس میں ہاتھوں سے کچھ نہ کچھ بنانا پڑے۔

جدید بنیادی سکولوں میں اس قسم کے مشاغل کو ترجیح دی جاتی ہے جن کے ذریعے بچے کوئی ہُنر سیکھ لیں۔ پُرمقصد مشغلے سے لکھائی، پڑھائی اور حساب وغیرہ مضامین نہایت دلچسپی سے سیکھے جا سکتے ہیں۔ نیز کسی نہ کسی دستکاری پر عبور حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بچوں کی تمام تعلیم کا مرکزی ستون دستکاری ہونا چاہیئے۔ اس بات پر زور دیا جائے۔ کہ ہر ایک جماعت کا پروجیکٹ یا مشغلہ دلچسپ اور پُرمقصد ہو۔ انہیں یہ سکھایا جائے۔ کہ اپنی اپنی ذمہ داری کو کس طرح نبھانا چاہیئے۔ بچے اپنے روزانہ کام کے لئے خود تجاویز مرتب کریں۔ یہ کام مختلف گروہوں کے سپرد کر دیا جائے۔ پروجیکٹ کی روزانہ کارروائی کلاس ٹیچر کی زیرِ نگرانی کی جائے۔ جو جو مشکلات پیش آئیں ان کا حل بچے خود سوچیں۔ سوچنے کی عادت ڈالنے سے ہی وُہ سوچنا اور پیچیدہ مسائل کو حل کرنا سیکھیں گے۔ سکول میں رہ کر ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل کرتے کرتے ایک ایسا وقت آئے گا۔ کہ وُہ اس قسم کے مُفید۔ قابل اور سوچنے والے شہری بن جائینگے جن کی موجودہ ہندوستان کو سخت ضرورت ہے۔ ہندوستان کے بے شُمار مسائل کا حل آج کل کے طلباء ہی بڑے ہو کر سوچ سکیں گے"۔

مثال کے طور پر قومی اتحاد کا مسئلہ لے لیجئے۔ ملک ہندوستان میں جہاں سینکڑوں مذاہب اور ذات پات کے لوگ بستے ہیں وہاں اُن کے خیالات، طبیعتوں، رسم و رواج اور طریقۂ عمل میں بھی ناموافقت پائی جاتی ہے۔ مجھے خوشی ہے۔ کہ ڈرافٹ سکیم آف نیشنل ایجوکیشن میں اس بات

پر زور دیا گیا ہے۔ کہ صحیح قسم کی تعلیم دینے سے مل جل کر کام کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے اگر ہر ایک شخص (خواہ وہ کسی قوم۔ مذہب۔ فرقے یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو) پورے طور پر اپنی ذمہ داری کو محسوس کرے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کام میں کامیابی حاصل نہ ہو۔ ہندو۔ مسلمان سکھ۔ عیسائی مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ہندوستانی ہیں۔ ہندوستانی ہوتے ہوئے اُن میں رابطۂ اتحاد اتنا مضبوط ہونا چاہیئے کہ سب متحدہ طور پر ہندوستان کی بہتری و بہبودی کے لئے کوشاں رہیں۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہموطن ہیں ہندوستان ہمارا (اقبال)

قومی اتحاد کے مقصد کو کسی تعلیمی سکیم میں داخل کر دینا اس بات کی گارنٹی نہیں کہ قومی اتحاد ضرور ہو جائے گا۔ جب تک صحیح طریقۂ تعلیم کے ذریعے بچوں کو مذہبی تعصب اور خود غرضی جیسی رکاوٹوں پر فتح حاصل کرنے کی مکمل تیاری کا موقع نہ دیا جائے گا تب تک اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اس تیاری میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہیں:۔

(۱) پڑھنے کی عمر کے تمام بچوں کو سکولوں میں بھیجا جائے۔ سکول کے طریقۂ تعلیم کو جانچنے کی ضرورت ہے۔ بچے کو سکول میں داخل کرتے وقت اس قسم کے بیہودہ سوالات سوچنا کہ آیا یہ آریہ سکول ہے یا دیو سماج سکول ہے یا مسیحی سکول ہے یا کسی اور مذہب کا پھیلایا ہوا ہے کوتاہ نظری اور تنگ خیالی ہے۔

(۲) سکول میں رہتے ہوئے بچوں کو گروپ وار کام کرنے کی عادت ڈالی

جائے۔ بورڈنگ ہاؤس کے طلبا کو بھی مختلف گروپوں میں تقسیم کرکے ہر ایک
گروپ کو اپنے اپنے کمرے۔ صحن۔ کچن کے بندوبست اور صفائی کا ذمہ دار
بنایا جائے۔ اُنہیں مکمل آزادی دی جائے۔ تاکہ وُہ اپنی اپنی تجاویز پیش
کرکے انہیں عملی جامہ پہنائیں۔ اُن کی زندگی خوشی و مسرت سے لبریز
ہو۔ اُن کا ہر ایک مشغلہ پُرمعنی ہو۔ (۳) گروپوں کے شرکاء مختلف مذاہب
اور ذات پات سے تعلق رکھتے ہوں۔ اُن میں ایک دُوسرے کی مدد کرنے
کا احساس پیدا کیا جائے۔ چھوت چھات کی بیماری کو دُور و دفع کرنے
کی کوشش کی جائے۔

کرسمس کی تعطیلات سے ایک دن پہلے مجھے موگا مشن سکول
کی تیسری جماعت میں حقیقی اتحاد کا عجیب و غریب تجربہ ہُوا۔ تیسری
جماعت کے بچوں نے بہت سے دیگر اصحاب کے ساتھ مجھے بھی ٹی
پارٹی پر دعوت بھیجی۔ طلباء نے یہ کام اس طرح سے شروع کیا۔ پہلے انہوں
نے پارٹی دینے کا ارادہ کیا۔ بہت سی بحث کے بعد انہوں نے چند ایک
اُستادوں اور سکول کے افسروں کو مدعو کرنے کا فیصلہ کیا۔ اُنہوں نے
ایک پروگرام مرتب کیا۔ جس میں گانے۔ نظمیں۔ پروجیکٹ کا کام دکھانا
اور مٹھائی تقسیم کرنا شامل تھے۔ انہوں نے جماعت کو بہت سی کمیٹیوں
میں تقسیم کرکے مختلف کام اُن کے سپرد کر دئے۔ اُنہوں نے تجاویز اور
درخواستیں لکھیں۔ چیزوں کے بھاؤ پُوچھنے کے لئے طلباء بازار میں گئے۔
جتنی مٹھائی اور پھل درکار تھے اُس کا حساب کرکے چندہ جمع کرنے کا
ارادہ کیا۔ بعض طلباء بہت غریب تھے۔ چندہ دینے کے لئے اُنہیں سکول
کے فارم میں کام کرنا پڑا۔ جماعت کا ہر ایک طالب علم کسی نہ کسی کمیٹی میں

شامل تھا۔ جماعت کے تمام بچے مِل جُل کر اُس خوشی کے موقع کو کامیاب بنانے کے لئے کافی وقت تک ہمہ تن مصروف رہے۔ یہ دعوت جماعت کے کمرے میں ہوئی قرار پائی۔ آٹھ سے دس سال کی عمر کی لڑکیوں نے چائے بنائی اور اسی عمر کے لڑکوں نے چائے تقسیم کی۔ سیب اور مالٹے نہایت لذیذ تھے۔ تھوڑی نقدی سے زیادہ سے زیادہ پھل خریدنے کی کوشش کی گئی جب ہم پھل کھا رہے تھے۔ تو تمام بچے قطاروں میں اطمینان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ ایک بچے نے جو اس کام کے لئے مقرر کیا گیا تھا اپنے تمام ساتھیوں کو چائے اور ایک ایک بند (چپٹی ڈبل روٹی) تقسیم کیا۔ مہمانوں نے بھی اپنے حصے کے کچھ پھل بچوں کو دیدئے۔ میں نے اس جماعت کے چالیس طلباء پر بڑی خوشی و دلچسپی سے نگاہ کی۔ جو بچے چائے پلانے اور مہمانوں کی آؤ بھگت میں مشغول تھے وُہ مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن ان کے دلوں میں مُطلق یہ خیال نہیں تھا۔ کہ وُہ اونچی نیچی ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ مِل جُل کر تجاویز بنانے اور کام کرنے سے وُہ حقیقت میں یک جان دو قالب بن گئے تھے۔

دیہاتی مدارس کے ذریعے دیہاتی لوگوں کی بہت خدمت ہونی چاہئے۔ دیہاتی سکولوں کے طلباء میں خدمت۔ خود انکاری اور قربانی کا احساس پایا جائے۔ وُہ متحدہ طور پر کام کرنا سیکھیں۔ دُور دراز کے دیہات میں ریلوے سٹیشن۔ ڈاکخانہ اور ہسپتال نہ ہونے کے باعث دیہاتیوں کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سکول کے طلباء کا فرض ہے۔ کہ وُہ ان معاملات میں ان لوگوں کی مدد کریں اور بلا اُجرت خدمت کے لئے ہر وقت مستعد و تیار رہیں۔ خدمت کا جذبہ ہی مفید شہری کی بہترین خصلت ہوتی ہے۔ مجھے ایک دفعہ پنجاب کے ایک دیہاتی سکول کو دیکھنے کا موقع ملا جہاں کے طلباء اپنے

گاؤں کے لوگوں کی بہت خدمت کر رہے تھے۔ میری زبردست خواہش ہے کہ ناظرین موگا جرنل بھی اس سکول کو دیکھکر خوشی حاصل کریں۔ اس سکول کے طلباء نے اپنا پروجیکٹ "ڈاکخانہ" منتخب کیا ہؤا تھا۔ یہ پروجیکٹ چننے کا خیال اس وجہ سے پیدا ہؤا۔ کہ اُس گاؤں میں سرکاری ڈاک خانہ نہیں تھا۔ گاؤں اتنا چھوٹا تھا۔ کہ وہاں برانچ ڈاک خانہ کھولنے کا امکان بھی نہ تھا۔ نزدیک ترین ڈاکخانہ دو میل کے فاصلے پر تھا۔ ڈاکیا ہفتے میں صرف تین دن آیا کرتا تھا۔ دریافت کرنے پر طلباء کو معلوم ہؤا۔ کہ ڈاک لے جانے والی ریل گاڑی اُن کے گاؤں سے صرف نصف میل کے فاصلے پر گزرتی ہے۔ اُستاد اور طلباء نے ریلوے پھاٹک والے آدمی سے گفتگو کی۔ پھاٹک والے نے بتایا۔ کہ اس کے پاس سبز اور سُرخ جھنڈیاں موجود ہیں۔ اگر ڈاک بھیجنے کی ضرورت ہو۔ تو ہر روز سُرخ جھنڈی ہلا کر ایک منٹ کے لئے گاڑی کھڑی کر لی جا سکتی ہے۔ چنانچہ سکول میں خط اور لفافے اور ٹکٹیں فروخت ہونے لگیں۔ سکول کے طلباء اَن پڑھ دیہاتیوں کو خط لکھ دیا کرتے۔ ہر روز مقررہ وقت پر سب چٹھیاں اور پارسل ریل گاڑی میں ڈال دی جاتیں۔ اس کام کو شروع کرنے کے لئے طلباء کے پاس بالکل نقدی نہیں تھی۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ فصل کٹائی کے وقت وہ کھیتوں سے گرے ہوئے فالتو سٹے فراہم کیا کریں گے۔ فراہم کردہ سٹوں سے جو گیہوں فروخت کئے گئے اُس سے دو روپے اور کچھ آنے آمدنی ہوئی۔ اس قلیل نقدی سے لفافے اور پوسٹ کارڈ خرید کر رکھے گئے۔ ڈاک کو ریل گاڑی تک پہنچانے کے لئے ہر روز ایک طالب علم مقرر کیا جاتا تھا۔ یہ ایک پُر مقصد۔ پُر معنی اور حقیقی خدمت کا

مشغلہ تھا۔ ڈاکخانے کا پروجیکٹ محض ایک کھیل نہیں تھا۔ یہ ایک ایسی خدمت تھی۔ جسے طلباء نے خود تجویز کیا۔ اس خدمت کا احساس کیا۔ گاؤں والوں نے اُن کے اس کام کو بہت ہی پسند کیا۔ طلباء کو اپنے کام سے ازحد خوشی حاصل ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ یہی طلباء بڑے ہو کر مُفید شہری بن جائینگے۔ وُہ اپنے گاؤں کا ہر طرح سے سدھار کرینگے۔ اور اسے ایک ماڈل یعنی نمونے کا گاؤں بنائیں گے۔

تجربے سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ پرائمری سکولوں میں دلچسپ اور تخلیقی مشاغل کو مروّج کرنے سے بچے تعلیم کی پرائمری منزل کی ضروری ضروری باتیں بآسانی سیکھ جاتے ہیں۔ بعض دقیانوسی اور لکیر کے فقیر خیالات کے اصحاب چلاتے رہتے ہیں۔ کہ سکولوں میں لکھائی پڑھائی اور حساب کے سوا کسی فضول کام میں وقت ضائع نہ کیا جائے ان کے خیال میں مشاغل کے ذریعے تعلیم دینا بیوقوفی ہے۔ جن اُستادوں نے اپنی آنکھوں سے بچوں کو پروجیکٹ کے ذریعے حساب۔ لکھائی۔ پڑھائی حفظِ صحت وغیرہ مضامین سیکھتے دیکھا ہے وُہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ تعلیم بذریعہ مشاغل ہی زندگی کے لئے بہترین تیاری ہے۔ اُن کے خیال میں یہ تعلیمی مشغلے فضول اور بے کار نہیں ہیں۔ بلکہ دلچسپ پُر معنی اور پُر مقصد ہیں۔ مقررہ نصاب پورا کرنے کے علاوہ وُہ بچے واقفیتِ عامہ میں بہت ترقی کر جاتے ہیں۔ دیہاتی ماحول کو زیادہ اچھی طرح سمجھنے لگ جاتے ہیں۔

آئندہ شہریت کی بُنیاد کو مضبُوط بنانے کے لئے بچوں کے لئے صحیح نصاب اور درست طریقہ ہائے تعلیم کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتی

سکول گاؤں کے بالغ اور بوڑھے آدمیوں کے لئے تفریح طبع کا مرکز ہونا چاہئے سکول میں کوئی ڈرامہ کروانا ہو۔ تو تمام گاؤں کو دعوت دی جائے۔ اگر کوئی نمائش ہو یا تعلیمی میلہ ہو یا میجک لالٹین سے تصویریں دکھانی ہوں تو طلباء کے علاوہ گاؤں کے تمام لوگوں کو بلایا جائے۔ میکسیکو میں جو نئے سکول جاری کئے گئے ہیں ان کا نام "عوام کا گھر" (House of People) رکھا گیا ہے۔ اسی طرح ہی ہمارے دیہاتی سکولوں کا دروازہ تمام دیہاتیوں کے لئے کھلا ہونا چاہیئے۔ کوآپریٹو سوسائٹی و دیگر دیہات سدھار سوسائٹیوں کی واقفیت دیہاتی سکول کے ذریعے لوگوں تک پہنچائی جائے۔ اچھے اچھے بیج اور موجودہ آلات زراعت حاصل کرنے کے لئے کسانوں کی مدد کی جائے غیر ملکی حالات دریافت کرنے کے لئے دیہاتی لوگ آزادانہ طور پر سکول میں آیا جایا کریں۔ میکسیکو میں جتنی سماجی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ وہ سب سکولوں کی بدولت ہی ہوئی ہیں۔ دیہاتی سکولوں کے ذریعے دیہات کی جتنی خدمت ہونی چاہیئے اس کا نقشہ ودیا مندر سکیم میں مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا ہے:۔

سوشل سروس۔ جس میں دیہاتی بچوں اور بالغوں کی تعلیم اور دیہات سدھار کا کام شامل ہے۔

حفظ صحت:۔ گاؤں کے بچوں کی صحت کا خیال رکھنا۔ ورزش اور کھیلوں کا انتظام۔ سکول کی ڈسپنسری۔

تفریح طبع۔ گاؤں کی لائبریری اور عجائب گھر کا انتظام۔

شہریت۔ لوگوں کو مل جل کر کام کرنے کی تلقین کرنا۔ سکول کے طلباء کی روزانہ زندگی سے اتحاد و اتفاق کا نیک سبق پیش کرنا۔ تمام قوم اور تمام

کے تمام گاؤں کی بہتری کے لئے کوشش کرنے کی ہدایت کرنا ۔

ہندوستان میں اس معیار کے بہت سے دیہاتی سکول اور اُستاد پائے جاتے ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے طلباء کو اپنے گاؤں کے لوگوں کی خدمت کرتے دیکھا ہے ۔ دیہاتی لوگ سکول کے اُستاد کو اپنا دوست سمجھکر ہر بات میں اُس سے مشورہ لیتے ہیں ۔ وُہ اس کی عزت کرتے ہیں ۔ اُسے فلاسفر کا رُتبہ دیتے ہیں ۔ اور اس کی رہنمائی کو کلید کامیابی سمجھتے ہیں ۔ مجھے یاد ہے جب کہ مجھے ایک دیہاتی سکول میں جانے کا اتفاق ہوا ۔ وہاں کے طلباء نے یہ فیصلہ کیا ہوا تھا کہ وُہ اپنے گاؤں کو خوبصورت بنانے کے لئے جگہ بہ جگہ پھول اور باغیچے لگائیں گے ۔ بچوں نے اپنے گھروں کے علاوہ اپنے پڑوسیوں کے گھروں میں بھی ٹوٹے ہوئے گھڑوں اور صحن کے کونوں میں پھول اور سبزیاں بو دیں ۔ لوگوں نے خوشی خوشی اُن پھولوں کی رکھوالی کی جس جس گھر میں مجھے سکول کے بچے لیکر گئے اُس گھر کے لوگ بڑے فخر سے اپنا چھوٹا سا باغیچہ مجھے دکھاتے تھے ۔ سکول والوں نے دیہات سُدھار کے متعلق ایک لیکچر کا انتظام کیا ۔ گاؤں میں ڈھنڈورا پٹوایا گیا ۔ بوڑھے اور نوجوان جوق درجوق لیکچر سُننے کے لئے سکول میں حاضر ہو گئے ۔ وُہ سکول کو اپنا سکول سمجھتے تھے ۔ وُہ سکول اُن لوگوں کی ہمہ تن خدمت کر رہا تھا ۔ وُہ سکول ان دیہاتی لوگوں کو کچھ نہ کچھ مفید بات سیکھنے کا موقع دیتا رہتا تھا ۔

دیہاتی سکول گاؤں کی ملکیت ہونی چاہئے ۔ گاؤں کا سکول کے ساتھ گہرا تعلق ہونا چاہئے ۔ دیہاتی زندگی کا ضروری حصہ سکول کی زندگی سے ظاہر ہونا

چاہیئے - گاؤں والوں کو یہ احساس ہو - کہ وُہ سکول اُن کا اپنا ہے - نہ کہ گورنمنٹ کا - گاؤں کے لوگ یہ خیال تک نہ کریں - کہ وُہ درس گاہ گورنمنٹ کی قائم کردہ اور گورنمنٹ سے امداد یافتہ ہے - گورنمنٹ ہی اپنی زیر نگرانی اپنے فائدے کے لیئے اسے چلا رہی ہے -

دیہاتی سکول کا گاؤں کے بزرگ لوگوں اور خاصکر طلباء کے والدین سے اتنا گہرا تعلق ہو - کہ وُہ اس کے ذرائع ترقی کے متعلق آزادانہ طور پر اپنی رائے دے سکیں - نیز جب کبھی وُہ اکٹھے بیٹھیں اُن کی گفتگو کا مرکز اُن کا سکول ہی ہو - اُستاد کو چاہیئے - کہ جہاں تک ہو سکے اپنے سکول کی حاضری بڑھانے اور بچوں کی بچپن کی سیکھی ہُوئی بُری عادات (مثلاً گالی گلوچ - رُوٹھنا - زیادہ گُڑ اور دیگر صحت کو بگاڑنے والی اشیاء کھانا - سگریٹ پینا) کا انسداد کرنے کے لیئے اُن کے والدین سے مدد حاصل کرے - گاؤں کے چند ایک تجربہ کار صلاح کار بزرگوں کا ایک بورڈ مقرر کیا جائے - جو باقاعدہ طور پر ماہ بماہ اپنا اجلاس کرے - اس موقع پر اُستاد کا حاضر ہونا نہایت ضروری ہے - اس اجلاس میں بچوں کی تعلیم اور صحت - گاؤں کی صفائی - چوری کی واردات - اموات و پیدائش کا ریکارڈ رکھنا وغیرہ وغیرہ باتوں پر غور و خوض کیا جائے - اُستاد طلباء کے والدین کو جدید طریقۂ تعلیم کے متعلق بتائے - جس پر اس سکول میں عمل کیا جا رہا ہے - والدین اُن مشکلات کا ذکر اُستاد سے کر سکتے ہیں جو اُنہیں اپنے بچوں کی تربیت کے دَوران میں پیش آتی ہیں - اگر اُستاد کو بچوں کے علم النفس اور ان کی جبلی خصلتوں سے واقفیت ہو - تو وُہ والدین کی مدد کر سکتا ہے تعلیم و تربیت اطفال کے متعلق اُستاد کا مطالعہ وسیع

ہونا چاہیئے۔ والدین کو ترغیب دیکر اس موقع پر اُستاد سکول کی حاضری
میں اضافہ کرسکتا ہے۔ اس قسم کی دیہاتی کونسل کے مشوروں سے دیہاتی
پرائمری سکول کے معیارِ تعلیم میں نمایاں طور پر ترقی کی جا سکتی ہے۔ ایک
ماہرِ تعلیم کا بیان ہے۔" اگر کوئی غیر شخص نیک نیتی سے بھی کسی دیہاتی
سکول کو نیک و مفید مشورہ دے تو عام طور پر اُسے شک کی نگاہ سے
دیکھا جاتا ہے۔ لہذا یہ مؤثر ثابت نہیں ہوتا"۔

اس مقصد کو پورا کرنے کے لیئے ٹھیک قسم کا اُستاد ہونا چاہیئے جو
بارسوخ ہو۔ لوگوں پر اعتبار کرنے والا ہو۔ شکی طبیعت نہ رکھتا ہو۔
دُوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے والا اور دوسروں کے صلاح و مشورہ
سے فائدہ اٹھانے والا ہو۔

نیشنل ایجوکیشن سکیم کی کامیابی کے لیئے ٹرینڈ اُستادوں کا ہونا
لازمی امر ہے۔ جدید طریقہ ہائے تعلیم کی ٹریننگ کے علاوہ اُستاد میں
کئی ایک خُوبیاں ہونی چاہئیں۔ وُہ خود بھی ایسا ہی بُردبار حلیم الطبع
خدمتگزار۔ محنتی اور پرہیزگار ہو جیسا کہ وُہ اپنے طلباء اور دیہاتی
لوگوں سے توقع رکھنا چاہتا ہے۔ میکسیکو میں بعض اوقات ٹریننگ
کے حسب معمول طریقے کے اُلٹ تجربہ کیا جاتا ہے۔ یعنی جس دیہاتی سکول
کے لیئے مدرس درکار ہو اُسی گاؤں میں سے کسی قابل تجربہ کار شخص
(مرد یا عورت) کو ڈھونڈا جاتا ہے۔ ایسا شخص جو خدمت کے جذبے سے
لبریز ہو۔ بعض اوقات ایسا شخص مشکل سے پڑھ لکھ سکتا ہے۔ چند
ایک ریفریشر کورس اور پریکٹیکل ٹریننگ کی مدد سے وُہ شخص قدرتی طور
پر گاؤں کے سکول کے لیئے تیار ہو جاتا ہے۔ اس گاؤں کا رہنے والا باشندہ

اپنے گاؤں کے بچوں اور نوجوانوں کی رہنمائی بہتر طور پر کر سکتا ہے۔ برعکس اس کے اگر کسی شہری اُستاد کو دیہاتی سکول میں لگایا جائے تو وُہ ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ بنیادی نیشنل ایجوکیشن۔ ودیا مندر سکیم اور جدید پنجاب سکیم میں بھی خدمت کرنے والے اُستاد کو زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ اِن سکیموں پر عمل کرنے سے ہندوستان کے اُستادوں کو ایک نئی روشنی حاصل ہوگی۔ اُن کے دِلوں سے وہم اور باطل خیالات کافور ہو جائیں گے۔ اور وُہ تعلیم کے روشن پہلو کو دیکھیں گے۔

مجھے ہندوستانی اُستادوں پر پورا پورا ایمان ہے۔ کئی سالوں تک مَیں نے اُن کی ٹریننگ میں مدد دی ہے۔ مَیں نے انہیں جانفشانی اور سرگرمی سے کام کرتے دیکھا ہے۔ مجھے اُن کی طبیعت۔ ان کے جذبۂ خدمت اور اُن کی قابلیت سے واقفیت حاصل ہو چکی ہے۔ مَیں نے بعض ایسے اُستاد دیکھے ہیں۔ جن کا مقابلہ یورپ اور امریکہ والے اُستاد بھی نہیں کر سکتے۔ ہندوستانی اُستادوں کو درست طریقۂ تعلیم معمولی اور سادہ سامان اور اچھا موقع۔ یہ تین چیزیں مہیا کر دی جائیں۔ تو وُہ اپنے سکول اور اپنی جماعت کو نہایت خوش اسلوبی سے چلا سکتے ہیں +

خالی ریلوں کا استعمال ۔ دھاگا استعمال کر لینے کے بعد خالی ریلوں کو اکثر ردی سمجھ کر اِدھر اُدھر پھینک دیا جاتا ہے ۔ بعض سکولوں کی کنڈر گارٹن جماعت میں خالی ریلوں کو محض بطور کھلونوں کے استعمال کیا جا رہا ہے ۔ اگر ان ریلوں کے ساتھ تھوڑی سی تار اور تھوڑا سا رنگ استعمال کر لیا جائے تو نہایت مفید اور خوبصورت کھلونے بن سکتے ہیں ۔ یہ کھلونے سینڈ ٹیبل پر پروجیکٹ میں کام دے سکتے ہیں ۔

سینڈ ٹیبل کے لئے ریلوں کا استعمال

ریلوں پر رنگ کرکے ان کے سوراخوں میں مختلف درختوں کی ٹہنیاں گاڑ دینے سے حسب منشا باغیچہ بنایا جا سکتا ہے ۔ یہ ریلیں درختوں کیلئے پیندے یا بنیاد کا کام دینگی ۔ ان ریلوں کی مدد سے پل اور دروازے بھی بنائے جا سکتے ہیں ۔

ان ریلوں کو بطور اینٹوں کے استعمال کرکے نہایت عمدہ پھوس کا گھر بنایا جا سکتا ہے ۔ جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے ۔

ذرائع آمد و رفت کے پروجیکٹ میں اکثر گھوڑوں ۔ اونٹوں ۔ موٹروں کے چھوٹے چھوٹے ماڈل بنائے جاتے ہیں ۔ ان جانوروں کے بنانے میں

ریلوں کا استعمال نہایت مفید ہے۔ ریلوں سے ریل گاڑی کے پہیے۔ انجن کا دھواں نکلنے والی چمنی وغیرہ چیزیں بنائی جا سکتی ہیں۔

اگر سینڈ ٹیبل میں سرکس یا جنگل کا نظارہ دکھانے کے لئے جانور بنانے کی ضرورت ہو۔ تو ریلوں سے کام چلایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ بہت سے جانوروں کا جسم ریل سے ملتا جلتا ہے۔ اس طرح وقت بھی بچ جاتا ہے اور زیادہ مضبوط اور پائدار جانور بھی بن جاتا ہے۔ سرکس کے لئے مسخرہ بنانا ہو۔ تو ریل سے بہتر کوئی سامان نہیں ملیگا۔ ان ریلوں کو تار پر لٹکا دینے سے ہاتھ۔ ٹانگیں سر وغیرہ بن سکتے ہیں۔ جسم کے اعضاء بآسانی حرکت کر سکتے ہیں۔ اور لوگوں کو ہنسا سکتے ہیں۔

گھر کے لئے خالی ریلوں کا مفید استعمال

گھر کی کئی ضروریات خالی ریلوں سے پوری ہو سکتی ہیں۔ مثلاً موم بتی دان دیواری تصویروں کے فریم۔ کھڑکی پردہ لٹکانے کے لئے پھولدان پنسل ہولڈر۔ قلم ہولڈر۔ رسی ماپنے کی چرخی وغیرہ وغیرہ۔ جن اشیاء کی اشکال یہاں دکھائی گئی ہیں اُن کے بنانے کے متعلق چند ایک ہدایات کی ضرورت ہے۔ اگر ریلوں سے کئی قسم کی چیزیں بنانی مطلوب ہوں تو جماعت کے کمرے میں مندرجہ ذیل چیزوں کا ہونا بھی لازمی امر ہے:۔

آری۔ کیل۔ سریش یا عمدہ گوند۔ ہتھوڑی۔ بانس کی لکڑی وغیرہ وغیرہ۔ بعض اوقات کسی چیز کے بنانے میں آدھی ریل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو کہ آری سے کاٹی جا سکتی ہے۔ اگر تمام جماعت میں صرف ایک ہی ہتھوڑی ہو تو تمام بچے کیلوں سے کام نہیں چلا سکتے۔ کیلوں کی بجائے سریش یا عمدہ

گوندے ریلوں کو جوڑ کر چیزیں بنائی جائیں۔ ریلوں کی بجائے بانس کی لکڑی کے چھوٹے چھوٹے نولدار ٹکڑے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اگر کسی جگہ خالی ریلیں بڑی دستیاب نہ ہو سکیں تو کھوکھلے بانس کے ٹکڑے ریل کے سائز کے کاٹ لئے جائیں۔ اور ان سے مختلف اشیاء تیار کی جائیں۔
پروجیکٹ کے لئے ٹھوس دار جھونپڑی بنانے کا طریقہ :۔ چھوٹا سا گھر بنانے کے لئے بہت سی خالی ریلوں کی ضرورت ہوگی۔ اگر بہت سی ریلیں نہ مل سکیں۔ تو بانس کے ٹکڑے استعمال کئے جائیں۔ ریلوں کو ترتیب وار اینٹوں کی طرح ایک دوسرے کے اوپر رکھکر دیواریں بنائی جائیں۔ دروازہ یا کھڑکی بنانے کے لئے ریل کو کاٹنا پڑیگا۔ ٹھوس دار چھت کے تختے بانس کے لمبے لمبے ٹکڑے جو کہ لمبائی کی طرف بیچ سے کٹے ہوئے ہوں بطور کڑیوں کے استعمال کئے جائیں بانس کے ایسے ٹکڑے چھت کو ریلوں کی دیوار سے مضبوطی سے جوڑ دینگے۔ ریلوں کو اوپر نیچے رکھتے وقت گارے اور چونے کی بجائے سریش یا گوند لگائی جائے۔ اگر گوند مہنگی پڑتی ہو۔ تو پتلی تار استعمال کی جائے۔ "کھیت پروجیکٹ" میں اسے بطور ماڈل گھر کے استعمال کیا جائے۔ بعد ازاں اس کے دروازوں اور کھڑکیوں کو بند کر کے صرف ایک گول روشندان سا رہنے دیا جائے۔ اس کو مطالعۂ قدرت کی جماعت کے استعمال کے لئے بطور پرندوں کا گھر استعمال کیا جائے۔

خالی ریلوں سے گھوڑا بنانا

گھوڑا بنانے کے لئے خالی ریلوں اور کاغذی منکوں کو تار میں پرونا پڑتا ہے۔ گذشتہ ماہ کے پرچے میں کاغذی منکے بنانے کا طریقہ بتایا جا چکا ہے

گھوڑا سوار بنانے کے لئے کاغذ کی بہت سی تہیں اُوپر نیچے رکھکر تار سے باندھ دو۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔

ایک بڑی اور لمبی ریل اور بانس کے پتلے پتلے ٹکڑوں سے ہاتھی بنایا جاتا ہے۔ یہ چھوٹے سائز کا ہاتھی سینڈ ٹیبل پروجیکٹ میں ہی کام دیسکتا ہے۔

مسخرا بنانا

مسخرا بنانے کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے۔ (۱) چھوٹی ریلیں جن سے ٹانگیں اور بازو بنائے جاتے ہیں۔ (۲) ایک بڑی ریل جس سے مسخرے کا جسم بنتا ہے۔ (۳) تار جس میں ان ریلوں کو پرویا جاتا ہے۔ اگر مناسب سائز کی ریلیں نہ مل سکیں۔ تو کھوکھلے بانس کے گول ٹکڑے استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ ان ریلوں یا بانس کے ٹکڑوں سے بنائی ہوئی گڑیا بچوں کی دلچسپی کا موجب ہوگی۔ کیونکہ تار کی وجہ سے جسم کے اعضاء تھوڑی سی حرکت سے جھولتے رہیں گے۔ ہاتھ موٹے گتے یا تار سے بنائے جاتے ہیں۔ پاؤں کافی بھاری ہونے چاہئیں۔ اگر سکے کا ٹکڑا مل سکے۔ تو اس سے پاؤں بنائے جائیں۔ ورنہ لکڑی کے وزن دار ٹکڑے یا چکنی مٹی سے تیار کئے جائیں۔

موم بتی دان:۔ اس چیز کے بنانے میں بہت ہی تھوڑی ریلوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ بنانے کا طریقہ بھی آسان ہے بڑے سے بڑے سٹینڈ کے لئے دو ریلیں ایک دوسرے کے اُوپر رکھکر گوندسے جوڑ دی جائیں۔ نچلی ریل کے پیندے پر بھاری گتے کا یا لکڑی یا ٹین کا گول ٹکڑا ٹکڑا گوند سے چپکا دو۔ تاکہ موم بتی کا سٹینڈ گر نہ پڑے۔ ٹین کے ٹکڑے کا قطر ریل کے قطر سے دُگنا ہو۔ اُوپر والی ریل کے سوراخ کو قدرے چوڑا کرنے کی ضرورت ہوگی۔ تاکہ اُس

CLOWN
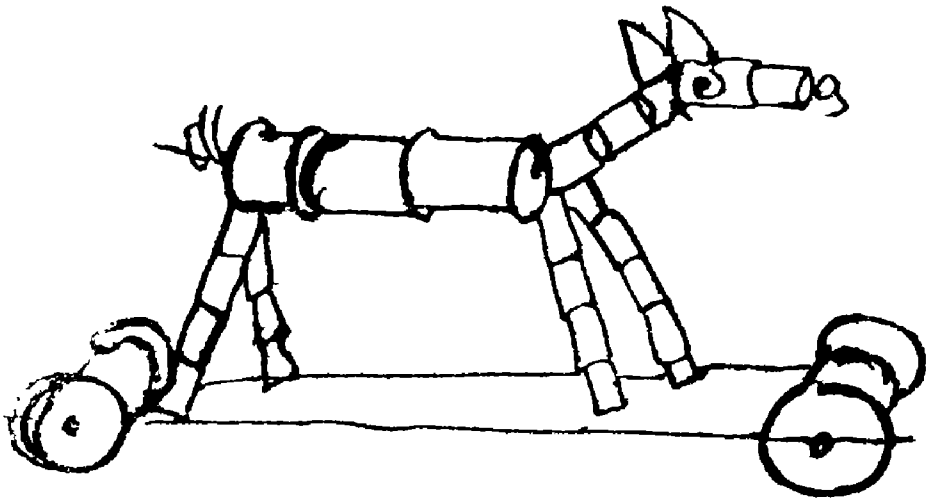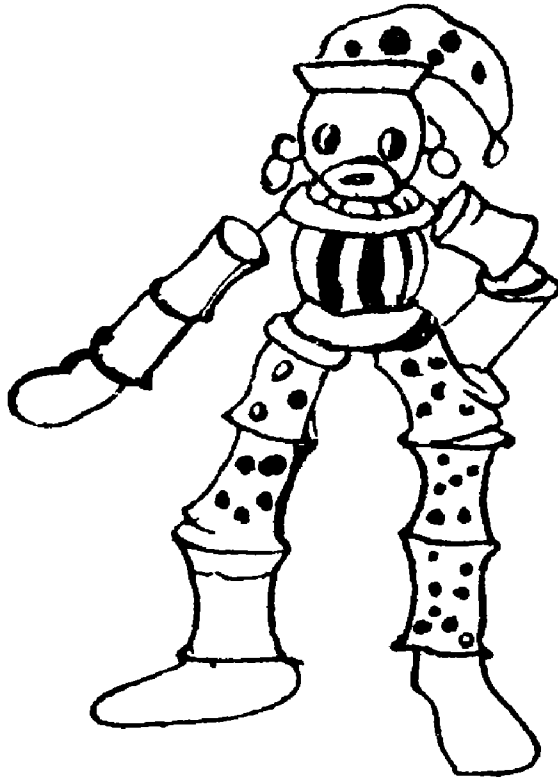
HOBSF ON WHEELS

HUT MADE OF EMPTY REELS
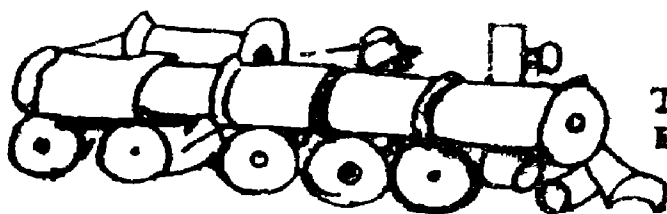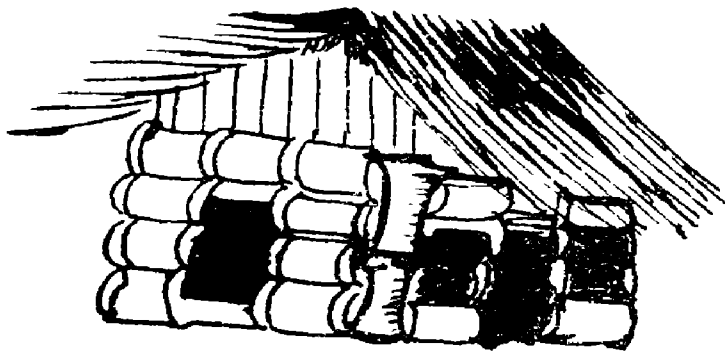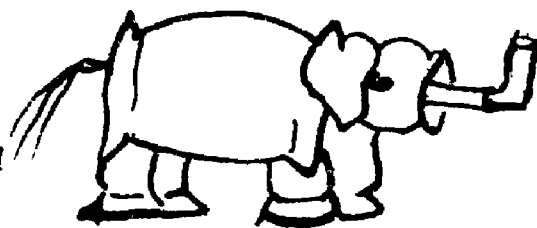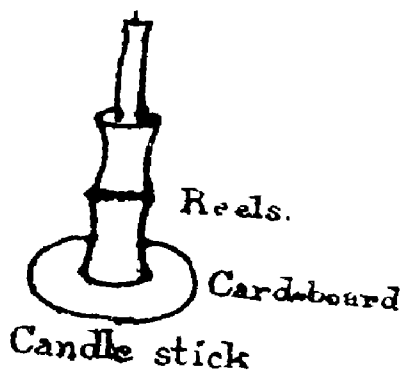
میں موم بتی بآسانی گاڑی جاسکے۔ کرسمس کے تہوار پر ان موم بتی دانوں سے گھر کی آرائش کی جائے۔ کرسمس سے ایک ماہ پیشتر جماعت اس پراجیکٹ کو چلائے تو نہایت اچھا ہوگا۔ یہی موم بتی دان ایسٹر کے دن عشائے ربانی کی میز پر استعمال ہوسکتے ہیں +

(او۔ اے۔ نکلسن)

بچوں کی ابتدائی تعلیم کا ایک آسان طریقہ

پروجیکٹ میتھڈ کا عملی پہلو

اپر پرائمری سکولوں میں پروجیکٹ ڈے کے سلسلے میں بچوں کے کامیاب اور پسندیدہ مشاغل کے علاوہ دو عمدہ اور مفید تقریریں بھی ہوئیں تھیں۔ آج جو تقریر ہم ہدیۂ ناظرین کر رہے ہیں۔ وہ جناب سید محمد صاحب بی۔ اے آنرز متعلّم پرائمری کلاس ٹریننگ کالج نے کی تھی۔ ہمیں امید ہے کہ مسلم لیگ کے تعلیمی حلقوں میں یہ تقریر دلچسپی سے پڑھی جائیگی۔ اپنی آئندہ اشاعت میں ہم پروجیکٹ میتھڈ کی "نفسیاتی بنیاد" کے عنوان کی ایک تقریر جو بابو سیتا پتی سرن انتھر بی اے نے اسی موقعہ پر کی تھی شائع کرینگے +

میں دو لفظوں میں آپ حضرات کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ پروجیکٹ میتھڈ ہے کیا۔ پروجیکٹ میتھڈ وہ طریقۂ تعلیم ہے جس میں طلباء اپنے لئے کوئی مشغلہ خود سے چن لیتے ہیں۔ جب وہ اس میں مشغول ہوتے ہیں استاد کی حیثیت صرف ایک نگراں اور بڑے بھائی کی سی ہوتی ہے کھیل ہی کھیل میں بچے بہت

سارے تعلیمی مضامین پڑھ لیتے ہیں۔

اتحاد کے ایک نامہ نگار نے ۱۰ رجنوری کے اخبار میں "پروجیکٹ میتھڈ پر ایک نظر" کے عنوان سے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے اس میں نامہ نگار نے موجودہ تعلیم کے تین بڑے بڑے نقص گنوائے ہیں۔ اوّل یہ کہ تعلیم کا زندگی سے تعلق نہیں دوم نصاب میں تعلیمی مضامین کی بھرمار ہے۔ سوم طریقۂ تعلیم روکھی پھیکی پابندی رسم کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

میں اس وقت آپ حضرات کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پروجیکٹ میتھڈ کے ذریعہ تعلیم دینے سے کسی طرح اوپر بیان کئے ہوئے نقص دور کئے جا سکتے ہیں۔ مثال کے لئے میں اسی درزی ٹولہ اپر پرائمری اسکول کے طلباء کا چنا ہوا تفریحی پروجیکٹ لیتا ہوں۔ بچوں نے خود غور و فکر کر کے بعد اپنے لئے اس مشغلہ کو چنا۔ طلباء کو انتخاب کرنے اور ایک پکا ارادہ کرنے کا موقع ملا۔ ایک بار طے کر چکنے کے بعد انہیں اس کا موقع نہ رہا کہ وہ اس سے پھر جائیں۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں بارہا ایسا کرنا ہوتا ہے۔ کہ جو فیصلہ ایک بار کر دیا۔ تو کر ہی دیا۔ میرے خیال میں اس سے واضح ہوا کہ اس طریقہ سے تعلیم کس طرح اصلی زندگی کے ساتھ مربوط ہوتی ہے۔ صرف یہی نہیں۔ تمام طلباء نے مل جل کر کام کرنے اور ایک عام مقصد حاصل کرنے کی تربیت پائی۔ ان کے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور اس جذبہ نے ان کے دلوں میں جگہ کر لی۔ آج انہیں اس کا احساس ہے کہ اپنے طریقہ پر وہ بھی کچھ کر سکتے ہیں۔

ہر اسکول کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ طلباء کو اچھے شہری بننے کی تربیت دے

ان کے اندر ملک و ملت کی خدمت کا ایک جذبہ پیدا کر دے۔ لیکن ہمارے آئے دن کے جھگڑے سے یہ بات صاف ظاہر ہے۔ کہ ہمارے قوم میں ایسے شہریوں کی جو کسی خاص مسئلہ پر خود غور کر کے اس کے سب پہلوؤں کو سمجھ کر ایک ذاتی رائے قائم کریں شدید کمی ہے۔ وہ صرف دوسروں کی کہی سُنی باتیں دھرا سکتے ہیں۔ وہ ملکر کام کرنا تو جانتے ہی نہیں۔ جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں۔ اگر ہمارے طلباء پروجیکٹ میتھڈ کے ذریعے تعلیم دیے جائیں تو چھٹے ہی سے انہیں سوچ بچار کرنے اور مل جُلکر ایک عام مقصد حاصل کرنے کی تربیت قدرتاً ملتی ہے۔

مگر ہمارے موجودہ سکولوں میں ہوتا یہ ہے۔ کہ بچّوں کو رٹنے کی خوب اجازت ہوتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی قوّتِ متخیلہ بڑھنے نہیں پاتی۔ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو عار جانتے ہیں۔ اس لئے ایک معمار۔ بڑھئی یا مزدور کی ان کے نظر میں کوئی قدر نہیں ہوتی جب ہم لوگوں نے پروجیکٹ میتھڈ شروع کیا۔ تو اکثر بچّوں کو جھاڑو دینے اور کوڑے کرکٹ صاف کرنے میں سخت عار ہوتا تھا۔ مگر ہماری دیکھا دیکھی انہیں معلوم ہوا۔ کہ یہ کوئی عار کی بات نہیں۔ اور اب تو یہ حال ہے کہ صفائی کرنا اور صاف رہنا ان کا نصب العین ہے۔ ایسے ہی طلباء سے ہم سوشل سروس کی امید رکھ سکتے ہیں۔ نہ کہ ان طلباء سے جو صرف امتحان پاس کر لینے کے لئے خوب رٹ سکتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے۔ کہ پروجیکٹ میتھڈ میں تعلیمی مضامین کی بھرمار نہیں ہو سکتی۔ اسی اسکول کے بچّوں کو دیکھئے۔ یہی نہیں۔ کہ انہوں نے صرف نصابی چیزیں پڑھ لیں بلکہ تصویریں۔ نقشے۔ پھول۔ جھنڈی اور سکریاں بنائیں۔ لوگوں سے ملے اور

ملنے ملانے کے آداب سیکھے۔ ابھی ابھی وہ اپنے مہمانوں کی خاطر مدارات کرنے کی مشق کریں گے۔

پروجیکٹ میتھڈ ہندوستانی طلباء کے نشو و نما میں ایک اہم کام سرانجام دیتا ہے۔ دیکھا گیا ہے کہ اکثر طلباء اسکول میں داخل ہو تو جاتے ہیں۔ مگر انہیں تعلیم اس لئے پھیکی معلوم ہوتی ہے کہ ان کے سامنے کوئی مقصد نہیں ہوتا۔ پروجیکٹ میتھڈ کے ذریعہ تعلیم کی بنیاد ہی اس اصول پر ہے کہ طلباء خود اپنی پسند سے ایک مقصد اپنے سامنے رکھ لیتے ہیں۔ اور جوں جوں وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ ایسی تعلیم پاتے ہیں۔ جس کا تعلق براہِ راست زندگی سے ہوتا ہے۔ درجہ چہارم جب صوبہ بہار کے معدنی پیداوار کا نقشہ بنا رہا تھا۔ تو میگنیز اور تانبے کے ٹکڑوں کی ضرورت ہوئی۔ بچوں نے کہا۔ کہ یہ چیزیں میرے گھر نہ ملیں گی۔ سوال ہوا۔ کہ کیا کیا جائے۔ کلاس نے جواب دیا۔ کہ ٹریننگ کالج کے پرائمری کلاس میں چھوٹا سا جادو گھر ہے۔ اس لئے اُستاد درگا بابو سے دریافت کریں۔ شاید یہ چیزیں مل جائیں۔ چنانچہ میگنیز کا ٹکڑا تو مل گیا۔ مگر تانبے کی مشکل حل نہ ہو سکی۔ بہت غور و فکر کے بعد کلاس نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ چونکہ پتھریلی حالت والا تانبا نہیں مل رہا ہے۔ اس لئے ایک پیسہ کو کاٹ کر نقشے پر ساٹ دیا جائے۔ چنانچہ درجہ چہارم کے نمائندے لوہار کے پاس گئے۔ ایک ادھیلے میں ایک پیسہ کو کٹوا کر ایک ٹکڑے کو نقشے پر لگا دیا۔ خیال فرمائیے۔ کہ اس معمولی سی بات کے لئے درجہ چہارم غور فکر اور عمل کے کن کن دوروں سے گزرا۔

پروجیکٹ میتھڈ میں طلباء کو آزادی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایک غیر معمولی

انہماک سے کام کرتے ہیں۔ ان کے اندر خود اعتمادی کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ یاد کریں۔ کہ جن دنوں سے ہم لوگوں نے اس طریقۂ تعلیم کو شروع کیا درزی ٹولہ اپر پرائمری اسکول کی زندگی کا یا پلٹ ہو گئی۔ بچے پڑھنے اور کام کے لئے بیتاب رہا کرتے تھے۔ وہی طلباء جو وقت پر اسکول آنا جانتے ہی نہ تھے۔ بجائے دس کے آٹھ بجے اسکول آتے اور ہم لوگوں کو کالج ہوسٹل سے کھینچ کھینچ کرلاتے۔ ان کا ہمیشہ یہی اصرار رہتا کہ کھانا پینا بھی چھوڑ کر ہم لوگ انہیں رات رات تک مشورہ دیں۔ اور ان کی مدد کریں۔ یہی بچے جو اُستادوں کے سامنے بیٹھے رہتے تھے۔ اب انہیں اپنا ہی خواہ سمجھتے ہیں اور ان کے ساتھ آزادی سے بات چیت کرکے اپنی کہتے ہیں۔ ایک بار پھر پروجیکٹ میتھڈ کے ذریعہ تعلیم دئے جانے کی اہمیت کو عرض کئے دیتا ہوں:۔

پروجیکٹ میتھڈ کے ذریعہ ہم بچوں میں کسی نئے کام میں پہل کرنے۔ قصد کرنے اور ذمہ داری کا مادہ پیدا کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں!

خداوند مسیح اور بچے
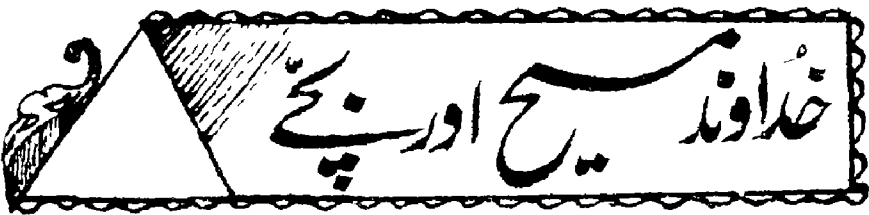
اداکار { رسول :۔ پطرس۔ اندریاس۔ یعقوب۔ یوحنا
بچے :۔ مرقس۔ ڈیوڈ۔ لوتا۔ جوئیل۔ مریم۔ راحیل۔ سلیکساری لڑکا

منظر :۔ جھیل گلیل کا ساحل۔

سین I

(بچوں کا اندر داخل ہونا۔ سامری لڑکے کا کچھ فاصلے پر اُن کے پیچھے پیچھے آنا
بچے جھیل کے ساحل پر ریت میں بیٹھ کر کھیلنا شروع کر دیتے ہیں)

ڈیوڈ۔ یہ بہت ہی اچھی جگہ ہے۔ تمام گلیل میں ایسی جگہ نہیں ملے گی۔ ریت کیسی صاف اور چمکدار ہے۔ پاس ہی جھیل کا گہرا نیلا پانی لہریں مار رہا ہے۔ اس تنہائی کی جگہ پر ہماری کھیل میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہو گی

لوقا:۔ پطرس اور یوحنا ہر روز یہاں اپنے مچھلی پکڑنے والے جالوں کی مرمت کرنے آتے ہیں۔ اندریاس اور یعقوب بھی اُن کے ہمراہ آتے ہیں۔ وہ ہم جیسے بچوں کو پسند نہیں کرتے۔

جوئیل پطرس بہت بے رحم ہے میں نے ایک دن اُس سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے اپنی کشتی میں بٹھا کر جھیل کی سیر کرائے لیکن اس نے ترشروئی سے جواب دیا "نہیں میرے پاس بچوں سے سر کھپائی کرنے کے لئے وقت نہیں ہے۔ یہاں سے چلے جاؤ" کاش کہ میں بھی آدمی ہوتا! اچھا آج ہم ریت میں کیا کچھ بنائیں گے؟

راخل:۔ میں تو ایک گھر بناؤں گا۔ میری ماں کو ایک بڑے گھر کی ضرورت ہے۔ میں اپنی ماں کے لئے ایک گھر بناؤں گا۔

مریم:۔ یہ ریت چمکدار ہے۔ یہ بادشاہ کے محل کی طرح چمکتی ہے میں تو بادشاہ کے لئے گھر بناؤں گی۔ آؤ ہم سب مل کر اسرائیل قوم کے بادشاہ کے لئے ایک گھر بنائیں۔

سامری لڑکا:۔ (بڑے شوق سے آگے بڑھکر) میں پانی لاؤں گا۔ اس گھر

کے بنانے میں تمہاری مدد کریں گا۔ ابد ازاں ہم چمکدار ریت اس پر چھڑک دینگے۔
ڈیوڈ:۔ نہیں تو اسرائیل کے بادشاہ کیلئے گھر نہیں بنا سکتا۔
سامری لڑکا:۔ میں کیوں نہیں بنا سکتا؟
ڈیوڈ:۔ سامری ہے ہم یہودی ہیں۔ ہمیں سامری لوگوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تیری مدد کے بغیر یہ گھر بنا سکتے ہیں۔
سامری لڑکا:۔ مجھے بھی اس گھر کے بنانے میں اپنے ساتھ شریک کر لو۔ میں وفاداری سے کام کروں گا۔
ڈیوڈ:۔ نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تو ہماری آنکھوں سے دور ہو جا۔
تمام بچے:۔ کتّا کہیں کا۔ سامری کا بیٹا۔ چل نکل یہاں سے۔ (وہ سامری لڑکے کو دھکے دیکر باہر نکال دیتے ہیں)
ڈیوڈ:۔ میرے باپ نے مجھے ہدایت کی تھی۔ کہ سامری لوگوں سے میل جول نہ رکھو۔ جہاں تک ہو سکے۔ اُنہیں اپنے ملک سے نکال دینا چاہئے۔ تب ہی ہم اسرائیل کے بادشاہ کے لئے گھر بنا سکیں گے۔ اچھا۔ آؤ۔ اس مکان کے لئے گہری بنیاد کھودیں۔
لوقا:۔ میں نے اکثر پطرس۔ اندریاس۔ یعقوب اور یوحنا کو جھیل میں کشتی ڈالتے دیکھا ہے۔ مرقس بھی اُن کی مدد کرتا ہے۔ یہ چاروں مچھوے (مچھلی پکڑنے والے) مرقس کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ کاش کہ مرقس بھی ہمارے ساتھ کھیل میں شریک ہوتا۔
ڈیوڈ:۔ مرقس کی عمر اس وقت بارہ سال کی ہے۔ وہ اچھا خاصہ آدمی ہے۔ وہ گلیل کے اُس عجیب غریب آدمی کی پیروی کرتا ہے۔ وہ ہمیں اُس شخص کے عجیب کاموں کے متعلق بہت سی کہانیاں سنا سکتا ہے۔

مریم: - میری خواہش ہے۔ کہ مرقس یہاں آکر ہمیں ایک کہانی سُنائے۔
راچل: - آؤ ہم اسے بلائیں۔
لوقا: - مَیں تو اتنی جرأت نہیں کر سکتا۔ مچھوے ناراض ہو جائینگے۔
ڈیوڈ: - مَیں اسے بلاتا ہُوں۔ (مرقس کو آواز دیتا ہے) (مرقس اندر داخل ہوتا ہے)
مرقس: - کیا تم نے مجھے بُلایا تھا؟
مریم: - مرقس بھیا۔ آؤ اور ہمارے ساتھ کھیلو۔ ہمیں گلیل کے اُس شخص کے متعلق کچھ بتاؤ۔
مرقس۔ نہیں۔ میرے پاس فُرصت نہیں۔ میرے ساتھی مچھوے تمام رات دوڑ دھوپ کرتے رہے ہیں۔ لیکن ایک مچھلی بھی اُن کے ہاتھ نہیں آئی۔ مجھے ضرور جا کر اُن کی مدد کرنی چاہیئے۔
راچل: کیا تم ان جالوں کو یہاں نہیں لا سکتے؟
ڈیوڈ: - نہیں۔ یہ ٹھیک نہیں۔ اس طرح وہ چاروں بے رحم مچھوے بھی یہاں آ جائیں گے۔ اور ہماری کھیل میں خواہ مخواہ دخل دینگے۔
پطرس: - (ایک طرف سے بُلاتا ہے) مرقس۔ مرقس!
مرقس: - مَیں آ رہا ہوں (مرقس باہر جاتا ہے اور چند لمحوں کے بعد مچھوؤں کے ساتھ واپس آ جاتا ہے۔ مچھوؤں کے ہاتھوں میں جال ہیں پطرس جان بوجھ کر کھیلتے ہوئے بچّوں کے بیچ میں گھُس جاتا ہے۔ اُن کے گھر کو مسمار کرتا ہے۔)
پطرس۔ آگے سے ہٹ جاؤ۔ کیا تُم ہمارے جالوں کو توڑنے آئے ہو؟
یعقوب: - ہم تمام رات جالوں کی مرمّت کرنے اور مچھلیاں پکڑنے میں لگے رہے ہیں۔ ہمیں اب آرام کرنے دو۔ شور نہ مچاؤ۔

یوحنا:۔ یہ جگہ بچوں کے کھیلنے کے لئے نہیں ہے۔
مرقس: (بچوں سے مخاطب ہو کر) تم سب ذرا دُور جا کر پانی کے کنارے میرا انتظار کرو۔ میں ابھی آ کر تمہیں وُہ کہانی سناؤں گا جو میں نے خداوند یسوع مسیح سے سُنی ہے۔ (بچے بائیں طرف تھوڑے فاصلے پر جا کر بیٹھ جاتے ہیں وُہ پھر گھر بنانا شروع کر دیتے ہیں۔ ایک لڑکا پانی لاتا ہے اور دوسرا ریت کو پانی میں ملاتا ہے۔ مچھوؤے اپنے جالوں کی مرمت میں مصرُوف ہیں)
یوحنا:۔ اگر آج یسوع ہمارے ساتھ ہوتا۔ تو ہم اتنا کبھی نہ تھکتے اور نہ ہی حراساں ہوتے۔ کیونکہ اس کے پاس حقیقی تسلی و اطمینان ہے۔
اندریاس:۔ یسوع بہت ہی اچھا مچھوا ہے۔ وُہ جانتا ہے۔ کہ جال کہاں پھینکنا چاہئے۔
یعقوب:۔ اس کے پاس الہٰی قوّت ہے۔ اس کی دانائی میری سمجھ سے بالاتر ہے
پطرس۔ (مرقس سے مخاطب ہو کر) کیا تم اُس کی باتوں کو غور سے سُنتے ہو؟ تم یسوع مسیح سے بہتر اُستاد کہیں نہیں پاؤ گے۔
مرقس:۔ اس کی باتیں میرے دل پر کالنقش فی الحجر ہو گئی ہیں۔
(راحیل چپکے سے مرقس کے پیچھے جا کر اس کا کُرتہ کھینچتی ہے)
راحیل:۔ مرقس بھیا۔ تم نے وعدہ کیا تھا۔ اب وُہ کہانی سُناؤ۔
پطرس: شرارتی بچو۔ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا۔ کہ یہاں سے چلے جاؤ۔ (راحیل خوفزدہ ہو کر واپس دوڑ جاتی ہے)
مرقس:۔ ہاں۔ مَیں نے وعدہ کیا ہے۔ جال کی مرمت ہو چکی ہے۔ اب تم آرام کرو۔ (مچھوؤے آرام کرنے کے لئے زمین پر لیٹ جاتے ہیں۔

مرقس اُن بچوں کے پاس آجاتا ہے۔ سامری لڑکا بھی مرقس کی کہانی سننے کے لیے آہستہ آہستہ نزدیک آجاتا ہے)

مرقس:۔ یسوع نے ایک دن ہمیں "نیک سامری" کی بات سنائی تھی۔

ڈیوڈ:۔ (تعجب سے) نیک سامری! کیا کوئی سامری بھی نیک ہو سکتا ہے؟

مرقس:۔ خداوند نے ایسا کہا تھا۔

(بچے کہانی کو غور سے سننے کے لیے اور بھی نزدیک آجاتے ہیں)

مرقس:۔ ایک شخص یروشلم سے یریحو کو جا رہا تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے اُسے گھیر لیا۔ انہوں نے اُس کے کپڑے اُتار لئے۔ اُسے مار کوٹا اور زخمی کر دیا۔ اُسے ادھ مُوا سا چھوڑ کر چلے گئے

ڈیوڈ:۔ کاش کہ میں اُس شخص کی مدد کے لیے وہاں ہوتا!

مریم:۔ بیچارا مسافر! کیا کسی نے بھی اُس کی مدد نہ کی؟

مرقس:۔ اچانک وہاں سے ایک فریسی کا گزر ہوا۔ لیکن جب اُس نے زخمی مسافر کو دیکھا تو وہاں سے کترا کر آگے چلا گیا۔ اِسی طرح ایک لیوی بھی زخمی مسافر کے پاس سے گزر گیا۔ پھر ایک سامری شخص وہاں سے گزرا۔ اُسے زخمی مسافر پر ترس آیا۔ اُس نے اُس کے زخموں پر تیل اور شراب چھڑک کر کپڑے سے باندھا۔ اور اُٹھا کر اپنے گھوڑے پر بٹھایا۔ اُسے ایک سرائے میں لے آیا اور اُس کی ہر طرح سے حفاظت کی۔

سامری لڑکا:۔ (مرقس سے مخاطب ہو کر) اچھا۔ تو وہ گھوڑے والا آدمی میرے وطن سے تھا؟

مرقس:۔ ہاں یسوع نے اِسی طرح بتایا تھا۔

ڈیوڈ :۔ چُپ رہو لڑکے زبان بند کرو۔ اچھا مرقس پھر کیا ہوا؟
مرقس: اگلی صبح جب گھوڑے والا سامری وہاں سے رخصت ہُوا۔ تو اُس نے کچھ نقدی نکال کر سرائے کے مالک کو دی اور اُس سے کہا۔ "براہِ مہربانی۔ اس زخمی مسافر کی اچھی طرح رکھوالی کرو۔ جو کچھ اس پر خرچ آئے میں واپس آتے وقت ادا کر دُوں گا۔
ڈیوڈ :۔ وُہ تو بہت نیک اور رحم دل آدمی نکلا۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ وُہ شخص یہودی نہیں تھا؟
(مچھوے جانے کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں)
یعقوب:۔ ہاں۔ لڑکا درست کہتا ہے۔ وُہ گھوڑے والا آدمی یہودی نہیں تھا۔
پطرس:۔ میں نے سامریہ سے کوئی اچھی چیز نکلتی ہُوئی نہیں سُنی۔
(مچھوے باتیں کرتے اور اپنے سر ہلاتے باہر چلے جاتے ہیں)
ڈیوڈ :۔ مرقس تمہارا اُس شخص کے متعلق جس نے زخمی کی امداد کی۔ کیا خیال ہے؟
مرقس :۔ یسُوع نے کہا۔ کہ وُہ سامری تھا (سامری لڑکے کے سر پر ہاتھ رکھکر) جیسا کہ یہ لڑکا بھی سامری ہے۔
ڈیوڈ :۔ ارے تم پھر یہاں آ گئے۔ یہ جگہ تمہارے لیئے نہیں ہے۔ اور یہ کہانیاں بھی تمہارے مطلب کی نہیں یہاں سے دُور چلے جاؤ۔ ورنہ پیٹے جاؤ گے۔
(بچے سامری لڑکے کو باہر نکالنے کے لیئے اُٹھ کر چلے میں۔ مرقس اور مریم وہاں بیٹھے رہتے ہیں۔ مریم جھیل کے پار یسُوع کو دیکھکر

کہتی ہے)

مریم :۔ وُہ دیکھو۔ کتنی بھیڑ ہے ۔ اس طرف آ رہی ہے ۔
(بچے واپس آتے ہیں اور ٹکٹکی لگا کر اس آتی ہُوئی بھیڑ کو دیکھتے ہیں)

مرقس : (عزت کے لہجے سے) یہ یسُوع مسیح ہے ۔

راچل :۔ لوگ کس طرح اس کے پیچھے آتے ہیں! اُنہیں کسی قسم کا ڈر نہیں ۔

ڈیوڈ :۔ وُہ بادشاہ کی طرح چلتا ہے اور ہمیشہ سچی بات کہتا ہے ۔

جوئیل :۔ میری خواہش ہے کہ ہم اس سے باتیں کریں ۔

مریم :۔ مرقس ۔ تم اُسے جانتے ہو کیا وُہ ہماری بات کو سُنیگا ؟

مرقس :۔ ہاں ضرور ۔ وُہ تمہاری بات کا جواب دے گا ۔ اُسے بُلاؤ ۔

تمام بچے :۔ یسُوع جی ۔ ہم بچے تمہیں پکار رہے ہیں ۔ ہماری بات بھی سُنتے جانا ۔

ڈیوڈ :۔ وُہ ہماری طرف دیکھ رہا ہے

راچل :۔ دیکھو اُس کی دِل لبھانے والی مسکراہٹ ۔

مریم :۔ مَیں یسُوع سے پیار کرتی ہُوں ۔

(بچے گانا شروع کر دیتے ہیں)

ہوشعنا ۔ ہوشعنا ۔ ہم چھوٹے بچے گاتے ہیں
اے یسوع جی ۔ گلیل جھیل کے اُوپر سے ہمارا گانا سنو
ہوشعنا ۔ ہوشعنا ۔ ہماری خوشی سے بھری ہُوئی آوازیں گُونج رہی ہیں
اے یسوع ۔ بچوں کے دوست ۔ ہم تمہیں پیار کرتے ہیں

راچل :۔ دیکھو وُہ ہمارا گانا سُن کر مُسکرا رہا ہے
مریم :۔ دیکھو۔ وُہ اپنا ہاتھ ہلا رہا ہے ۔
(مرقس چلا جاتا ہے)
جوئیل :۔ مرقس ۔ کیا تُم جا رہے ہو؟
مرقس :۔ ہاں ۔ مَیں یسُوع کے پاس جا رہا ہوں ۔
ڈیوڈ :۔ ہم بھی جائیں گے ۔
(تمام بچے باہر چلے جاتے ہیں ۔ سامری لڑکا درمیان میں آ کر بڑی حسرت سے اُن کو جاتے ہُوئے دیکھتا ہے اور پھر خود بھی اُن کے پیچھے پیچھے روانہ ہوتا ہے)

سین II

(بچے اندر داخل ہوتے ہیں ۔ مریم رو رہی ہے ڈیوڈ اُسے تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے ۔)
ڈیوڈ :۔ بہن مریم ۔ مت روؤ ۔
مریم :۔ یسُوع مسیح مجھے دیکھکر مُسکرایا تھا ۔ وُہ مجھے اپنے پاس بلایا چاہتا تھا ۔ لیکن پطرس اور یوحنّا نے ہمیں دھکے دیکر باہر نکال دیا ۔
جوئیل :۔ ہاں یہ لوگ بڑے بے رحم ہیں ۔ کہتے ہیں ۔ یہ جگہ بچّوں کے لئے نہیں ۔
راچل :۔ اُن کے دِل سخت ہیں ۔ ان میں ترس نام کو نہیں ۔

مریم :۔ مَیں یسُوع سے مِلنا چاہتی ہوں ۔

لُوقا :۔ لوگوں کو چلا جانے دو۔ ہم انتظار کریں ۔تب ہم یسُوع کے پاس چلیں گے ۔

مریم :۔ کوئی نہ کوئی شخص ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے

راخیل :۔ ہاں ۔ لوگ اُسے اتنا ہی پیار کرتے ہیں ۔ جتنا ہم کرتے ہیں ۔

(مرقس اندر داخل ہوتا ہے سامری لڑکا اُس کے پیچھے پیچھے آتا ہے ۔سامری لڑکا بچوّں کی نگاہوں سے چھپنے کی کوشش کرتا ہے)

مرقس :۔ مریم تمہیں کیا ہوگیا ۔کیوں آنسو بہا رہی ہو ؟

مریم :۔ ہم یسُوع کو دیکھنا چاہتے ہیں ۔جب ہم اس کے پاس گئے تو اُس کے شاگردوں نے ہمیں جھڑک کر وہاں سے نکال دیا ۔

ڈیوڈ :۔ پطرس ، اندریاس ،یعقوب اور یوحنا نے ہمیں اُس کے پاس نہیں جانے دیا ۔وُہ بچوّں کو پیار نہیں کرتے ۔

مرقس :۔ خُداوند نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے ۔تاکہ تمہیں اُس کے پاس لے جاؤں ۔

ڈیوڈ :۔ اُس کے شاگرد ہمیں واپس کر دیں گے ۔

مرقس :۔ نہیں ۔اب وُہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے ۔کیونکہ یسُوع نے کہا ہے "چھوٹے بچوّں کو میرے پاس آنے دو۔ اور اُنہیں منع نہ کرو۔"

مریم :۔ اگر یسوع نے ہمیں بلا بھیجا ہے ۔تو ہم بڑی خوشی سے جائینگے ۔

(سب بچے باہر چلے جاتے ہیں۔ سامری لڑکا اُن کے پیچھے پیچھے جاتا ہے)

سین III

(بچے خوشی خوشی اندر آتے ہیں۔ بیٹھکر ریت سے کھیلنا شروع کرتے ہیں۔ ہر ایک کے دل میں یسُوع کو دیکھنے کی اُمنگ ہے۔ سامری لڑکا بھی ایک طرف بیٹھ جاتا ہے۔ مرقس بھی اُن بچوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے)

لوقا:۔ یسُوع نے بہت ہی اچھی کہانی سُنائی تھی۔ مَیں نے ایک ایک لفظ سُنا۔

مریم:۔ کاش کہ میں ہر روز یسُوع کے ساتھ ساتھ ہوتی۔

راچل:۔ اگر مجھے اُس کے ساتھ رہنے کا فخر حاصل ہو جائے۔ تو میں ہمیشہ نیک لڑکی رہ سکتی ہوں۔

جویل:۔ کیا تُم نے یہ بات یاد نہیں رکھی۔ کہ یسُوع کے کہنے پر کس طرح اُس کے شاگردوں نے ہمارے گزرنے کے لیئے راستہ بنا دیا تھا۔ تمام بھیڑ کو پرے ہٹا دیا تھا۔

ڈیوڈ:۔ کیا تُم نے پطرس کو دیکھا تھا؟ وُہ اگرچہ بچوں کو پیار نہیں کرتا۔ پھر بھی اُس نے پیار سے سامری لڑکے کو اپنے کندھے پر اُٹھا لیا تھا۔ تاکہ وُہ یسُوع کو اچھی طرح سے دیکھ سکے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔

راچل:۔ یسُوع بہت تھکا ہُوا معلُوم ہوتا تھا۔ شاید اُسے آرام کرنے کے

لئے فرصت نہیں ملتی ۔

مریم :۔ میں نے اُسے یہ کہتے سُنا ہے کہ لومڑیوں کے بھٹ ہوتے ہیں اور ہوا کے پرندوں کے لئے گھونسلے لیکن ابنِ آدم کے لئے سر دھرنے کو جگہ نہیں ہے"۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وُہ اپنے متعلق کہہ رہا تھا۔

ڈیوڈ :۔ بیتا مرقس۔ واقعی خداوند مسیح بہت تھکا ماندہ ہے۔ اور کیا اس کے سر دھرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

مرقس :۔ اب وُہ آرام کرنے جا رہا ہے۔ دیکھو وُہ اپنے چھوٹے شاگردوں کے ساتھ جھیل کی طرف جا رہا ہے۔ وہاں کشتی میں لیٹ کر آرام کرے گا۔

ڈیوڈ :۔ آؤ ہم یسُوع کے لئے ایک گھر بنائیں۔

(سامری لڑکا مدد کے لئے آگے بڑھتا ہے)

ڈیوڈ :۔ ارے لڑکے۔ تُم ہمارے کام میں دخل نہ دو۔ کیا میں نے تمہیں بار بار نہیں کہا۔ کہ یہاں سے چلے جاؤ۔

سامری لڑکا :۔ مجھے پیارے یسُوع کے لئے گھر بنانے دو۔ اُس نے تو مجھے نہیں دھتکارا۔ اُس نے پیار سے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا تھا۔

ڈیوڈ :۔ واقعی یسُوع نے اپنا ہاتھ تیرے سر پر رکھا تھا؟

سامری لڑکا :۔ ہاں۔ یسُوع تمام بچوں کو پیار کرتا ہے۔ مجھے بھی چاہتا ہے مجھے اس کے لئے گھر بنانے میں مدد کرنے دو۔

ڈیوڈ :۔ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ تم ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھتے رہو لیکن اس گھر کو ہاتھ مت لگاؤ۔ تم ابھی تک سامری ہی ہو۔

مریم :- یسُوع ساری بچّوں کو بھی پیار کرتا ہے۔

ڈیوڈ :- کیا تمہیں اس بات کا پکاّ یقین ہے ؟

مریم :- ہاں ۔ مَیں نے اُسے اپنے شاگردوں اندریاس پطرس یعقوب اور یوحنّا کو یہ کہتے سُنا ہے ۔ کہ وُہ تمام اقوام کے بچّوں کو محبّت کرتا ہے ۔

ڈیوڈ :- مجھے اس بات کا یقین نہیں آ سکتا ۔ اُس نے اُن کو اور کچھ بتایا تھا؟

مرقس :- تُم خود ان سے پُوچھ سکتے ہو ۔ دیکھو وُہ آ رہے ہیں ۔

(پطرس اور یوحنّا اپنے جال گھسیٹتے ہُوئے پیچھے سے اندر داخل ہوتے ہیں ان کے پیچھے پیچھے اندریاس اور یعقوب آتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں پطرس جان بوجھ کر بچّوں کے بنائے ہُوئے گھر پر اپنا پاؤں رکھدیتا ہے)

پطرس :- بچ جاؤ ۔ بچو !

بچے :- ارے پطرس ۔ بھائی یوحنّا !

ڈیوڈ :- تُم نے ہمارے گھر کو خراب کر دیا ہے ، یہ گھر ہم نے یسُوع کے لئے تیاّر کیا تھا ۔

پطرس :- ننھے بچّو ۔ ہمیں معاف کرو ۔ غلطی سے ہمارے پاؤں اُوپر رکھے گئے ہم دوبارہ اس گھر کو بنانے میں تمہاری مدد کرینگے ۔

یوحنّا :- آؤ میرے ساتھیو ۔ جالوں کی مرمّت بعد میں کرینگے ۔ آؤ پہلے ان بچّوں کا گھر بنا دیں ۔ (مچھوُدے ریت کا گھر بنانے میں مشغُول ہو جاتے ہیں ۔ بچّے پانی اور ریت لاتے ہیں)

اندریاس :- کیا تمہارا خیال ہے ۔ کہ یسُوع کو گھر کی ضرُورت ہے ؟

مریم :- اُس نے خود کہا ہے ۔ کہ اُسکے سر دھرنے کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے ۔

یوحنا :- اگر پھر کبھی تمہیں خداوند یسوع کے لئے گھر بنانے کا موقع ملے تو ریت پر نہ بنانا بلکہ چٹان پر بنانا۔ کیونکہ ہمارے خداوند نے خود ایسا کرنے کو کہا ہے۔

ڈیوڈ :- کیا کشتی میں یہی بات اُس نے تمہیں کہی تھی ؟

مریم :- اس نے اور کیا کہا تھا ؟

پطرس :- اُس نے کہا تھا " تم میرے پیچھے آؤ تو میں تمہیں آدمیوں کا پکڑنے والا بناؤں گا " +

نوٹس

انعامی کہانیوں کے نتائج

پنجاب کرسچن کونسل کی اڈلٹ لٹریسی کمیٹی بڑی خوشی سے انعامی کہانیوں کے نتائج درج کرکے انعام جیتنے والے اصحاب کو مبارکباد پیش کرتی ہے۔ بہت سی دلچسپ کہانیاں ہمارے پاس بھیجی گئی تھیں۔ جو کہ آسان پنجابی زبان میں لکھی ہوئی تھیں۔ تقریباً تمام کی تمام کہانیاں نوخواندہ بالغوں کے لئے مفید ہیں۔ چونکہ چار سے زیادہ کہانیاں پسند آئیں۔ لہذا اشتہار کے مطابق انعامات کو تبدیل کرکے چار کی بجائے آٹھ اصحاب کو انعام دینا مناسب خیال کیا۔ سیکنڈ اور تھرڈ انعامات کو چند حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اِن انعامی

کہانیوں کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے گا۔

~~~~~

مبلغ ۵: روپے۔ پہلا انعام۔ "وفادار بنو"۔ از ماسٹر بھوم مشن سکول موگا۔
مبلغ ۱۰ " دوسرا " ۔ "توڑیاں دی تمثیل"۔ مسٹر شرنداس بائبل سوسائٹی لاہور
مبلغ ۱۰ " " " ۔ "رب دا پیارا"۔ والٹر ایس۔خاں لاہور
مبلغ ۱۰ " " " ۔ "یوسف" آصف ایس۔ل نارمل کلاس موگا
مبلغ ۱۰ " " " ۔ "شاؤل بادشاہ"۔ بی اے خاں نارمل کلاس موگا
مبلغ ۵ " ۔ تیسرا انعام۔ "پریم پجاری"۔ فضیلت بھٹی نارمل کلاس موگا
مبلغ ۵ " " " ۔ "رب دا بندہ"۔ لال موتی لال لاہور
مبلغ ۵ " " " "سچا سودا"۔ مسٹر مارشل لاہور

چند روز کے بعد منی آرڈر کے ذریعے روپے بھیج دئے جائیں گے +

(مس۔ آر۔ نور جالندھر شہر)
~~~~~

ضرورت

بجلی کا کام۔ موٹر ڈرائیونگ۔ الیکٹریشن انجینئرنگ کا کام۔ مڈل۔ انٹرنس فیل یا پاس نوجوانوں کو نہایت اچھے اچھے طریقے سے سکھایا جاتا ہے۔ اور ولایت کے اور گورنمنٹ کے امتحانات پاس کرلئے جاتے ہیں۔

باہر کے لڑکوں کے لئے بورڈنگ ہوس کا عمدہ انتظام ہے۔ مفصل حالات سیکرٹری پنجاب انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنولوجی۔ سول لائینز لدھیانہ سے دریافت کریں۔

موگا جرنل برائے مدرسین

دیہات سُدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰ | جون سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۳

مدیر :- مسٹر کے - ایچ ٹامسن - ایم - اے
مدیر معاون :- پادری - ایس - کے - رائے
مدیرانِ اعزازی { محمد دین ثاقب بی - اے
میاں عبد العزیز بی - اے - بی - ٹی
مترجم :- خوشحال چند پریم بی - اے
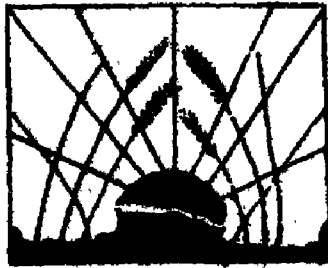
جو اُستاد چاہتے ہیں کہ اُن کے طالب علم محنتی، خود انکار اور مُفید شہری بنیں اُن کو چاہئے کہ پہلے وُہ خود محنتی، خود انکار اور مفید شہری بن کر دکھائیں۔ جو والدین پسند کرتے ہیں کہ اُن کے بچے تابعدار، خوش مزاج اور ہمدرد بنیں۔ اُن کو چاہئے کہ پہلے وُہ خود تابعدار، خوش مزاج اور ہمدرد بن کر نیک نمونہ پیش کریں *

فہرست مضامین

"دیہاتی مدارس میں تعلیم بذریعہ مشاغل" کے سلسلے کی چوتھی اشاعت

شذرات

گذشتہ ماہ مجھے ہندوستان کی پنج سالہ تعلیمی ترقی بابت ۳۲-۱۹۲۷ء
کی رپورٹ کا ریویو پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ نہایت ہی دلچسپ اور مفید چیز ہے
نظر ثانی کرنے والے اصحاب نے کئی مہینے اس پر محنت کی ہوگی۔ تصنیف و
تالیف کا کام آنریبل مسٹر جان سارجنٹ ایجوکیشنل کمشنر گورنمنٹ آف انڈیا
نے نہایت اچھی طرح سے سرانجام دیا ہے۔

یہ ریویو اتنا مفید ہے کہ ہم نے موگا جرنل کے جولائی کے پرچے میں اردو و
انگریزی ہر دو ایڈیشن میں اس کے لب لباب اور خوبیوں کو درج کرنے کا
فیصلہ کر لیا ہے۔ خصوصاً مندرجہ ذیل باتوں پر زور دیا جائے گا:۔

۱۔ لڑکوں کے لئے پرائمری تعلیم
۲۔ لڑکیوں اور مستورات کے لئے تعلیم
۳۔ ٹیچر بننے کے لئے ٹریننگ
۴۔ دستکاری و فنونِ عملی کی ٹریننگ

پنجاب کے تعلیمی کام کو خاص طور پر ہدیۂ ناظرین کیا جاوے گا۔

مسرت کا مقام ہے۔

کہ موگا جرنل کا یہ پرچہ "دیہاتی مدارس میں تعلیم بذریعہ مشاغل" کے
سلسلے کا چوتھا نمبر ہے۔ اس پرچے کا موضوع "بچوں کے چند مشاغل"
ہے۔ اس میں تین مشاغل کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ گذشتہ سال موگا سکول
میں چلائے جا چکے ہیں۔ تینوں جماعتوں کے استادوں نے شروع سے لیکر

آخر تک اپنے اپنے پروجیکٹ کی نہایت ہی مفصل رپورٹ لکھی ہے۔ بعض اوقات اُستادوں کو بہت سے اصُول بتا دئے جاتے ہیں۔ لیکن عملی کام نہ دکھانے کے باعث وہ ان اصولوں سے کما حقہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

دوسروں کے تجربات کو پڑھکر بہت مدد لی جاسکتی ہے۔ اس خیال کو مدنظر رکھکر تین اُستادوں کے تجربات آپ کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ امید ہے ان کی مدد سے آپ اپنے کام کو بہتر طور پر چلا سکیں گے۔

"مدیر"

۱۔ موگا منڈی از ماسٹر غلام مسیح
۲۔ ریلوے۔ از ماسٹر جان مسیح
۳۔ ذرائع خبر رسانی۔ از ماسٹر بی۔ ایم شفیق

I پروجیکٹ موگا کی اناج منڈی
جماعت دوئم
از ماسٹر غلام مسیح
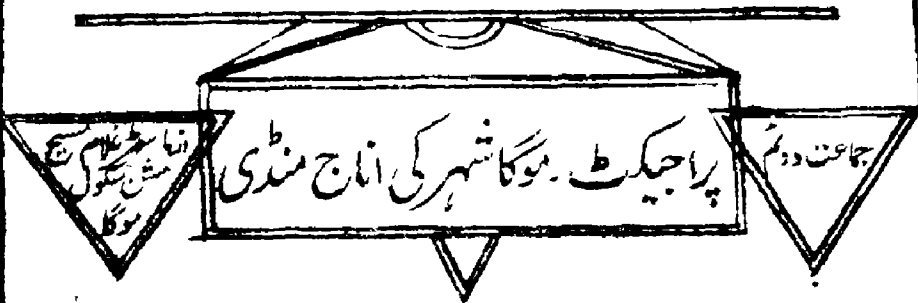
ناظرین! میں آپ پر یہ امر واضح کردینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے سکول کے بچے مختلف مشاغل کے ذریعے جو کہ ان کے ارادتاً انتخاب کا نتیجہ ہوتے ہیں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اِس طریقۂ تعلیم سے تحصیل علم میں ہر سال نہایت

تسلی بخش اور مؤثر نتائج حاصل ہوتے رہے ہیں بچے ہر ایک مضمون کو جو کہ ان کے انتخاب کردہ مشغلہ سے منسلک ہوتا ہے بڑی دلچسپی کے ساتھ سیکھتے ہیں۔ اور یہ سیکھی ہوئی باتیں ان کے دلوں پر کالنقش فی الحجر ہو جاتی ہیں جنہیں وہ تمام عمر نہیں بھولتے۔ ذیل میں یہاں کی دوسری جماعت کے ایک مشغلہ کی روئداد ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سے استفادہ کرینگے۔

"پراجیکٹ کے انتخاب کے لئے تیاری"

مدرس نے موسم بہار کی رخصتوں میں اور سکول کے نئے سیشن کے شروع ہونے سے پیشتر اپنے نئے کام کے لئے مندرجہ ذیل تیاری کی۔

I کمرۂ جماعت۔ مدرس نے کمرۂ جماعت کی ہر ایک چیز کو سجا کر قرینے سے رکھا۔ اور دیواروں پر مندرجہ ذیل تصاویر کے چارٹس آویزاں کئے اور کئی ایک ماٹو بھی رکھے۔

۱۔ مختلف پرندوں کی تصویروں کے چارٹس۔

۲۔ فصلوں کی تصاویر کے چارٹس۔ یعنی کسی میں فصل بوئی جا رہی ہے کسی میں فصل کی کٹائی ہو رہی ہے۔ کسی میں گندم کے کھلیان ہیں۔

۳۔ گاڑیوں، موٹروں، تانگوں، سائیکلوں کشتیوں اور ہوائی و بحری جہازوں کی تصویروں کے چارٹس۔

۴۔ مختلف جانوروں کی تصویریں۔

۵۔ دکانوں کی تصویریں۔ اناج کے ڈھیر، کپاس کے ڈھیر، کپاس کے کارخانے اور ملز وغیرہ کی تصاویر۔

II۔ کھلونے۔ مدرس نے بچوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے چند ایک کھلونے بھی کمرۂ جماعت میں رکھے۔ مثلاً سنالائیٹ کے چھوٹے چھوٹے گھوڑے

جھکڑے۔ کشتیاں۔ ٹرین کی ریل گاڑی۔ موٹر سائیکل۔ جہاز اور گڑیا۔

III اوزار۔ مندرجہ ذیل اوزار مدرس نے ایک کونے میں سجا کر رکھے۔ کسیاں ہتھوڑی۔ آری۔ درانتی۔ کھرپا۔

دیگر سامان۔ کیلیں۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔ کپڑوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے۔ سوت اور سوئیاں۔ قینچیاں۔ رنگ۔ برش وغیرہ۔

IV لائبریری۔ مدرس نے کمرۂ جماعت میں ایک لائبریری کی حد مقرر کرتے ہوئے وہاں چھوٹی چھوٹی اور خوبصورت کتابیں جن کو بچے آسانی سے پڑھ کر مختلف قسم کی واقفیت حاصل کر سکتے تھے رکھیں۔ مثلاً شہزادہ گوالا۔ بلوری جوتا۔ چھوٹا موٹا سمجھو۔ چھوٹا موہن اور مگر مچھ وغیرہ۔

V سیر:۔ جب بچے چھٹیوں کے بعد اپنے نئے تعلیمی پروگرام کے لئے اپنے نئے ارمانوں اور خوشی بھرے جوش کے ساتھ آئے۔ تو اپنے نئے اور سجے ہوئے کمرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور مدرس سے اجازت حاصل کرکے ہر ایک چیز کا بغور مشاہدہ کرنے لگے۔ بعض ایک کھلونوں کے ساتھ کھیلنے میں مشغول ہوگئے۔ کوئی چارٹس پر لگی ہوئی تصاویر دیکھنے لگا۔ کوئی لائبریری کی چھوٹی اور خوبصورت کتابوں کو بڑے شوق سے پڑھنے لگا۔ گویا بچے کمرۂ جماعت کی ہر ایک چیز پر ایسے شوق سے ٹوٹے پڑتے تھے۔ جیسے خوبصورت تتلیاں بوقت صبح پھولوں کا رس بھرا بوسہ لینے کے لئے اپنی تمام یکسوئی اُن میں مرکوز کر دیتی ہیں۔

دوسرے دن آسمان پر بادل محیط کئے ہوئے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اٹکھیلیاں بھرتی ہوئی مشرق سے مغرب کی طرف خراٹے لیتی ہوئی جا رہی تھی۔ اور ہر ایک کو اپنے ساتھ سیر کے لئے دعوت دے رہی تھی۔ اس خوشگوار

موسم کو دیکھکر بچوں کے دل میں گدگدی ہوئی تو وہ بھی ہوا کے اس دعوت نامہ کو قبول کرتے ہوئے سیر کے لئے تیار ہو گئے۔ انہوں نے سکول احاطے۔ ہیں احاطے، سکول فارم اور کھیتوں کی سیر کا لطف اٹھایا۔ دوسرے دن موگا بازار اور موگا شہر کی اناج منڈی کی سیر کی۔

گفتگو۔ مندرجہ بالا کام انجام دینے کے بعد بچوں کے مشاہدات پر گفتگو ہوئی۔ کہ انہوں نے ان دنوں کیا کیا نئی چیزیں دیکھی ہیں۔

ان باتوں پر گفتگو کرتے وقت مدرس نے ہر ایک چیز کے روشن و تاریک پہلو پر بچوں کی لیاقت کو مدنظر رکھتے ہوئے روشنی ڈالی۔

جس سے بچوں کا دائرہ واقفیت وسیع ہو گیا۔ اور بچوں کے پاس پراجیکٹ انتخاب کرنے کے لئے کافی خیالات جمع ہو گئے۔

کہانیاں۔ مدرس نے مندرجہ ذیل کہانیاں بچوں کی دلچسپی بڑھانے کے لئے سنائیں، اور اُن کی واقفیت میں بھی اضافہ کیا۔

۱۔ گندم کے دانے کی کہانی۔ اُس کی اپنی زبانی۔

۲۔ کپاس کے بنولے کی کہانی بصورت نظم۔ جو کہ ہمارے لائبریرین صاحب ماسٹر خوشحال چند پریم کی بنائی ہوئی تھی۔

۳۔ ریل گاڑی کا مسافر۔

۴۔ ایک دیہاتی خریدار کی کہانی۔

۵۔ امریکہ کے ننھے ننھے طلباء کے حالات۔

مواقع

مندرجہ ذیل مواقع مذکورہ بالا پراجیکٹ کے انتخاب کے ذرائع تھے۔

۱۔ بچوں نے کمرہ جماعت کی اُن تصاویر کا مشاہدہ کیا۔ جو کہ کمرہ جماعت کی

زینت بڑھانے کے باوجود اپنے اندر مختلف مضامین رکھتی تھیں۔

۲۔ ہماری جماعت کے دو بچے ہر روز جب سکول میں آتے تھے۔ تو اُنہیں موگا شہر کی اناج منڈی میں سے گزر کر آنا پڑتا تھا۔

۳۔ بچوں نے مختلف اجناس سے لدے ہُوئے چھکڑے منڈی میں جاتے ہُوئے دیکھے۔

۴۔ ہماری جماعت کے ایک لڑکے کے باپ کی دکان موگا منڈی میں تھی۔

۵۔ ہمارے بورڈنگ ہاؤس کے طلباء کو ہر سنیچر کو موگا کی اناج منڈی میں سے اپنے لئے آٹا۔ دالیں اور گھی وغیرہ خریدنے کے لئے جانا پڑتا تھا۔

۶۔ بچوں نے سکول فارم اور نزدیک کے کھیتوں کا مشاہدہ کیا۔

۷۔ بچوں نے کھیتوں کی سیر کرتے وقت گندم کے سِٹّے اکٹھے کئے۔

۸۔ بچوں نے موگا منڈی کا مشاہدہ کیا۔

۹۔ جب بچے اناج منڈی کی سیر کے لئے جارہے تھے۔ تو ریلوے لائن عبور کرتے وقت مال گاڑی آگئی۔ بچوں نے مدرس سے مال گاڑی اور مسافروں کی گاڑی کا فرق دریافت کیا۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے ریلوے مال گودام کا مشاہدہ کیا گیا۔

مقاصد

مندرجہ ذیل مقاصد کو اس پراجیکٹ کی تمام کارروائی میں مدِنظر رکھا گیا

۱۔ بچوں کے دلوں میں ہماری خوراک اور پوشاک بہم پہنچانے والوں کے لئے عزت وقار کا احساس پیدا کرنا۔

۲۔ چیزوں کی خرید وفروخت میں ایماندار بننا۔

پراجیکٹ کی ابتدا

مندرجہ بالا مواقع پر کافی گفتگو ہو چکنے کے بعد بچوں نے اپنے نئے سال کے لئے نیا پراجیکٹ انتخاب کرنے کا ارادہ کیا۔ چونکہ بچے ابھی اپنے خیالات تحریر میں نہیں لا سکتے تھے لہٰذا مدرس نے بچوں کے پیش کردہ پراجیکٹس تختہ سیاہ پر لکھے۔ جن میں سے چند ایک ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ کھیت۔ ۲۔ زمیندار۔ ۳۔ بیل احاطہ۔ ۴۔ مستری خانہ۔ ۵۔ بازار۔ ۶۔ پکی سڑک۔ ۷۔ مشن سکول موگا بنانا۔ ۸۔ مال گاڑی۔ ۹۔ ریلوے اسٹیشن بنانا۔ ۱۰۔ موگا شہر کی اناج منڈی بنانا۔ ۱۱۔ ریلوے مال گودام بنانا۔ ۱۲۔ ریلوے لائن بنانا۔

مندرجہ بالا پراجیکٹس پر متواتر چار دن بحث ہوتی رہی۔ اور ہر ایک بچے نے اپنے پیش کردہ پراجیکٹ پر اپنی استعداد کے مطابق رائے زنی کرتے ہوئے زور دیا۔ کہ اس کا پراجیکٹ عمل میں لانا چاہئے۔ خصوصاً موگا منڈی اور مال گاڑی ان دونوں پراجیکٹس پر خوب بحث ہوئی۔ ایک گروپ چاہتا تھا۔ کہ موگا منڈی پراجیکٹ رکھا جائے۔ اور دوسرا گروپ چاہتا تھا۔ کہ مال گاڑی پراجیکٹ رکھا جائے۔ آخر کار ان دونوں پر مزید سوچنے کے لئے اس کا فیصلہ دوسرے دن پر چھوڑا گیا۔ اگلے دن صبح آتے ہی مدرس نے سب سے پہلے بچوں کی توجہ کو ان دونوں پراجیکٹس پر منعطف کیا چونکہ اس دن بچے ان کے متعلق کافی سوچ کر آئے تھے۔ لہٰذا ہر ایک گروپ نے خوب زور و شور کے ساتھ اپنی دلائل پیش کیں۔ اور دوسروں کو اپنے خیالات کے ساتھ متفق کرنے کی کوشش کی۔

پورن سنگھ نے جماعت میں کھڑے ہو کر کہا۔ کہ جب ہم موگا منڈی بنائینگے

دوسرے شہروں میں اناج بھیجنے کے لئے ہمیں موٹریں اور مال گاڑیاں بنانی پڑیں گی اس طرح مال گاڑی کا پراجیکٹ بھی منڈی پراجیکٹ میں آجائیگا۔

پورن سنگھ کی بات کو سن کر سب بچے موگا اناج منڈی بنانے پر متفق ہو گئے۔ اور اس سال کے لئے موگا منڈی پراجیکٹ انتخاب کیا گیا۔ بچوں نے خوشی میں آکر خوب تالیاں بجائیں اور آدھ گھنٹے کی چھٹی لے کر میدان کی طرف یہ کہتے ہوئے بھاگ گئے۔

پہلا لڑکا۔ "میں بنیا بنونگا"۔ دوسرا لڑکا۔ "میں وہاں سبزی کی دکان بناؤنگا" تیسرا لڑکا۔ "میں کپڑے کی دوکان بناؤں گا۔ اور اسے خوب سجاؤنگا"۔ چوتھا لڑکا۔ "میں اپنی دکان میں آٹا۔ دال۔ گھی رکھونگا" وغیرہ وغیرہ۔

مدرس کی تیاری

(۱) مدرس نے بچوں کے لئے انواع و اقسام کی تصاویر متعلقہ پراجیکٹ فراہم کیں۔ مثلاً اناج سے بھری ہوئی بوریاں۔ چھکڑوں پر کپاس لدی ہوئی۔ بنیوں۔ دکانوں۔ مال گاڑیوں کی تصویریں۔ بڑے بڑے جہاز اور بادبانی کشتیاں جن پر مال آتا ہے۔

(۲) مدرس نے دور بینی اختیار کرتے ہوئے ردی کاغذ۔ گتے۔ کیپل سگرٹ کی خالی ڈبیاں۔ پارسل کی بوریاں۔ پالش کی خالی ڈبیاں۔ اوزار اور مختلف کھلونے جمع کئے۔

۳۔ مدرس نے مختلف کتب رسائل اور اخبار ایسے فراہم کئے جن میں متعلقہ منڈی پراجیکٹ مضامین تھے۔ مثلاً جیون اخبار۔ ملاپ اخبار۔

زمیندار اخبار۔ اُردو کی پہلی دُوسری تیسری اور چوتھی کتاب۔ دیہات سُدھار کے پمفلٹ۔

۴۔ مدرّس نے بنیوں سے منڈیوں کے تجارتی اصولوں کے متعلق واقفیت حاصل کی۔

۵۔ مدرّس نے منڈی کا بغور مشاہدہ کیا اور منڈی کی عام واقفیت بنیوں سے حاصل کی۔

بچّوں کے کام

پراجیکٹ انتخاب ہونے کے بعد بچّے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے تدابیر سوچنے لگے۔ بچّوں کی پہلی تدبیر یہ تھی۔ کہ مناسب جگہ انتخاب کی جائے۔ اور اُسے بذریعہ درخواست منظور کروایا جائے۔ جگہ انتخاب کرنے کے بعد اُسے منظور کرانے کے لئے مندرجہ ذیل کی درخواست لکھی گئی:۔

جناب ہیڈ ماسٹر صاحب

عرض ہے۔ کہ ہمیں منڈی بنانے کے لئے جگہ کی ضرورت ہے۔ جو جگہ ہمارے کمرے کے مشرق کی طرف۔ ہمارے پلاٹوں کے مغرب اور پرائمری گودام کے جنوب کی طرف ہے۔ وہاں سے ۲۰ فٹ لمبی ۱۲ فٹ چوڑی جگہ ہمیں دی جائے۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

آپ کے تابعدار شاگرد۔ طلباء جماعت دوئم مشن سکول موگا۔

عرضی منظور ہونے کے بعد بچّوں نے اُن اوزاروں کی ایک فہرست مرتب کی جن کی اُنہیں ضرورت محسوس ہوئی۔ مثلاً اینٹیں بنانے کے لئے لکڑی کے دو سانچے۔ تین کسیاں۔ دو کھرپے۔ ایک آری۔ ایک ہتھوڑی۔ ایک کرنڈی ایک کرمالا اور ایک تیسی۔ مندرجہ بالا اوزار ہمارے معزز ہیڈ ماسٹر صاحب نے

بچّوں کو سکول کی طرف سے دے کر ان کے ارادوں کو اور بھی مستحکم کر دیا۔ بچّوں نے ساڑھے تین سو اینٹیں بنائیں۔ بعد ازاں منڈی کا نقشہ بنا کر سات دکانوں کے نشان لگا دیئے۔

(۱) غلّے کی دو دکانیں (۲) سبزی کی دکان (۳) کپڑوں کی دکان (۴) حلوائی کی دکان (۵) پھلوں کی دکان۔ (۶) برتنوں کی دکان۔

دکانوں کی تعداد کے مطابق ہماری جماعت سات گرویوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور ہر ایک گروپ نے اپنی اپنی دکان کے لئے سامان فراہم کیا۔ ہر ایک دکان کے لئے مناسب اشیاء بنائیں پھلوں کی دکان والے گروپ نے چکنی مٹی کے پھل بنائے۔ مثلاً کیلا۔ مالٹا۔ سنگترے۔ خربوزے۔ آم۔ انگور وغیرہ علےٰ ہذا القیاس۔ ہر ایک گروپ نے اپنی دکان کے مطابق چیزیں تیار کیں۔ اور اپنی اپنی دکان کی تمام اشیاء کے نام بمعہ تصاویر بڑے بڑے کاغذوں پر لکھکر کمرۂ جماعت میں آویزاں کئے۔

منڈی کے چار بڑے دروازے رکھے۔ تاکہ شام کو یہ دروازے بند کرکے منڈی کی اشیاء کو محفوظ رکھا جائے۔ بچّوں نے ان دروازوں کو پکّی اینٹوں سے بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس تجویز کے لئے پکّی اینٹوں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ بچّوں نے ارادہ کیا کہ وہ خود اینٹیں پکائیں گے۔ اس ارادہ کے جوش میں آکر انہوں نے قریب کے ایک بھٹّہ کا مشاہدہ کیا۔ اور ویسا ہی چھوٹے پیمانے پر خود بھٹّہ بنا لیا۔ ٹین کی دو چمنیاں بنا کر لگائیں۔ کوئلہ کی جگہ کوڑا کرکٹ اور گھاس پھوس استعمال میں لائے اور بیالیس ۴۲ اینٹیں اس میں

رکھکر آگ لگائی۔ بھٹے میں آگ دیتے وقت ساری جماعت نے مل کر ذیل کا گیت بڑے جوش کے ساتھ گایا۔

ہم بھٹہ میں آگ لگائیں گے۔ اب ناچیں گے اور گائینگے۔

۱۔ جب دھواں اٹھے گا اوپر کو۔ اور بادل بنتے جائیں گے۔
ہم دیکھ کے خوشیاں منائیں گے۔ اب ناچیں گے اور گائیں گے

۲۔ جب آگ رواں ہوگی اس میں۔ ہم خوشی سے نعرے لگائیں گے
سب لوگوں کو دکھلائیں گے۔ اب ناچیں گے اور گائیں گے

آگ لگانے کے بعد جب چمنیوں سے دھواں نکلنے لگا۔ تو بچے مارے خوشی کے پھولے نہیں سماتے تھے۔ باقی جماعتوں کے بچے اس منظر کو دیکھنے کے لئے آئے۔ تین چار دن خوب دھواں نکلتا رہا۔ اور بچوں کی خوشی اور جوش کو بڑھاتا رہا۔ چونکہ بجائے کوئلہ کے گھاس پھونس ڈالا گیا تھا۔ لہذا مناسب آگ نہ پہنچنے سے اینٹیں نہ پک سکیں۔ دوبارہ بھٹہ میں لکڑیاں اکٹھی کرکے ڈالی گئیں۔ تب اینٹوں نے سرخی پکڑ لی۔

بعد ازاں بچوں نے منڈی کے مکانات کی نیو کھودی۔ اور نیو رکھنے کے لئے مندرجہ ذیل پروگرام بڑی گرمجوشی کے ساتھ مرتب کیا۔ اس پروگرام کے لئے بچوں نے گتوں اور کاغذوں کا ریڈیو بنایا۔

پروگرام

پریزیڈنٹ ۔ مس بی۔ ایچ۔ اوربسن صاحبہ

I ریڈیو کا پروگرام ۔ ۱۔ گانا ۔ سیموئیل
۲۔ گانا ۔ مس حبیبہ بیگم
۳ موگا منڈی کے تازہ بھاؤ ۔ لالہ پورن چند
۴۔ پراجیکٹ کا انتخاب کسطرح ہُوا ۔ بیٹرس
۵۔ پراجیکٹ پر اب تک جو کام کیا گیا ۔ خوشی محمد ۔
۶۔ پراجیکٹ پر جو اور کام کرینگے ۔ نواب بیگم
۷۔ گانا ۔ سیموئیل

II گیانڈھی کے جنتر منتر دکھانا ۔
III گیت متعلقہ منڈی پراجیکٹ ۔ جماعت کے سب بچے ملکر گائیں گے ۔
IV دُعا ۔ معزز ہیڈ ماسٹر ایس۔ کے۔ رائے صاحب
V بائبل پڑھنا ۔ ایُوب
VI نیو کی پہلی اینٹ رکھنا ۔ مسنر اے۔ ای۔ ہارپر صاحبہ
VII شُکریہ ادا کرنا ۔ پریم مسیح
VIII پتاشے بانٹنا ۔ ستونت کور۔ صادق مسیح۔ اعجاز دین۔ ایلڈا۔

اس پروگرام کے لیئے دعوتی رقعے لکھکر بھیجے گئے ۔ مگر بوجہ بارش یہ مقررکردہ تاریخ ملتوی کردینی پڑی ۔ آخرکار چند ایک اہم وجوہات کی بنا پر لوگوں کا اکٹھا ہونا اور اس پروگرام میں شراکت حاصل کرنا ناممکن ہوگیا ۔ لہذا سب بچوں نے گیت گاکر منڈی کی نیو رکھدی ۔ ناظرین کی دلچسپی کے لیئے وُہ گیت تحریر میں لایا جاتا ہے ۔

دانے پھکّے والی منڈی۔ ایتھے اسیں بناواں گے

۱۔ مکّی کنک جوار تے چھولے۔ کٹّھی وِچ جو کرڑ کرڑ بولے
جوں۔ وڑیوں پولے پولے۔ ایتھے ڈھیر لگاواں گے

۲۔ ایتھے وکن گیاں سب لالاں۔ وگدیاں رہن کھیودیاں نالاں
گڈّے کھڑے ہون وِچ پالاں۔ نلکے تھاں تھاں لگاواں گے

۳۔ ایہہ سب ہٹّاں اساں بنائیاں۔ رن مِن تھاں تھاں لکراں لائیاں
کانے سرکیاں اساں لیائیاں۔ اجے نیہہ ٹکاداں گے

۴۔ تسی سارے ایتھے اوناں۔ گڑ شکر تے کُل وٹاؤناں
چنگا کھرا دی سودا لیناں۔ تہاڈا شکر مناواں گے

۵۔ اِکّو بولن گے سب بول۔ کوئی گھٹ نہ دیوے تول
نقد و نقد لو سودا مول۔ بھا سب کھرا بتاواں گے

بعد ازاں بچّوں نے دکانیں بنانی شروع کیں۔ بوجہ بارش ہر روز دکانیں بنانے کا کام نہ کر سکے۔ بدیں وجہ بنئے کی دکان کے علاوہ باقی دکانیں نامکمل رہ گئیں۔ اور سال اختتام پر پہنچ گیا۔ بنئے کی دکان میں بچّوں نے بوریاں سی کر اُن میں آٹا دالیں نمک مرچیں۔ گُڑ۔ شکر اور پتاشے رکھے۔ اجناس تولنے کے لئے پالش کی خالی ڈبیوں سے ترازو بنائے گئے۔ چکنی مٹی سے باٹ بنائے گئے۔ مثلاً سیر۔ آدھ سیر۔ پاؤ۔ چھٹانک وغیرہ۔ اور سگریٹ کی خالی ڈبیوں میں جو روپہلی کاغذ ہوتا ہے۔ اس سے روپوں۔ اٹھنیوں چونیوں۔ دونیوں اور آنوں کے سکّے بنا کر اُن سے لین دین کیا گیا۔

مٹی کے چھکڑے بنا کر اُن کے اوپر کپاس اور گندم کی بوریاں رکھیں۔ اور ان چھکڑوں کو کھینچنے کے لئے مٹی کے بیل بنائے۔ منڈی کی سڑکیں پکّی بنائی گئیں۔ لکڑی کے دروازے، کھڑکیاں روشندان شہتیر اور پرنالے بنائے گئے۔ منڈی کا ایک دروازہ لوہے کا محراب دار بنا کر اُسے خوب سجایا۔

نتائج

ا۔ عادات و خصائل۔ اس پراجیکٹ کو چلاتے ہوئے مندرجہ ذیل عادات و خصائل کو مدِ نظر رکھا۔ (۱) ہوشیاری سے کام کیا۔ (۲) روپے پیسے کا جائز استعمال (۳) سچ بولنا (۴) وعدہ پر پورا اُترنا (۵) دیانتداری سے کام کرنا (۶) کفایت شعار بننا۔ (۷) جوا بازی سے نفرت کرنا (۸) وقت کی قدر (۹) صفائی سے کام کرنا (۱۰) صحیح سوچنے کی عادت۔ (۱۱) افسروں کے ساتھ ادب سے بات چیت کرنا۔

ب۔ نصاب۔

اردو پڑھائی۔ بچوں نے اپنی اردو کی دوسری کتاب میں سے بہت سی کہانیوں کو جو کہ پراجیکٹ کے ساتھ تعلق رکھتی تھیں بڑے شوق سے پڑھا۔ مثلاً سبق نمبر ۷۔۸۔۹۔۱۲۔۱۶ سے ۲۰۔۲۳۔ ۲۴۔۲۶۔۳۰۔ ۲۹ سے ۳۵ تک

بچوں نے متعلقہ منڈی معلومات بڑھانے کے لئے لائبریری کی مختلف کتب اور رسائل کا مطالعہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل اجناس سبزیات و دیگر باتوں کے متعلق پڑھا۔

گندم، مکّی، چنے، جوار، باجرہ اور مختلف دالوں کے حالات

پڑھے ۔ گنا ۔ گڑ ۔ شکر ۔ کھانڈ اور کپاس کی کاشت اور اُن سے جو کام لئے جاتے ہیں ان کی بات پڑھا ۔ لوہے سے جو کام لئے جاتے ہیں ۔ مٹر ۔ پھول گوبھی بند گوبھی ۔ شلغم ۔ مولی ۔ گاجر ۔ پالک ۔ آم انگور ۔ سنگترے ۔ سیب ۔ آڑو ۔ انار

اخباروں میں سے کپڑوں کے اشتہارات پڑھے ۔ پڑھنے کی اور بھی بہت مشق کی گئی مثلاً موگا منڈی کے تازہ بھاؤ اخبار سے پڑھکر دوسروں کو بتانا ۔ منڈی میں لگے ہوئے سائین بورڈوں کو پڑھنا ۔ گذشتہ دن کی کارروائی پراجیکٹ کی کاپیوں سے پڑھنا ۔ نئے الفاظ متعلق منڈی سیکھنا ۔

اُردو لکھائی ۔ عرضیاں ۔ دعوت نامے اور پروگرام لکھے گئے ۔ موگا منڈی کے تازہ بھاؤ لکھکر اگانا ۔ چارٹس متعلقہ اجناس لکھے گئے ۔ روزانہ کارروائی کا پروجیکٹ کی کاپیوں میں لکھنا ۔ اشتہار لکھے ۔ اینڈوں اور روپے پیسوں کا حساب لکھا گیا ۔ تمام اشیا جو دکانوں کے لئے بنائی گئیں ان کی فہرستیں لکھیں ۔

حساب ۔ دیواریں بناتے وقت لمبائی ۔ چوڑائی ۔ اونچائی کا تصور دیا گیا ۔ زبانی حساب کی مشق اینٹوں کے ذریعے کرائی گئی ۔

اینٹیں اور شہتیر استعمال کرتے وقت جمع ۔ تفریق ۔ ضرب اور تقسیم کے قاعدوں کا تصور ۔ یا اور ان چاروں طریقوں کی پختگی کے لئے خوب مشق کرائی گئی ۔ مندرجہ ذیل سوالات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں ۔

ا ۔ جمع ۔ ہم نے پہلے دن آٹھ اینٹیں بنائیں اور دوسرے دن

۱۰ اینٹیں بنائیں۔ تو بتاؤ اِن دو دنوں میں ہم نے کل کتنی اینٹیں بنائیں۔

۲۔ تفریق۔ ہم نے پہلے دن آٹھ اینٹیں بنائیں بوجہ بارش ۴ اینٹیں ٹوٹ گئیں۔ تو بتاؤ باقی کتنی اینٹیں رہ گئیں۔

۳۔ ہم ایک دن میں آٹھ اینٹیں بنا سکتے ہیں۔ تو بتاؤ اسی رفتار سے تین دن میں کتنی اینٹیں بنا سکیں گے۔

۴۔ تقسیم۔ ہمارے پاس کل ۲۰ اینٹیں ہیں۔ جنہیں پانچ دکانوں میں برابر برابر استعمال کرنا ہے۔ تو بتاؤ ہر ایک دکان کے حصّے میں کتنی اینٹیں آئیں گی۔

پیمائش۔ بزاز کی دکان سے بچوں کو گز اور گرہ کا تصوّر دیا گیا۔ منڈی کی جگہ۔ سڑکوں اور دکانوں کی پیمائش کرتے وقت فٹوں اور انچوں کا تصوّر دیا گیا۔

غلہ تولتے وقت من۔ سیر اور چھٹانکوں کا تصور دیا گیا۔

غلہ خریدتے اور بیچتے وقت روپے۔ آنے اور پائیوں کا تصوّر دیا گیا۔

جغرافیہ۔ منڈی کی جگہ اور دکانوں سے اطراف کا تصوّر دیا گیا۔ دکانوں پر چھت ڈالنے کے لئے لکڑی کی تلاش کرتے وقت جنگل۔ پہاڑ۔ دریا اور جھیلوں کا تصوّر دیا گیا۔

فصلوں کی بابت سیکھتے وقت زمیندار۔ نہریں اور ندیوں کی بابت سیکھا۔ نیز پہاڑی زمیندار اور ریگستانی زمینداروں سے متعلق واقفیت دی۔ موسموں کے تغیّر و تبدل کا حال بتایا گیا۔

غلے کو منڈی کی طرف لے جاتے وقت بار برداری کے وسائل سیکھے۔ مثلاً بیل گاڑی (چھکڑے) مال گاڑی۔ اونٹ۔ گدھے اور موٹریں۔

حفظانِ صحت۔ بچوں کو بتایا گیا کہ سبزیاں، پھل اور اجناس کو صاف جگہ پر رکھنا چاہئے۔ دکانیں بناتے وقت کھڑکیوں اور روشندانوں کی اہمیت معلوم کی۔ آبادی کے نزدیک بھٹہ بنانے کے نقصانات اور دھوئیں سے پیدا ہونے والی بیماریاں مثلاً نکڑے۔ گلے کی خرابی صاف خوراک اور صاف پوشاک اچھی صحت کے دو ستون ہیں۔ عملی کام کرنے کے بعد صفائی کی ضرورت محسوس کرائی اور اسے عملی جامہ پہنایا۔

تاریخ۔ ایک دن جبکہ بچے سینڈ بکس کو ٹھیک کر رہے تھے۔ تو ان کے اوزار نے ایک پتھر سے رگڑ کھائی۔ جس سے آگ کا شعلہ نکلا۔ اس بات کو سمجھانے کے لئے استاد نے بچوں کو "پتھر کے زمانہ" کے لوگوں کا احوال بتایا۔ کہ وہ اپنے لئے کس طرح آگ پیدا کیا کرتے تھے۔ قدیم طرزِ رہائش اور جدید طرزِ رہائش کا مقابلہ کیا گیا۔

فنونِ عملی۔ بچوں نے چھوٹے چھوٹے اوزاروں سے مندرجہ ذیل چیزیں بنائیں۔ کھڑکیاں۔ روشندان۔ بھٹہ۔ چمنیاں۔ اینٹیں شہتیر۔ پہاڑ۔ دریا۔ برتن۔ پھل اور چھکڑے بنائے۔ ان کے علاوہ کاغذ اور گتے سے ریڑیو۔ ترازو۔ باٹ۔ سکے۔ لکڑی کے گز اور کپڑے کے بنڈے بنائے۔

گھر کا کام۔ مدرس نے بچوں کو گھر پر مندرجہ ذیل اقسام کا کام

کرنے کے لئے دیا۔

دکانداری کا مشاہدہ کرنا۔ کسی زیر تعمیر مکان کا بغور مشاہدہ کرنا۔ بازار کی دکانوں کی سجاوٹ اور سجانے کے طریقے دیکھنا۔ دکاندار دل سے دوستی پیدا کرکے تجارت کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرنا۔ چیز خریدتے وقت دکان دار کے ترازو اور باٹ کا مشاہدہ کرنا وغیرہ وغیرہ۔

(نوٹ) وقت کی تنگی کے باعث ہم اپنا میلہ نہ لگا سکے جس کے متعلق ہم نے مختلف تجاویز سوچ رکھی تھیں۔ اور دکانیں بھی مکمل نہ کی جا سکیں۔
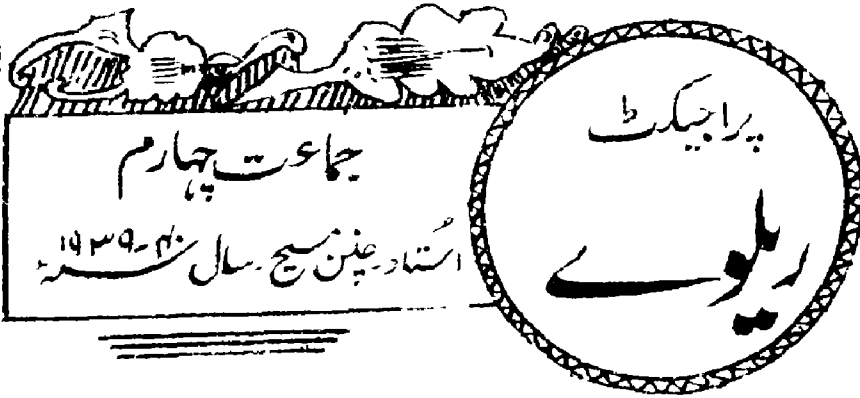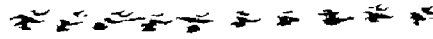
I موقع۔ لڑکے جب تیسری جماعت پاس کرکے چوتھی جماعت کے کمرہ میں داخل ہوئے تو آتے ہی انہوں نے جیسا کہ بچوں کی عادت ہے کمرے کے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔ مدرس نے پہلے ہی سے جماعت کے کمرے میں مختلف اقسام کی تصویریں لگا رکھی تھیں جن کو دیکھ کر بچے بہت خوش ہوئے۔ اس سے استاد کا یہ مطلب

تھا کہ لڑکے اُستاد کے ساتھ آزادی سے بات چیت کر سکیں اور نئے پروجیکٹ کے چُننے میں آسانی ہو۔

اُستاد نے کمرۂ جماعت میں دلچسپ کتابوں اور اخباروں کو پہلے ہی سے جمع کر رکھا تھا۔ بچّوں کو اُن کتابوں کے پڑھنے کے لئے آمادہ کیا گیا۔ لڑکے سکول لائبریری میں بھی گئے تاکہ مختلف کتابوں سے پڑھکر اپنی معلومات میں اضافہ کر سکیں۔ ذیل کی کتابوں میں طلباء نے زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا۔

پنجاب کی فصلیں۔ ہوائی جہاز۔ ریڈیو۔ آبدوز کشتی۔ موٹر کار۔ تار اور ٹیلیفون گھڑی اور کلاک۔ ریل گاڑی۔ پھول اخبار۔ خزینۂ جواہر وغیرہ وغیرہ۔ اس کے بعد مدرّس طلباء کو سیر کے لئے لے گیا اور مختلف مقامات کا مشاہدہ کروایا۔ مثلاً ڈسٹرکٹ بورڈ ریسٹ ہاؤس اور اس کا باغیچہ۔ بجلی کا کنواں۔ گندہ نالہ اور اس کا فارم۔ برف کا کارخانہ کپاس بیلنے کا کارخانہ۔ آٹا پیسنے کی مشین۔ بی بی جی کا گردوارہ اور باؤلی۔ جو کہ نہایت دلچسپ مقام ہے۔

II مقصد۔ موجدوں اور کاریگروں کی قدر کرنا سکھانا۔

III شروع۔ سٹیشن اور مال گودام دیکھنے کے لئے مدرّس طلباء کو لے گیا۔ جانے سے پہلے جماعت میں گفتگو ہوئی۔ کہ وہاں جاکر کیا کچھ دیکھیں گے۔ مندرجہ ذیل سوالات لڑکوں نے خود تیار کئے۔ جن کے جوابات لڑکوں نے اپنی اپنی نوٹ بک میں لکھے۔ جو کہ جماعت میں پڑھکر سُنائے گئے۔

I **مال گودام کے متعلق سوالات** ۔ (۱) کون کونسی چیزیں موکا

سے دوسرے شہروں کو جاتی ہیں؟ (۲) کون کونسی چیزیں عام طور پر موگا میں آتی ہیں؟ (۳) چیزوں کو بھیجنے کا کیا نرخ ہے؟
(۴) مال کیسے بھیجا جاتا ہے؟

iii **سٹیشن کے متعلق سوالات**۔ (۱) مسافرخانہ کی حالت کیسی ہے اور مسافرخانہ کی صفائی کا کیا انتظام ہے؟ (۲) مسافروں کے آرام کا کیا انتظام ہے؟ (۳) ٹکٹ گھر کا مشاہدہ کرنا اور اس کی بابت لکھنا۔ (۴) پلیٹ فارم کو دیکھنا اور اس کی بابت لکھنا۔ (۵) مال کیسے بک کیا جاتا ہے؟ (۶) گاڑیوں کے اوقات معلوم کرنا۔ (۷) سگنل ہاؤس دیکھنا اور اس کی بابت لکھنا۔

مندرجہ بالا واقفیت کو طلباء نے اپنی اپنی پروجیکٹ کی کاپی میں لکھا۔

IV **اُستاد کی تیاری**۔ بچوں کی ضروریات کو مدِنظر رکھتے ہوئے مدرس نے بہت سی کتب کا مطالعہ کیا اور واقفیت حاصل کی۔ ضروری سامان مہیا کرنے کے لئے تجاویز سوچ کر مندرجہ ذیل سامان جمع کیا۔

مختلف سائز کے گتے۔ گتے کے ردی ڈبے۔ میدہ۔ خالی ریلیں۔ مختلف قسم کی تصویریں۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے جو کہ طلباء کے دستی کام میں مدد کا باعث ہوئے۔ اُستاد نے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا۔ ریلوے ٹائم ٹیبل۔ ایجادات۔ ریل گاڑی۔ تار اور ٹیلیفون۔ ہوائی جہاز۔ آبدوز کشتی۔ پھول اخبار۔ خزینۂ جواہر۔ نور التعلیم وغیرہ وغیرہ۔

V **بچوں کے کام**۔ جب طلباء نے ریلوے پروجیکٹ رکھ لیا۔ تو انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ وہ موگا سٹیشن کا ماڈل بنائیں گے چنانچہ طلبا

نے موکا سٹیشن کا ماڈل بنایا اور اس میں مندرجہ ذیل چیزیں بنائیں ۔
پلیٹ فارم اور پلیٹ فارم کا جنگلہ ۔ سگنل اور سگنل گھر ۔ مسافرخانہ
مسافرخانے اور پلیٹ فارم کے لئے بنچ ۔ چیزوں کے تولنے کے لئے ترازو
بوریاں ۔ ریل کی لائن ۔ گتے کی ڈیزل کار ۔ گتے کا انجن ۔ ٹکٹ گھر ۔ مٹی
روشنی کے لئے بتیاں ۔ اس کے علاوہ ہندوستان کا ماڈل بنایا اور
اُس میں ہندوستان کی مشہور بندرگاہیں دکھائیں ۔ نیز پنجاب اور
پنجاب کی ریلیں دکھائی گئیں ۔ طلباء نے سٹیشن ماسٹر کا گھر پیمانے
کے مطابق بنایا ۔
سٹیشن ماسٹر کے گھر کے لئے چکیں بنائیں اور میز ۔ کرسی ۔ قلم
دوات ۔ لکھنے کا پیڈ اور کاغذ رکھنے کے لئے ٹرے (Tray) بنائی ۔
مختلف قسم کی تصویریں اور چارٹ بنائے ۔ مثلاً ہندوستان میں
ریل کب جاری ہوئی ۔ ریل کا پہلا انجن ۔ جارج سٹیفنسن کی سوانحمری
سفر کے مختلف طریقے ۔ گاڑیوں کے اوقات ۔ سفر کی مختلف ٹکٹوں کا
چارٹ ۔ پروجیکٹ کے تعلق میں مشکل الفاظ کا چارٹ ۔
بک سٹال میں رکھنے کے لئے ایک اخبار ہفتہ وار نکالا جس
میں لڑکے باری باری سے مضمون اور خبریں لکھتے تھے ۔ لڑکوں نے
چھوٹی چھوٹی کہانیوں کی کتابیں بنائیں ۔ اس کے علاوہ سینڈ بکس
میں ریل اور ریلوے کے نظارے دکھائے اور تختۂ سیاہ پر حاشیہ
کے ذریعے بہت سے نظارے اور بیل بوٹے بنائے ۔

VI ۔ نتائج ۔ عادات وخصائل ۔

پروجیکٹ ریلوے کے ذریعے مندرجہ ذیل عادات پختہ کرائی گئیں ۔

۱۔ مِلکر کام کرنے کی عادت۔ ۲۔ وقت کی پابندی۔

(ب) نصاب۔

اُردو پڑھائی۔ جب ریلوے پروجیکٹ رکھا گیا۔ تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ لڑکے مختلف کتابوں اور اخباروں سے پڑھیں تاکہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکیں۔

ریل گاڑی۔ ایک دن جماعت میں اس بات پر گفتگو ہوئی کہ سب سے پہلے ہمیں ریل گاڑی کی بابت واقفیت ہونی چاہئے۔ سو جماعت کی طرف سے ایک کمیٹی بنائی گئی تاکہ وہ لائبریری میں جاکر کوئی ایسی کتاب تلاش کرے جس میں ریل کے متعلق لکھا ہؤا ہو۔ تین چار دن کی تجسّس کے بعد اس کمیٹی نے ریل کی بابت لکھی ہوئی کتابیں لائبریرین صاحب سے لے لیں۔ اور جماعت میں رکھیں۔ تاکہ لڑکے ان کتابوں کو پڑھکر لطف اندوز ہو سکیں۔ "ایجادات" کی کتاب سے لڑکوں کو بہت کچھ واقفیت حاصل ہوئی۔ مثلاً ریل گاڑی کس نے ایجاد کی۔ اس سوال کا جواب بہت ہی دلچسپ طور پر معلوم کیا گیا۔

یہ ایک ہسٹری تھی جو کہ جارج سٹیفنس کی بابت تھی۔ کہ وہ کس قدر پہلے غریب تھا۔ اور کہ اَن پڑھ ہونے کے باوجود اُس نے ریل کا انجن ایجاد کر لیا۔ جو کہ لوہے کی پٹڑی پر چل سکتا تھا۔ اُس وقت لوگ اُس انجن کو دیکھکر اپنے دل میں طرح طرح کے وہم لاتے تھے اور بڑے حیران ہوتے تھے۔

جارج سٹیفنس کی زندگی اور محنت اور ایجاد کا اثر لڑکوں کے دلوں پر بہت ہؤا۔ اور لڑکوں نے اُس کو یہاں تک پسند کیا۔ کہ ایک

ڈرامہ کی صورت میں اسی واقعہ کو سارے سکول کے سامنے پیش کیا۔ ڈرامہ کا ہر ایک حصّہ لڑکوں نے خود تیار کیا اور اپنے اپنے پارٹ کو نہایت خوبی سے انجام دیا۔ کیونکہ یہ اُن کا اپنا فیصلہ اور اپنا بنایا ہُوا ڈرامہ تھا۔

ہندوستان میں ریل کب آئی۔ دوسرے گروپ نے اس کام کو اپنے ذمّے لیا۔ چنانچہ بہت سی کتابوں کی تلاش کے بعد لڑکوں کو اس سوال کا جواب مل گیا۔ یعنی انہوں نے تاریخ ہند سے پڑھکر معلوم کیا۔ کہ ریل ہندوستان میں لارڈ ڈلہوزی کے عہد میں ۱۸۵۳ء میں آئی۔ اور اوّل ہی اوّل بیس میل کا ٹکڑا تیار ہوا۔ مزید مطالعہ سے طلباء نے معلوم کیا کہ اس وقت ہندوستان میں تقریباً ۳۶ ہزار میل سے زیادہ ریلوے لائن کی لمبائی ہے اور تقریباً ملک کے ہر ایک حصّے میں ریل جاتی ہے۔

"ریل گاڑی" کتاب کو لڑکوں نے نہایت دلچسپی سے پڑھا۔ کیونکہ اس کتاب میں نہایت آسان طریقے سے ریل کے مختلف حصّوں اور کاموں کی بابت بتایا گیا ہے۔ مثلاً ریل کیا چیز ہے؟ ٹکٹ کیسے لئے جاتے ہیں؟ ٹکٹ کون دیتا ہے؟ کرایہ کس حساب سے لیا جاتا ہے؟ ریلوے کے کون کونسے ملازم ہیں؟ اُن کے کیا کیا کام ہیں؟ پٹڑی کتنی چوڑی ہوتی ہے۔ پٹڑی کی کیا ضرورت ہے؟ سگنل کیا ہوتا ہے؟ اس کا کیا مطلب ہے؟ پلیٹ فارم کسے کہتے ہیں؟ ریل کے مختلف درجے کیوں ہوتے ہیں؟ اگر کسی کو کوئی حادثہ یا خطرہ درپیش ہو تو اس وقت کیا کرنا چاہئے؟

ریل میں سفر کرتے وقت کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے ؛ وغیرہ وغیرہ۔
پہلے بتایا جا چکا ہے ۔ کہ لڑکوں نے ریل کا ماڈل بنایا اور اس میں بہت
سی چیزیں دکھائیں ۔ ایک گروپ کے سپرد یہ کام کیا گیا ۔ کہ وہ تار کا
انتظام کرے ۔ چنانچہ ریل کی لائن کے ساتھ ساتھ تار کے کھمبے لگائے
لڑکے کہیں سے ڈھونڈ کر باریک تار لائے ۔ اور اس تار کو اُن
کھمبوں کے ساتھ باندھ دیا ۔ اس سے پہلے لڑکوں نے محسوس کیا ۔
کہ اُنہیں تار کی بابت واقفیت ہونی چاہئے ۔ سو لڑکے ہیڈ ماسٹر
صاحب سے اجازت لیکر سٹیشن پر گئے ۔ اور وہاں سے معلوم کیا ۔
کہ تار کے ذریعے کس طرح خبریں پہنچائی جاتی ہیں ۔ اس کے بعد
انہوں نے لائبریری سے ایک کتاب لی جس کا نام تار اور ٹیلیفون
ہے ۔ اس کتاب سے مندرجہ ذیل مضامین لڑکوں نے پڑھے ۔

تار خط سے پہلے یا بہت جلد کیونکر پہنچ جاتی ہے ؛ دو چیزوں
کی رگڑ سے بجلی کس طرح پیدا ہو جاتی ہے ؛ اس کا تجربہ لڑکوں نے
خود کیا ۔ یعنی لڑکوں نے مور کا پر لیا اور اپنے بالوں کے ساتھ رگڑا ۔
رگڑ کھانے سے بجلی پیدا ہو گئی مور کے پر سے تنکا اٹھایا گیا ۔ تار
بھیجنے کی کیا اُجرت ہوتی ہے ؛ تار کے ذریعے ہمارے کاروبار اور
اخباری دنیا میں کتنی ترقی ہوئی ہے ؛ تار کے ایجاد ہونے سے پہلے
خبریں پہنچانے کا کیا انتظام تھا ؛ ۔ تار کا موجد کون تھا ؟ ۔

اس کے علاوہ طلباء نے بحری تار کی بابت پڑھا ۔ مثلاً سمندر
میں تار کے کھمبے کیسے لگائے جاتے ہیں ؛ اور سمندروں میں تار کا
کیا انتظام ہوتا ہے ؛ بحری تار سے کیا کیا فوائد حاصل ہیں ؛ اسی

کتاب سے بے تار برقی کی بابت بھی پڑھا۔ ان تمام مضامین سے طلباء کو بہت دلچسپی ہوئی۔

اسی کے ضمن میں ٹیلیفون کی بابت بھی طلباء نے پڑھکر اپنی معلومات میں اضافہ کیا۔ طلباء نے ایک ریل گاڑی بنائی اور اپنے بنے ہوئے ماڈل پر اس کو رکھا۔ اس کے بعد اُن کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ سٹیشنوں پر عام طور پر گھڑیاں ہوتی ہیں جن کو دیکھکر مسافر اپنے جانے اور گاڑی کی آمدورفت کا اندازہ لگایا کرتے ہیں۔ اس واسطے ہمارے سٹیشن پر گھڑی ہونی چاہئے۔ چنانچہ گتے کی ایک گھڑی بنانے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ کام ایک گروپ کے سپرد ہؤا۔

اس گروپ نے سوچا۔ کہ گھڑی بنانے سے پہلے ہمیں گھڑی کی بابت واقفیت ہونی چاہیئے۔ چنانچہ ایجادات کی کتاب سے گھڑی اور کلاک کے متعلق مندرجہ ذیل باتیں پڑھکر معلوم کی گئیں۔ زمین اور چاند کی گردش اور اس کے اثر سے وقت یعنی سال، ماہ دن۔ گھڑی وغیرہ۔ دنیا کی تہذیب سے پہلے وقت کا اندازہ کیسے کیا جاتا تھا؟ اور پھر کس طرح سے وقت کی بابت بتدریج ترقی ہوئی۔ گھڑی کی ایجاد سے پہلے انسان کو کون کونسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔

یہاں پر وقت کا اندازہ کرنے کے مختلف طریقے جو طلباء نے اس کتاب سے پڑھے درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً بعض لوگ سن کی ایک لمبی رسی لیکر اس میں برابر فاصلے پر بہت سی گرہیں دیدیتے ہیں۔ اور اس رسی کو ایک درخت پر لٹکا دیتے ہیں۔ اور اس کے

نچلے سرے کو آگ لگا دیتے ہیں۔ رسّی آہستہ آہستہ سلگتی رہتی ہے۔ جب ایک گرہ جل جاتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ ایک گھنٹہ گزر گیا۔ اسی طرح سے موم بتی کے ذریعے وقت کا اندازہ لگایا کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک اور طریقہ ایجاد ہوا۔ یعنی برتن میں سوراخ کر کے اس کو پانی میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب برتن میں پانی بھر جاتا ہے تو برتن ڈوب جاتا ہے۔ اور لوگ سمجھ لیتے ہیں کہ ایک گھنٹہ ہو گیا۔

اس کے بعد بالو کی گھڑی ایجاد ہوئی۔ اور پھر دھوپ گھڑی ایجاد ہوئی۔ اور بہت سی مشکلات کے بعد گھڑی ایجاد ہو گئی۔ جس سے انسان کے کام میں بہت ترقی اور سہولت ہو گئی۔

ایجادات کی کتاب سے طلباء نے پڑھا۔ کہ گھڑیاں زیادہ تر کون کون سے ممالک میں بنائی جاتی ہیں۔ مختلف کتابوں اور اخباروں سے وقت اور دقت کی پابندی کی بابت پڑھا۔ وقت کی پابندی کی بابت ایک نظم تھی۔ جس کو لڑکوں نے بہت دلچسپی سے پڑھا۔ ایک کتاب سے ریل کے متعلق ایک پہیلی جو کہ نظم کی صورت میں تھی پڑھی۔ اور اسی نظم کو لڑکوں کی بزم ادب میں گا کر سنایا گیا۔

اس کے بعد لڑکوں نے یہ بھی محسوس کیا۔ کہ انہیں یہ واقفیت ہونی چاہئے۔ کہ علاوہ ریل گاڑی کے اور کون کون سے سفر کے ذرائع ہیں؟ چنانچہ لڑکوں نے اس مضمون کے متعلق بھی بہت سی کتب اور رسالہ جات کا مطالعہ کیا۔

جہاز اور ہوائی جہاز۔ اس کتاب سے مندرجہ ذیل باتوں کی بابت پڑھا۔ سفر کرنے کے قدیم طریقے۔ کشتیاں۔ جہاز۔ جان بچانے والی

کشتیاں۔ ہوائی جہاز۔ غباروں کی تاریخ۔ ہوائی جہازوں کے فوائد۔ ہوائی جہازوں کی حفاظت۔ ہوائی جہاز کے ذریعے سفر۔ ہوائی سفر کا مستقبل وغیرہ وغیرہ۔

کتاب "موٹر کار"۔ سفر کے مختلف ذرائع کے ضمن میں اس کتاب کا مطالعہ کیا گیا۔

کتاب "آبدوز کشتی"۔ سفر کے مختلف ذریعوں کے ضمن میں اس کتاب کا بھی مطالعہ کیا گیا۔

کتاب "پنجاب کی فصلیں"۔ جب طلباء نے ریل کی لائن بنائی تو انہوں نے سوچا۔ کہ ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ زمینداروں کے کھیت بھی ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے اپنی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ چھوٹے کھیت بنانے اور فیصلہ کیا۔ کہ ان کھیتوں میں فصلیں بوئی جائیں۔ بونے سے پہلے طلباء نے سوچا۔ کہ مختلف فصلوں کی بابت واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کب بوئی جاتی ہیں۔ اور کس حساب سے بوئی جاتی ہیں؟ بونے کا اور کاٹنے کا کونسا مناسب مہینہ ہے؟

ان تمام باتوں کی بابت اس کتاب یعنی "پنجاب کی فصلیں" میں سے پڑھکر معلوم کیا گیا۔ اس کے علاوہ جغرافیہ پنجاب میں سے پنجاب کی پیداوار۔ اچھی نسل کے جانور وغیرہ پڑھکر معلوم کیا۔

اردو لکھائی

شروع میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ جب لڑکے تیسری جماعت سے

چوتھی جماعت میں آئے۔ تو سب سے پہلے اُن کی نظر کمرے میں لگائی ہوئی تصاویر پر پڑی۔ اُستاد نے لڑکوں کی خواہشات کے مطابق اُن سے کہا "تم اچھی طرح سے ان تصاویر کو دیکھو۔ تاکہ بعد میں ان کی بابت کچھ بتا سکو"۔ اُسی وقت اس کے متعلق لڑکوں کے ساتھ بات چیت ہوئی۔ اور فیصلہ ہوا۔ کہ ان تصویروں کی بابت اپنی اپنی پروجیکٹ کی کاپیوں میں لکھا جائے۔ چنانچہ ہر ایک لڑکے نے تصویروں کا مشاہدہ اپنی اپنی پروجیکٹ کی کاپی میں جداگانہ طور پر لکھا۔

کتب کا مطالعہ۔ اس کے بعد کتب اور رسالہ جات کا مطالعہ اس غرض سے کروایا گیا۔ کہ وہ اپنی معلومات میں اضافہ کریں اور نئے پروجیکٹ کو سوچ سمجھکر پیش کریں۔ لڑکوں سے یہ بھی کہا گیا۔ کہ وہ جو کچھ پڑھتے ہیں اور جو مفید و دلچسپ بات ہو اُسے اپنی اپنی پروجیکٹ کی کاپی میں درج کریں۔

مشاہدہ۔ مدرس جب بچوں کو سیر کے لیے لے گیا۔ تو جو کچھ انہوں نے سیر کے دوران میں دیکھا اس کی بابت اپنی پروجیکٹ کی کاپیوں میں درج کیا۔

ریل کی تواریخ۔ کو طلباء نے اپنی پروجیکٹ کی کاپیوں میں لکھا۔ سفر اور سفر کے مختلف ذرائع کی بابت ہر ایک لڑکے نے اپنی طرف سے خود مضمون بنا کر لکھا۔ مختلف قسم کے چارٹ لکھکر کمرے میں آویزاں کئے گئے۔

پروجیکٹ کی روئیداد کو پروجیکٹ کی کاپیوں میں قلمبند کروایا گیا۔ طلباء نے حتی الوسع کوشش کی۔ کہ اس روئیداد کو خوشخط لکھیں

پنجاب کی اشیائے درآمد اور برآمد خوشخط لکھکر جماعت کے کمرہ میں لٹکائی گئی۔ گاڑیوں کے اوقات کا چارٹ لکھا گیا۔ تاکہ اس کو دیکھکر سکول کے لڑکے فائدہ اُٹھا سکیں۔ ان تمام الفاظ کو جن کو طلباء نے پروجیکٹ کے تعلق میں مختلف کتب سے پڑھا تھا خوشخط کرکے لکھا گیا۔ ریلوے کے متعلق تصاویر کے چارٹ بنا کر جماعت کے کمرے میں لٹکائے گئے۔ سفر کے مختلف ذرائع کی ٹکٹوں کے چارٹ بھی تیار کئے۔

جغرافیہ

چونکہ طلباء کا پروجیکٹ ریلوے تھا۔ اس لئے سب سے پہلے طلباء نے ریل کی ہسٹری معلوم کی۔ پھر یہ معلوم کیا کہ ریل کیا چیز ہوتی ہے؟ سگنل کیا ہوتا ہے؟ محکمہ ریل کی بابت عام واقفیت حاصل کی گئی۔ محکمہ ریلوے کے کون کونسے آفیسر ہوتے ہیں؟ اُن کا کام کیا ہے؟ ریل کی پٹڑی کتنی قسم کی ہوتی ہے۔ پنجاب میں آمدو رفت کے کون کونسے ذریعے ہیں؟ جب ریل کی پٹڑی بنائی گئی تو اس وقت لڑکوں نے سیکھا کہ ریل کی پٹڑی پر جو شہتیریاں لگائی جاتی ہیں وہ کس قسم کی لکڑی کی بنتی ہیں؟ اور ریل گاڑی پر کس قسم کی لکڑی صرف کی جاتی ہے؟ اسی طرح سے معلوم کیا گیا کہ پنجاب میں کون کون سی لکڑیاں ہیں جو عمارت کے کام آتی ہیں۔ پنجاب کے جنگلات زیادہ تر کہاں کہاں پائے جاتے ہیں۔ محکمہ جنگلات کا کیا کام ہوتا ہے؟ پہاڑوں سے لکڑی ہمارے پاس کیسے پہنچ

جاتی ہے؟ مسافر خانے کی چھت بناتے وقت یہ معلوم کرنے کی ضرورت پڑی۔ کہ ٹین کیا چیز ہوتی ہے۔ اور وہ ہندوستان میں کہاں کہاں پایا جاتا ہے؟

پنجاب میں کون کونسی ریلوے لائن ہے؟ مشہور مشہور ریل کے راستوں سے واقفیت حاصل کرنا مثلاً دہلی سے لاہور تک۔ لاہور سے پشاور تک۔

چونکہ لڑکوں کے پاس کھیت بھی تھے۔ اس واسطے ان کو ضرورت پڑی۔ کہ وہ اچھی نسل کے بیلوں کے متعلق معلوم کریں۔ کہ وہ پنجاب میں کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مضمون جغرافیہ کے تعلق میں سکھائے گئے۔ پنجاب کی پیداوار اور اس کا استعمال کون کونسے اناج کون کونسے ممالک میں بھیجے جاتے ہیں؟ پنجاب کی تجارت۔ بندرگاہیں آبپاشی کے ذریعے۔ دریا۔ نہریں اور نہروں کے اوپر پل بنانا۔ سٹیشن اور ٹکٹ گھر وغیرہ۔ گتے کے بنائے گئے۔ اس واسطے طلباء نے سیکھا۔ کہ گتا اور موٹا کاغذ کیسے اور کہاں بنایا جاتا ہے؟

ہندوستان کا ماڈل بنایا گیا۔ اس میں بندرگاہیں اور سمندر وغیرہ دکھایا گیا۔ ہارپر صاحب نے ہندوستان کے مشہور مقامات کی سیر کی تھی اور وہ سیر جی۔ آئی۔ پی ریلوے کے بڑے بڑے سٹیشنوں کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔ صاحب نے ٹکٹ بھی خاص قسم کا میعادی لیا ہوا تھا۔ جو کہ انہوں نے لڑکوں کو دکھایا اور ان کے سامنے مندرجہ ذیل سوالات رکھے۔ "میں نے آگرہ سے واردھا اور واردھا سے جل

گاؤں اور جل گاؤں سے الہ آباد اور الہ آباد سے اٹارسی اور اٹارسی سے الہ آباد تک سفر کیا۔ بتاؤ میں نے کل کتنا سفر کیا۔ اس تمام سفر میں میں نے ۲۲/۸/ خرچ کئے۔ اگر میں ہر ایک جگہ کا الگ الگ ٹکٹ لیتا تو مجھے کیا نفع یا نقصان ہوتا؟" لڑکوں نے جی۔آئی۔پی۔ ریلوے کا نقشہ بنایا اور اس میں مندرجہ بالا تمام شہروں کو دکھایا۔ اور تقریباً ایک ہفتے کی محنت کے بعد ہارپر صاحب کو بتایا۔ کہ آپ کو ۱۴ روپے کا فائدہ ہؤا ہے۔

نیچر سٹڈی

جب لڑکوں نے کھیت وغیرہ بوئے تو وُہ تاریخ انہوں نے اپنی کاپی میں نوٹ کر لی۔ اور باقاعدہ طور پر اپنے کھیتوں کا مشاہدہ کرتے رہے۔ آخر کار جب بیج اُگ آئے۔ تو طلباء نے معلوم کیا۔ کہ اُن کے بوئے ہُوئے بیج کتنے دن کے بعد اُگے ہیں۔ اِسی طرح سے مشاہدہ کرتے ہُوئے انہوں نے دیکھا۔ کہ گیہوں کی فصل جو کہ نومبر میں بوئی گئی تھی اپریل میں کامیابی کے ساتھ پکی ہُوئی کھڑی ہے۔ طلباء بارہا سٹیشن پر گئے۔ انجن اور انجن کے مختلف پرزوں کا مشاہدہ کیا۔ موگا سٹیشن پر زیادہ دلچسپ موگا سٹیشن کی ریلوے ٹانکی ہے۔ جس کو لڑکوں نے نہایت غور سے دیکھا اور اس اصول کو سمجھنے کی کوشش کی گئی۔ کہ کس طرح پانی کی ٹانکی سے مختلف نلکوں میں پانی جاتا ہے۔

حساب۔ ریلوے لائن بناتے وقت طلباء نے سیکھا۔ کہ ناپ وغیرہ کے کون کونسے پیمانے ہیں۔ اس سے گز۔ فٹ وغیرہ کا تصوّر دلایا گیا۔

اور اسی کام کے ذریعے تحویل نزولی اور تحویل صعودی سیکھی ۔ اور اس کی مشق کا بہت زیادہ موقع مل گیا ۔ طلباء نے ریل گاڑی بنائی اور اناج کی بوریاں بھی بنائیں ۔ اور ان کو دو دو من کے حساب سے بھرا ۔ اس سے اس قسم کے سوالات کی مشق کروائی گئی جیسا کہ نیچے کی مثالوں سے ظاہر ہے۔

۱ ۔ ایک بوری میں سوا دو من گیہوں آتی ہے ۔ تو ایسی ۵۰ بوریوں کا وزن معلوم کرو ۔

۲ ۔ ایک چھکڑے میں چنے کی ۱۲۳ بوریاں لدی ہوئی ہیں ۔ تو لدے ہوئے چھکڑے کا وزن دریافت کرو ۔ جب کہ خالی چھکڑے کا وزن ½۷ من اور ہر ایک بوری کا وزن ۲ من ۲۰ سیر ہو ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

مرکب قاعدے :- ریفریشر کورس کے موقع پر طلباء نے ایک ایسا گروپ بنایا ۔ جس کا کام یہ بات دریافت کرنا تھا ۔ کہ اس موقع پر استاد کون کونسے سٹیشنوں سے آئے ہیں ۔ موگا سے مختلف سٹیشنوں کا کرایہ معلوم کیا اور ان ٹکٹوں کی قیمت کو جمع کیا ۔ یہ حساب لگایا کہ اس موقع پر ریلوے کو کل کتنا روپیہ ریفریشر کورس کے ہونے سے دیا گیا ہے ۔

رقبہ ۔ طلباء نے اپنے کھیتوں کو ناپا اور اسے جماعت کے مختلف گروپ میں تقسیم کیا ۔ ان کھیتوں کا رقبہ نکالنا سیکھا ۔ اور اس کی مشق کی اس کے علاوہ قدمی پیمائش کے ذریعے رقبہ نکالنے کا قاعدہ سیکھا اور اس کی خوب اچھی طرح سے مشق کی جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے

(۱) ایک کھیت کے طولانی ضلعے ۷۸ و ۶۲ کرم ہیں ۔ اور عرض کے ضلعے ۵۱ و ۵۹ کرم ہیں ۔ تو بتاؤ ۵ سیر فی کنال کے حساب سے اس میں

کتنے من بیج پڑے گا۔

(۲) ایک کھیت کے طول کے ضلعے ۷۰ و ۷۴ کرم ہیں اور عرض کے ضلعے ۵۷ و ۶۴ کرم ہیں۔ اس کے تہائی حصے میں شلغم بوئے ہوئے ہیں سوا روپیہ فی مرلہ کے حساب شلغم کی قیمت بتاؤ۔

طلباء نے چونکہ ریلوے سٹیشن کا ماڈل بنانا تھا اسلئے وہ خود اسٹیشن پر گئے انہوں نے مسافرخانے کی لمبائی چوڑائی معلوم کی اور اسی طرح سے ٹکٹ گھر پارسل گھر اور اسٹیشن ماسٹر کا کمرہ ناپا اور اس کے مطابق کئے سے ان تمام جگہوں کے نمونے پیمانے کے مطابق بنائے اور ان کا رقبہ معلوم کیا اور یہ بھی معلوم کیا کہ ایک کمرے کے بنانے کے لیے کتنا روپیہ خرچ ہوگا۔ کتنی اینٹیں لگیں گی۔ فرش پر کتنی اینٹیں لگیں گی؟ سفیدی وغیرہ کرانے میں کیا خرچ ہوگا؟ اس قسم کے بہت سے سوالات کی مشق کروائی گئی۔ مثال کے طور پر یہاں چند ایک سوال درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک کمرہ ۱۵ فٹ لمبا اور ۱۲ فٹ چوڑا ہے۔ تو بتاؤ اس کے فرش پر ۳ فٹ لمبی اور ۲ فٹ چوڑی سلیں کتنی لگیں گی؟

۲۔ اس کمرے کے فرش پر کتنی اینٹیں لگیں گی جس کا طول ۵۰ فٹ اور عرض ۲۵ فٹ ہے۔ جبکہ ایک اینٹ ۹ انچ لمبی اور ۴ انچ چوڑی ہے۔

طلباء نے مسافرخانہ کی چھت پر رنگائی کی تھی۔ اس سے انہوں نے یہ سیکھا کہ رنگ کرنے والے کس حساب سے مزدوری لیتے ہیں۔ مثلاً ایک پیسہ فی مربع فٹ یا ۴ آنے فی سو مربع فٹ کے حساب سے کروائی۔

کھیتوں اور باغوں کے اندر باہر بنی ہوئی سڑکوں کا رقبہ معلوم کرنا سکھایا گیا۔ دوسری شکل کی سڑکوں کا رقبہ نکالنا بھی سکھایا گیا۔ دیواروں پر سفیدی کرانے کی لاگت معلوم کرنے کی مشق کروائی گئی۔
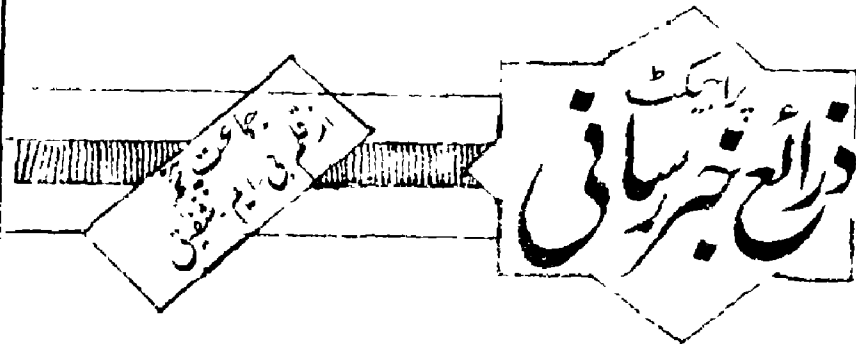
مواقع :۔ طلبہ نے جماعت میں انواع و اقسام کی تصاویر چارٹوں پر آویزاں دیکھیں۔

۲۔ طلباء نے ایک خط دیکھا ۔ جو کہ سات سال میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا اور انہوں نے مہریں بھی دیکھیں ۔ جو کہ اس بات کا بیّن ثبوت تھیں کہ ایک خط کو دوسری جگہ جانے میں کافی عرصہ لگا۔

۳۔ طلباء نے ڈاک خانے۔ ریڈیو۔ تار۔ اور ٹیلیفون کی تصاویر دیکھیں نیز انہوں نے ڈاک خانے کا بھی مشاہدہ کیا۔

۴۔ لائبریری سے مختلف کتب سے مختلف مضامین پڑھے اور موگا جرنل سے مختلف پراجیکٹس کے ریویو بھی پڑھے۔ مزید براں جماعت کے کمرے میں فہرست پراجیکٹس آویزاں پڑھی۔

۵۔ ایک لڑکا ڈاک خانے میں ڈاک ڈالنے کے لئے گیا۔ راستے میں کچہری

کے لیٹر بکس میں ڈاک ڈال دی۔ جس میں سے اگلے دن نکلنی تھی۔ پرنسپل صاحب نے شام کو تفتیش شروع کر دی۔ ڈاک کی دیری سے تقریباً پچیس روپے کا نقصان ہوا۔

۶۔ ایک لڑکا دفتر سے رجسٹرڈ لفافہ لے کر گیا۔ اور جا کر ڈاک خانے میں لیٹر بکس میں ڈال کر چلا آیا۔

۷۔ ریڈیو پر تقریر سُنی۔

۸۔ ایک لڑکے کو تار آئی۔ کہ تمہارا والد بیمار ہے۔ جلدی آؤ۔

مقصد۔ (۱) اُن لوگوں کو بنظر تحسین دیکھا۔ جو مختلف میدانوں میں موجود ہوئے ہیں۔

شروع۔ بچّوں نے سیر کرنے کے بعد۔ مختلف کتب اور تصاویر کا مشاہدہ کرنے کے بعد فیصلہ کیا۔ کہ آج ہم پراجیکٹ کا انتخاب کرینگے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے لئے ایک لڑکے کو چُنا۔ جو کہ اُن کے لئے فہرست پراجیکٹ تختۂ سیاہ پر تحریر کرتا جائے۔ چنانچہ طلباء نے مندرجہ ذیل پراجیکٹس پیش کئے۔ مثلاً ذرائع خبر رسانی۔ تجارت۔ ذرائع آمد و رفت۔ دانتوں کا ہسپتال۔ ڈاکخانہ۔ ڈسپنسری۔ ریل گاڑی۔ دستکاری۔ کارخانے۔ ایجادات۔ بحری سفر وغیرہ ان پر کافی روشنی ڈالی گئی۔ اور پھر بعد دیگرے پر ووٹ لئے گئے جن میں سے چند پراجیکٹس باقی رہ گئے۔ مثلاً ذرائع خبر رسانی۔ ڈاک خانہ۔ ریل گاڑی۔ ایجادات وغیرہ۔ ان پر خوب بحث ہوئی۔ کافی بیکھا آخر کار فیصلہ ہوا۔ کہ ذرائع خبر رسانی پراجیکٹ ہو۔ کیونکہ دیگر پراجیکٹس اس سے وابستہ ہیں۔ چنانچہ کثرت رائے سے یہی منتخب ہوا۔ تمام بچے

بہت خوش ہوئے ۔ اور خدا کا شکریہ بجالائے ۔ اور خدا سے دعا کی ۔ کہ وُہ اس کے چلانے میں سب کو توفیق مرحمت فرمائے ۔ کہ اُن کی پراجیکٹ کی کشتی اس دورانِ سال کے سمندر میں بخیر و عافیت ساحل تک پہنچ سکے ۔

مدرّس کی تیاری :۔ مدرّس نے بچوں کے لئے مختلف تصاویر جمع کیں ۔ اور مختلف کتب کا مطالعہ کرکے اُن کو ایک چارٹ پر لکھ دیا ۔ جن میں اُن کے پراجیکٹ کے متعلق ۱۰ تفصیت درج تھی ۔ مثلاً روح مضامین ۔ ایجادات ۔ تار ۔ ٹیلیفون اور ریڈیو وغیرہ ۔ نیز ردّی گتّے مسٹر ہارپر صاحب اور ردّی کاغذ ہیڈ ماسٹر ایس ۔ کے ۔ رائے صاحب سے لے کر رکھے ۔ تاکہ بوقت ضرورت کام آسکیں ۔ نیز چند چارٹ ڈاک خانے کی ڈائریکٹری سے ترجمہ کرکے بنائے ۔ کیونکہ زیادہ حالات اُردو میں درج نہیں ہیں ۔ علاوہ ازیں مدرّس کو خود بھی اس مشغلے کے تعلق میں مختلف موجدوں کی زندگیاں اور کارناموں کا خاص طور پر مطالعہ کرنا پڑا ۔ تاکہ طلباء کی ہدایت کر سکے ۔

بچوں کے کام :۔ بچوں نے اپنے پراجیکٹ کے ضمن میں سال بھر کی تجویز بنائی ۔ کہ وہ کیا کچھ سیکھیں گے ۔ نیز قدیم زمانے سے اب تک ڈاک خانے کی تدریجی ترقی کا مطالعہ کیا ۔ موگا کے ڈاک خانے کی عمارت کا مشاہدہ کرکے اس کو ناپا ۔ اور پیمانے سے بعینہٖ اس کا گتّے سے ماڈل تیار کرکے اس میں کھڑکیاں اور روشندان رکھے کھڑکیاں پر چھ سائن بورڈ لگائے ۔ اندر کمرے میں میزیں اور کرسیاں لکڑی کی بنا کر رکھیں ۔ اور ملازمین کاغذ اور تار کے بنا کر اُن کو کپڑے سے

سی کر پہنات۔ ڈاک خانے میں آگ بجھانے والا آلہ لگایا۔ نیز تار اور
ٹیلیفون ڈاک خانے میں لگایا۔ ہوا کرنے کے لئے پنکھا بھی لگایا۔ اب
چونکہ روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا لہذا جماعت نے پیش کیا۔ کہ چونکہ
اب موگا میں بجلی آگئی ہے۔ لہذا اپنے ڈاک خانے کے ماڈل میں بجلی
لگائیں۔ سوال پیدا ہوا۔ کہ کس طرح بجلی لگائیں؟ ایک لڑکے نے
کہا۔ کہ سکول تو ہمیں لگا کر نہیں دیگا۔ لہذا کیا کریں۔ فیصلہ ہوا۔ کہ بجلی
گھر میں چل کر بجلی کے متعلق سیکھیں۔ سو عرضی لکھکر منظور کروائی۔
بجلی گھر گئے۔ وہاں پر مینجر صاحب نے نہایت اچھی طرح سے اس
کے متعلق واقفیت دلائی۔ بچوں کے سوالات کا جواب خوش اسلوبی
سے دیا اور کہا۔ کہ اپنے ماڈل میں سستی تار اور بیٹری کے بلب
لگا دو۔ اور بیٹری کے سیلوں سے تار کو وابستہ کردو۔ تو سات آٹھ
آنے میں بجلی لگ جائیگی۔ جماعت نے کہا۔ کہ پیسے تو ہمارے پاس
نہیں۔ کہاں سے آئیں؟ چنانچہ فیصلہ کرکے مختلف اصحاب کو
عرضیاں لکھی گئیں۔ کہ آپ ہمیں کام دیں۔ تاکہ پیسے کما کر اپنے
ماڈل میں بجلی لگا سکیں۔ چنانچہ پیسے کما کر ماڈل میں بجلی لگائی
گئی۔ جو کہ کافی روشنی دیتی تھی۔ ڈاک خانے سے اسٹیشن تک
ریل گاڑی میں ڈاک ڈالنے کے لئے گاڑی بنائی۔ نیز ہندوستان
کا ماڈل بنا کر آٹھ بڑی بڑی ریلوے لائن دکھائیں۔ جو کہ ہندوستان
میں ڈاک لے جاتی ہیں۔ ساتھ ہی کھمبے لگا کر تار بھی دکھائی۔ بڑے
بڑے اسٹیشن اور بندرگاہیں دکھائیں۔ کاغذ پر دنیا کا نقشہ بنا کر
ہوائی جہاز اور بحری جہاز ڈاک لے جاتا دکھایا۔ یہ کام بذریعہ

مقناطیس دکھایا ۔ جس کے ذریعے بچوں نے بخوشی بڑے بڑے مقامات کے نام زبانی سیکھ لئے ۔ تاکہ ان کی باری آسکے ۔ گول گتے پر دُنیا کا نقشہ بنا کر اس میں مختلف ذرائع ڈاک لے جانے کے بذریعہ تصاویر دکھائے ۔ اور ان ممالک اور تصاویر کو بذریعہ مختلف رنگ کی اُون سے وابستہ کیا گیا جو کہ نہایت ہی آسان طریقہ ہوگیا ۔ چونکہ اس سال مُبرام مدارس میں دُنیا کے مسیحی نمائندوں کی انٹرنیشنل کانفرنس تھی ۔ جس میں دُنیا کے مختلف حصوں سے ۴۷ نمائندے تقریباً شرکت فرماتے ۔ اُن میں سے بہت اصحاب موگا میں تشریف لائے ۔ جن سے ان کے سفر کے متعلق سیکھا ۔ اور ان سے مختلف ممالک کے نوٹ اور سکے جمع کئے ۔ اور شکریہ کے خطوط اُن کو دئے جو وہ اپنے ساتھ اپنے ملک کو لے گئے ۔ علاوہ ازیں ایک "آٹو گراف بک" بھی تیار کی گئی ۔ جس میں تمام اصحاب کے دستخط لئے گئے ۔ تمام سکے اور نوٹ سکول کے عجائب گھر میں بطور یادگار رکھے گئے ۔

عادات وخصائل ۔ منیجر نے اپنے پرابلیکٹ کو کامیاب بنانے کی بے حد کوشش کی اور اس سے مندرجہ ذیل عادات کے پختہ ہونے میں مدد ملی ۔

(۱) ماڈل میں کام کرتے وقت مل کر کام کرنا اور ایک دوسری پارٹی کی مدد کرنا ۔

(۲) لفافے خط اور تار بھیجتے وقت ۔ سکے لیکر شکریہ ادا کرتے وقت اور نیز دستخط لیتے وقت آج کا کام کل پر نہ ڈالنا ۔

(۳) خود پیسے کما کر بیچی اکٹھا کرنے میں محنت کرنا ۔

مضامین

اُردو پڑھائی :- اپنے پراجیکٹ کے ضمن میں مختلف کُتب کا مطالعہ کیا مثلاً رُوح مضامین ۔ سیاحت ۔ تار ۔ ٹیلیفون ۔ ریڈیو ۔ ایجادات اُردو کی پانچویں کتاب ۔ رسالہ ۔ رہنمائے تعلیم ۔ مہر عالم جنتری ڈاکخانہ کی ڈائریکٹری ۔ گائیڈز وغیرہ وغیرہ ۔ اس ذخیرۂ الفاظ کے جو بچوں نے پراجیکٹ کے ذریعے سیکھے ۔ کئی چارٹ تیار کئے گئے ۔ اور دیوار پر آویزاں کئے گئے اور بار بار ان کی مشق کرائی گئی ۔

لکھائی ۔ مختلف اصحاب سے بڑے واقفیت ۔ سامان و دیگر کام کے لئے مختلف عرائض لکھی گئیں ۔ رودیداد کاپیوں میں درج کی گئی ۔ مشکل الفاظ کے چارٹ تیار کئے گئے ۔ شکریہ کے خطوط لکھے گئے ۔ مختلف چارٹ و نقشہ جات تیار کئے گئے ۔ موجدوں کی سوانح عمری لکھی گئیں ۔ علاوہ ازیں لکھائی کے تمام مواقع کا فائدہ اٹھایا گیا ۔

حساب ۔ ڈاکخانے کا ماڈل بناتے وقت چار دیواری کا رقبہ سیکھا ۔ بجلی لگاتے وقت اور الماری بناتے وقت خرچ کا حساب کیا ۔ جن سے کسور کی جمع ۔ تفریق ۔ ضرب اور تقسیم سیکھی ۔ ریل گاڑی کی رفتار کے متعلق معلوم کیا ۔ بابو ۔ ملازمین کی تنخواہوں اور روزمرہ کی ڈاک کا حساب کیا اور اوسط سیکھی ۔ نیز ڈاکخانہ سے سود سیکھا ۔ مختلف سکوں کو جمع کرکے اُن کی فہرست بناکر ان کی مالیت کا حساب کیا ۔

جنرل نالج ۔ قدیم زمانے میں ڈاک کے متعلق سیکھتے وقت انگلستان
کی بابت سیکھا ۔ نیز ڈاک خانے کی قدیم تاریخ معلوم کی کہ کب
شروع ہوا ۔ اور کس طرح بتدریج ترقی کی ۔ موجودہ کی زندگی
کے حالات معلوم کئے ۔ ہوائی ڈاک کا ہندوستان میں راستہ اور
بحری و ہوائی راستہ انگلستان ۔ امریکہ و دیگر ممالک تک کا معلوم
کیا ۔ دنیا کا نقشہ بنا کر مختلف رنگ کے کاغذ سے ہوائی و بحری
راستے دکھائے ۔ اور مقناطیس سے اوپر ہوائی و بحری جہاز چلائے ۔
دنیا کا نقشہ بنا کر مختلف ممالک میں ڈاک کے ذرائع بذریعہ تصاویر
دکھائے ۔ مثلاً افریقہ کے درخت کے تنے میں ڈاک ڈال کر کھے پر
لے جاتے ہیں ۔ ایلپس پہاڑ پر سوئٹزرلینڈ میں کتے ڈاک کی
گاڑی کو کھینچ کر لے جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔ مختلف لوگوں سے
ان کے سفر کے متعلق واقفیت حاصل کی ۔ جس سے مختلف ملکوں
کی بابت سیکھا ۔ نیز نوٹ اور سکے بھی ان سے جمع کئے ۔ ان کے
پاسپورٹ بھی دیکھے ۔ اس سے ہمیں دنیا کے مختلف ممالک کی بھی
بابت کافی واقفیت حاصل ہوئی ۔

حفظانِ صحت ۔ مکانات کی تعمیر کرتے ہوئے ہوا اور دھوپ کے
فوائد معلوم کئے ۔ ٹکٹوں اور لفافوں کے چسپاں کرنے میں تھوک لگانے
کی بری عادت ۔ تھوک سے مختلف بیماریوں کے جراثیم کا ایک دوسرے
کے جسم میں جانا ۔ ہاتھ صاف کرنے کی عادت ۔ بجلی کا استعمال اور
خطرات اور بچنے کے طریقے ۔ طبی دنیا میں بجلی کی اہمیت وغیرہ ۔

فنونِ عملی :۔ میز ۔ کرسیاں ۔ گھر ۔ ڈاک خانے کا سامان ۔ لفافے

موگا جرنل برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰ | جولائی سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۴

کسی قوم کی تعلیمی جدوجہد اُس کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہوتی ہے +

فہرست مضامین

چندہ سالانہ ۲½ روپے قیمت فی کاپی ۵ آنے

شذرات

ماہ گذشتہ کے پرچے کے ایڈیٹوریل میں یہ وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ جولائی ۱۹۴۰ء کے موگا جرنل میں ہندوستان کی پنج سالہ تعلیمی ترقی کے متعلق چند اہم باتیں درج کی جائینگی۔ اس ریویو کو لکھتے وقت ہم نے دو باتوں کو مدِنظر رکھا ہے

(۱) موگا جرنل کے زیادہ تر خریدار پنجاب میں رہتے ہیں

(۲) موگا جرنل کے پڑھنے والوں میں سے زیادہ تر پرائمری سکولوں کے مدرس ہیں چنانچہ ۱۹۳۲ء-۳۷ء کے پنج سالہ عرصے کی تعلیمی رپورٹ میں سے وہی باتیں آپ کے پیشِ نظر کی جاتی ہیں۔ جن سے آپ بہت فائدہ اٹھا سکیں گے۔ مثلاً

لڑکوں کے لئے پرائمری تعلیم۔ لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم۔
استادوں اور استانیوں کی ٹریننگ تعلیم بالغان۔ لائبریریاں۔

ہم چاہتے ہیں۔ کہ ہر ایک استاد اس ریویو کو پڑھکر اپنی واقفیت میں اضافہ کرے۔ اگر تمام کا تمام ریویو پڑھنے کا وقت نہ ملے تو کم از کم اس حصے کا ضرور مطالعہ کیا جائے جو اس کے خاص ڈیپارٹمنٹ سے تعلق رکھتا ہے۔

موگا سکول کی شاندار تعلیمی ترقی

خوشی کی خبر ہے۔ کہ گذشتہ تین سال سے ہمارے ورنیکلر فائنل کا نتیجہ ۱۰۰ فیصدی نکلتا رہا ہے۔ استادوں کی کوششوں سے امسال بھی ۱۷ لڑکوں

ہیں سے ۱۱ کامیاب ہوئے ۔ نارمل کلاس کے ۳۰ جیونیل ٹیچر یونیورسٹی کے امتحان
میں شامل ہوئے ۔ تمام کے تمام کامیاب ہوئے۔ کامیابی کا سہرا ماسٹر عسکری کے ہے جنہوں نے اپنے فرائض کو دلچسپ
کیے ۔ ان میں سے ۱۳ جیونیل ٹیچر فرسٹ ڈویژن میں آئے ہیں ۔

ہمارے سکول کی جونیئر اور سینئر انگلش جماعتوں میں طلباء کی تعداد بڑھ
رہی ہے ۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے دو مزید بی اے
پاس استاد رکھے گئے ہیں ۔ کام نہایت خوش اسلوبی سے چل رہا ہے ۔ اس
وقت جونیئر سپیشل میں ۲۲ طلباء اور سینئر سپیشل میں ۱۸ طلباء ہیں ۔
کتابی تعلیم کے علاوہ دستکاری اور زراعت کا کام بھی سکھایا جاتا ہے ۔

گرلز مڈل ٹریننگ سکول جگراؤں

ناظرین مخزن کے لئے جو اس گرلز سکول میں دلچسپی لیتے ہیں مندرجہ
ذیل خبر باعث مسرت ثابت ہوگی ۔ مس مری احمد شاہ پرنسپل گرلز سکول
جگراؤں اور سٹاف کی ان تھک کوششوں اور حسن انتظام سے امسال
ورنیکلر فائنل کے لئے ۱۶ طالبات بھیجی گئیں جن میں سے ۱۵ طالبات
اچھے نمبر لے کر کامیاب ہوئی ہیں ۔ صرف ایک لڑکی حساب میں فیل
ہوئی ہے ۔ سٹاف اور لڑکیوں کو مبارکباد ہے ۔ دعا ہے کہ یہ سکول
دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے ۔

مدیر

گورنمنٹ آف انڈیا کے ایجوکیشنل کمشنر جناب جان سارجنٹ نے ہندوستان کی پانچ سالہ تعلیمی ترقی کی رپورٹ کی نظرثانی کی ہے۔ جو کہ دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں صوبجاتی تعلیم کی رپورٹوں کا ذکر ہے۔ دوسری جلد میں تعلیمی اعداد و شمار درج کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ نظرثانی (REVIEW) گورنمنٹ کے صوبوں یا اُن علاقوں کے لئے ہے۔ جہاں گورنمنٹ آف انڈیا کی حکومت ہے۔ اس شاندار تعلیمی رپورٹ کی نظرثانی کرتے وقت دو باتوں کو خاص طور پر مدِنظر رکھا گیا ہے۔ (۱) موگا طرز کے زیادہ تر خریدار پنجاب میں پائے جاتے ہیں۔

(۲) ناظرین موگا جرنل میں سے زیادہ تر دیہی جماعتوں کے استاد ہیں۔

پانچ سالہ کام کے متعلق اہم باتیں

اس ریویو کے شروع میں پانچ سالہ کام کی اہم باتوں پر بحث کی گئی ہے "۱۹۲۱ء میں صوبجاتی تعلیم میں اصلاح و ترمیم کی گئی تھی۔ یہ عرصہ یعنی ۱۹۳۲-۱۹۲۱ء اس اصلاحی نظام یا تعلیمی ضابطہ قواعد کا اختتام ہے۔ ۱۹۳۷ء سے تعلیمی دنیا میں ایک نیا دور شروع ہوتا ہے۔ یہ بات قابلِ افسوس ہے کہ ۱۹۲۱ء میں جبکہ صوبجات میں ہندوستانی تعلیم کو لیجسلیٹو اسمبلی کے ایک ممبر یعنی وزیرِ تعلیم کے ماتحت کیا گیا تھا۔ اقتصادی تنگی کا زمانہ تھا۔ روپے پیسے کی کمی کے باعث تعلیمی کام کو اچھی طرح نہ نبھایا جا سکا۔"

اگرچہ یہ پانچ سالہ عرصہ ۳۷-۱۹۳۲ء بھی روپے پیسے کے لحاظ سے تنگی کا زمانہ تھا۔ تاہم نتائج اتنے ناخوشگوار ظاہر نہیں ہوئے جتنے کہ گذشتہ سالوں میں ہوئے تھے۔ اس پنج سالہ عرصے میں اقتصادی تنگی کے باعث پنجاب کے سکولوں کی تعداد اور طلباء کی حاضری میں کمی واقع ہوئی ہے۔

اگرچہ خوشحالی اور امارت کے دن تنگی اور مفلسی کے دنوں کی بہ نسبت بھلے معلوم ہوتے ہیں اور کہ روپے پیسے کی برکت سے ہی انسان بڑے بڑے کام کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ تاہم بعض اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے۔ کہ اقتصادی تنگی کے دنوں میں ہی ہم اپنے کام کا پورے طور سے جائزہ لیتے ہیں ہم اپنے کام کی جانچ پڑتال کر کے تمام اخراجات کا حساب کرتے ہیں۔ کام کے نتائج پر غور کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں۔ کہ کسی کام میں روپیہ فضول خرچ نہ کیا جائے۔ اس خیال کو مدِ نظر رکھکر اس بات کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ کہ ہر ایک صوبے کی تعلیم کو عملی طور پر بہتر بنایا جائے اور آمدنی کے مطابق اخراجات کئے جائیں۔ محکمۂ تعلیم کی گورنمنٹ نے اتنا شوق اور دلچسپی تعلیمی کام میں کبھی ظاہر نہیں کی جتنی کہ آج کل کر رہی ہے۔ ہر جگہ کے لوگ یہی سوالات پوچھ رہے ہیں:۔ کیا ہماری تعلیم عملی تعلیم ہے؟ کیا اس تعلیم کا زندگی کی ضروریات سے گہرا تعلق ہے؟ کیا اس تعلیم میں بچوں کے ماحول اور تجربات کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے؟

بہت سی رپورٹیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ پرائمری سکولوں میں وقت اور روپے کو ضائع کیا جاتا ہے اور زندگی سے تعلق رکھنے والی تعلیم نہیں دی جاتی تمام ملک کو خواندہ بنانے کی بجائے اُسے نکما اور جاہل بنایا جاتا ہے۔ عِلم خواندگی کی ترقی کو روکنے کا بڑا بھاری سبب پرائمری سکولوں کی بے معنی اور بلا مقصد

تعلیم ہی ہے۔ ہندوستان کو اپنی ضروریات کا بخوبی پتہ ہے۔ ماہران تعلیم بہت سے تعلیمی مسئلوں پر غور و خوض کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت ہی جلدی ایک پُرمقصد، عملی تعلیمی سسٹم جاری کیا جائیگا۔

تعلیمی اصلاح کا مسئلہ پیش ہوتے ہی سپیرو کمیٹی کا انتخاب کیا گیا۔ اس کمیٹی کو مقرر کرنے کا واحد مقصد یہ تھا کہ نوجوان تعلیم یافتہ لوگوں کی بیروزگاری کے معاملے کی تحقیق کی جائے اور اس بیروزگاری کو کم کرنے کے عملی وسائل اور طریقے تجویز کئے جائیں۔

بہت سے لوگوں کو یہ محسوس ہوتا رہا ہے۔ کہ تعلیم کا موجودہ سسٹم قدرے مشکل اور بوجھل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ عام پرائمری تعلیم کا پروگرام ایسا مخصوص اور ٹھوس ہونا چاہیئے جو کہ عملی ہو۔

اس پنج سالہ عرصے میں جو دوسری قابل ذکر بات واقع ہوئی ہے وہ سکولوں اور طلباء سے تعلق رکھتی ہے۔ اس عرصے میں مدارس کی تعداد میں ۲۰۰۸۳ فی صدی کی کمی واقع ہو گئی۔ لیکن طلباء کی تعداد پہلے ۱۳۱۹۵۰۱ بڑھ گئی۔ یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ جن مدارس کو بند کیا گیا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے اور غیر ضروری تھے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ بہت سے صوبجات میں جن لوگوں نے سکولوں کی حالت کو زیادہ مستحکم اور ترقی یافتہ بنانے کی طرف توجہ مبذول کی اُن کی ہر ممکن وسائل اور مدد سے حوصلہ افزائی کی گئی۔

تقریباً تمام کے تمام صوبجات میں تعلیمی کام کی ترقی میں کچھ نہ کچھ رکاوٹ ضرور پیدا ہوئی ہے۔ صوبہ مدراس۔ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ اور صوبہ پنجاب میں سکولوں کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔

صوبہ پنجاب کی تعلیمی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ پنجاب کے منظور شدہ چند ایک سکولوں کے بند ہونے کی دو وجوہات ہیں۔ اوّل بہت سے ناکامیاب اور فضول خرچ لوئر مڈل سکولوں کی گرانٹ کا کم ہونا یا ان سکولوں کو بالکل بند کر دینا۔ دوئم۔ غیر ضروری اور وقت و پیسے کو ضائع کرنے والے بالغ سکولوں کو توڑ دینا۔ مندرجہ بالا تین صوبجات ہیں جہاں کہ سکولوں کی تعداد میں کمی کی گئی ہے۔ انہی دو وجوہات کو ذمہ وار گردانا جاتا ہے۔ اس لئے زیادہ فکر و تشویش کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس پنج سالہ عرصے میں گذشتہ پنج سالہ عرصے کی بہ نسبت طلباء کی حاضری میں بھی نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ صرف صوبہ پنجاب میں ہی طلباء کی تعداد میں ۵۹۹۱۵ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ صوبہ پنجاب کے پرائمری سکولوں میں حاضری کی کمی کی چند ایک وجوہات معلوم ہوئی ہیں۔ اوّل دیہاتی علاقوں میں اقتصادی تنگی دوئم تعلیمی بجٹ میں تخفیف سوئم۔ غیر ضروری سکولوں کا بند کیا جانا۔ چہارم۔ حاضری کی باقاعدگی پر زور دیا جانا۔ پنجم۔ امتحانات میں سختی کا استعمال۔ یہ امر واضح کر دینا ضروری ہے۔ کہ اس پنج سالہ عرصے میں ہندوستان کی تمام قوموں میں سے ہندوؤں اور عیسائیوں نے سکولوں کی حاضری بڑھانے میں زیادہ حصّہ لیا ہے۔ جتنا ہندوستان برطانیہ کے زیر حکومت ہے اُس کی کل آبادی کا ۴ء۵ فی صدی حصّہ وہ تمام طلباء ہیں جو مختلف سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ ہندوستان کے ماہران تعلیم کے لئے یہ ایک قیمتی موقع بلکہ چیلنج ہے۔ پنجاب میں طلباء کی تعداد پنجاب کی آبادی کا ۵ء۴ فیصدی ہے تاہم ملک کو خواندہ بنانے کا بڑا بھاری کام ہمارے سامنے ہے

اس ریویو کی پڑھنی قابلِ توجہ بات تعلیمی اخراجات کی رپورٹ ہے اس عرصے میں زمیندار طلباء کے والدین اور صوبائی گورنمنٹ کی اقتصادی حالت گذشتہ سالوں کی نسبت خراب اور قابل رحم رہی ہے ۔ یہ بات درست ہے کہ اس عرصے میں گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے امدادی فنڈوں میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے ۔ لیکن دوسری طرف فیس اور فصلی محصلے میں اضافہ کیا گیا تھا ۔ ۳۲-۱۹۲۷ء کے عرصے میں دکان اور سکول فیس میں اس سے بھی زیادہ اضافہ کیا گیا تھا ۔ پنجاب میں ۳۲-۱۹۲۷ء کی بہ نسبت ان پانچ سالوں میں کل تعلیمی اخراجات پر زیادہ روپیہ خرچ کیا گیا ہے ۔ لیکن گورنمنٹ کے اخراجات میں ۱۴۸۲۲۶ روپیوں کی کمی کر دی گئی ہے ۔

تعلیمی اخراجات کے متعلق سوچتے وقت یہ امر نہایت دلچسپ ہے کہ تعلیم پر گورنمنٹ کا خرچ صوبہ پنجاب کے تمام اخراجات کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے ۔ یعنی پنجاب کے کل محکمہ جات پر جتنا خرچ کیا جاتا ہے اس کا ۱۰۰۵ فی صدی تعلیم پر خرچ ہوتا ہے ۔ یہ فی صدی خرچ مختلف علاقوں میں مختلف ہے مثلاً بلوچستان میں ۱۰۰۳ فی صدی ۔ اجمیر واڑہ میں ۱۳۰۶۹ فی صدی ۔

صوبہ پنجاب میں ۳۷-۱۹۳۶ء کے اخراجات و طلباء کی تعداد کا خاکہ حسب ذیل ہے ۔ اس سال پنجاب کی کل آبادی ۲۳۰۶ لاکھ تھی ۔ تمام سکولوں میں طلباء کی تعداد ۱۲۸۵۰۹۲ تھی سکولوں کے لڑکوں کی تعداد کل مردانہ آبادی کا ۱۰۰۱ فیصدی تھی ۔ طالبات کی تعداد کل زنانہ آبادی کا ۲۰۰۳ فی صدی تھی ۔ تعلیم پر کل سالانہ خرچ ۳۱۹۵۸۰۱۲

روپے ہوا۔ اس خرچ میں گورنمنٹ کا حصّہ ۵۵۴۴۴۳۶۲،۱ روپے تھا۔
سال بھر میں اوسطاً ہر ایک طالب علم پر ۲۰۶۲ ۲ روپے خرچ کئے گئے۔
اس میں سے ۳۳۶۴۱ روپے فی طالب علم گورنمنٹ کی طرف سے خرچ کئے گئے۔ پرائمری اور ورنیکلر مڈل سکولوں کے طلباء پر ۸،۷۶۰۱ روپے اور ۱۹،۰۱۱ روپے بتدریج فی طالب علم پر خرچ ہوا۔ ان میں سے گورنمنٹ کا حصّہ ۲۵،۶ روپے اور ۱۱ روپے تھا

ایک ضروری اور قابل ذکر بات یہ ہے۔ کہ پرائمری تعلیم کے سسٹم کو وسعت دینے کی کوششوں کے باوجود بھی مڈل اور ہائی ڈیپارٹمنٹ میں پرائمری ڈیپارٹمنٹ کی بہ نسبت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اس پانچ سالہ عرصے میں دستکاری اور صنعتی کالجوں اور یونیورسٹیوں پر ½۴ ۱۴ لاکھ روپے زیادہ خرچ کئے گئے۔ اور ہائی سکولوں پر تقریباً ½۲۰ لاکھ روپے زیادہ خرچ ہوئے۔ جبکہ پرائمری سکولوں کے اخراجات میں صرف ۲۵ لاکھ روپے زائد خرچ ہوئے۔

جیسا کہ اس رپورٹ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ پرائمری سکولوں کی تعلیم پر زیادہ توجہ اور اخراجات کی ضرورت ہے۔

رپورٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس پنج سالہ عرصے میں ٹیچرز ٹریننگ سکولوں کے اخراجات میں ½۹ لاکھ روپے سے زیادہ کی کمی کی گئی۔ یہ بات قابل افسوس ہے کیونکہ گذشتہ سالوں میں ٹریننگ ٹیچروں کی ضروریات اور تعلیمی سہولتیں ناکافی تھیں۔ اخراجات میں اضافہ کرنے کی بجائے کمی کرنے سے ان کی مشکلات اور بھی بڑھ گئیں۔ باوجود روپے پیسے کی تنگی کے اس پنج سالہ عرصے میں متواتر آہستہ

آہستہ ترقی ہوتی رہی۔

لڑکوں کے لئے پرائمری تعلیم

پرائمری تعلیم کا زیادہ تر تعلق مقامی اشخاص (LOCAL BODIES) کے ساتھ ہے۔ پرائمری سکولوں کے انتظام۔ نئے سکولوں کے اجرا اور ان کی ترقی کے ذمہ دار دیہاتی علاقے کے نمبردار۔ ساہوکار اور امیر والدین ہیں۔ اگرچہ بعض پرائمری سکولوں کو گورنمنٹ اور پرائیویٹ اصحاب یا کمیٹیاں چلا رہی ہیں۔

جن پرائمری سکولوں کا نظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ اُن سکولوں سے جن کو مقامی یا پرائیویٹ اشخاص چلا رہے ہیں بدرجہا بہتر معیار پر چل رہے ہیں۔ بعض صوبوں میں گورنمنٹ کے زیر تحت پرائمری سکول ٹیچرز ٹریننگ سکولوں سے ملحقہ ہیں۔ چنانچہ ان پرائمری سکولوں کو مشقی اسباق کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ٹریننگ کے پیوپل ٹیچرز کی پریکٹس کے لئے یہ سکول بہت مفید ثابت ہوتے ہیں۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے۔ کہ مقامی اشخاص نے اپنے علاقے کے پرائمری سکولوں کی ترقی کے لئے اتنی کوشش نہیں کی جتنی کہ کرنی چاہئے تھی۔ با اختیار اور روپے پیسے والے لوگ اپنے حلقے کی پرائمری تعلیم کے ذمہ دار ہیں۔

ہندوستان جیسے وسیع ملک میں یہ توقع رکھنی قدرتی امر ہے۔ کہ سکولوں کے طریقہ ہائے تعلیم اور نظام میں فرق پایا جائے۔ لیکن اس تھوڑے سے فرق سے ہی بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جبکہ پرائمری تعلیم کے متعلق درست اعداد و شمار (یعنی طلباء و طالبات کی تعداد اخراجات۔ سکولوں کی تعداد وغیرہ) کو اکٹھا کرنا پڑتا ہے۔ اگر آپ یہ سوال

پوچھیں کہ یہ مشکلات کیوں پیدا ہوتی ہیں۔ تو اس کو حل کرنے کے لئے مختلف صوبوں کے پرائمری سکولوں کا ملاحظہ کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض صوبوں میں پرائمری تعلیم کا مطلب صرف چار جماعتیں ہیں۔ مدراس اور بمبئی کے علاقوں میں تمام ورنیکلر تعلیم کو پرائمری تعلیم کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے پرائمری تعلیم کا عرصہ آٹھ سال ہے۔ صوبہ بہار میں چھ جماعتوں والے ورنیکلر سکولوں کو اپر پرائمری سکول کہا جاتا ہے۔ جبکہ پنجاب اور شمالی مغربی سرحدی صوبے میں تمام ورنیکلر سکول جہاں چھ جماعتیں ہیں (لوئر مڈل) یا سیکنڈری سکول کہلاتے ہیں۔

اس پنج سالہ عرصے ۱۹۳۲-۳۷ء میں برٹش انڈیا میں پرائمری سکولوں کی تعداد میں ۴۱۴۳۹ کی کمی واقع ہوئی ہے۔

یہ خوشی کا مقام ہے کہ اس عرصے میں پنجاب میں ۲۰۰ سکولوں کا اضافہ ہوا ہے۔ دوسرے صوبوں میں سکولوں کی کمی کا واقع ہونا باعث تشویش نہیں ہونا چاہیئے۔ وہاں چند ایک غیر تسلی بخش اور ناکامیاب سکول اس لئے بند کر دئے گئے تاکہ ان کا روپیہ اچھے سکولوں پر خرچ کر کے ان کا معیار اور بھی بلند کیا جائے۔ ان صوبوں کے افسران کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ تھوڑے سکول ہوں لیکن اعلیٰ پایہ کے ہوں بچوں کی حاضری۔ سٹاف کی قابلیت۔ نظام مدرسہ۔ نصاب غرضیکہ سکول کی ہر ایک بات بہترین ہو۔ اس کے برعکس پنجاب میں سکولوں کے اضافے کا سبب یہ ہے۔ کہ وہاں چند ایک لوئر مڈل سکولوں کا معیار کم کر دیا گیا ہے۔ نیز برانچ پرائمری سکولوں کو مکمل پرائمری سکولوں کی صورت میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ "گذشتہ پانچ سالوں ۱۹۲۷-۳۲ء میں پنجاب

میں ۱۰۱۳ پرائمری سکولوں کی کمی واقع ہوئی ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بہت سے پرائمری سکولوں کو لوئر مڈل سکولوں میں تبدیل کر دیا گیا تھا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ۱۹۳۲-۱۹۳۲ء کے پانچ سالہ عرصے میں یہ عمل بالکل اُلٹا واقع ہوا ہے ۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے ۔ کہ بہت سے لوئر مڈل سکول پرائمری سکولوں کی صورت اختیار کر گئے ہیں ۔

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ بہت سے پرائمری سکول کم ہو گئے ہیں ۔ لیکن یہ عجیب بات ہے ۔ کہ جتنے رہ گئے ہیں ۔ اُن کی حاضری میں نمایاں اضافہ ہوا ہے ۔ چنانچہ اس وقت اوسطاً ہر ایک پرائمری سکول کی حاضری ۵۵ ہے ۔ پنجاب میں لڑکوں کے پرائمری سکولوں کی اوسط حاضری ۶۵ ہے ۔ جبکہ پہلے یہ حاضری ۶۹ تھی ۔ اس کمی کا سبب یہ ہے کہ برائے نام درج شدہ اور روزمرہ وقت پر حاضر نہ ہونے والے طلبا کے نام خارج کر دئے گئے ہیں ۔

یہ ایک دلچسپ بات ہے ۔ کہ برٹش انڈیا کے بوائز پرائمری سکولوں میں کل درج رجسٹر طلباء میں سے اوسط حاضری کی تعداد رفتہ رفتہ بڑھ رہی ہے ۔ اب اوسط حاضری ۸۰،۲ تک پہنچ چکی ہے ۔ صوبہ پنجاب کے تمام منظور شدہ پرائمری سکولوں کی پہلی سے پانچویں جماعت تک لڑکوں کی تعداد ۹۷۹۹۷ کم ہو گئی ہے ۔ تمام برٹش انڈیا کے پرائمری سکولوں میں لڑکوں کی تعداد ۴۲۰۶۹۶ بڑھ گئی ہے ۔ پنجاب میں طلباء کی کمی کا سبب پہلے بھی بتایا جا چکا ہے یعنی سکولوں کی برائے نام حاضری کو قطع نظر کرنا ۔ اور روزمرہ باقاعدہ حاضر ہونے والے طلباء کو مستقل طور پر رجسٹر میں درج کرنا ۔
گذشتہ سے گذشتہ پنج سالہ رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ تمام مردانہ

آبادی میں سے ۱۵ فی صدی لڑکے سکول جانے کی عمر کے تھے اور بعدازاں اُن کی تعداد کل مردانہ آبادی کا ۱۴ فیصدی ہو گئی۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے حساب سے معلوم ہوا ہے کہ اس وقت سکول جانے والی عمر کے بچوں کی تعداد کل مردانہ آبادی کا ۱۲ فی صدی ہے۔ اس کمی کی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ سالوں میں بالغوں کی اموات زیادہ تھیں۔ اس لئے سکول جانے والی عمر کے بچوں کی فی صدی تعداد بڑھ گئی۔

یہ حوصلہ افزا بات ہے۔ کہ تمام صوبجات میں سکول جانے والی عمر کے لڑکوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا ہے۔ یہ لڑکے پرائمری جماعتوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ پنجاب میں اُن کی تعداد ۵۰۰۶ فی صدی ہے۔

متواتر اصلاح کے باوجود بھی پرائمری سکولوں میں عمر کے قیمتی لمحوں کو ضائع کرنے (WASTAGE) اور کئی کئی سالوں تک ایک ہی جماعت میں پڑے رہنے (STAGNATION) کے دو نقائص پائے جاتے ہیں۔ ہارٹگ کمیٹی کی تشریح کے مطابق (WASTAGE) کا مطلب بچوں کو پرائمری کورس مکمل کرنے سے پیشتر ہی سکول سے نکلوا لینا ہے (STAGNATION) کا مطلب کسی بچے کو پرائمری حصے کی کسی جماعت میں ایک سے زیادہ سال تک رکھنا ہے۔ صوبجاتی رپورٹوں میں (WASTAGE) کی تین وجوہات درج ہیں۔ اوّل والدین کی اقتصادی حالت کا خراب ہونا۔ فیس اور کتابوں کے اخراجات سے تنگ آ کر بچے کو مجبوراً سکول سے نکلوا لیا جاتا ہے۔ دوئم۔ سکول کی تعلیمی حالت کا غیر تسلی بخش ہونا۔ سکول کی تعلیم کا زندگی سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے طالب علم کی دلچسپی قائم نہیں رہتی لہذا وہ سکول سے متنفر ہو جاتا ہے۔

۳۔ سکول کا انتظام اچھا نہ ہونا۔ بعض سکولوں میں بچوں کی صحت اور اخلاقی زندگی کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ بچے گالی گلوچ سیکھ جاتے ہیں۔ چوری کرتے ہیں کریکٹر خراب کر لیتے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر والدین بچوں کو گھر پر بلا لیتے ہیں۔ مزدور پیشہ اور زراعت پیشہ والدین اپنے بچوں کو جلدی سکول سے نکلوا لیتے ہیں۔ جونہی بچے تین چار جماعتیں پڑھ کر اپنے والدین کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہو جاتے ہیں انہیں گھر پر بلا لیا جاتا ہے۔ بہت سے سکولوں کی غیر تسلی بخش عمارتیں بچوں کے لئے باعث کشش نہیں ہوتیں۔ بعض دیہاتی پرائمری سکول بالکل اصطبل معلوم ہوتے ہیں۔ دیہاتی سکولوں کے استادوں کا ان ٹرینڈ ہونا اور بچوں کے علم النفس سے ناواقف ہونا بھی ایک بڑی بھاری کمی ہے۔ طریقۂ تعلیم اور ضبط مدرسہ غیر تسلی بخش ہونا۔ تمام سال سکول میں بچوں کو داخل کرتے جانا۔ بے قاعدہ حاضری۔ لوکل اشخاص کا لاپرواہی سے سکولوں کا انتظام کرنا وغیرہ وغیرہ کئی ایک وجوہات ہیں جو کہ بچوں کو سکول چھوڑنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جب تک ان نقائص کو دور نہ کیا جائے پرائمری تعلیم میں ترقی حاصل کرنا خیال ہے۔ ہندوستان بھر میں جتنے بچے پرائمری سکولوں میں داخل ہوتے ہیں ان میں سے ۲۷ فی صدی بچے چوتھی جماعت تک بھی نہیں پہنچتے۔ یہی ایک زمانہ ہے جبکہ لکھنا پڑھنا سیکھا جا سکتا ہے۔ صوبجاتی گورنمنٹ سر توڑ کوشش کر رہی ہے کہ بچوں کی پڑھائی میں جو رکاوٹیں ہیں وہ دور کر جائیں۔

آؤ ہم صوبہ پنجاب کی حالت کا مشاہدہ کریں۔ اس کے متعلق پنج سالہ رپورٹ قدرے حوصلہ افزا نظر آتی ہے۔ اس عرصے میں کوشش کی گئی

ہے کہ پہلی سے چوتھی جماعت تک طلباء کی حاضری خاصی اچھی ہو۔ سال ۳۲-۱۹۳۱ء میں جماعت چہارم میں پہنچنے والے طلباء کی تعداد کل پرائمری جماعتوں کی تعداد کا ۲۵ فی صدی تھی۔ ۳۷-۱۹۳۶ء میں یہ تعداد ۲۸ فیصدی تک پہنچ گئی۔ صوبہ پنجاب میں ایک پنج سالہ تجویز بنائی گئی ہے جس کا مقصد یہ ہے۔ کہ اس تعداد کو بڑھا کر ۶۵ فی صدی کر دیا جائے۔ پنجاب کے ایک انسپکٹر آف سکولز کی رپورٹ ہے۔ کہ پہلی سے دوسری اور دوسری سے تیسری جماعتوں میں جاتے جاتے طلباء کی تعداد اکثر کم ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن پنجاب کے بہت سے پرائمری سکولوں میں یہ نقص دور ہو رہا ہے۔ اب تمام پرائمری جماعتوں میں لڑکوں کی تعداد کی نسبت تسلی بخش ہے۔ یہ توقع کی جاتی ہے۔ کہ جوں جوں جدید طریقہ ہائے تعلیم پر عمل کیا جائیگا پرائمری تعلیم کے نتائج اچھے حاصل ہونگے۔

یہ بات قابلِ تعجب ہے کہ پنجاب میں جتنے لڑکے پہلی اور دوسری جماعتوں میں داخل کئے جاتے ہیں۔ اُن میں سے ۵۴ فی صدی لڑکے پہلی جماعت میں ہوتے ہیں نیز جتنے بچے ۳۴-۱۹۳۳ء میں پہلی جماعت میں تھے اُن میں سے ۲۸ فی صدی بچے ۳۷-۱۹۳۶ء میں چوتھی جماعت میں چڑھائے گئے۔
(WASTAGE) کے مسئلے کا حل زیادہ بچے سکول میں داخل کرنے سے نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جو بچے داخل ہوتے ہیں انہیں پانچویں جماعت پاس کروانے سے ہو سکتا ہے۔ اگرچہ والدین کو ترغیب دینے اور تعلیم کے فوائد سے آگاہ کرنے سے یہ نقص کسی حد تک دور ہو سکتا ہے۔ لیکن موثر طریقہ یہی ہوگا۔ کہ پرائمری تعلیم کو قانوناً لازمی قرار دیا جائے۔ والدین اور بچوں کو مجبور کیا جائے۔ کہ وہ ہر حالت میں اپنے بچوں کو پرائمری تک تعلیم دلوائیں۔ WASTAGE اور STAGNATION کی سب سے بڑی وجہ ایک ہی استاد والے سکولوں کی موجودگی بتائی جاتی ہے۔

بعض سکول ایسے ہوتے ہیں ۔ جن کا انچارج صرف ایک ہی اُستاد ہوتا ہے۔ وہ اکیلا اُستاد نہ صرف زیادہ جماعتوں کا انچارج ہوتا ہے ۔ بلکہ بہت سے طلباء کی تعلیم کا ذمہ وار ہوتا ہے ۔ جو کہ اُن جماعتوں میں پڑھتے ہیں ۔ صوبۂ پنجاب میں تمام پرائمری سکولوں میں سے ۳۱ فی صدی ایسے سکول ہیں ۔ جو کہ ایک ہی استاد کے زیر تحت ہیں ۔ جبکہ کل پرائمری طلباء میں سے صرف ۱۶،۶ فیصدی ایک ہی استاد والے سکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں

تمام ہندوستان کے مقابلے میں پنجاب کے پرائمری سکولوں کی حالت بدرجہا بہتر ہے ۔ برطانوی ہندوستان میں ۰۸،۵۴ فیصدی پرائمری سکول ایک اُستاد کے ماتحت ہیں اور ۲۵،۵ فی صدی لڑکے ایک ہی اُستاد والے سکولوں میں پڑھتے ہیں ۔

صوبہ پنجاب کے بہت سے دیہات میں دو جماعتوں والے بہت سے برانچ سکول کھولے گئے تھے ۔ ان دو جماعتوں والے سکولوں میں صرف ایک ہی اُستاد رکھا گیا ۔ ان کے کھولنے کا مقصد یہ تھا کہ چھوٹے چھوٹے بچّے اپنے گاؤں میں بآسانی دو جماعتیں پاس کر کے قصبوں یا شہروں کے مڈل سکولوں میں آ سکیں ۔ چونکہ یہ برانچ سکول بچّوں کو دو سالہ تعلیم کے بعد بڑے سکولوں میں بھیجنے میں ناکام ثابت ہوئے ۔ لہذا بہت سے برانچ سکول بند کر دئے گئے ۔ رپورٹ میں پنجاب کا موجودہ مقصد یہ لکھا ہے ۔ کہ گاؤں میں یا تو پورا پرائمری سکول ہو یا بالکل نہ ہو ۔

جیسا کہ اُوپر بیان کیا گیا ہے ۔ STAGNATION اور WASTAGE کے مسائل کا اچھے استادوں اور عمدہ طریقہ ہائے تعلیم سے گہرا تعلق ہے ۔ تقریباً تمام کے تمام صوبے یہ رپورٹ بھیجتے ہیں کہ انہوں نے جدید طریقہ ہائے

تعلیم کو رائج کر لیا ہے۔ صوبہ پنجاب میں ٹرینڈ استادوں کی فی صدی سب صوبوں سے زیادہ ہے۔ پنجاب کے تمام استادوں (MALE TEACHERS) میں سے ۸۱.۵ استاد ٹریننگ یافتہ ہیں۔ اور تمام استادوں میں سے ٹرینڈ استادوں کی تعداد جو اچھی پوزیشن اور ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں ۶۶.۷ فیصدی ہے۔
پنجاب کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیہاتی مدارس کی ظاہرا رکاوٹوں اور مشکلات کے باوجود بھی سر توڑ کوشش کی گئی ہے۔ کہ طریقۂ تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے ہر ممکن سے ممکن وسائل بہم پہنچائے جائیں۔
۱۹۳۵ء میں بہت سے اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ انسپکٹر صاحبان کو ٹریننگ سکول فار ویلج ٹیچرز موگا میں جدید طریقۂ تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ واپسی پر انہوں نے اپنے اپنے علاقے کے استادوں کو پروجیکٹ میتھڈ کے متعلق بہت کچھ سکھایا۔ جالندھر ڈویژن کے بڑے انسپکٹر صاحب کی رپورٹ ہے کہ اے۔ ڈی۔ آئی اور اساتذہ صاحبان نے موگا سے جدید طریقۂ تعلیم کے متعلق سیکھکر جالندھر علاقے کے سکولوں میں بہت سی اچھی اچھی باتیں رائج کی ہیں۔ محکمۂ تعلیم اس بات کی تجاویز سوچ رہا ہے۔ کہ جونیئر اور سینئر ورنیکلر (جے۔ وی اور ایس۔ وی) پاس استادوں کو جدید طریقہ ہائے تعلیم میں ٹریننگ دلوائی جائے۔
گذشتہ پانچ سالوں کے عرصے میں ٹریننگ لینے والے استادوں اور ٹریننگ سکولوں کی تعداد میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔ اس کمی میں تمام صوبوں کا حصہ ہے۔ یہ کمی اس لئے قابل افسوس ہے۔ کیونکہ پرائمری سکولوں کے لئے ٹرینڈ استادوں کی سخت ضرورت محسوس کی جا رہی ہے یہ اندازہ لگایا جاتا ہے۔ کہ اس پنج سالہ عرصے میں تمام پنجاب بھر میں صرف

۲۵ فیصدی اُستاد ٹریننگ لے رہے تھے۔ ٹریننگ سکولوں کے انتظام میں قدرے اصلاح کی گئی ہے۔ خاطر خواہ امیدواروں کے انتخاب میں اور جدید ترقی یافتہ طریقہ ہائے تعلیم کو اختیار کرنے میں بہت سے ٹریننگ سکولوں میں نصاب کی نظرثانی کی گئی ہے۔ اور زیر ٹریننگ نوجوانوں کو دیہاتی زندگی کی پوری پوری واقفیت بہم پہنچائی جاتی ہے۔ تاکہ وہی اُستاد اپنے سکولوں میں جاکر بچوں کو ایسی تعلیم دے سکیں جو کہ دیہاتی ماحول اور زندگی سے وابستہ ہو۔ تعلیمی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۳۶ء-۳۷ء میں پنجاب بھر کے ٹریننگ سکولوں میں ایک پیوپل ٹیچر پر سالانہ اوسطاً ۹۱۴ روپے ۱۳ آنے ۸ پائی خرچ آیا ہے۔ پس صاف ظاہر ہے۔ کہ اقتصادی تنگی سے ٹریننگ سکولوں پر ناخوشگوار اثر ہوا ہے۔

اگر پرائمری تعلیم کو لازمی قرار دینے میں کامیابی ہو جائے تو (WASTAGE) کا یہ ایک مفید حل ہوگا۔ اگرچہ ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں تعلیم کو لازمی قرار دے دیا گیا ہے لیکن پنجاب باقی تمام صوبجات سے سبقت لے گیا ہے۔ لہٰ بہت سے علاقوں میں مجبوری تعلیم کا قانون بنا دینے سے تسلی بخش نتائج حاصل نہیں ہونگے۔ اگر تعلیم کو لازمی کر دینے سے سکولوں کی حاضری اور طلباء کی تعداد میں اضافہ ہو جائے۔ نیز ایک جماعت سے دوسری جماعت میں اچھے نمبر لیکر چڑھتے جائیں اور جلدی ہی خواندہ باشندوں کی تعداد بڑھ جائے تب یہ مسئلہ مفید ہوگا۔ پنجاب میں مجبوری تعلیم سے حاصل کی ہوئی خواندگی ترقی کی رفتار بہت تھوڑی اور غیر یقینی ہے۔ انسپکٹر صاحبان اس غیر یقینی ترقی کی چند ایک وجوہات بیان کرتے ہیں۔ اوّل والدین سے دشمنی پیدا کرنے کا امکان۔ دوئم بچوں کا سکول سے غیر حاضر رہ کر بیمارکہ

کے جھوٹے بہانے کرنا ۔ سوئم ۔ بچوں کے ہر قسم کے سیاہ وسفید اور نقصان کی ذمہ داری اُستاد پر ہوتی ہے ۔ بات بات پر والدین کا بگڑ جانا اور بچے کو سکول سے نکلوا لینے کی دھمکی دینا ۔

پرائمری سکولوں کی ایک اور بھاری کمزوری یہ ہے ۔ کہ ہر ایک جماعت میں بڑی بڑی عمر والے (OVER AGE) لڑکے پائے جاتے ہیں ۔ یہ اندازہ لگایا گیا ہے ۔ کہ چوتھی جماعت میں ۱۲ سال سے زیادہ عمر کے لڑکے تیسری جماعت میں گیارہ سال کی عمر سے زائد ، دوسری جماعت میں ۱۰ سال کی عمر سے زیادہ اور پہلی جماعت ۹ سال کی عمر سے زیادہ کے بچے (OVER AGE) سمجھے جائیں ۔ چونکہ لازمی یا مجبوری تعلیم کا قانون زیادہ سے زیادہ ۱۱ سال کی عمر کے لڑکے پر عائد ہو سکتا ہے اس لئے مندرجہ بالا کمزوری کے باعث بہت سے لڑکے صرف دو جماعتیں پاس کرنے کے بعد اس قانون سے آزاد ہو جائینگے ۔ یعنی تیسری جماعت میں چڑھتے ہی اُن کی عمر ۱۱ سال سے اوپر ہو جائیگی ۔ ۱۹۳۷ء میں پنجاب میں پہلی سے چوتھی جماعت تک (OVER AGE) طلباء کی تعداد چار جماعتوں کے کل طلباء کا ۱۸٫۷ فیصدی تھی ۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ چوتھی جماعت تک جانے والے لڑکوں کی تعداد روز بروز ہندوستان میں بڑھ رہی ہے ۔ ۱۹۳۲-۳۷ء کے پنج سالہ عرصے میں یہ تعداد ½ ۷ لاکھ اور بڑھ گئی تھی ۔ صرف اُسی لڑکے کو خواندہ کا لقب دیا جا سکتا ہے جو چوتھی جماعت تک تعلیم یافتہ ہو ۔

عوام کو خواندہ بنانے میں مندرجہ ذیل رکاوٹیں ہیں ۔

ناکمل سکول ۔ ایک اُستاد والے سکول ۔ ناقابل اُستادوں اور غیر تسلی بخش انتظام والے سکول ۔

جب تک ایسے سکولوں کا بہتر طور پر انتظام نہ کیا جائے اور لازمی تعلیم کو زیادہ عالمگیر اور موثر نہ بنایا جائے ہندوستان سے ناخواندگی کو دُور کرنے کا بہت تھوڑا امکان ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ مناسب اصلاح و ترقی کے لئے کافی روپے کی ضرورت ہے۔ اس مسئلے کو استقلال اور مصمم ارادے سے حل کیا جائے۔ صوبہ بنگال کی رپورٹ میں یُوں لکھا ہے۔

" آخرکار جب قوموں کو جنگ کے لئے روپے کی ضرورت ہوتی ہے تو وُہ کسی نہ کسی طریقے سے فراہم اور مہیا کر لیتی ہے۔ ناخواندگی اور جہالت کے خلاف جنگ کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔"

ہندوستان کے تمام علاقوں سے آمدہ رپورٹوں سے صاف ظاہر ہے کہ گذشتہ پانچ سالوں میں پرائمری سکولوں کے نصاب کو بہتر بنانے میں کافی توجہ دی گئی ہے۔ پنجاب میں ورنیکلر فائنل امتحان کے لئے ایک نظر ثانی شُدہ سلیبس مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں دیہاتی سائنس کو ایک لازمی مضمون رکھا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس نئے مضمون سے دیہاتی علاقوں میں بھی تعلیم کی قدر بڑھ جائیگی۔ پرائمری اُستادوں کے لئے ریفریشر کورس اکثر ہوتے ہیں۔ یہ امر بھی حوصلہ افزا ہے۔ کہ دیہات سدھار کے کام کو چلانے کے لئے پرائمری سکولوں کے استاد و طلباء محکمہ جات حفظِ صحت و زراعت سے رابطۂ اتحاد بڑھا رہے ہیں۔ اگرچہ پرائمری سکولوں کی عمارتوں کی حالت ابھی تک غیر تسلی بخش نظر آتی ہے۔ تاہم کچھ نہ کچھ تبدیلی نظر آتی ہے۔ صوبہ پنجاب کی رپورٹ سے ایک پُرامید اور حوصلہ افزا پیراگراف درج کر کے ریویو کا یہ حصہ ختم کیا جاتا ہے۔

" ہمارے سکولوں میں زندگی پائی جاتی ہے۔ کئی قسم کے مسائل دیکھنے

میں آتے ہیں۔ ہر ایک بچہ خوش اور تندرست نظر آتا ہے۔ فرصت کے لمحات کو گزارنے کے لئے ہر ایک طالب علم کے پاس پُرمقصد مشاغل ہیں۔ دس سال پہلے سکولوں کی یہ حالت نہیں تھی۔ جدید طریقہ ہائے تعلیم سے تعلیم میں ایک قسم کی چمک اور کشش پائی جاتی ہے۔ مفید دستکاریاں اور صنعتیں جو سکولوں میں سکھائی جاتی ہیں ان سے نہ صرف تعلیم کا عملی پہلو دکھانا مقصود ہے۔ بلکہ ان کے ہوتے ہوئے طلباء کتابوں کے پیچیدہ مسئلوں کو رٹنے اور حفظ کرنے کی زحمت کو تھوڑے عرصے تک بھول جاتے ہیں۔ دستکاری کی گھنٹی بچوں کے دماغوں کو تازہ دم کرنے کے لئے ہے۔ سکول کے روزانہ پروگرام میں فزیکل ٹریننگ اور کھیلوں کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ چھوٹی چھوٹی کھیلیں سکول ٹائم میں کھیلی جاتی ہیں۔ جبکہ بڑی بڑی کھیلیں سکول ٹائم کے بعد سب طلباء کے لئے لازمی ہوتی ہیں۔ باغیچے اور گلستان سکولوں کے احاطوں اور گرد و نواح کو زینت بخش رہے ہیں۔ ان کو دیکھکر طلباء خوبصورت چیزوں کی قدر کرنا سیکھتے ہیں۔ تفریح طبع کے لئے گانا اور ساز بجانا سکھایا جاتا ہے ریڈ کراس سوسائٹی اور کوآپریٹو سوسائٹی تقریباً ہر ایک سکول میں جاری کی گئی ہے۔ بہت سے دیہاتی سکولوں میں دیہات سدھار کا کام کیا جاتا ہے۔

لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم

اس پنج سالہ عرصے میں ایک قابل ذکر بات دیکھنے میں آئی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ لڑکیوں کی تعلیم میں کافی دلچسپی دکھائی گئی ہے۔ تعلیم نسواں کے متعلق جو وہم اور تعصب لوگوں کے دلوں میں بھرے پڑے تھے وہ رفتہ رفتہ دور ہو رہے ہیں۔ بچپن کی شادی جو کہ لڑکیوں کی تعلیم میں بڑی بھاری رکاوٹ تھی ساردا ایکٹ کے ماتحت قانوناً ناجائز قرار دے دی گئی ہے۔

پردے کا رواج بھی رفتہ رفتہ دُور ہو رہا ہے ۔ بہت حد تک تعلیم نسواں کا
مسئلہ حل ہوتا ہؤا نظر آتا ہے ۔ لیکن ایک بھاری مشکل یہ ہے ۔ کہ تعلیم نسواں
کے لئے اعلیٰ سسٹم اور خاطر خواہ ٹرینڈ استانیاں مہیا کرنے کے لئے کافی روپے
کی ضرورت ہے ۔ پنجاب کی رپورٹ میں لکھا ہے ۔ کہ ۳۷-۱۹۳۲ء کا عرصہ ایک
لحاظ سے تعلیم نسواں میں دلچسپی لینے والوں کے لئے حوصلہ افزا اور پُرامید
وقت تھا ۔ کیونکہ اس عرصے میں وہ والدین جو پہلے اپنی لڑکیوں کی تعلیم
کے سخت برخلاف تھے اپنی رضامندی سے انہیں سکول بھیجنے لگے ۔
دوسری طرف وہ زمانہ پُریاس بھی خیال کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ اقتصادی
تنگی کے باعث حسب ضرورت اخراجات کے لئے فنڈ مہیا نہ ہو سکا ۔
۴۲-۱۹۳۷ء کے پانچ سالہ عرصے میں بہت سی کمی کو پورا کرنے کی ضرورت
ہے ۔ یہ بیان دیہاتی پرائمری تعلیم برائے گرلز سے تعلق رکھتا ہے ۔

گرلز سکولوں میں طالبات کی تعداد میں روز افزوں اضافہ یہ
بات ظاہر کرتا ہے ۔ کہ تعلیم نسواں میں لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے ۔
۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۷ء کے درمیان زنانہ سکولوں میں لڑکیوں کی
تعداد میں ۲۵٫۹ فی صدی کی زیادتی ہوئی ہے ۔ جبکہ مردانہ سکولوں میں
لڑکوں کی تعداد میں اسی عرصے میں ۱۰٫۷ فیصدی کا اضافہ ہؤا ہے ۔

گذشتہ پانچ سالہ عرصے میں زنانہ پرائمری سکولوں کے علاوہ
باقی تمام قسم کے زنانہ مدارس میں اضافہ ہؤا ہے ۔ مردانہ سکولوں میں
اضافہ نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ بہت سے فالتو اور ناکامیاب مردانہ
سکولوں کو بند کر دینا پڑا تاکہ چند ایک سکول اچھے پیمانے پر چلائے
جا سکیں ۔

لڑکیوں کی تعلیم پر اب تھوڑا تھوڑا روپیہ بڑھایا جا رہا ہے۔ گذشتہ ریویو کے عرصے میں گورنمنٹ پنجاب نے مردانہ مدارس کے اخراجات پر ۳۲۲۰۹۲۶ روپے زیادہ خرچ کئے اور زنانہ سکولوں کے اخراجات پر ۶۲۶۱۰۳ روپے زائد خرچ کئے۔ اگرچہ لڑکیوں کی تعلیم میں زیادہ دلچسپی اور توجہ دی جاتی ہے، تاہم زیادہ تر صوبجات میں لڑکوں کی تعلیم کے لئے ایڈیشنل فنڈ مہیا کرنے میں لوگوں کی زیادہ رغبت پائی جاتی ہے۔ جب تک زنانہ مدارس کے لئے بھی سپیشل فنڈ حاصل کر کے امداد بہم نہ پہنچائی جائے، تعلیم نسواں کے معیار کو مردانہ تعلیم کے برابر نہیں بڑھایا جا سکتا۔

ہارٹاگ کمیٹی (HARTOG COMMITTEE) اور اس ریویو کے مصنف ہر دو اس بات پر متفق ہیں کہ "ہندوستانی تعلیم کی ترقی میں دلچسپی لیتے ہوئے محکمہ تعلیم کو چاہئے کہ وہ ہر بات میں تعلیم نسوان کو لڑکوں کی تعلیم پر ترجیح نہ دے۔ ہر ایک سکیم میں تعلیم نسوان کے حقوق لڑکوں کے حقوق سے سبقت نہ لے جائیں"

ہر جگہ سے ہم یہ رپورٹ سنتے ہیں کہ مخلوط تعلیم ترقی کر رہی ہے چنانچہ سال ۱۹۳۷ء میں مردانہ سکولوں میں لڑکیوں کی تعداد پنجاب بھر کے زنانہ سکولوں کی طالبات کا ۱۰ فیصدی تھی۔ پنجاب کی رپورٹ میں مخلوط تعلیم کے اعداد و شمار سے پتہ لگتا ہے کہ گرلز سکولوں میں لڑکوں کی تعداد اور مردانہ سکولوں میں لڑکیوں کی تعداد کافی بڑھ رہی ہے بعض دیہاتی مردانہ پرائمری مدارس میں لڑکیوں کی تعداد زیادہ پائی جاتی ہے۔ شاید اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگ ابھی تک مخلوط تعلیم کے حامی نہیں۔ اور کہ پرائمری ڈیپارٹمنٹ میں لڑکوں اور لڑکیوں کا مل جل کر تعلیم حاصل کرنا ان کی نظر میں اچھا نہیں۔

مخلوط تعلیم کے متعلق ایک بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے یہ ہے۔

کہ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس سے بہت سی لڑکیوں کے لئے تعلیم کا انتظام
کفایت شعاری سے کیا جا سکتا ہے۔ خاص کر اُن لڑکیوں کے لئے جن کے
گھروں کے نزدیک کوئی گرلز سکول نہیں۔ مغربی ممالک خصوصاً ریاستہائے
متحدہ امریکہ میں کئی سالوں سے مخلوط تعلیم کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ ہمیں یاد
رکھنا چاہیئے کہ اگر مخلوط تعلیم سے فائدہ اٹھانا ہے تو کم از کم سکول کا
نصف سٹاف اُستانیاں ہونی چاہئیں۔ امریکہ میں مخلوط تعلیم والے
سکولوں میں ۶۶ فیصدی اُستانیاں اور ۳۴ فی صدی اُستاد ہوتے
ہیں۔ پنجاب اور مدراس میں شادی شدہ اُستاد اور اس کی بیوی کو
ایک ہی سکول میں لگا کر یہ قدم عقلمندی سے اٹھایا جا رہا ہے۔
پنجاب کی رپورٹ میں لکھا ہے۔" اگر مخلوط تعلیم کامیاب نہیں ہو
سکتی تو اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ علیحدہ گرلز سکول کھولکر اخراجات
کو بڑھایا جائے۔ اس سے بہتر ہے۔ کہ لڑکیوں کے لئے تعلیم کا بالکل
انتظام نہ ہو۔ پرائمری حصے تک لڑکے اور لڑکیوں کو یکجا تعلیم
حاصل کر کے محکمۂ تعلیم کا بہت سا روپیہ بچانا چاہیئے۔ کسی بوائز
سکول میں پانچ چار لڑکیوں کا داخل ہو جانا مخلوط تعلیم نہیں کہلا
سکتا۔ جب تک کسی سکول میں اُستاد اور اُستانیاں یعنی مخلوط
سٹاف اور لڑکوں لڑکیوں کی تعداد کی نسبت برابر نہ ہو تب تک
سکول کو مخلوط تعلیم والا سکول کہنا بجا نہ ہوگا۔ لوئر پرائمری درجے
میں اُستانیوں کا ہونا لازمی ہے۔ یہ تجربہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر تعلیم
یافتہ اور ٹرینڈ اُستانیاں پہلی سے لیکر چوتھی جماعت تک لگائی
جائیں تو وُہ اُستادوں کی بہ نسبت بچوں اور بچیوں کو زیادہ

ہمدردی - پیار اور دلچسپی سے پڑھائیں گی - مخلوط تعلیم کے نصب العین
کو حاصل کرنے کے لئے پنجاب میں لائل پور اور جالندھر دو مقامات
پر استادوں کی بیویوں کے لئے ٹریننگ سکول کھولے گئے ہیں -

گرلز پرائمری تعلیم پر سوچتے وقت ہم دیکھتے ہیں کہ گرلز سکولوں
میں لڑکوں کے سکولوں کی بہ نسبت WASTAGE زیادہ ہے - یعنی
بہت سی لڑکیوں کو چوتھی جماعت تک پہنچنے سے پہلے ہی سکول سے
نکلوا لیا جاتا ہے - اس کی وجوہات بچپن کی شادی - والدین کی
اقتصادی حالت کا خراب ہونا وغیرہ وغیرہ ہو سکتی ہیں - تمام برٹش
انڈیا میں (یعنی ہندوستان کا وہ حصہ جہاں سرکار انگریزی کی حکومت
ہے) سو میں سے ۲۷.۷ لڑکے مشکل سے چوتھی جماعت میں پہنچتے ہیں
جبکہ صرف ۱۴.۳ فی صدی لڑکیاں چوتھی جماعت تک پہنچتی ہیں -
پنجاب میں چوتھی جماعت تک پہنچنے والی لڑکیوں اور لڑکوں کی تعداد
۱۰.۲ فی صدی اور ۲۸ فیصدی ہے -

پنجاب کی رپورٹ میں اس معاملے پر کافی روشنی ڈالی
گئی ہے - چنانچہ لکھا ہے کہ STAGNATION اور WASTAGE
کی وجوہات مندرجہ ذیل ہیں (۱) سکول کی عمارت کا تسلی بخش نہ
ہونا - (۲) ناقابل اور ان ٹرینڈ استادوں کا ہونا -

STAGNATION یعنی ایک جماعت میں ایک سے زیادہ سال
لگانے کی چند ایک وجوہات یہ ہیں - (۱) سکول آنے سے پیشتر بہت سے
بچوں کو اچھی خوراک کا نہ ملنا - (۲) مناسب وقت پر کافی نیند کا نہ لینا -
بعض گھروں میں مفلسی کی وجہ سے یہ دونوں باتیں ہو جاتی

ہیں۔ بعض اوقات جاہل اور ان پڑھ مائیں بچوں کی پرورش اور تربیت سے
ناواقف ہونے کے باعث بچوں کی صحت کو بگاڑ دیتی ہیں۔

رفتہ رفتہ چوتھی اور دوسری جماعتوں میں جہانتک پڑھائی اور لکھائی
کا کام زیادہ سکھا جاتا ہے بچوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔

پنجاب کے بہت سے زنانہ پرائمری سکولوں کی رپورٹ تسلی بخش ہے۔
اسسٹنٹ انسپکٹرس صاحبان سکول کی عمارات کی طرف خاص توجہ
دے رہی ہیں۔ اُن کی کوشش اور رسوخ سے مقامی اشخاص اپنے دیہاتی
سکول کو اچھی ہوادار عمارت میں لے جانے پر راضی ہو گئے ہیں۔ بعض دیہات
میں لوگوں سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ زمین کا ایک ٹکڑا دیکر اُس میں
ڈسٹرکٹ بورڈ سکول کے لئے سادہ سی عمارت بنوا دیں۔ بہت سے ڈسٹرکٹ
بورڈ میونسپل کمیٹی اور امدادی سکول اب تک غیر تسلی بخش عمارات میں
لگائے جاتے ہیں۔ بہت سے پرائمری سکولوں میں جہاں چند ایک یا تمام
کے تمام استاد ٹریننگ یافتہ ہیں۔ پڑھائی کا معیار بلند کر دیا گیا ہے۔ اچھے
اچھے سکولوں میں لڑکیوں کو سینا پرونا سکھانے۔ لانڈری کا کام۔ کھانا پکانے
و دیگر گھریلو دستکاریوں پر پہلے کی نسبت اب زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ بہت
سے پرائمری سکول اب تک بھی ان ٹرینڈ استانیوں سے بھرے پڑے ہیں۔

یہ امر مایوس کن ہے۔ کہ بہت سے حالات میں مقامی با اغنیا اشخاص
اب تک بھی لڑکیوں کے متعلق لاپرواہ ہیں۔ اگرچہ دیہات کی پرائمری تعلیم
کی ذمہ واری انہی اشخاص کے کندھوں پر ہے۔

تقریباً تمام صوبجات سے ہم یہ شکایت سنتے ہیں۔ کہ زنانہ پرائمری
سکولوں کے لئے کافی استانیاں مہیا نہیں کی جاتیں۔ ٹریننگ یافتہ استانیوں

کی تعداد تو بہت ہی تھوڑی ہے۔ تمام برٹش انڈیا میں پرائمری سکولوں کی تمام اُستانیوں کے مقابلے میں ٹرینڈ استانیوں کی تعداد ۵۰ فی صدی ہے۔ جبکہ پنجاب میں یہی تعداد ۵۴ فی صدی ہے۔

قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ بعض صوبوں میں اُستانیاں خدمت کے لئے مل سکتی ہیں۔ لیکن انہیں کام پر نہیں لگایا جاتا۔ دوسری مشکل یہ ہے کہ نوجوان اُستانیاں اپنے گھروں سے دُور جا کر کام کرنا پسند نہیں کرتیں۔ غیر شادی شدہ استانیوں کی حفاظت اور نگہبانی کرنا بھی ایک بھاری ذمہ داری کا کام ہے۔ ان حالات کے زیرِ تحت تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ٹریننگ لینے اور دیہاتی پرائمری سکولوں میں کام کرنے پر راغب کرنا مشکل کام ہے۔ ان کو یہ یقین دلانا محال ہے۔ کہ جب وہ اپنا کام شروع کر دینگی جو خواہ کسی گاؤں میں ہو یا قصبے میں تو اُن کی ہر طرح سے محافظت کی جائیگی۔

برٹش انڈیا میں تمام زیرِ ٹریننگ مستورات کی تعداد ۶۰۹ ہے۔ ان میں سے ۳۲۶۸ عورتیں ہندو یا بدھ ہیں۔ ۲۱۶۸ عورتیں انڈین کرسچن۔ ۵۹۷ مسلمان خواتین اور ۸۸ سکھ بیبیاں ہیں۔

یہ بات درست ہے۔ کہ بہت سے صوبجات میں اُستانیوں کی ٹریننگ کے لئے کافی سہولتیں مہیا نہیں کی گئیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ زنانہ پرائمری سکولوں کے بیشمار اخراجات کے مقابلے میں اُستانیوں کی ٹریننگ کے لئے کافی فنڈ منظور نہیں کیا گیا۔ سال ۱۹۳۷ء میں پنجاب کے زنانہ ٹریننگ سکولوں کی ایک اُستانی پر اوسطاً ۱۴۰ روپے ۵ آنے ۶ پائی خرچ کئے گئے۔

آؤ ہم زنانہ پرائمری تعلیم کے مسئلے کو چھوڑ کر زنانہ سیکنڈری تعلیم کی چند ضروری باتوں پر غور کریں:-

زیادہ تر صوبوں میں میٹریکولیشن (دسویں جماعت) کے لئے طالبات کی تعداد میں کافی ترقی ہوئی ہے

اگرچہ پنجاب میں گرلز ہائی سکولوں کی تعداد پانچ سالوں کے عرصے میں چالیس سے بیالیس ہو گئی ہے یعنی دو سکولوں کا اضافہ ہو گیا ہے۔ تاہم طالبات کی تعداد ۱۲۲۶۳ سے گر کر ۱۱۵۵۸ ہو گئی ہے یعنی ۷۰۵ لڑکیوں کی کمی ہوئی ہے۔ اسی پنج سالہ عرصے میں زنانہ مڈل سکولوں کی لڑکیوں کی تعداد ۵۹۷۵ تک بڑھ گئی ہے۔ بہت سے سکولوں میں جدید طریقہ ہائے تعلیم پر عمل کیا جا رہا ہے۔

اس عرصے میں تعلیم نسواں کے متعلق قابل ذکر بات یہ دیکھنے میں آئی ہے کہ صنعتی سکولوں اور کالجوں میں حاضری بہت بڑھ گئی ہے۔

اس عرصے میں پنجاب میں صرف دو زنانہ ڈگری کالج تھے۔

(۱) لاہور کالج فار وویمن (۲) کینرڈ کالج۔

جائے رہائش کم ہونے کے سبب دونوں کالجوں نے بہت سی لڑکیوں کو داخل کرنے سے انکار کیا ہے۔ اس عرصے میں دو زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج جاری کیے گئے۔ ان کے کھلنے سے دونوں ڈگری کالجوں کی انٹرمیڈیٹ کلاسوں کا بوجھ کم ہو گیا۔ لیکن دو سالوں کے بعد ان کالجوں کی ڈگری کلاسوں یعنی تھرڈ ایئر، فورتھ ایئر میں طالبات کی بھرمار ہو جائیگی۔

پنجاب رپورٹ کا مصنف بیان کرتا ہے کہ لڑکیوں کے لئے نہ صرف انٹرمیڈیٹ کالج کھولے جائیں بلکہ اُن کی تکمیل تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ نیز کالج کی تعلیم کے بعد انہیں نوکری دلانے کے مسئلے پر غور کیا جائے۔ کینرڈ کالج لاہور کی پرنسپل صاحبہ اپنی رپورٹ میں لکھتی ہیں۔ "آج کل کالجوں میں لڑکیوں

۳۱۲ عورتیں زیرِ تعلیم ہیں۔ یہ سکول اور ان کے طالب علم حقیقت میں زیادہ تھے۔ یعنی ۳۵۹۰ سکول اور ۸۱۲۱۲ پڑھنے والے تھے۔ اتنی کمی کا سبب یہ ہے۔ کہ محکمۂ تعلیم نے ۱۹۳۳ء میں ایک آرڈر بھیجا تھا۔ کہ ایک ضلع میں دس سے زیادہ نائٹ سکولوں کے لئے ڈسٹرکٹ بورڈ کو گرانٹ نہیں دیجائیگی۔

عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ بالغوں کے لئے جاری کردہ نائیٹ سکولوں کو شہرت کی غرض سے چلایا جا رہا ہے۔ جہاں کہیں دل لگا کر اور خود انکاری سے محض خدمتِ خلق کی غرض سے کام کیا گیا ہے وہاں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

پنجاب رپورٹ کا مصنف بیان کرتا ہے۔ کہ اُستاد دن کے وقت بچوں کے ساتھ سکولوں میں سر دردی کرتے اور پڑھاتے ہیں انہی اُستادوں کی نائٹ سکولوں میں ڈیوٹی لگائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تعلیم بالغان کا کام زیادہ ترقی نہیں کر سکا۔ سارا دن کام کرتے کرتے جو دماغ تھک جاتا ہے اُس کے لئے مشکل ہے کہ رات کو پڑھانے کا کام سنبھال سکے۔ اس تنزل کی بہت سی اصلی وجوہات ہیں سے چند ایک ذیل میں درج کی جاتی ہیں:-

(۱) پبلک کی دلچسپی کا نہ ہونا (۲) نامناسب طریقہ تعلیم کا استعمال یعنی وہی طریقۂ تعلیم جو بچوں کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (۳) غیر دلچسپ اور خشک نصابی کتابیں (۴) بالغوں کی پڑھائی میں دلچسپی قائم رکھنے کے لئے نامناسب لٹریچر (۵) جماعتی صورت میں پڑھانا۔ نیز بالغوں کو ایسے اُستادوں کے سپرد کر دینا جو کہ بالغوں کے علم النفس سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں اور جو تمام دن سکول میں پڑھا کر تھکے ماندے ہوتے ہیں۔

۱۹۳۷ء میں پنجاب گورنمنٹ میں ایک نیا تجربہ بیان کیا گیا ہے جسے

مشن سکول موگا میں آزمایا جا رہا ہے۔ یہ ڈاکٹر لاباک صاحب کا بالغوں کو پڑھانے کا اصول "ہر ایک پڑھے اور پڑھائے" ہے۔ یہ اصول علم النفس بالغان پر مبنی ہے۔ طریقہ، چارٹ، کتابیں اور ریڈر نہایت دلچسپ اور دلکش۔ ایک بالغ دوسرے کو پڑھائے دوسرا تیسرے کو تیسرا چوتھے کو اس طرح کم خرچ بالانشیں کے مطابق تھوڑے اخراجات سے بالغ جلدی پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔ یہ رپورٹ سننے میں آئی ہے کہ اس تجربے کو بارہ مختلف مقامات پر آزمایا گیا ہے۔ نتائج نہایت تسلی بخش اور حوصلہ افزا حاصل ہوئے ہیں۔

بعض صوبجات میں تعلیم بالغان کا کام فرداً فرداً شخصی کوششوں سے کیا جا رہا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ ایسا پیچیدہ ہے کہ اس طرح اپنی مرضی سے فرداً فرداً کرنے سے حل نہیں ہو سکا۔ اگرچہ شخصی کوشش اچھی بات ہے لیکن کوئی ایسی مہم مرتب کرنی چاہیے جس کی پیٹھ پر گورنمنٹ کا ہاتھ ہو یا جس کی پہنچ دور تک ہو سکے۔ اس قسم کی مہم کی تیاری کے لئے بہت سی باتوں کو مدِ نظر رکھنا پڑے گا۔

(۱) استاد۔ تنخواہ دار اور مفت کام کرنے والے۔

(۲) سپروائزرز۔ یعنی کام کی نگرانی کرنے والے

(۳) اکٹھے ہو کر پڑھنے اور میٹنگ کرنے کے اوقات

(۴) علاقوں کی تقسیم

(۵) شروع کرنے کا طریقہ۔ ضبط و انتظام۔

(۶) کتابیں۔

(۷) اخراجات۔

دیہاتی سکولوں میں جہاں ان پڑھ بالغوں کی جماعت لگا کرے گی۔

مناسب کتب کی لائبریری کی ضرورت ہے۔ ان لائبریریوں کا انتظام سفری لائبریری کا تجربہ مقامی حالات پر منحصر ہوگا۔ نئی کتب خریدنے کے لئے کافی فنڈ کی ضرورت ہوگی۔

متفرق (لائبریریاں)

سکولوں کی لائبریریاں ابھی تک غیر تسلی بخش حالت میں ہیں۔ بہت سی لائبریریوں میں کافی کتابیں مہیا نہیں کی جاتیں۔ روپے کی کمی کے باعث نئی کتابوں کا منگوانا مشکل کام ہے۔ بعض صوبوں میں اس کام میں ترقی ہو رہی ہے۔

صوبہ پنجاب میں دیہاتی سکولوں سے ملحق لائبریریاں کسی حد تک مفید ہیں۔ جو لڑکے تھوڑا بہت پڑھکر سکول چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ ان لائبریریوں کی مدد سے اپنی تعلیم کو تازہ رکھتے ہیں اور ان پڑھ اور جاہل نہیں بن جاتے۔ پڑھے لکھے دیہاتی لوگوں کو دلچسپ کتابیں اور اخبار پڑھنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔

ماچس کی خالی ڈبیاں:۔ ماچس کی خالی ڈبیاں ہندوستان کے تقریباً

ہر ایک گاؤں میں دستیاب ہو سکتی ہے۔ بہت سے سکولوں میں دستکاری کی جماعت میں ان خالی ڈبیوں کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون میں چند ایک ہدایات درج کی جاتی ہیں جن کی مدد سے ان خالی ڈبیوں سے بہت سی نئی نئی اشیا بنائی جا سکتی ہیں۔

(۱) خالی ڈبیوں سے ڈیسک بنانا۔ خالی ڈبیوں سے ڈیسک یا قلمدان بنانے کا کام بہت سے سکولوں میں سکھایا جا رہا ہے۔ شکل ملاحظہ ہو۔ اس ڈیسک میں چھوٹی چھوٹی چیزیں مثلاً پن، پنسل، نب وغیرہ رکھی جا سکتی ہیں۔ "گھر" پروجیکٹ میں اسے بطور فرنیچر کے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اس کے بنانے کے لئے ماچس کی سات خالی ڈبیوں کی ضرورت ہے۔ ان ڈبیوں کو شکل کے مطابق ایک دوسرے کے اوپر گوند سے جوڑا جاتا ہے۔ سب سے اوپر گتے کا ایک ٹکڑا چسپاں کیا جاتا ہے۔ DRAWERS کو باہر کھینچنے کے لئے کاغذ کے چھوٹے چھوٹے رنگدار منکے یا اصلی منکے پروئے جائیں۔ جب سب کچھ بن کر تیار ہو جائے تو ڈیسک پر روغن کر دو یا اس پر چمکدار رنگدار کاغذ چاروں طرف چپکا دو۔

سینڈ ٹیبل پر "گاؤں" پروجیکٹ کیلئے نمونے کا گھر تیار کرنا

بہت سے سکولوں میں سینڈ ٹیبل پر نمونے کا گاؤں بنانے کا پروجیکٹ رکھا جاتا ہے۔ بعض اوقات اس پروجیکٹ کے لئے حسب ضرورت چھوٹے چھوٹے گھر بنانے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ ماچس کی خالی ڈبیوں سے نہایت ہی اچھے گھر بن سکتے ہیں۔ سامنے دی ہوئی شکل میں دو ماچس کی ڈبیوں کے ڈھکنوں سے گھر تیار کیا گیا ہے۔ گھر کے دروازے اور کھڑکیاں ڈبیوں کے اندرونی حصے لگائے گئے ہیں۔ چھت گتے کے ایک تنلے ٹکڑے کی بنائی جا سکتی ہے یا سوکھی گھاس کام دے سکتی ہے۔ اسی طرح نمونے کے گاؤں کی دیگر عمارات

SMALL DESK

nobs of beads

House.

MATCH BOX ANIMALS.

Dog
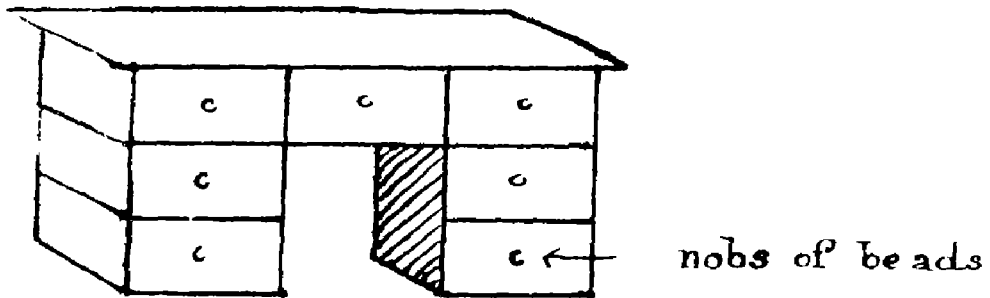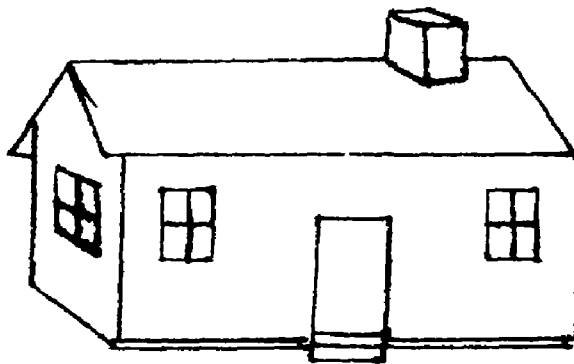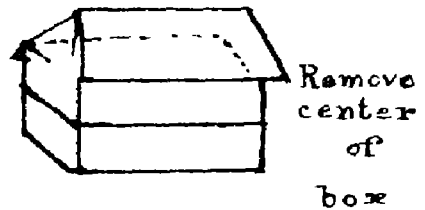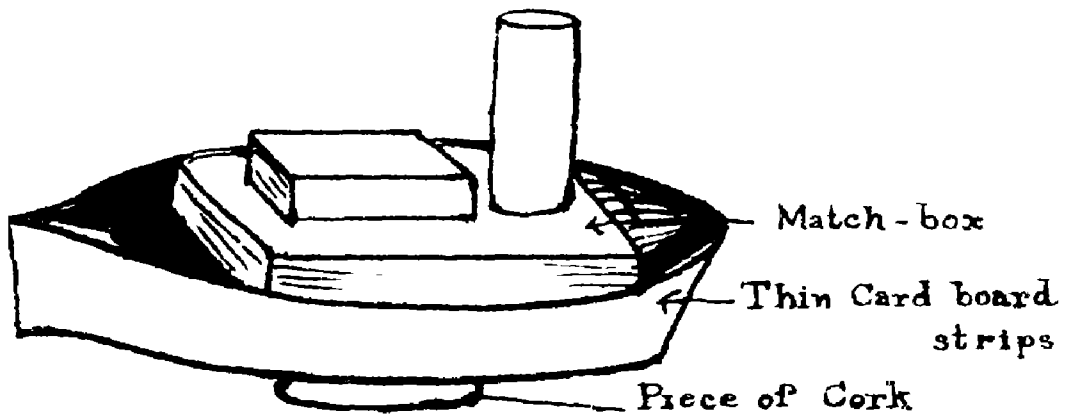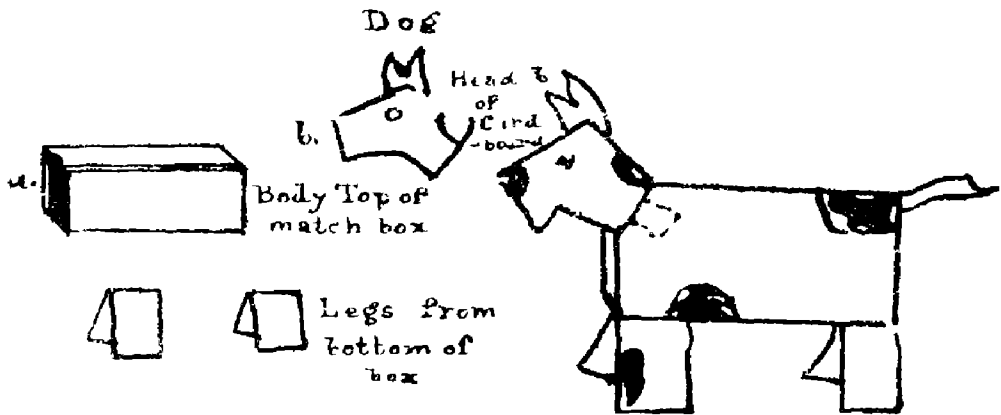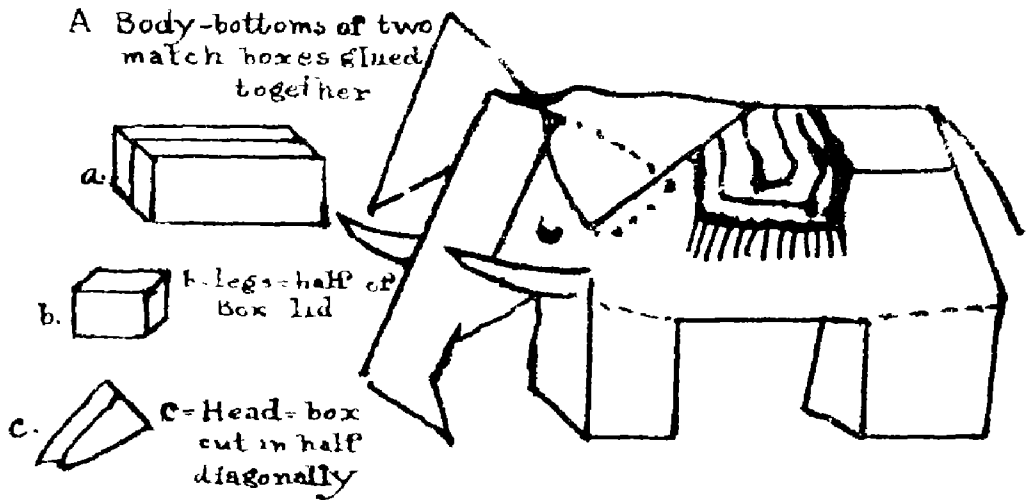
ELEPHANT.

CAMEL

Boxes placed as for elephant except extra box for Camel's hump.
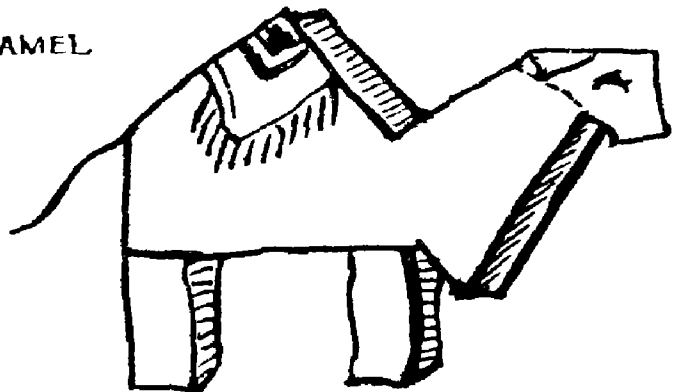
بنائی جاسکتی ہیں دو یا تین ڈبیاں کم یا زائد استعمال سے مکان کا نمونہ بالکل مختلف تیار ہو سکتا ہے۔

"ذرائع آمد و رفت" پروجیکٹ کیلئے چھوٹی چھوٹی کشتیاں تیار کرنا"

سینڈ بکس میں مختلف ذرائع آمد و رفت دکھاتے وقت ماچس کی ڈبی سے نہایت عمدہ کشتی بنائی جا سکتی ہے۔ شکل ملاحظہ ہو۔ کشتی کے پیندے میں کارک اور گتے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لگا دئے جائیں۔ تو کشتی اچھی طرح سے تیرے گی۔

ماچس کی ڈبیوں سے جانور بنانا۔ "سرکس" یا "جنگل" پروجیکٹ کے لئے جانور بنانے مطلوب ہوں تو ماچس کی ڈبیوں سے بہت جلدی اور آسانی سے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ بچوں کو خود سوچ کر مختلف جانور بنانے کا موقع دیا جائے۔ سامنے کی شکل میں دکھایا گیا ہے کہ ماچس کی ڈبیوں۔ گتے اور رنگ سے مختلف جانور کس طرح بنائے جاتے ہیں۔

جانور کے کان بنانے کے لئے موٹے کاغذ کے تکونے ٹکڑے کاٹ کر جانور کے سر پر چسپاں کر دو۔

ہاتھی ذات بنانے کے لئے گتے کی کترنیں منہ کے اندر ڈال کر مٹی سے چپکا دو۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔

اونٹ کی کوہان بنانی ہو۔ تو پیٹھ پر ایک اور ڈبی چسپاں کر دو۔ جانور کو زیادہ صاف اور ستھرا بنانے کے لئے اس پر سفید کاغذ چپکا دو۔ اور جیسا قدرتی رنگ ہو ویسا ہی رنگ کر دو۔ رنگ کر دینے کے بعد کپڑے کی کترنیں۔ روپہلی اور سنہری کاغذ اور سکے استعمال کر لینے سے جانور کی شان دو بالا ہو جائیگی۔

اگر جانور کو کھلونے کے طور پر استعمال کرنا ہو تو پتلی تار کے ذریعے گتے کے دو یا چار پہیئے بنا کر نیچے لگا دو۔

پروجیکٹ کے لئے سامان فراہم کرتے وقت طلباء کو چاہئے کہ اپنے گھروں اور پڑوسیوں سے ماچس کی خالی ڈبیاں مانگ کر لے آئیں۔ اسی طرح بڑی ڈبیوں سے بڑی اشیا بن سکتی ہیں ۔

(مس او۔ ای۔ نِکلسن)

چند پُرانی اور نئی کھیلیں

(۱) کھلونوں کی دُکان

لڑکوں کا گروپ ایک دائرے میں کھڑا ہو جائے۔ ایک لڑکے کو چُن کر دکاندار بنایا جائے۔ باقی لڑکے جو دائرے میں کھڑے ہیں دکاندار کی دوکان کے کھلونے سمجھ لئے جائیں۔

ہر ایک لڑکے کو ایک ایک کھلونے کا نام دیا جائے۔ مثلاً موہن لال سپاہی جمشید بابا۔ خورشید چھننا۔ رحمت مسیح موٹر۔ وغیرہ۔ دکاندار کے ہاتھ میں ان سب کھلونوں کے ناموں کی فہرست ایک کارڈ پر لکھی ہوئی ہو۔

اب دکاندار دائرے کے ارد گرد گھومتا جائے اور کسی ترتیب سے کھلونوں کے نام پکارتا جائے۔ جونہی کسی کھلونے کا نام پکارا جائے وہ لڑکا اسی کھلونے کی آواز کی نقل اُتارتا ہوا دائرے سے علیحدہ ہو کر دکاندار کے پیچھے ہولے۔ اس طرح دکاندار کے پیچھے کھلونوں کی ایک لمبی قطار شور و غل کرتی ہوئی نظر آئے گی۔ پھر دکاندار اونچی آواز سے پکارے "فروخت" یہ حکم سُن کر سب

کھلونے پھرتی سے اپنی اپنی جگہ پر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو کھلونا سب سے آخر میں اپنی جگہ پر بیٹھے گا۔ اس کی باری آجائیگی۔ اُسے دکاندار بنا کر کھیل کو جاری رکھا جائے۔

۲۔ کپڑے میں سیفٹی پن لگانا۔

دو تین پگڑیاں ایک دوسری کے ساتھ گانٹھ کر لمبی قطار بنا لو۔ ہال کمرے کے ایک طرف دو سکاؤٹ اس لمبی پگڑی کے دونوں سرے کو پکڑ کر کھڑے ہو جائیں۔ ہال کی دوسری طرف دو گروپ قطاروں میں کھڑے ہو جائیں۔ گروپ نمبر ا کے ہر ایک لڑکے کو چھ چھ سیفٹی پن دئے جائیں۔ دونوں سکاؤٹ اس پگڑی کو ہلانا شروع کر دیں۔ پگڑی اس طرح ہلے جیسے پانی میں لہریں اٹھتی ہیں۔ ڈرل ماسٹر حکم دے "Go" یعنی "جاؤ"۔ پہلے گروپ کے لڑکے دوڑ کر ہلتی ہوئی پگڑی میں اپنی اپنی سیفٹی پنیں لگانے کی کوشش کریں۔ جب پہلا گروپ اپنا کام کرکے واپس آجائے تب دوسرے گروپ کے لڑکے جا کر ہلتی ہوئی پگڑی سے پنیں اتارنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح تیسرا گروپ پھر جا کر پن لگائے اور چوتھا گروپ اُتارے۔ علیٰ ہذا القیاس۔

۳۔ مقابلے کی دَوڑ

جماعت کو دو برابر ٹیموں میں تقسیم کر دو۔ ہال کے ایک طرف دونوں ٹیمیں قطاروں میں کھڑی ہو جائیں۔ ہال کی دوسری طرف کچھ گیند یا لکڑی کے ٹکڑے دائرے میں رکھ دو۔ اِن ٹکڑوں کی تعداد ایک ٹیم

کہ لڑکوں کی تعداد سے ایک کم ہو۔ فرض کرو۔ ہر ایک ٹیم میں ۱۲ لڑکے ہیں۔ تو لکڑی کے ٹکڑوں کی تعداد ۱۱ ہو۔ ہر ایک ٹیم کے سامنے ایک ایک دائرہ ہو جس میں ۱۱ ٹکڑے ہوں۔ ڈرل ماسٹر کے حکم پر ہر ایک ٹیم کا پہلا لڑکا دوڑے اپنے اپنے دائرے کے گیارہ ٹکڑے اکٹھے کر کے واپس آکر ایک ایک لڑکے کو ایک ایک ٹکڑا تقسیم کرے۔ دوسری طرف جاکر پھر سب ٹکڑے لڑکوں سے واپس لے۔ اور ہال کی دوسری طرف جا کر ٹکڑے دائرے میں رکھکر واپس دوڑے اور قطار کے آخر میں کھڑا ہو جائے۔ پھر ہر ایک ٹیم کا دوسرا لڑکا دوڑے اور یہی عمل دہرائے۔ اس طرح جس ٹیم کے تمام لڑکے پہلے یہ دوڑ لگا لیں گے وہ ٹیم جیت جائیگی۔

---

(۴) بالٹی اور گیند

ہال کمرے کے درمیان میں ایک بالٹی یا ٹوکری رکھدو جس میں بہت سے ربڑ کے گیند ہوں۔

ایک لڑکے کی باری لگائی جائے وہ لڑکا بالٹی کے نزدیک کھڑا ہو کر گیند پکڑ پکڑ کر ہال کے ادھر ادھر پھینک کر بالٹی کو خالی کرنے کی کوشش کرے۔ باقی لڑکے گیند پکڑ پکڑ کر واپس بالٹی میں ڈالنے کی کوشش کریں۔ وہ کوشش کریں کہ بالٹی گیندوں سے خالی نہ ہو۔ اس طرح ہال میں خوب دوڑ لگے گی اور ہنسی قہقہے سنائی دیں گے۔ اگر لڑکا بالٹی کو خالی کرے تو کسی دوسرے کی باری لگا کر کھیل جاری رکھا جائے۔

(۵) گھوڑ دوڑ

جماعت کے دو گروپ قطار میں کھڑے ہو جائیں۔ ۵۰ یا ۱۰۰ گز کے

فاصلے پر ایک درخت یا کوئی اور نشان مقرر کر لیا جائے۔ ہر ایک گروپ کا سب سے چھوٹا اور تھوڑے بوجھ والا لڑکا ڈرل ماسٹر کے پاس کھڑا ہو جائے۔ جب ڈرل ماسٹر حکم دے تب یہ دونوں لڑکے اپنی اپنی قطار کی طرف دوڑیں قطار کے آخری لڑکے کی پیٹھ پر سوار ہو جائیں۔ یہ گھوڑ سوار مقررہ نشان کی طرف دوڑیں۔ درخت کو ہاتھ لگا کر واپس قطار میں آئیں۔ چھوٹا لڑکا اس کی پیٹھ سے چھلانگ لگا کر زمین کو پاؤں لگائے بغیر دوسرے کی پیٹھ پر سوار ہو کر نشان کی طرف اپنا گھوڑا دوڑائے۔ اس طرح ہر ایک گروپ کے گھوڑے نشان کو ہاتھ لگا کر واپس آتے جائینگے۔ جس گروپ کے تمام گھوڑے پہلے درخت کو ہاتھ لگا کر واپس آ گئے وہ گروپ جیت جائیگا۔ اگر چھوٹے لڑکے نے دوسرے لڑکے کی پیٹھ پر سوار ہوتے وقت زمین کو پاؤں سے چھو دیا تو وہ فاؤل سمجھا جائے گا۔ اور اس کے گروپ کا ایک نمبر کم ہو جائے گا۔

(۶) ڈنڈا دوڑ

جماعت کو دو گروپوں میں تقسیم کر کے قطاروں میں کھڑا کر دو۔ ہر ایک گروپ کا ایک لڑکا ایک ایک ڈنڈا لے کر علیحدہ کھڑا ہو جائے۔ ڈرل ماسٹر کے حکم پر دونوں لڑکے ڈنڈے لیکر مقررہ نشان کی طرف دوڑیں۔ نشان کو ہاتھ لگا کر واپس آ کر اپنے اپنے گروپ کے دوسرے لڑکے کو ڈنڈا دے کر دوڑائیں۔ دوسرا لڑکا تیسرے کو ڈنڈا پکڑائے۔ اس طرح جو گروپ پہلے یہ دوڑ ختم کر لیگا وہ جیت جائے گا۔

(۷) دائرے کی دوڑ

جماعت کے لڑکے دائرہ بنا کر کھڑے ہو جائیں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کھلا دائرہ بنایا جائے۔ ڈرل ماسٹر حکم دے۔ RIGHT TURN WALK - RUN یعنی دائیں طرف مُنہ کر لو۔ چلو اور بھاگو۔ سب لڑکے داہنی طرف مڑکر ایک دوسرے کے پیچھے دس قدم چلیں۔ اور دس قدم دوڑیں پھر دس قدم چل کر دس قدم دوڑ لگائیں۔ ڈرل ماسٹر حکم دے۔ "واپس"۔ لڑکے جلدی سے گھوم کر دوسری جانب دس قدم چلیں اور دس قدم دوڑ لگائیں۔ یہ خیال رکھا جائے کہ اُن کے قدم ملتے جائیں۔

(۸) اندھوں کا کھیل

جماعت کے دو گروپ بناؤ۔ ہر ایک گروپ کا ایک لیڈر مقرر کرو۔ لیڈروں کے سوا باقی تمام لڑکوں کی آنکھیں رومال سے باندھ دو۔ دونوں گروپوں کو آپس میں ملا دو۔ دونوں لیڈر دُور کھڑے ہو کر اپنے اپنے گروپ کے لڑکوں کو پکاریں۔ آنکھیں بند کئے ہوئے لڑکے آواز سُن کے اپنے اپنے لیڈر کے پاس جانے کی کوشش کریں۔ جو لیڈر اپنے ساتھیوں کو پہلے اکٹھا کرے گا اُسی کا گروپ جیت جائیگا۔

(۹) انجن کی دوڑ

لڑکوں کے دو گروپ قطار میں ایک دوسرے کی طرف بیٹھ کرکے

کھڑے ہو جائیں۔ پچھلا لڑکا اگلے لڑکے کا دایاں پاؤں اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑے اور اپنا بایاں ہاتھ اس کے بائیں کندھے پر رکھے۔ اس طرح سب لڑکے ایک ایک ٹانگ پر کھڑے ہو جائیں۔ اب دونوں گروپ ایک خاص نشان کی طرف دوڑیں۔ یہ دوڑ ریلوے انجن کی مانند ہو گی۔ جو گروپ پہلے درخت کو ہاتھ لگا کر یا خاص نشان کے گرد گھوم کر واپس اپنی جگہ پر آ جائیگا۔ وہ جیت جائیگا۔ اگر کسی کا پاؤں اکھڑ گیا یا گر گیا تو اس انجن کا ایک نمبر کاٹ لیا جائے گا۔

(۱۰) موم بتّی کو بجھانا

ایک میز پر موم بتّی جلا کر رکھ دو۔ کچھ فاصلے پر ایک ایک سکاوٹ کی باری باری آنکھیں رومال سے باندھ دو۔ اس کا منہ میز کی طرف کرکے کھڑا کر دو۔ اسے کہو۔ کہ وہ آگے جا کر پھونک مار کر موم بتّی بجھائے۔ اس طرح تمام سکاوٹ باری باری موم بتّی بجھانے کی کوشش کرینگے +

(ماخوذ از پنجاب بوائے سکاوٹ بلٹن مئی ۱۹۴۰ء)

ضرورت

بجلی کا کام، موٹر ڈرائیونگ، الیکٹریشن انجینئرنگ کا کام۔ مڈل، انٹرنیس فیل یا پاس نوجوانوں کو نہایت اچھے اچھے طریقے سے سکھایا جاتا ہے۔ اور ولایت کے اور گورنمنٹ کے امتحانات پاس کرائے جاتے ہیں۔

باہر کے لڑکوں کے لئے بورڈنگ ہوس کا عمدہ انتظام ہے۔

مفصل حالات سیکرٹری پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنولوجی، سول لائنز لدھیانہ سے دریافت کریں +

موگا جرنل برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مستقل تعلیم

تعلیم بالغان نمبر

جلد ۲۰ — ستمبر ۱۹۴۰ء — نمبر ۶

مدیر:- مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹامسن۔ ایم، اے

مدیر معاون:- پادری ایس۔ کے۔ رائے

مدیران اعزازی { محمد دین ثاقب بی، اے
میاں عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

مترجم:- خوشحال چند پریم بی، اے

تاریخ عالم میں ایک حاتم کیا ہزاروں حاتموں کے نام زریں حروف میں لکھے ہوئے ہیں جنہوں نے خلق خدا پر جواہرات کا مینہ برسایا۔ لیکن یہ لوگ علم و حکمت کے موتی بکھیرنے والوں سے بازی نہ لے جا سکے۔

(آنریبل میاں عبدالحی وزیر تعلیم پنجاب)

فہرست مضامین

چندہ سالانہ ۲½ روپے — قیمت فی کاپی ۵ آنے

تعلیم بالغان اور ہماری ذمّہ واری

اہالیِ ہند میں شاید ہی کوئی اس بات سے واقف نہ ہوگا۔ کہ ہمارے ملک کی ترقی میں ایک بڑی رُکاوٹ یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک کی آبادی کا ایک بڑا حصّہ ایسے لوگوں کا ہے۔ جو بالکل اَن پڑھ ہیں۔ اس ملک کی آبادی میں سے صرف آٹھ فی صدی مرد اور دو فی صدی عورتیں تعلیم یافتہ تصوّر کئے جاتے ہیں اگر ان اعداد کا مقابلہ دیگر مہذب اور ترقّی یافتہ ممالک کے ساتھ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہو جائیگی۔ کہ اُن ممالک کے ناخواندہ اشخاص کی تعداد ہی ہمارے خواندہ لوگوں کی تعداد سے بدرجہا کم ہے۔ ملک جاپان میں ننلو فی صدی لوگ خواندہ تصوّر کئے جاتے ہیں۔ سویٹ رُوس نے گذشتہ جنگِ عظیم کے بعد اس تحریک کو جاری کیا۔ اس وقت اس ملک کی آبادی کا محض تیس ۳۰ فی صدی حصّہ پڑھ لکھ سکتا تھا۔ آج اس ملک کی تعداد میں سے بانوے ۹۲ فی صدی لوگ پڑھے ہوؤں کی تعداد میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی بعض صوبوں میں یہ تعداد پنجاب سے کہیں زیادہ ہے۔ ریاست ٹراونکور میں چھبیس ۲۶ فی صدی اور ریاست بڑودہ میں چودہ ۱۴ فی صدی لوگ پڑھے ہوئے ہیں۔

خُداوند کریم کا شکر ہے۔ کہ آج ہمارے ملک کے لوگ بھی اس بات کو نہایت زور کے ساتھ محسوس کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہر صُوبہ، شہر اور گاؤں میں یہی چرچا ہو رہا ہے۔ کہ کس طرح مُلک کو جہالت کی بیڑیوں سے رہا کیا جائے۔

درحقیقت اس تحریک خواندگی کے لئے سب سے پہلا قدم پنجاب نے اٹھایا اور ہمارے صوبہ کے وزیر تعلیمات آنریبل میاں عبدالحی صاحب نے جو سرگرمی اور قابلیت کے ساتھ اس معرکے کی ابتدا فرمائی ہے وُہ بہت قابل داد ہے اُن کے ساتھ محکمہ تعلیم کے افسران کی کوششیں بھی شامل ہیں۔

اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ "ہندوستان دیہات میں رہتا ہے" اور یہ بات درُست بھی ہے کیونکہ اس ملک کی آبادی میں سے نوّے ۹۰ فی صدی لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ اور قریباً ۸۳ فی صدی کا ذریعۂ معاش پیشہ زراعت ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کا اطلاق زیادہ تر دیہات پر ہے۔ اگر ہمارے زمیندار بھائی پڑھنے لکھنے لگ جائیں تو بہت جلد ہمارا مُلک معاشرتی، اخلاقی اور اقتصادی مصائب سے نجات حاصل کر لیگا۔

عام طور پر لوگ کہا کرتے ہیں کہ بوڑھا طوطا نہیں پڑھ سکتا۔ یہ بات اُن تجربات سے غلط ثابت ہوئی ہے جو تھارن ڈائیک اور دیگر نفسیات کے ماہروں نے اس امر کے متعلق کیں گئے۔ اب ہمارے اپنے تجربات سے بھی یہ بات بالکل صاف ہو گئی ہے کہ سنِ بلوغت اس کام میں ہرگز مانع نہیں۔

ملک چین میں اس مُہم کی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ ۱۹۲۲ء میں ایک چینی نوجوان بنام جیمس ین نے ۱۴۵۰ طلباء کے ساتھ اس مُہم کا آغاز کیا۔ دراصل اس کا محرّک ایک اور تجربہ تھا جو اس شخص کو گذشتہ جنگ عظیم کے موقعہ پر حاصل ہُوا تھا۔ اور وُہ یہ کہ جب یہ شخص قریباً دو لاکھ چینی قلیوں کے ساتھ مُلک فرانس میں تھا تو اس وقت اُن لوگوں کی حالت نہایت دردانگیز تھی۔ وُہ بیچارے نہ تو اپنے گھر کو خط لکھ سکتے تھے اور نہ ہی اپنے عزیز واقارب کے بھیجے ہُوئے خطوط پڑھ سکتے تھے۔ اگر انہیں کوئی خط لکھوانا یا پڑھوانا ہوتا تو

دوسروں کا محتاج ہونا پڑتا تھا۔ اس دلکش منظر کا جیمس ین کے دل پر بہت اثر ہُوا۔ چنانچہ اُس سے رہا نہ گیا۔ اور فوراً ہی اُس نے چالیس آدمیوں کی ایک جماعت جاری کردی۔ اگرچہ یہ تعداد اُس گروہ کثیر کا ایک عشرِ عشیر بھی نہ تھا۔ تاہم اُس نے ہمت نہ ہاری اور اس کام کو جاری رکھا۔ اسی اثنا میں اس نے ایک اخبار بھی جاری کر دیا۔ ایک دن جیمس ین کو ایک خط موصول ہُوا۔ جسے وُہ اپنی زندگی کے مکاشفات میں سے ایک نہایت ضروری مکاشفہ تصوّر کرتا ہے۔ اُس خط کا مضمون یہ تھا: "مسٹر ین بڑے اُستاد! جب سے آپ کا پرچہ جاری ہُوا ہے۔ میری دنیا بالکل نئی ہو گئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں ۱۵۰ فرینک بطور ہدیہ شکرگذاری ارسال کرتا ہوں۔ یہ رقم میری گذشتہ تین سال کی آمدنی کی کُل بچت ہے"۔ اس خط کا جیمس ین پر بڑا اثر ہُوا۔ اور اُس نے اُسی وقت یہ فیصلہ کیا۔ کہ اگر یہ غریب شخص اس کام کے لئے اپنی تین سال کی بچت دینے سے دریغ نہیں کرتا۔ تو مَیں اس کام کے لئے اپنی زندگی کو کیوں نہ وقف کر دوں۔

جب وُہ اپنے ملک کو لوٹا تو فوراً ہی اُس نے ۱۴۰۵ طلباء کی جماعت سے اس تحریک کا ابرا کیا اور اتنی محنت اور خود انکاری سے اس کام کو چلایا کہ عرصہ سات سال میں پڑھے ہوؤں کی تعداد قریباً سات لاکھ ہو گئی۔ اس تعداد میں اور بھی اضافہ ہو جاتا اگر اسے ایک بڑی اور زبردست مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑتا اور وُہ یہ تھی کہ چینی زبان کے حروف تہجی جو کہ ہزاروں کی تعداد میں تھے انہیں سینکڑوں کی تعداد میں کرکے ایک نئی فہرست حروف تہجی تیار کرنی پڑی اور بعد ازاں اس کو استعمال کرتے ہوئے بالغوں کے لئے قاعدہ اور دیگر کتب تیار کیں۔

جزائر نیلین میں فرینک لاؤبک صاحب کی کوششوں نے چند سال کے عرصے میں چونتیس ہزار (۳۴۰۰۰) شخصوں کو جو کہ اُس ملک کی آبادی کا تیسرا حصّہ تھے جہالت کی بیڑیوں سے رہا کیا۔

کیا آج ہمارے ملک میں فرینک لاؤبک اور جیمس ین جیسی ہستیاں نہیں ہیں؟ میرے ادنیٰ سے خیال میں جب تک اس ملک میں اس قسم کی خود انکار زندگیاں اس میدان میں نہ آئیں گی۔ تب تک ہماری تمام کوششیں فضول جائیں گی۔ یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب کہ ہم اپنے ہم جنس انسان کی شخصیت کی عظمت کی قدر کرنے والے ہوں۔

(مدیر معاون)

کوسمبا (ریاست بڑودہ) میں تعلیم بالغان کی مہم

گذشتہ سال کی طرح امسال بھی ماہ مئی ۱۹۴۰ء میں کوسمبا دیہات سدھار سنٹر میں مسٹر سوری افسر انچارج کی زیر نگرانی تعلیم بالغان کی مہم جاری کی گئی۔ مسٹر سوری ینگ مین کرسچین ایسوسی ایشن (وائی۔ ایم۔ سی۔ اے) سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بڑودہ گورنمنٹ کے زیر تحت اس علاقے میں دیہات سدھار کا کام نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہے ہیں۔

کوسمبا کے مقام پر دیہاتی کارندوں کے فائدے کے لئے ہر سال ایک سمر سکول منعقد کیا جاتا ہے۔ امسال سمر سکول کے موقع پر اڈلٹ ایجوکیشن کورس کا انتظام کیا گیا۔ یہ دلچسپ کورس سمر سکول کے پروگرام کا ایک نہایت ضروری حصّہ تھا۔ اس کورس کو سیکھنے کے لئے ۹۰ سے زیادہ

ہندو۔ مسلمان اور عیسائی استادوں نے اپنے اپنے نام درج رجسٹر کروائے۔ زیادہ تر استاد بڑودہ ریاست کے باشندے تھے۔ چند ایک انگریزی علاقے سے تشریف لائے تھے۔

سمر سکول کا افتتاح حسب معمول طریقے سے کیا گیا۔ پہلی رات تمام استاد صاحبان و دیگر حضرات جو ناخواندگی اور جہالت کو دُور کرنے میں دلچسپی لیتے تھے لالٹین اور فانوس ہاتھ میں لے کر ایک جُلوس کی صورت میں تعلیمی گیت گاتے ہوئے کوسمبا گاؤں کی گلیوں میں چکر لگاتے رہے۔ لوگوں کو تعلیم کے فوائد بتائے گئے نیز سمر سکول کے پروگرام کا اشتہار دیا گیا۔

امسال ہم نے مقامی اچھوت لوگوں کی دو بستیوں کو اپنے مقصد کے لئے منتخب کر لیا۔ پہلی رات ہی گاؤں والوں نے ہمارا پُرتپاک استقبال کیا۔ ہم نے اپنی آمد کا مقصد اُن لوگوں پر ظاہر کیا اور انہوں نے ہمیں خوش آمدید کہا۔ پہلی رات ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہوئی۔ کہ گاؤں کی بہت سی اَن پڑھ عورتوں نے خاصکر پڑھنے کے واسطے بہت سرگرمی ظاہر کی۔ ہماری دلچسپی بڑھنے لگی۔ چنانچہ ہم نے متواتر چودہ راتیں گلیوں میں گیت گانے اور ارد گرد کی بستیوں میں بالغوں کے لئے نائیٹ کلاسز (Night classes) لگانے میں صرف کر دیں۔ ہماری اس بات سے بہت حوصلہ افزائی ہوئی۔ کہ ہر ایک رات تقریباً ۸۰ بالغ پڑھنا سیکھنے کے لئے نائیٹ سکول میں حاضر ہوتے رہے۔ سمر سکول کے اختتام پر ہمیں یہ معلوم کر کے مسرت حاصل ہوئی۔ کہ ان دو ہفتوں میں بہتوں نے پڑھنے میں کافی ترقی کی۔

ہر روز صبح کے وقت تمام استاد صاحبان یکجا جمع ہوا کرتے تھے۔ ما بالغ تعلیم

نے ان پڑھ بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے مختلف پہلوؤں پر لیکچر دئے
تعلیمات بالغان پر روشنی ڈالی گئی۔ بعض اوقات ان لیکچروں کے بعد
ضروری امور کے متعلق بحث ہوا کرتی تھی۔ استادوں کو نائیٹ کلاسوں
میں جن جن مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ ان کا حل سوچا گیا۔ اس
طریقے سے اُستادوں نے اپنی کمزوریوں اور کامیابیوں کو مجمع کے رُو برُو
پیش کیا۔ مختلف اصحاب نے مفید مشورے دئے۔ پیچیدہ مسئلوں کو حل کیا
گیا۔ دیہاتی کارندوں کو مزید واقفیت بہم پہنچائی گئی۔

خوشی کی بات ہے کہ سمر سکول اور مہم تعلیم بالغان ہر دو کاموں
میں تسلی بخش کامیابی حاصل ہوئی۔ اس کامیابی کا سہرا مسٹر سوری
کے ماتھے پر ہونا چاہئے۔ جنہوں نے اپنے موثر لیکچروں سے اور اپنے
روزانہ تجربات کو بیان کر کے اُستادوں میں دلچسپی اور شوق کو بڑھایا۔
آپ اپنے دفتر کے کام اور دیگر بیرونی مشاغل کو سرانجام دیتے ہوئے
جلوس میں پورا حصہ لیتے رہے گانے میں آپ نے اچھا پارٹ ادا کیا۔
پہلی جون ۱۹۴۷ء کو ۸۰ سے زیادہ اُستادوں کو جنہوں نے اڈلٹ ایجوکیشن
کورس کو ختم کر لیا۔ سرٹیفکیٹ دئے گئے۔

تسلی اس بات میں ہے کہ امسال نہ صرف ہم نے اُستادوں
کو ڈاکٹر لاباک کے طریقۂ تعلیم بالغان کی ٹریننگ دی۔ بلکہ ہم نے نائیٹ
سکول کے ذریعے ۸۰ ناخواندہ بالغوں کو پڑھنا لکھنا سکھایا۔ مسٹر سوری
کے پاس مستقل ٹریننگ یافتہ اُستادوں کا سٹاف ہے۔ ان کی مدد سے
آپ ان ۸۰ نوخواندہ بالغوں سے تعلق جاری رکھیں گے نیز ان دیہات کے
دیگر ان پڑھ لوگوں کو پڑھنا سکھانے کی کوشش اور انتظام کرینگے ٭ (پادری اچھل سوی [illegible])

تعلیم بالغان میں عملی پہلو

(۱) تعلیم بالغان کا مسئلہ روز بروز ترقی پذیر ہے۔ گو ملک میں اب پہلے کی نسبت کافی بیداری آ چکی ہے۔ تاہم بہت سا کام ابھی باقی ہے۔ اگرچہ لوگوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ ملک کا سدھار بغیر بالغوں کے خواندہ ہونے کے نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی عملی کام جس رفتار پر ہونا چاہئے۔ اُس رفتار سے نہیں ہو رہا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ سب سے بڑی اور اہم وجہ یہ ہے۔ کہ لوگوں نے ابھی اُن عملی طریقوں کا استعمال شروع نہیں کیا ہے۔ جس سے بالغ مکمل طور پر خواندگی کی طرف رجوع کریں۔

(۲) کسی حکومت میں کسی فرد کا ناخواندہ ہونا نہ صرف حکومت کے لئے ہی باعث نقصان ہوتا ہے بلکہ وہاں کی سماج کے لئے بھی نقصان دہ ہوتا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو ناخواندگی کی کمزوری کسی حالت میں بھی قابل معافی نہیں ہو سکتی۔ حکومت اس کمزوری کو رفع کرنے کے لئے ہر ممکن سے ممکن کوشش کر رہی ہے۔ آنریبل وزیر تعلیم پنجاب جناب میاں عبدالحی صاحب بہادر کی طرف سے محکمۂ تعلیم کے تمام افسران کی خدمت میں ایک

اپیل پیش کی گئی ہے۔ کہ وُہ ملک کے کونے کونے سے ناخواندگی اور جہالت کو جڑ سے اکھاڑ ڈالیں۔ آپ نے کالجوں اور سکولوں کے پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر صاحبان سے بھی درخواست کی ہے۔ کہ وُہ اپنے طلباء کو آمادہ کریں۔ کہ وُہ بھی اس مُہم میں بطور رضاکار بھرتی ہوکر کام کریں۔ اور ملک سے جہالت کو دُور کریں۔ کالجوں اور سکولوں کے طلباء نے گذشتہ چند سالوں سے ہر طرح شدّ و مدّ کے ساتھ بالغوں کو خواندہ بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ اور انہیں اس میں کامیابی بھی ہورہی ہے۔ مگر اس سلسلے میں جو سب سے بڑی مشکل انہیں پیش آرہی ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ بالغوں کو کس طرح لکھنا پڑھنا سیکھنے کے لئے آمادہ کیا جائے۔

(۳) ناخواندہ بالغوں کو تعلیم کا کوئی مفید مقصد نظر نہیں آتا۔ اپنے تعلیم یافتہ بیٹے بیٹیوں کو بیکار دیکھتے ہوئے اُن کے دلوں میں تعلیم کے لئے نفرت پیدا ہوگئی ہے۔ وہ کسی طریقے سے بھی پڑھائی کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ اُن کو لاکھ کہا جائے۔ کہ اُن کی اخلاقی۔ مالی۔ معاشرتی۔ مذہبی تمدنی اور شہری زندگی سُدھر جائیگی۔ مگر وُہ ذرا بھی نہیں کان دھرتے اور پڑھنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ انہیں لاکھ سمجھایا جائے۔ کہ وُہ خواندہ بن کر اپنی مذہبی کُتب پڑھ سکیں گے۔ نمبردار۔ سفید پوش بن سکیں گے۔ افسران کے ساتھ گفتگو کرنے کے قابل ہوسکیں گے۔ اور اپنے اپنے بچے کو بہتر طور پر اور جلد کرسکیں گے۔ مگر اُن کے کان پر جُوں تک بھی نہیں رینگتی۔ اور وُہ خواندگی کی طرف آمادہ ہی نہیں ہوتے۔ اس سے رضاکاروں کا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ اور وُہ دل چھوڑ بیٹھتے ہیں۔

(۴) موگا مشن سکول کی نارمل کلاس کے طلباء تعلیم بالغان کے کام

ہیں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور وُہ ناخواندہ بالغان کو خواندہ بنانے کی اپنی
بساط سے بڑھکر کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے راستے میں بھی ایسی بہت
سی مشکلات آتی ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات وُہ بالغوں کو خواندگی پر
آمادہ نہیں کر سکتے۔ مگر بقول شخصیکہ "جوئندہ یابندہ"۔ وُہ کسی نہ کسی طریق
سے ناخواندگان کو خواندگی کی طرف آمادہ کر لیتے ہیں۔ اُن طلبا نے کئی ایک
عملی طریقے بالغوں میں طلب علم پیدا کرنے کے لئے استعمال کئے۔ جن میں
خدا کے فضل و کرم سے اُن کو نمایاں کامیابی حاصل ہُوئی۔ میں اُن میں سے
چند ایک کا یہاں ذکر کرونگا۔ تاکہ دُوسرے رضاکار بھی اِن طریقوں سے
استفادہ کر سکیں۔

(۱) سیکنڈ ایئر نارمل کلاس کے دو طلبا مسٹر محمد حسین اور مسٹر غلام علی
خاں قریب کی ایک بستی میں جاکر وہاں مغرب کی نماز ادا کرتے۔ اور نماز
کے بعد نمازیوں کو قرآن کریم پڑھاتے۔ بعض کو پڑھکر سُناتے۔ اور اس کا
مطلب سمجھاتے۔ ساتھ ہی یہ بھی کہتے۔ کہ اگر کسی نے قرآن پڑھنا ہو۔ تو ہم
بصد شوق فی سبیل اللہ پڑھا دینگے۔ لوگوں کو ان دونوں طلبا سے بے حد
ہمدردی اور دلچسپی پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے زیادہ محبت اور ایثار سے
اُن کے ساتھ میل ملاپ شرُوع کر دیا۔ ایک ہفتہ کی گفتگو اور اختلاط کے
بعد پانچ چھ بالغ پڑھنے کے لئے طیار ہو گئے۔ اب وُہ بفضل خدا سولہ بالغوں
کو نہایت کامیابی سے پڑھا رہے ہیں۔ اور بالغان نے کتاب "علم دی
کُنجی" یا "علم کی چابی" نصف سے زیادہ ختم کر لی ہے۔

(۲) سیکنڈ ایئر کے ایک اور طالب علم مسٹر ستیش چندر نے چند
خاکروب نوجوانوں کے درمیان کام کرنا شرُوع کیا۔ وہ جنرل سُننے کے بڑے

شوقین تھے۔ مسٹر ستیش چندر روزانہ سکول سے اخبار لے جا کر اُن کو خبریں پڑھکر سُناتا۔ اور ساتھ یہ بھی کہتا۔ کہ بھئی پڑھنا لکھنا سیکھنا آسان ہے۔ آدمی دو تین ماہ میں اخبار پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ کچھ عرصہ تک مسٹر ستیش اُن کو خبریں سُناتا رہا۔ اور ہر روز اُن کو نہایت ہی نرمی اور لجاجت سے یہ ضرور کہدیتا۔ کہ پڑھنا آسان ہے۔ اور آدمی پڑھکر جلدی ہی آسان کتابیں اور اخبارات مطالعہ کر سکتا ہے۔ چند روز کے بعد دو نوجوانوں نے پڑھنا شروع کر دیا۔ حتّٰی کہ پندرہ دن کے اندر اندر چھ سات نوجوان اور بعد ان علم میں کُود پڑے۔

(۳) اسی طرح ایک اور طالب علم مسمّی شیر سنگھ سکنڈ ایئر نارمل کلاس نے ایک عیسائی بستی میں کام شروع کیا۔ وہاں کے لوگ مزدور پیشہ تھے۔ بڑی محنت کے ساتھ اپنی روٹی کماتے تھے۔ مسٹر شیر سنگھ نے اُن کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اب تک یہ تمام کام نہایت کامیابی سے چل رہا ہے اور والدین بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔

(۴) مسٹر اوم پرکاش کھوسلہ متعلّم سیکنڈ ایئر نارمل کلاس نے کھڈلو میں کام کرنے والے ایک گروہ کے اندر کام کا آغاز یوں کیا۔ چونکہ وُہ لوگ اپنے ہاتھوں سے دیسی کھڈیوں کے ساتھ کپڑا بنا کرتے تھے۔ اس لئے مسٹر کھوسلہ چند روز تک اُن کے ساتھ اُن کے پیشہ کے متعلق بات چیت کرتا رہا۔ اور اُن پر یہ ثابت کر دیا۔ کہ وُہ کس طرح اپنے کام میں ترقی کر سکتے ہیں۔ طالب علم مدعوت اُن اصحاب کو مشن نارمل سکول موگا میں لایا۔ اور اُن کو سکول کی ولایتی قسم کی کھڈیوں کا مشاہدہ کرایا۔ اور بتایا کہ وُہ بھی بہ آسانی اسی قسم کی کھڈیاں طیار کروا سکتے ہیں۔ اور بافندگی کا کام

کر سکتے ہیں۔ پھر مسٹر کھوسلہ نے آہستہ آہستہ اُن پر یہ واضح کر دیا۔ کہ کتابوں میں بھی کھڈیوں پر کام کرنے کے طریقے نہایت اچھی طرح سے لکھے ہُوئے ہیں۔ اور وُہ خواندہ ہو کر کھڈیوں کا مفصّل حال پڑھ سکتے ہیں۔ اور اپنے کام میں ترقّی کر سکتے ہیں۔ اسی طرح لوگوں کو شوق دلا کر اُس نے دو بالغوں کو پڑھانا شرُوع کر دیا۔ اب وُہ چھ بالغان کو کامیابی سے پڑھا رہا ہے۔

(۵) آخیر میں ایک اور طالب علم محمّد شریف متعلّم سیکنڈ ایئر نارمل کلاس کا ذکر کرتا ہوں۔ جس نے منڈی میں دھوبیوں کے ساتھ کام شرُوع کیا۔ وُہ اپنے ساتھ ہر روز کتابیں لے جاتا۔ جن میں سے اُن کو صابن بنانے کے نسخے بتاتا۔ اور اُن کے ساتھ مل کر کام کرتا۔ طالب علم مذکور ان کو نوخواندہ بالغوں کے لکھے ہُوئے خط دکھاتا۔ اور اُن کے حالات بتاتا۔ کہ کس طرح انہوں نے دو تین ماہ میں پڑھنا لکھنا سیکھ لیا ہے۔ اور اب وُہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں۔ ایک ہفتہ کے میل ملاپ کے بعد مسٹر محمّد شریف نے پانچ بالغوں کو پڑھنے پر آمادہ کر لیا۔ اب وُہ پانچوں بالغ بخوشی دلبصد شوق پڑھنے میں کوشاں ہیں۔

از رشحاتِ قلم
جناب میاں عبد العزیز صاحب بی۔اے بی۔ٹی مشن نارمل سکول موگا

لنڈور پہاڑ پر خواندگی بالغان کے متعلق کانفرنس

ماہ جون ۱۹۴۰ء میں بمقام لنڈور جنرل اسمبلی کی اڈلٹ لٹریسی کمیٹی (شمالی ہند کی متحدہ کلیسیاء) کے زیر انتظام تعلیم بالغان میں دلچسپی لینے والے اصحاب کی ایک میٹنگ منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں تقریباً ۳۵ اشخاص شریک ہوئے جو کہ شمالی ہند کے بڑے بڑے علاقوں کی طرف سے بطور نمائندے بھیجے گئے تھے۔ مختلف حضرات نے تعلیم بالغان کے متعلق اپنے دلچسپ تجربات بیان کئے جن پر مزید بحث کی گئی۔ مسٹر ڈی۔ایل۔بی۔ ریلی انسپکٹر جنرل محکمہ تعلیم ریاست گوالیار نے اپنی ریاست کی تعلیمی ضروریات اور تعلیمی کام کرنے کے وسائل و ممکنات پر مفصل بیان پیش کیا۔ مسٹر آریہ نایکم آرگنائزنگ سکریٹری ہندوستانی تعلیمی سنگ نے اڈلٹ ایجوکیشن کی بنیادی تعلیم پر لیکچر دیا۔

کانفرنس کی کارروائی

(۱) خواندگی بالغان کا مقصد (۱) ہم اڈلٹ لٹریسی کمیٹی کے ممبر اعلانیہ طور پر کہتے ہیں کہ بالغوں کو صرف پڑھنا سکھا دینا ہی کافی نہیں۔ ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے ان پڑھ لوگوں کو خواندہ بنا دینے سے ہی ان کی زندگی مکمل نہیں ہو سکتی۔ ان کے سامنے ایک بلند نصب العین ہے جس تک پہنچنے کے لئے پڑھنا سیکھنا ایک ابتدائی قدم ہے۔ دیگر باتیں جن کا سیکھنا ان کے لئے لازمی

سے مندرجہ ذیل ہیں۔
حفظِ صحت کے اصول۔ طرزِ رہائش میں صفائی کو مقدم جگہ دینا۔ اقتصادی ترقی اور کفایت شعاری کے ڈھنگ۔ تربیت اولاد۔ شہریت کی ٹریننگ۔ صحت افزا اور خوشگوار ماحول والے گھر بنانا۔ فرصت کے لمحات کو تفریح طبع۔ اخبار بینی اور دیہات سدھار کے متعلق تجاویز سوچنے میں صرف کرنا۔ خاندانی عبادت۔ روپے کا بہترین استعمال وغیرہ وغیرہ۔

(ب) مسیحی قوم میں تعلیم بالغان کا کام کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے۔ کہ ہندوستان بھر کی کلیسیاؤں کے تمام شرکار پڑھنے لکھنے کے قابل بن جائیں اس سے دو فائدے ہونگے۔

اوّل :۔ بائیبل کا مطالعہ کرنے سے ان کی اخلاقی ترقی ہوگی۔ اور مسیحی چال چلن و کیریکٹر بہتر ہوگا۔

دوئم :۔ پڑھے لکھے مسیحی اپنے دنیاوی اور قومی کام کاج اور ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی سے سر انجام تک پہنچا سکیں گے۔

ج :۔ چونکہ ہمارا مقصد نہ صرف ہندوستان کی مسیحی کلیسیاؤں کو خواندہ بنانا ہے۔ بلکہ تمام ہندوستانیوں کی متحدہ قوم کو خواندہ بنانا ہے۔ اس لئے ہم اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جتنے عیسائی بالغوں کو پڑھاتے ہیں۔ نہ صرف ان پڑھ عیسائیوں کے لئے بلکہ تمام قوموں کے ان پڑھ لوگوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کی خدمت انجام دیا کریں۔

(۳) کوآپریشن یعنی تعاون۔ (ل) ہم اس ضرورت کا احساس کرتے ہیں۔ کہ ہم دیگر انجمنوں سے خواہ وہ پرائیویٹ یا سرکاری کی ہوں اتفاق و اتحاد کرکے کام کریں۔ یہ کوآپریشن مندرجہ ذیل کاموں میں ہو سکتا ہے۔

(i) بالغوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے مناسب مصالحہ تیار کرنا۔
(ii) مختلف علاقوں میں لاباک طریقۂ تعلیم و دیگر جدید ترین طریقہ ہائے تعلیم کا تجربہ کرنا۔ (iii) بالغوں کو پڑھانے کے لئے اُستادوں کو ٹریننگ دینا۔
(iv) اڈولٹ ایجوکیشن کے پروگرام کو مرتب کرنا۔
(ب) ہم اس بڑی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ کہ ہر ایک مشن کے علاقے میں سکولوں اور کالجوں کے درمیان اتحاد ہو۔ دیہاتی سکولوں کے طلباء اور شہری کالجوں کے طلباء ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق کرکے تعطیلات گرما و دیگر اوقات فرصت میں ان پڑھ لوگوں کو پڑھنا سکھائیں۔ دیہاتی اُستاد شہری اُستادوں سے تبادلۂ خیالات کرکے ایک دوسرے سے صلاح و مشورہ حاصل کریں۔
(۳) بچوں اور بالغوں کی تعلیم۔ ہمارا یقین ہے۔ کہ بچوں اور بالغوں کی تعلیم ہمارے پروگرام کا ایک ضروری حصہ ہے۔ اگر ان میں سے ایک کو نظر انداز کر دیا جائے یعنی تعلیم بچگان کو۔ تو دوسرے یعنی تعلیم بالغان کے کمزور ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ ایک میں لاپرواہی برتنے سے دوسرے کا اثر کم ہو جائیگا۔
(۴) (مناسب سامان جس کی ضرورت ہے) (ا) بالغوں کے لئے کتابیں اور میگزین تیار کرتے وقت مندرجہ ذیل تین ضروریات کو مدِنظر رکھا جائے۔
(i) اخباروں اور کتابوں میں بالغوں کی تفریح طبع اور ذہنی خوشی کے لئے دلچسپ اور پُرمذاق کہانیاں لطیفے اور عجیب عجیب معلومات درج کئے جائیں۔ (ii) سائنس کے معجزات۔ ایجادات اور اختراعات پر مضامین لکھے جائیں۔ تاکہ پڑھنے والوں کی واقفیت عامہ میں اضافہ ہو۔
(iii) روزمرہ کے دلچسپ معاملات درج ہوں۔ مثلاً روزانہ ملکی و غیر ملکی خبریں

اناج کے بھاؤ۔ سونے چاندی کا بھاؤ۔ حادثات۔ موسمی حالات وغیرہ وغیرہ۔

ہم ہرایک ممبر اور کارندے سے پُرزور اپیل کرتے ہیں۔ کہ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مستقل ارادے سے فرداً فرداً ہرایک شخص دل وجان سے کوشش کرے۔

(ب) نوخواندہ بالغوں کی طبیعت کے مطابق اخلاقی ناول تیار کئے جائیں۔ یہ ناول اس قسم کے ہوں۔ جن کو پڑھکر اُن کے سچی چال چلن مضبوط ہوجائیں۔

(ج) بالغوں کے لئے جو کتابیں میگزین اور اخبارات تیار ہو چکے ہوں اُن کی فہرستیں تیار کی جائیں۔ ہندی اردو گورمکھی ودیگر زبانوں میں لکھی ہوئی کتب کی فہرستیں علیحدہ علیحدہ ہوں۔ فہرست میں ہر کتاب کا مختصر خاکہ بیان کیا جائے۔ ان فہرستوں میں کتاب کی قیمت۔ اخبار کا سالانہ چندہ۔ ملنے کا پتہ وغیرہ وغیرہ باتیں درج کی جائیں۔

(۵) تعلیم بالغان کے کام کی تنظیم۔ (الف) کام کی زیادتی کے باعث اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ ہم اس خدمت کے لئے بہت سے والنٹیر ٹیچر بھرتی کریں جو کہ ٹریننگ یافتہ اُستادوں کی زیرِ نگرانی کام کریں۔ اس بات پر زور دیا جائے۔ کہ ہرایک اُستاد اپنی شخصی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوا جہالت اور ناخواندگی کو دُور کرنے کی حتّی الوسع کوشش کرے۔ جب تک ہرایک پڑھے ہُوئے مرد وعورت کے دل میں اپنے اَن پڑھ بھائیوں بہنوں کی ناگفتہ بہ حالت کا احساس وہمدردی نہ ہوگی تب تک اچھے نتائج حاصل نہیں ہوسکتے اور نہ ہی یہ ملک خوابِ غفلت سے بیدار دیگر مہذب وترقی یافتہ ممالک کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو سکتا ہے۔

(ب) ہم تجویز پیش کرتے ہیں۔ کہ ضلع بھر کے کام کے انتظام کے لئے وہ

پروگرام استعمال کیا جائے۔ جو آج کل کا سنگنج کے علاقے میں استعمال کیا جا رہا ہے۔ یعنی منادوں و دیگر تنخواہ یافتہ مشن کارندوں اور ان کی بیویوں کو تعلیم بالغان کے کام میں استعمال کیا جائے۔ اس کے علاوہ مقررہ میعاد کے بعد نوخواندہ بالغوں کا امتحان لیا جائے۔ سال میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھے ہوئے لوگوں کا میلہ لگایا جائے۔

(ج) ہماری یہ بھی تجویز ہے۔ کہ پنجاب کے صوبجاتی انتظام پر غور کیا جائے ایک ایسی کمیٹی ترتیب کی جائے جس میں مختلف مشنوں کے نمائندے شامل ہوں ماہران تعلیم بعیر کسی مزید اخراجات کے مختلف سنٹروں اور سکولوں کالجوں میں جا کر لیکچر دیا کریں۔ تجربہ کار اُستاد عملی طور پر سبق پڑھا کر لوگوں کی مشکلات کو دُور کریں۔

(د) ہماری یہ تجویز ہے۔ کہ ہر ایک مشن اپنی طرف سے ایک ایسا محنتی اور قابل ممبر مقرر کرے جو اپنے اپنے علاقے میں تعلیم بالغان کے کام کی طرف خاص توجہ دے اور اُستادوں کو مُناسب ہدایات دیا کرے۔

(۶) جرنل کا استعمال۔ کانفرنس ہذا میں بذریعہ ووٹ یہ بات منظور کی گئی کہ تعلیم بالغان کے متعلق ہر قسم کی واقفیت دوسروں تک پہنچانے کے لئے انگریزی ماہوار رسالہ انڈین جرنل آف اڈلٹ ایجوکیشن ہوشنگ آباد سی۔ پی۔

"Indian Journal of Adult Education" (Hoshangabad C.P.)

استعمال کیا جائے۔ اس رسالے میں بالغوں کی پڑھائی کی رپورٹ۔ کسی میٹنگ کی کاروائی۔ سالانہ میلے کا پروگرام۔ نئی تیار کردہ کتب کے ریویو وغیرہ وغیرہ مضامین شائع کرنے کے لئے بھیجے جائیں۔ اس رسالے کو کامیاب بنانے کے

لئے ہم سب کو متفق ہو کر چندہ اور دلچسپ مضامین بھیجنے چاہئیں۔ امید کیجاتی ہے کہ اس رسالے میں مختلف زبانوں میں تیار شدہ بالغوں کی کتب کی تازہ فہرستیں شائع ہوتی رہیں گی۔

(۷) ترغیب و انعامات :۔ (ا) ہماری تجویز ہے کہ نوخواندہ بالغوں کو جوں جوں وہ اپنی پڑھائی میں ترقی کرتے ہیں، انعامات اور سرٹیفکیٹ عطا کئے جائیں۔ پڑھائی کے مختلف درجے مقرر کئے جائیں اور ان درجوں کے مطابق تمغے۔ سرٹیفکیٹ و دیگر انعامات تقسیم کئے جائیں۔

(ب) نوخواندہ بالغوں کی حوصلہ افزائی کے لئے انہیں تمغے (Badges) دئے جائیں۔ ان تمغوں کو نوخواندہ مرد و عورت اپنے کوٹ یا قمیض پر پن سے لگائیں۔ اس طرح ان پڑھ اور پڑھے ہوئے لوگوں میں امتیاز ہو سکے گی۔ استادوں کو بھی خاص قسم کے تمغے دئے جائیں۔ ان مختلف تمغوں پر علم کو ظاہر کرنے والا کوئی نشان ہو مثلاً مشعل۔ لیمپ یا دئے کی تصویر۔ سورج کے طلوع ہونے اور کرنوں کے چاروں طرف پھیلنے کا منظر بھی علم کی روشنی کو ظاہر کریگا۔ جس خاندان میں ۱۰ سال کی عمر سے زیادہ کے افراد تمام کے تمام پڑھے ہوئے ہوں اس گھر کی دیواروں پر کوئی خاص نشان یا جملہ موٹے حروف میں لکھدیا جائے۔ تاکہ آنے جانے والے پڑوسیوں کو بھی پڑھنے کی خواہش پیدا ہو۔ سالانہ یا ششماہی میلہ لگایا جائے۔ اس موقع پر ان لوگوں کو سرٹیفکیٹ عطا کئے جائیں جنھوں نے مقرر کردہ کورس کو ختم کر لیا ہو۔

(۸) گذشتہ کام کا ریکارڈ اور نوخواندہ بالغوں کی پڑھائی کو جاری رکھنے کی تجویز

(ا) اگر نوخواندہ لوگوں کی پڑھائی کی مشق کو جاری رکھنے کے لئے دلچسپ

لٹریچر اور اخبار تیار نہ کئے جائیں۔ تو اندیشہ ہے کہ وُہ پہلا لکھا پڑھا بھی بھول جائیں۔ اس طرح ہماری پہلی محنت اور کوشش بھی ضائع ہو جائیگی۔
سپروائزروں کو چاہئے کہ وُہ اپنے کام کا مستقل طور پر ریکارڈ رکھیں۔ اس ریکارڈ میں مندرجہ ذیل باتیں شامل ہوں۔
(i) نوخواندہ مرد یا عورت کا نام (ii) عمر (iii) سکونت یا گاؤں کا نام۔ (iiii) جتنی کتابیں پڑھ لی ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔
(ب) سپروائزر بالغوں کے لئے مناسب لٹریچر چھپا کرنے کے ذمہ دار ہوں۔ سپروائزروں کو چاہئے کہ وُہ اپنی کوشش سے گاؤں میں چھوٹی چھوٹی لائبریریاں جاری کریں۔ ہفتہ وار روزانہ یا ماہواری اخبار جاری کروائیں۔ ان اخباروں میں دیہاتی لوگوں کی دلچسپی کے مطابق مضامین شائع کئے جائیں۔
(ج) کامیابی اور مشن افسران کو مہم خواندگی بالغان کے کام کی ترقی کا نتیجہ لانے کے لئے مندرجہ ذیل قسم کے اعداد و شمار پر کرکے احتیاط سے رکھے جائیں۔

(i) ان پڑھ لوگوں کی کل تعداد
(ii) پڑھے ہوئے لوگوں کی کل تعداد
(iii) مقررہ عرصے کے اندر اندر جتنے بالغ خواندہ بنائے گئے۔

(۹) تعلیم بالغان کے کام کو جاری رکھنے والی کمیٹی

(ا) ایک ایسی کمیٹی مقرر کی گئی جس کے سپرد دو کام کئے ہیں۔
(i) یو۔ پی میں گورنمنٹ اور دوسرے محکموں کے درمیان اتحاد قائم کرنا
(ii) بالغوں کی پڑھائی کو جاری رکھنے کے لئے مناسب لٹریچر کو فراہم کرنا۔

اور اس لٹریچر کو دوسرے علاقوں میں استعمال کرنے کے لئے مختلف زبانوں میں ترجمہ کروانا۔

ذیل میں منتخب شدہ کمیٹی کے ممبران کے اسمائے گرامی دئے جاتے ہیں

(۱) مس ڈارتھی ایل ڈرگن (پریزیڈنٹ) از کاسگنج
(۲) مس ڈورس ولسن — از لکھنؤ
(۳) مسٹر جے سی چین — از غازی آباد
(۴) مسٹر ای سی بھٹی — از الہ آباد
(۵) مس تھیوڈر — از پنجاب (جالندھر)
(۶) ڈاکٹر ایف پی نیم — از بنگال (آسن سول)
(۷) مسٹر آر ایم چیت سنگھ — از سی پی (ہوشنگ آباد)
(۸) مس ڈی لوئس — شہر دوحد احاطہ بمبئی
(۹) مسٹر ڈبلیو ایچ لائن — از اسلام پور ضلع ستارہ احاطہ بمبئی
(۱۰) ڈاکٹر جی پی برائن — از وسط ہند شہر اندور
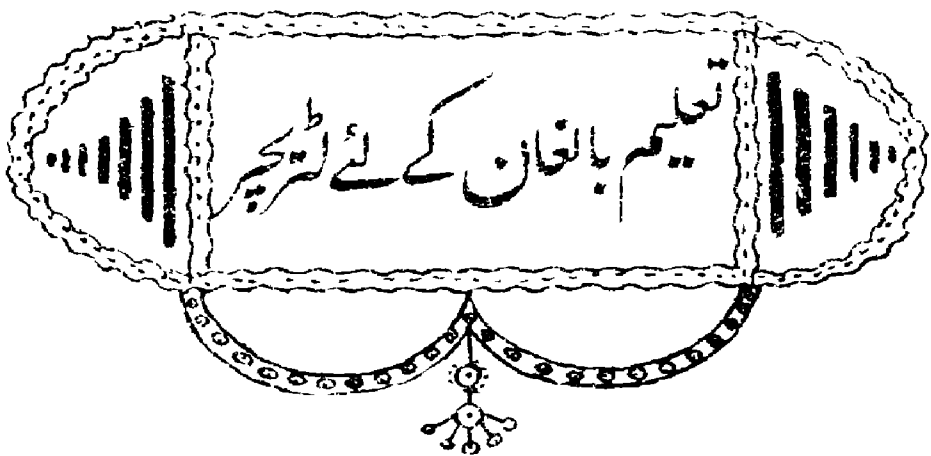
تعلیم بالغان کا کام ایک دہری ڈورے سے بندھا ہوا ہے جس کی

تینوں تاریں جُدا جُدا اپنی اہمیت رکھتی ہیں۔ کامیابی کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ یہ تینوں مضبوط ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ خوب ملحق ہوں۔

پہلی تار اُستاد ہے۔ جس کی قوّت کا انحصار اُس کی محنت۔ صبر اور قابلیت پر ہے۔ دوسری تار شاگرد ہے۔ جس کی کامیابی اُس کے سیکھنے کی خواہش اور آمد کی طبیعت پر موقوف ہے۔ اور تیسری کتاب یا پڑھنے کا سامان ہے۔

یہ مضمون خاص طور پر اس تیسرے حصّے کی خصوصیات سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر ایک سمجھدار اُستاد۔ ایک خواہشمند طالب علم اور پڑھنے کے لئے مناسب سامان مہیا ہو جائے۔ تو اس ڈورے کے ٹوٹنے کا ہرگز امکان نہ ہوگا۔

ک۔ بالکل انپڑھ اور ایسے بالغوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے لئے جو کچھ چل پڑے ہوں سامان کی تیاری چند ایسے اصولوں پر مبنی ہے جو توڑے نہیں جا سکتے۔ یہ کام اتنا وسیع اور ضروری ہے۔ کہ اس میں بہت سے ڈیپارٹمنٹ بخوبی اپنے اوقات کو سائینٹفک طریق کی چھان بین اور تحقیقات میں بہترین صورت میں صرف کر سکتے ہیں۔

(۱) ہم اس مسئلہ پر ترتیب وار غور کرینگے۔ پہلا نقطہ جو غور طلب ہے۔ وہ ذخیرہ الفاظ کا تیار کرنا ہے۔ ڈاکٹر لو ڈبک صاحب اور تمام ماہرین زبان اس بات میں ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ کہ ناخواندہ بالغ کو پڑھنا سکھانے کے لئے اُسی زبان کو استعمال میں لانا چاہئے۔ جو اس کی مادری زبان ہو۔ اور اس میں وہ اپنے خیالات کو ترتیب دے سکتا ہو۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔ لہذا ہمیں کامیابی اُسی نسبت سے حاصل

ہو گی جس سے کہ اس نقطہ پر توجہ دی جائیگی اور عمل درآمد کیا جائیگا یہی وجہ ہے کہ پنجاب کو اس کام میں بجائے ایک زبان کے تین زبانوں کا استعمال کرنا پڑ رہا ہے۔ اس سے پیشتر کہ کوئی کتاب تیار کی جائے۔ یہ ضروری ہے کہ ایک ذخیرۂ الفاظ تیار کیا جائے۔ اور مصنفین کو چاہیئے کہ ابتدائی کُتب میں محض اسی کو استعمال کریں۔ بلکہ اگلی کُتب میں بھی ماسوا چند نئے الفاظ کے اُسی ذخیرۂ الفاظ کو استعمال میں لایا جائے۔

اس ذخیرۂ الفاظ کی تیاری کے لئے دراصل ایک سائنٹیفک مطالعہ کی ضرورت پڑیگی۔ اس کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلے مختلف گروہوں کے اشخاص میں جا کر ان کی گفت و شنید کا نہایت ہوشیاری سے مطالعہ کرتے ہوئے اُن الفاظ کو قلمبند کر لیا جاتا ہے۔ جو ان گروہوں میں استعمال میں لائے گئے ہوں۔ بعد ازاں اس فہرست میں سے پانچ یا دس ہزار ایسے الفاظ چُن لئے جاتے ہیں جو عام طور پر اور نسبتاً زیادہ استعمال میں آتے ہوں۔ بعض حالتوں میں اس میں ایک اور ذخیرۂ الفاظ کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ یہ ذخیرۂ الفاظ عام اخبارات اور ابتدائی کتب میں دئے ہوئے عام فہم اور زیادہ سے زیادہ استعمال شدہ الفاظ کا ہوتا ہے۔ صوبہ پنجاب کے لئے اس طرح کی دو فہرستیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ پہلی فہرست جسے مسٹر آر۔ ایم۔ یونگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ اُن پنجابی الفاظ کی ہے۔ جو بوجہ زیادہ استعمال ہونے کے چُن لئے گئے ہیں۔ دوسری فورمن کرسچن کالج لاہور کے محکمۂ نفسیات نے ابھی تیار کی ہے۔ اسی طرح زبان اردو کے تعلق میں بھی یہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔ سی۔ پی میں ہندی زبان کی بھی ایسی فہرست

تیار ہو چکی ہے۔ وہ اصحاب جو اپنی خدمات ناخواندہ بالغوں کے لئے کتب لکھنے میں صرف کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ان فہرستوں کو ضرور منگوا لینا چاہیئے۔

مبتدی کو پڑھنا سکھانے کے لئے ایک اور غور طلب امر یہ ہے کہ حروف تہجی کی نظرثانی کی جائے بعض زبانوں میں یہ کام بہت پہلے رجحی سے کیا گیا ہے۔ فارسی حروف میں کئی خاص طور پر پڑھائی کی ابتدائی منازل میں چند ایسے حروف کو جو بہت الفاظ میں استعمال نہیں ہوتے چھوڑ دینا مفید ثابت ہوا ہے۔ ان الفاظ کی فہرست بنا کر مبتدی کو بعد ازاں دی جا سکتی ہے تاکہ بوقت ضرورت استعمال کر سکے۔

(۲) نفس مضمون اور مضمونوں کی بناوٹ کے متعلق چند ہدایات ذیل میں درج کی جاتی ہیں جن کا خاص خیال رکھا جائے۔

قاعدے میں نفس مضمون شروع سے آخر تک ایسا دلچسپ ہو۔ کہ مبتدی کو اس کے لکھنے کی مطلقاً ضرورت نہ پڑے۔ چونکہ یہ بالغوں کے استعمال کے لئے ہوگا لہٰذا اس کا پرمعنی ہونا ضروری ہے۔ اس میں کسی قسم کے بے معنی الفاظ جو اکثر قاعدوں میں جوڑ سکھانے کی غرض سے استعمال کئے جاتے ہیں استعمال نہ کئے جائیں۔ عبارت عام فہم اور روزمرہ کے تجربات سے تعلق رکھنے والی ہو۔ نیز دلکش۔ خوش کرنیوالی اور مفید بھی ہو۔ ہر صفحہ بذات خود پڑھنے کی خوبیوں کا ایک اشتہار ہو۔ اور پرانے اور خشک طریقوں کی اس میں بوتک نہ ہو۔

عبارت آسان اور جملے چھوٹے اور سادہ ہوں۔ اور ان کی بناوٹ روزمرہ کی گفتگو سے تعلق رکھتی ہو۔ الفاظ کا بار بار اعادہ کیا جائے۔ خیالات

میں سادگی ہو۔ ہر سبق اور کتاب آسان ہو اور پہلی پڑھی ہوئی کتاب سے تھوڑی ہی مشکل ہو تاکہ پڑھنے والے میں ترقی کا احساس پیدا ہو سکے اس طریقے سے ان پڑھ بالغ نہ صرف خود ہی پڑھتا جائیگا بلکہ پڑھی ہوئی عبارت دوسروں کو بھی پڑھا سکیگا۔

۳۔ اگلا قدم کتاب کو ترتیب دینا ہے۔ اکثر اوقات عمدہ سے عمدہ نفسِ مضمون چھپائی کے نقائص کی وجہ سے بے کار ثابت ہوتا ہے۔ کاغذ کافی موٹا ہونا چاہئے تاکہ ایک طرف کی عبارت دوسری طرف نظر نہ آئے۔ اس سے پڑھنے والوں کو بہت دقت ہوتی ہے۔ حروف سیاہ روشنائی سے چھپائے گئے ہوں اور خاص طور پر ابتدائی منازل میں بڑے موں۔ الفاظ اور سطروں کو کافی فاصلہ دیا جائے۔ تصاویر اگر رنگدار ہوں تو زیادہ دلچسپی کا باعث ہونگی اور کتاب کی فروختگی میں بھی زیادہ آسانی ہوگی یہی خیال سرورق کو تیار کرنے میں رکھنا چاہئے سرورق کے لئے کوئی نہ کوئی دلچسپ نام تجویز کیا جائے۔

کتابوں کی قیمت جہاں تک ہو سکے کم رکھی جائے۔ تاکہ نئے خریدار کی توفیق سے باہر نہ ہو۔ قیمت چند پیسوں سے زائد نہ ہو۔ کتابوں کا سائز ایسا ہو کہ پڑھنے والا بآسانی اسے ادھر اُدھر لے جا سکے۔

(۴) ان باتوں کے علاوہ اس بات کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ایسے ڈھانچے کو مدِ نظر رکھکر یہ لٹریچر تیار کیا جائے جو کہ باقاعدہ اور بتدریج ترتیب دیا گیا ہو اور اس میں ہر طرح کا لٹریچر شامل ہو سکے۔

(ب) مبتدی کو پڑھنا سکھانے کے لئے مختلف طریقہ ہائے تعلیم مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند طریقوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

(۱) کہانی کا طریقہ - جو کہ موگا سکول میں استعمال کیا جاتا ہے -

(۲) الفاظ کا طریقہ - جو کہ جنوبی ہندوستان میں استعمال کیا جا رہا ہے -

(۳) یادشدہ عبارت کا طریقہ - جیسا کہ دھار بانی کو ہندی میں استعمال کیا جاتا ہے -

(۴) تصاویر، الفاظ اور حروف کا طریقہ - جیسا کہ لاؤبک صاحب کے چارٹوں میں درج ہے

موجودہ مہم میں بالغوں کے لئے اکثر قاعدے کہانی کے طریقہ پر تیار کئے گئے ہیں - جن میں کسی کہانی کو جو گھریلو محاورات، ضرب المثل اور مزاحیہ باتوں سے پُر ہو لیکر تمام اسباق میں جاری رکھا گیا ہے - اس کہانی کے کلیدی الفاظ کو چنکر اصوات کی مشق دلائی جاتی ہے - اس طرح پہلے الفاظ شناسی آجاتی ہے - بعد ازاں ان کے حصے اور آخرکار حروف کی تینوں صورتیں (یعنی شروع - درمیان اور آخر) سکھائی جاتی ہیں - سبقوں کو اس طرح ترتیب دیا جاتا ہے - کہ پہلے ایسے چند الفاظ اور جوڑوں کا استعمال کیا جاتا ہے - جن کے ذریعے سے اور بہت سے جوڑ بن سکتے ہیں اگرچہ اعادہ کی سخت ضرورت ہے - تاہم اگر دوہرانے میں نئے نئے خیالات ہر دفعہ استعمال کئے جائیں تو بہت مفید ہوگا - مشق اس طرح دیجاتی ہے کہ پہلے ان الفاظ کا جوڑ کیا جاتا ہے - جن سے پڑھنے والا واقف ہوتا ہے بعد ازاں انہیں کو نئے جوڑ سیکھنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - چونکہ پرشین سکرپٹ (Persian Script) نہایت مشکل تصور کی جاتی ہے - لہٰذا اس زبان کے حروف میں پنجابی اور اردو قاعدوں کا حجم بھی کافی زیادہ ہو گیا ہے - "علم دی کنجی" اور "علم کی چابی" کو تیار کرنے میں بالکل صحیح اصولوں کے

ماتحت طریقہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت وسیع پیمانے پر استعمال کی جارہی ہیں۔ اور دونوں بہت مفید بھی ثابت ہو رہی ہیں۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے یہ کتابیں مفت دی جاتی ہیں۔ یہ بھی اُمید کی جاتی ہے۔ کہ ان کو اور زیادہ اختصار کرکے تیار کیا جائیگا۔ تاکہ ہر ایک پڑھنے اور پڑھانے والے کے خیال کو عملی جامہ پہنانے میں زیادہ سہولت ہوسکے۔

گورمکھی کا قاعدہ بنام "پندراں پوڑیاں" نہ صرف زبان کے خیال سے آسان ہی ہے۔ بلکہ مختصر بھی ہے۔ یہ دو ہفتوں میں ختم کیا جا سکتا ہے۔ جبکہ پرشین پنجابی کے قاعدے کو ختم کرنے میں اس سے دگنا وقت درکار ہے۔ ان قاعدوں کے ساتھ ساتھ چارٹوں کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ جو تصاویر کے ساتھ الفاظ کو تعلق دے دیکر تیار کئے گئے ہیں۔ مختصراً یہ چارٹ اس طرح تیار کئے گئے ہیں۔ کہ کئی تصاویر کا سلسلہ ایک کہانی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر تصویر کے مقابل کا لفظ اس کا مفہوم ظاہر کرتا ہے۔ اس لفظ کے شروع کے حرف سے اُس تمام سطر کے الفاظ کو بنایا جاتا ہے۔ اس طور پر تمام حروف تہجی استعمال میں آجاتے ہیں۔ یہ چارٹ بڑے سائز کے کاغذ پر رنگدار تصاویر کے ساتھ تیار کئے جاتے ہیں۔ ایک تجویز زیر بحث ہے۔ کہ ہر گاؤں کے لئے ایسے چارٹ تیار کئے جائیں جو خراب نہ ہوسکیں۔ بہت ممکن ہے۔ کہ ایسے چارٹ تیار بھی کئے جائیں۔

دیگر سامان جو ان کتب کے ساتھ نہایت مفید ثابت ہوگا وہ کھیل کا سامان ہے۔ مثلاً لکڑی کے بلاک یا ٹکڑے۔ فلیش کارڈ جن پر قاعدے کے الفاظ لکھے ہوئے ہوں۔ جو کہ بڑے تختہ سیاہ کے اوپر لکھے ہوئے الفاظ پر رکھکر مقابلہ کرنے میں کام آتے ہیں۔

تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ یہ ترکیبیں کام کو سہل اور دلچسپ بنانے میں بہت کارآمد ثابت ہوئی ہیں۔

اب اخبار کے متعلق یہ عرض کرنا ہے۔ کہ اسے بھی ابتدائی سامان کا حصّہ تصور کیا جائے۔ کیونکہ قاعدے کو ختم کرنے سے پیشتر ہی طلباء کو اس کا استعمال کرنا شروع کر دینا چاہئے۔ ڈاکٹر لاؤبک صاحب کا خیال ہے۔ کہ اس سے نئے سیکھنے والے کی طبیعت پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور یہ اس میں ایک فخر کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔ جس سے اس کی بڑی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور وہ ترقی کرتا جاتا ہے۔ اخبارات کا استعمال درحقیقت لوگوں کو دوبارہ بے علمی میں لوٹنے سے بچانے کے لئے ایک بہترین نسخہ ہے "روشنی" جو کہ صوبہ بہار میں شائع ہوتا ہے۔ ایک نہایت عمدہ اخبار ہے۔ اس میں اردو اور ہندی دونوں زبانوں کو بالمقابل استعمال کیا جاتا ہے۔ اور مندرجہ ذیل عنوان پر مضامین لکھے جاتے ہیں۔ مثلاً اشیاء کا نرخ بیماریاں اور ان کا انسداد۔ سرکاری قوانین میں تبدیلیاں۔ دیہاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مختصر مضامین وغیرہ۔ اس میں دیہاتی گیت اور کہانیوں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی صاحب "جیون" اخبار کے لئے جو پرشین پنجابی زبان میں شائع ہوتا ہے۔ مضامین لکھیں گے تو ہم انہیں بڑی خوشی کے ساتھ شائع کریں گے۔

(ج) کسی قسم کی ابتدائی منازل میں کیا ہوا کام بالکل بیکار ہوگا۔ اگر بہت جلد ایسا لٹریچر نہ مہیا کیا جائے۔ جو ابتدائی کتب یعنی قاعدے کے بعد استعمال کیا جا سکے۔ ہمارے پاس اس کے متعلق جو سامان ہے وہ بہت قلیل ہے۔ اس کے لئے دراصل بہت سے سامان کی ضرورت

ہے۔ اس سامان کو مختلف درجوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہت ہوشیاری کے ساتھ تیار کرنے کی اور بعدازاں اس کی درجہ وار فہرست تیار کرکے مشتہر کرنے کی ضرورت ہے۔

قاعدے کے بعد ہی جو کتب استعمال کرنے کے لئے تیار کی جائیں۔ اُن کا ذخیرۂ الفاظ سوائے چند نئے الفاظ کے وہی ہونا چاہئے جو قاعدہ کا ہو۔ آہستہ آہستہ ذخیرۂ الفاظ کو بڑھایا جائے۔ اور مروجہ کے سائز کو چھوٹا کیا جائے۔ نیز یہ خیال رکھا جائے کہ ایک جلد دوسری جلد سے تعلق رکھتی ہو۔ جس طرح کہ کتاب بنام "دنیا کا چانن" یوحنا کی انجیل سے تعلق رکھتی ہے۔ جو کہ اس کے بعد استعمال کی جاتی ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خاص تجویز بنانے کی ضرورت ہے۔ ریاست کشمیر نے اپنی کتابوں کے سلسلہ کو تیار کرنے میں اس کا خاص خیال رکھا ہے۔ اور اپنی ریاست کے متعلق جغرافیائی اور تاریخی واقفیت ان کتب کے ذریعے بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس قسم کے لٹریچر میں مندرجہ ذیل کتب شامل ہونی چاہئیں:-

(۱) تعلیمی کتب جو کہ شہریت۔ زراعت۔ اقتصادیات۔ حفظانِ صحت خوراک وغیرہ پر ہوں۔

(۲) مجلسی طور و اطوار کے متعلق کتب۔ تاریخ۔ نظم اور مجلسی گانے۔

(۳) تفریح طبع کے متعلق اعلےٰ معیار کی کتب۔ جن میں ناولیں اور سوانح عمریاں وغیرہ شامل ہوں۔

(۴) اخلاقی اور مذہبی کتب۔

اس لٹریچر کے وجود میں آنے سے لائبریریوں کا استعمال زیادہ ہو

جائیگا۔ فی الحال پنجاب میں صرف دو ادھر اُدھر لے جانی والی دیہاتی لائبریریاں ہیں۔ ان میں سے ایک میں قریباً ۴۰ پنجابی اور اردو زبان کی کتب ہیں۔ جن پر قریب دس روپے لاگت آتی ہے۔ یہ مٹی کے تیل کے ٹین کے بنائے ہوئے صندوقچہ میں رکھی جاتی ہیں۔ دوسری لائبریری میں قریباً ۴۰ اردو زبان کی کتب ہیں۔ جن کے رکھنے کے لئے ایک ٹین کا صندوق استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ سامان سرکار کی طرف سے دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ ایک نہایت حوصلہ افزا آغاز ہے تاہم ابھی تک اس امر میں ہم اپنے مقصد بہت دُور ہیں جس کے مطابق ہر ایک گاؤں میں ایک ایسی لائبریری کا ہونا ضروری ہے۔ جس میں نہ صرف مختلف اقسام کی عمدہ عمدہ کتب ہوں۔ بلکہ تعداد میں بھی اتنی ہوں۔ کہ ہر ایک پڑھے ہوئے شخص کو پڑھنے کا موقعہ ملے۔

اگر ہم نے اس مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ تو بہت جلد بہت سی کتب کا لکھا جانا ضروری ہے۔ رابرٹ صاحب نے خوب فرمایا ہے "کیا ہم لٹریچر کی دعوت میں ناخواندہ ہندوستان کو مدعو کر سکتے ہیں۔ جبکہ ہمارے پاس اس کے سامنے پیش کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے"؟ خوراک تو ہے مگر عوام کے لئے اس کا استعمال کرنا بہت مشکل ہے۔ تعلیم بالغان کی یہ مہم اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ یہ بڑا فاصلہ جو کہ لٹریری اور عام گفت و شنید کی زبان کے درمیان ہے۔ اس قسم کی کتب سے اسے دُور کیا جائے۔ جو کہ عمدہ اور سادہ زبان میں لکھی جائیں۔ ڈاکٹر کریتبر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اب وقت آ گیا ہے۔ جبکہ خیالات کی گہرائی اور زبان کی سادگی کے لحاظ کو [illegible] ہم کو منایا جائے۔ اس امر میں ڈاکٹر ٹیگور صاحب نے ہماری اپنی

فرمائی ہے اور ان کی اجازت سے ان کی ایک کتاب کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ تاکہ ہماری دیہاتی لائبریری میں شامل کی جا سکے۔ ان کی قابلیت اور یہ اہم ضرورت ہر ایک ایسے ہندوستانی کے سامنے جسے خدا کی طرف سے یہ توفیق ملی ہو کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکے ایک چیلنج پیش کر رہی ہے۔ تاکہ وہ بھی اپنی قابلیت کو ان ہزاروں کو فائدہ پہنچانے میں جو کہ بہت جلد پڑھنے لگ جائینگے استعمال کرے۔

ریڈیو۔ گراموفون۔ لیکچر اور ڈرامے وغیرہ کتابوں کی جگہ نہیں لے سکتے۔ ہمیں کتابوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں خواندگی کی ضرورت ہے۔ پنڈت کنزرو صاحب نے خوب فرمایا ہے۔

پنڈت کنزرو صاحب فرماتے ہیں "موثر اور پرمعنی خواندگی قابل اعتراض بات نہیں۔ کتابیں پڑھنے والے شخص کی پہنچ ہر ایک معاملے اور زندگی کے تمام شعبوں تک ہو سکتی ہے۔ وہ اپنی لیاقت اور سمجھ کے مطابق اپنی رائے قائم کر سکتا ہے۔ وہ اندھا دھند دوسرے لوگوں کی پیروی نہیں کرتا"۔ تعلیم بالغان کا حقیقی مقصد کیا ہے؟ لوگوں کو سوچنا اور خدا کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر کرنا سکھانا۔ یہ محض پراپیگنڈہ نہیں بلکہ اصلی تعلیم ہے۔ اس تعلیمی مہم کے استعمال کے لئے جو کتب اب تیار کی جا رہی ہیں یا مستقبل میں تیار کی جائیں گی ان میں اس قسم کا مصالح ہونا چاہئے جو مسٹر چارلس۔ ڈی۔ اسپیس سوٹ لسٹ کے قول کے مطابق "پڑھنے والوں کے خیالات کو وسیع اور ان کے دلوں کو مذہبی تعصب سے پاک کر دے"۔ خواہ ہم بچوں کے لئے پرائمر لکھیں یا عالم انسانیت کے لئے دنیا کی بڑی بڑی کتابوں کا ترجمہ کریں۔ ہمیں اپنے ہر ایک کام

ہیں وفادار اور ایماندار ہونا چاہئے۔

اس بات کے متعلق ہمیں ڈاکٹر ذویمر صاحب کا قول یاد رکھنا چاہئے "کتاب زندگی میں ترقی کرنے کے لئے ایک زبردست ہتھیار ہے۔ کتاب تہذیب کا یکتا نشان ہے۔ کتاب ہی ایک ایسی طاقت ہے۔ جس کی مدد سے انسان اپنے روزمرہ کے کاموں میں کامیاب ہوتا ہے۔ کتاب ایسا ہتھیار ہے۔ جس پر کوئی بیرونی طاقت اثر نہیں کر سکتی۔ یہ سب چیزوں پر زبردست ہے۔ کتاب ہماری زندگی میں حقیقی رہنما ہے"۔

(از قلم مس آر۔ یونیر بی۔اے۔ سکرٹری پنجاب کرسچن کونسل اڈلٹ لٹریسی کمیٹی)

کھرڑ میلے میں نوخواندہ بالغوں کے لٹریچر کی نمائش

امسال ہمارا مسیحی میلہ پیپا کھیڑی کے مقام پر ہؤا۔ جو کہ جمعرات کی شام سے سوموار صبح تک رہا۔ جمعہ اور سنیچر کی دوپہر کا ایک خاص وقت ہم نے نوخواندہ بالغوں کے لٹریچر کی نمائش کے لئے مقرر کیا۔ ہمارے خیمے کی دیواروں پر لٹکے ہوئے ڈاکٹر لاباک کے تیار کردہ رنگین تعلیمی چارٹ حاضرین کے لئے باعث کشش تھے۔ موٹے حروف میں چھپی ہوئیں بہت سی مشہور ضرب المثلیں جو کہ ہندوستان کی بہت سی کلیسیاؤں میں زبان زد ہو چکی ہیں۔ دیواروں پر چسپاں کی گئیں مثلاً

ہر ایک عیسائی سیکھنے والا ہو۔

ہر ایک عیسائی اُستاد ہو۔

ہر ایک عیسائی بائبل پڑھنے والا ہو۔

نوخواندہ بالغوں کے لئے تیار کی ہُوئی بہت سی کتابیں بھی سجا کر رکھی گئیں۔ آسان آسان اخبار اور پرچہ جات بھی موجود تھے۔ جو کہ عبادت میں استعمال کرنے اور دوسروں کو سادہ مسیحی تعلیم دینے میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

کُتب کی نمائش کے بعد بحث اور تبادلۂ خیالات شروع ہوا۔ ہم نے سب سے پہلے چند ایک نوخواندہ بالغوں سے یہ سوال پوچھا۔ "پڑھنا سیکھ کر آپ کی زندگی میں کیا فرق ہوا ہے؟" بعض لوگوں نے بتایا "دکانداروں سے لین دین کرتے وقت ہمیں اب دھوکے کا خدشہ نہیں رہتا۔ کیونکہ ہم اپنا حساب خود اپنی کاپی میں لکھ لیتے ہیں۔ اور دکاندار کا لکھا ہوا بھی پڑھ لیتے ہیں۔" بعض کہنے لگے "جب محصول لینے والے آتے ہیں تو ہم اپنا حساب کرکے پورے پورے دام دیکر درست رسید لیتے ہیں۔ بالکل نقصان نہیں ہوتا۔" ہر ایک نے اس بات پر زور دیا۔ کہ "ہم مکمل انجیل یا کم از کم انجیل کے ہر ایک حصے پڑھ سکتے ہیں"۔ وہ لوگ پڑھنا سیکھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ خیال کرتے تھے۔ کہ وہ سب پاک کلام کو پڑھ سکتے ہیں"۔ اس کے بعد بالغوں کو پڑھانے کے اُن جدید ترین طریقوں کے متعلق بات چیت ہوئی جو کہ آجکل مختلف علاقوں میں کامیابی کے ساتھ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ بعض اشخاص نے اپنے شخصی تجربہ سے حاضرین کو بتایا۔ کہ انہیں کہاں تک جدید طریقہ ہائے تعلیم میں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اُن کی رپورٹ سے معلوم ہوا۔ کہ بہت کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ پہلی کتاب ختم کرانے میں جنہوں نے سب سے جلدی کام کیا۔ دس دن صرف کئے اور جنہوں نے سب

آہستہ کام کیا۔ تین ماہ صرف کئے۔ جو ناکامیاب ہوئے۔ اُن کی ناکامیابی کی عام وجہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے بالغوں کو الفاظ اور جملے یاد کرانے شروع کئے۔ لیکن الفاظ اور جملوں کی بناوٹ پر زور نہ دیا۔

دوسرے دن ان پڑھے حاضرین کو چیلنج دیا گیا۔ کہ اُن میں سے جس کسی کا دل چاہے لاباک پرانر کے پہلے سبق کی آزمائش کرے۔ چنانچہ چار ان پڑھ آدمیوں نے اپنے آپ کو پیش کیا۔ پڑھائی شروع ہوئی۔ دوسرے لوگ توجہ سے سب کارروائی سنتے اور دیکھتے رہے۔ چالیس منٹوں کی پڑھائی کے بعد ایک بالغ نے کھڑے ہوکر تمام سبق حاضرین کے رُو برُو بغیر کسی غلطی اور جھجک کے سُنا دیا۔ دو بالغوں نے اُستاد کی تھوڑی سی مدد سے لوگوں کے سامنے سبق پڑھ کے سُنا دیا۔ چوتھے نے اپنے اُستاد کو پُورا سبق سُنا دیا۔ لیکن اُسے مجمع کے رُو برُو پڑھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پروگرام کا یہ عملی حصہ سب سے دلچسپ حصہ تھا۔ اس کو دیکھکر کئی ایک لوگوں نے اسی وقت درخواست کی۔ کہ اُن کو بھی پڑھنا سکھایا جائے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔ کہ کوئی نہ کوئی وقت نکال کر اُن کو پڑھنا سکھائیں۔

(آر۔ ایم۔ کلارک)

ابتدائی جماعتوں کیلئے اختراعی مشاغل

مونگ پھلی سے پرندے اور جانور بنانا

چونکہ مونگ پھلی کی بے شمار عجیب عجیب شکلیں ہوتی ہیں اس سے

Ground-Nut Birds.

I

Wire

Wing

Long Feathers in

Ground nut crane.

Tail Feat

II

Ground-nut Animals.
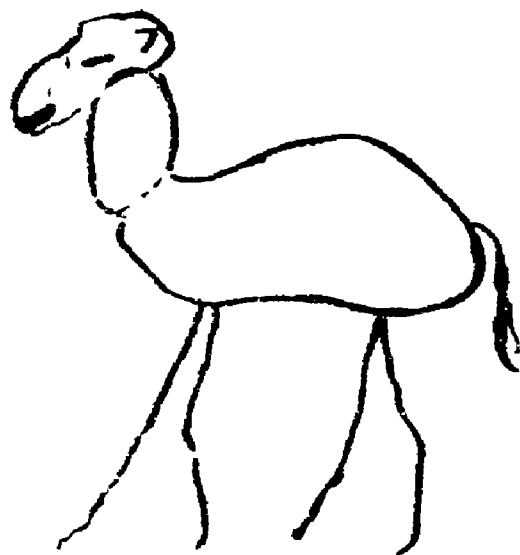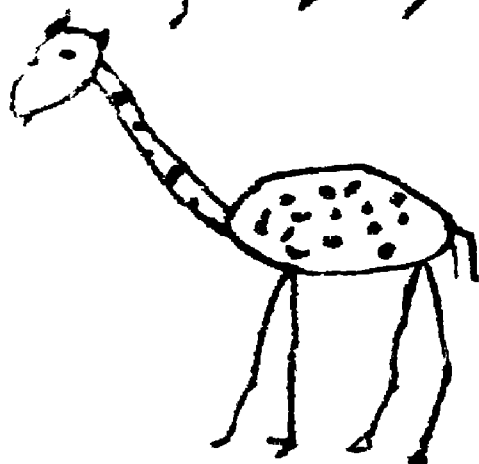
دستکاری کی جماعت میں ان سے بہت کام لیا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے تقریباً ہر ایک گاؤں میں مونگ پھلی مل سکتی ہیں۔ بہت سے بچے اپنے گھروں سے لاسکتے ہیں۔ اگر خریدنے کی ضرورت پڑے۔ تو بہت ہی سستی ہونے کے سبب غریب سے غریب بچہ بھی قیمتاً خرید سکتا ہے۔

مونگ پھلی سے بچوں میں اختراعی مشاغل کا شوق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو بہت سے جانوروں اور پرندوں کی شکلیں مونگ پھلی سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے "عجائب گھر یا چڑیا گھر پروجیکٹ" میں مونگ پھلی سے بہت مدد ملتی ہے۔ جس شکل کا پرندہ یا جانور بنانا مطلوب ہو۔ اسی شکل سے ملتی جلتی مونگ پھلی چن لو۔ اس پھلی پر جانور یا پرندے کے رنگ کا کاغذ چپکا کر تنکے یا تارکی ٹانگیں بنا کر تنکے کے کان۔ کاغذ کے پر لگا کر پرندہ یا جانور مکمل کیا جاسکتا ہے۔

جانوروں کی شکل وشباہت کا مطالعہ کرتے وقت بچوں کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ بعض کی ٹانگیں لمبی لمبی ہوتی ہیں۔ مثلاً اونٹ۔ سارس بگلا ان جانوروں سے ملتی جلتی شکل کی پھلیوں کے نیچے دو چار مضبوط تنکے یا لکڑی کے ٹکڑے لگا دینے سے جانور مکمل ہو سکتے ہیں۔ بعض مونگ پھلیوں کے کنارے کسی جانور یا پرندے کی شکل سے ملتے جلتے ہیں چنانچہ تھوڑا سا رنگ کر دینے سے وہ جانور بن سکتا ہے۔

اس پروجیکٹ کو یوں شروع کیا جائے۔ کمرہ جماعت کے درمیان میں مونگ پھلی کا ڈھیر لگا دو۔ پھر بچوں کو کہو۔ کہ وہ اس ڈھیر میں سے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق ان مونگ پھلیوں کو چنیں جن کی بناوٹ کسی جانور یا پرندے کی شکل وشباہت سے ملتی جلتی ہے۔ اگر سائنس کی کلاس میں

بچوں کو اس قسم کا مشاہدہ کرایا جاتا ہے تو ان کے لئے اس پروجیکٹ کی کارروائی مشکل ثابت نہ ہوگی۔ ایک معمولی سی چیز یعنی مونگ پھلی سے جانوروں کی زندگی اور عادات یا ہندوستانی پرندوں کی زندگی کے مطالعہ کو وسیع بنانا نہایت اچھی بات ہے۔

سامنے دی ہوئی اشکال سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ کتنی آسانی سے مونگ پھلی کو مختلف جانوروں اور پرندوں کی شکل میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ بہت سے جانور اور پرندے بنا لینے کے بعد انہیں سکول کے عجائب گھر میں رکھ دیا جائے۔

شکل نمبر ۱ - میں مونگ پھلی سے طوطا بنانے کی ترکیب بتائی گئی ہے اسے چھ یا سات سال کی عمر کے بچے بنا سکتے ہیں۔ سب سے پہلے ایک ایسی مونگ پھلی چنو۔ جس کا ڈنڈی کی طرف کا کنارہ طوطے کی شکل سے ملتا جلتا ہو۔ مونگ پھلی کے ایک حصے پر سرخ کاغذ کا ٹکڑا چپکا کر اس طرح بناؤ۔ کہ طوطے کا سر معلوم ہو۔ باقی پھلی پر سبز کاغذ چپکا دو۔ سبز کاغذ سے دو بازو کاٹ کر دونوں طرف ایک ایک چپکا دو۔ سبز کاغذ سے دو لمبے پر بنا کر مونگ پھلی کے پچھلے حصے پر چپکا دو۔ یہ پر دُم کو ظاہر کریں گے۔ مونگ پھلی کے درمیان میں سے پن سے ایک سوراخ کر دو۔ تاکہ اس میں سے تار گزاری جا سکے۔ تار کو اس سوراخ میں سے گزار کر موڑ دو تاکہ گول حلقہ سا بن جائے۔ اب طوطا مکمل ہو گیا۔ اگر دونوں پروں کو پنسل کے گرد لپیٹ کر بنایا جائے۔ تو ہو بہو طوطے کی دُم معلوم ہو گی۔

شکل نمبر ۲ - میں مونگ پھلی سے سارس یا آبی پرندہ بنا کر دکھایا گیا ہے۔ ماچس کی خالی ڈبی پر چاروں طرف نیلا باریک کاغذ چپکا کر اس پر سارس کو کھڑا کیا گیا ہے۔ نیلا رنگ پانی کو ظاہر کرتا ہے۔

سارس سے ملتی جلتی شکل کی پھلی لیکر اس پر سفید کاغذ چپکا دو
سفید کاغذ کے پر بنا کر مناسب جگہ پر چپکا دو۔ لمبی گردن کو ظاہر کرنے
کے لئے ایک سرے پر پن یا لکڑی ٹھونک دو۔ گردن پر بھی سفید کاغذ
لگا دو۔ کسی اور پھلی کا آدھا حصہ کاٹ لو۔ اسے گردن کے اوپر لگا
دو۔ اور سفید کاغذ سے ڈھانپ دو۔ یہ سر بن گیا۔ چونچ بنانے کے لئے
دو کانٹے لے لو۔ اور انہیں سر کے سامنے حصے پر لگا دو۔ دو لمبی چھڑیاں یا تار
کے ٹکڑے لے کر ٹانگیں لگا دو۔ تار زیادہ اچھی ہوگی۔ کیونکہ اس سے آبی
پرندہ ماچس کی ڈبیہ پر آسانی سے کھڑا ہو سکے گا۔

شکل نمبر ۱۔ میں مونگ پھلی کی بطخ بنائی گئی ہے۔ یہ بڑی دلچسپ
چیز ہے۔ اس کو کارک کے ٹکڑے پر لگا دینے سے پانی پر تیرایا جا سکتا ہے۔
مونگ پھلی کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے سے بطخ کا سر بناؤ۔ اس سر کو
بطخ سے ملتی جلتی پھلی کے ایک سرے پر کاغذ سے چسپاں کر دو۔ گتے کے
ایک ٹکڑے پر سفید کاغذ کے پر لگا دو۔ یہ دُم بن گئی۔ جب بطخ بن جائے
تو اسے تار کے ذریعے کارک کے پتلے ٹکڑے کے ساتھ جوڑ دو۔ یہ بطخ پانی
میں بخوبی تیر سکے گی۔

شکل نمبر ۴۔ میں مونگ پھلی سے اونٹ بنا کر دکھایا گیا ہے۔ اونٹ سے
ملتی جلتی شکل کی مونگ پھلی لے کر اس پر گتے کا سر اور گردن لگا دو۔
مونگ پھلی کے چھوٹے حصوں سے بھی گردن اور سر بنائے جا سکتے ہیں۔
مناسب لمبائی کی ٹانگیں لگا کر اونٹ کو مکمل کر دو۔ اس اونٹ کو سینڈ
ٹیبل کے صحرائی میدان میں کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ کرسمس کے موقع
پر مجوسیوں کے اونٹوں کی جگہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یا صرف ذرائع آمد

درخت کے سبق میں اس کی زندگی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے ۔

شکل نمبر ۵ ۔ میں مونگ پھلی سے بنایا ہوا چیتا ملاحظہ فرمائیں ۔ چیتے کی شکل سے ملتی جلتی پھلی ڈھونڈو ۔ رنگ سے دھاریاں بناؤ ۔ اب کان ، مونچھیں ، دُم اور ٹانگیں لگا دو ۔ سوکھے ہوئے سخت گھاس کے تنکوں سے بڑی عمدہ مونچھیں تیار ہو نگی ۔ دُم بنانے کے لئے رسی جو کہ اُدھڑی ہوئی نہ ہو ۔ استعمال کرو ۔

شکل نمبر ۶ ۔ میں مونگ پھلی سے لمبی گردن والا گرافٹ بنانے کی ترکیب بتائی گئی ہے ۔ اس جانور کو بنانے میں بچّوں کو بہت دلچسپی حاصل ہوگی ۔ تار کے ٹکڑے یا لکڑی کی چھڑی سے گردن بناؤ ۔ بچّے خود بخود سوچ کر بتائینگے کہ کس چیز سے گرافٹ کی گردن بنائی جائے ۔ دوسری پھلی کے چھوٹے ٹکڑے سے گرافٹ کا سر بناؤ

اس قسم کے جانور ، اور پرندے بنانے سے بچّے دستکاری کے علاوہ اور بہت سی مفید باتیں سیکھیں گے ۔ مثلاً (۱) گرد و نواح کے جانوروں کی شکل و شباہت ، عادات ، خوراک اور ان کے فائدے (۲) بچّے یہ سیکھیں گے کہ دستکاری کی جماعت میں قدرت کی چیزوں کو کس طرح استعمال کیا جائے ۔ (۳) جو اُستاد یہ خیال کرتے ہیں ۔ کہ اختراعی مشاغل کے لئے انہیں سکول کی طرف سے کافی سامان مہیا نہیں کیا جاتا یہ محسوس کرینگے کہ معمولی سے معمولی اور کم قیمت اشیاء سے بہت سی دستکاری سکھائی جا سکتی ہے ۔ نیز اُن کی یہ غلط فہمی دُور ہو جائیگی ۔ کہ پروجیکٹ میتھڈ کو چلانے کے لئے بہت اخراجات کی ضرورت ہے ۔

اگر اس قسم کی دستکاری کو جماعت کے مختلف مضامین سے تعلق

دے کر سکھایا جائے تو اور بھی مفید ثابت ہوگی۔ اس پروجیکٹ سے اُستاد اور بچوں کو ردی اور فالتو اشیاء کے استعمال کا طریقہ آجائیگا۔

(مس۔او۔ای۔نکلسن)

تعلیم بالغان کے متعلق حوصلہ افزا رپورٹیں

ہر ایک پڑھے اور پڑھائے

جنوبی پنجاب کے ایک شہر سے ایک حوصلہ افزا رپورٹ ملی ہے۔ ایک شخص جو کہ ایک سال پہلے بالکل اَنپڑھ اور جاہل تھا۔ آج کل ایک سکول میں پڑھانے کا کام کر رہا ہے۔ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے ہی اس شخص کو لکھنا پڑھنا سکھایا تھا۔ اس شخص کی مفت خدمت کا ہیڈ ماسٹر صاحب پر بہت اچھا اثر ہوا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے باتوں باتوں میں ذکر کیا۔ کہ اس نوخواندہ ٹیچر کو اپنے کام کا کچھ نہ کچھ معاوضہ ملنا چاہئے نوخواندہ شخص نے جواب دیا۔ "کیا میں اس خدمت کے لئے تنخواہ لوں"، ہرگز نہیں۔ آپ نے مجھے پڑھا لکھا کر حیوان سے انسان بنایا۔ اب میں بھی حتی الوسع دوسرے اَنپڑھ بھائیوں کو مفت ہی پڑھنا لکھنا سکھاؤنگا" کچھ عرصے کے بعد اُس نوجوان نوخواندہ ٹیچر کی شادی ہو گئی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے دوبارہ اس بات پر زور دیا۔ کہ اس کے اخراجات پورے کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ ماہواری تنخواہ دی جائے۔ لیکن اُس شخص نے معاوضہ لینے سے صاف انکار کر دیا۔ اور جواب میں کہا "میں جاہل

اور ان پڑھ تھا۔ آپ نے مجھے علم دینے کی ہمت دیکر میری عقل کو روشن کیا۔ میں زندگی بھر اس احسان کو نہ بھولونگا اور مفت خدمت کرکے اس کا بدلہ دونگا"

گوجرانوالہ سٹیشن پر گاڑی کے آنے میں کچھ دیر باقی تھی۔ ایک تعلیم یافتہ مسافر کو یہ دیکھکر تعجب بھی ہوا اور حقیقی خوشی بھی ہوئی کہ ایک قلی اپنی جیب سے اردو کا قاعدہ نکالکر پڑھنے لگا۔ اس نے قلی سے پوچھا کہ اسے کون پڑھنا سکھاتا ہے۔ قلی نے جواب دیا "حضور سٹیشن سے تھوڑی دور ایک بستی میں ایک مسیحی منشی رہتا ہے۔ وہ منشی ہر روز سٹیشن پر آتا ہے۔ اور دو گھنٹے روزانہ قلیوں کو پڑھانے میں صرف کرتا ہے۔ اس وقت ۲۳ قلی زیر تعلیم ہیں۔ ریلوے افسران نے ہمارے پڑھنے کے لئے ایک کمرہ مفت دے رکھا ہے" +

یو۔پی۔ مشن والوں سے ایک رپورٹ آئی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مشن کے علاقے کے ایک گاؤں کی ایک مسیحی لڑکی ساتویں جماعت میں فیل ہوکر اپنے گھر آئی۔ جب وہ اپنے گاؤں میں داخل ہوئی۔ تو وہ بہت اداس تھی۔ وہ سمجھتی تھی کہ اس کا سات جماعتوں تک پڑھنا بالکل فضول ہے۔ وہ بیکار رہنا نہ چاہتی تھی۔ اس نے اپنے گھر میں رہ کر معلوم کیا۔ کہ اس کے اپنے خاندان کے اکثر اور پڑوس کے بہت سے لوگ ان پڑھ ہیں۔ اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وہ ان پڑھ بھائیوں بہنوں اور پڑوسی عورتوں کو ضرور پڑھنا سکھائیگی۔ اس نے اپنا کام سرگرمی سے شروع کیا۔ اس وقت آمدہ رپورٹ سے ظاہر ہے کہ اب گیارہ شاگرد انجیل مقدس پڑھ سکتے ہیں۔ سترہ نئے شاگرد اچھی طرح سے پرائمر پڑھنے کے قابل ہیں۔ اس کی بوڑھی والدہ بھی پڑھنا سیکھ رہی ہے۔ کاش کہ وہ لڑکے اور لڑکیاں جو اسطرح

سکول چھوڑ کر گھر آجاتے ہیں۔ اپنے گاؤں کے لوگوں کو جہالت اور ناخواندگی کی بیڑیوں سے آزاد کرکے اپنے بھائیوں بہنوں کی حقیقی خدمت کریں۔

بڑی خوشی کی خبر ہے کہ ضلع کانگڑہ کی کینیڈین مشن میں ۹۸ فی صدی مسیحی پڑھ لکھ سکتے ہیں۔ وہاں کی کلیسیاء اس امر کی کوشش کر رہی ہے کہ دوسری اقوام کے ان پڑھ لوگ جو پڑوس میں رہتے ہیں انہیں بھی لکھنا پڑھنا سکھایا جائے۔ ایک وسیع اور جامع اڈلٹ ایجوکیشن پروگرام مرتب کرکے کام شروع کر دیا گیا ہے۔

پنجاب کرسچن کونسل کے ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ اس مہم کے آغاز یعنی سال ۱۹۳۴ء سے لیکر مارچ ۱۹۴۰ء تک صوبہ پنجاب کی کلیسیاؤں نے ۲۵۰۰ ان پڑھ مسیحیوں کو پڑھنا سکھایا ہے۔ ۱۹۳۷ء میں اس سے گذشتہ سال کی بہ نسبت دگنے بالغ خواندہ بنائے گئے۔ اگر ہر سال نوخواندہ بالغوں کی تعداد گذشتہ سال کی تعداد سے دگنی ہوتی گئی تو امید واثق ہے کہ ۱۹۴۵ء سے پہلے پہلے سو فیصدی مسیحی تعداد خواندہ ہو جائیگی۔

مالیر کوٹلہ میں ڈیوٹی اینڈ سروس انسٹیٹیوٹ نے گذشتہ سال ۱۹۳۹ء میں مہم خواندگی کو شروع کیا۔ ریاست پٹیالہ میں یہ سب سے پہلی تعلیمی مہم ہے۔ ۱۶۲ ان پڑھ بالغ خواندہ ہو گئے ہیں۔ ۲۰ نئے شاگرد زیر تعلیم ہیں۔ کامیابی کا سہرا سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر ایس۔ ایم۔ ارشاد بی اے کے سر پر ہے۔

نئی تعیناتیاں:— (۱) پنجاب کرسچن کونسل کی طرف سے مسٹر یعقوب خاں بی اے نئے DEMONSTRATOR مقرر ہوئے ہیں۔ وہ نوجوان جو اس سے پہلے یہ خدمت سرانجام دے رہا تھا فوج میں بھرتی ہو گیا ہے۔ مسٹر یعقوب خاں پہلی ستمبر ۱۹۴۰ء سے اپنا کام شروع کر دینگے۔

(۲) چرچ آف انگلینڈ کی انجمن مستورات نے ناخواندگی بالغان کو روکنے کی ایک تجویز سوچی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ان دیہاتی بچوں کو جنہیں سکول جانے کا موقع نہیں ملتا پڑھنا سکھایا جائے۔ گاؤں میں جو عورت بھی پڑھی ہوئی ہو وہ دوسروں کو پڑھنا سکھائے۔ ہر روز دو گھنٹے تک جماعتیں لگائی جائیں۔ اس پڑھائی کے چار درجے (جماعتیں) مقرر کئے جائیں بچوں کو پڑھنا۔ لکھنا اور حساب اس قدر سکھایا جائے۔ کہ وہ اپنا روزمرہ کا کاروبار بخوبی چلا سکیں۔ لڑکیاں خط پڑھنے اور گھر کا حساب لکھنے کے قابل ہوں۔ ہر ایک طالب علم جو پہلی جماعت کے امتحان میں کامیاب ہو جائے۔ اسے دوسری جماعت کی کتب مفت دی جائیں۔ استاد کو فی بچہ چار آنے کے حساب سے معاوضہ دیا جائے۔

کتب و دیگر سامان برائے بالغان:- (۱) مسٹر ایس۔ ایم۔ ارشاد بی۔ اے مالیر کوٹلہ نے ان نوخواندہ بالغوں کے لئے خصوصاً یہ پروگرام کر لیا ہے۔ تین دلچسپ اردو کتب تیار کی ہیں جن کے نام یہ ہیں:-

(۱) کہانیاں برائے بالغاں (۲) تندرستی برائے بالغاں (۳) زندگی برائے بالغان۔

یہ تینوں کتب شیخ غلام علی تاجر کتب لاہور سے ۳ روپے فی کتاب مل سکتی ہیں۔

(۲) ریورنڈ اے۔ آر۔ گرے نے بھی اسی قابلیت کے بالغوں کیلئے کہانیوں کی ایک کتاب لکھی ہے۔ یہ کتاب پرشین پنجابی میں موٹے حروف کے ساتھ مشعل پریس کھرڑ سے شائع کی گئی ہے۔ پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کا نام "KIFAYAT SHAARA" ہے۔

(۳) جس طرح مرقس کی انجیل موٹے حروف میں نا مکمل نوخواندہ بالغوں کے لئے تیار کی گئی تھی اسی طرح یوحنا اور متی کی انجیلیں بھی بائبل سوسائٹی لاہور سے مل سکتی ہیں۔

(۴) مرقس کی انجیل کا نیا اڈیشن جس میں اصلی انجیل کے الفاظ کو ہی استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن نوخواندہ بالغوں کی سہولت کے لئے الفاظ کو صاف اور موٹا کر دیا گیا ہے۔ چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن کی زیر نگرانی تیار کیا جا رہا ہے۔ جب یہ اڈیشن چھپ چکا۔ تو اس کے ذریعے ان پڑھ لوگوں کو پڑھنا سکھانے میں از حد آسانی ہوگی۔ (۵) سکھ لٹریچر کمیٹی بھی بہت سی کتب تیار کر رہی ہے۔ ایک اخبار گورمکھی میں شائع کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار اور کتب سیکرٹری جگدیش سنگھ پروفیسر فارمن کرسچن کالج لاہور کی معرفت مل سکتی ہیں۔

(۶) نوخواندہ بالغوں اور ان کے استادوں کے لئے تمغے تیار کئے گئے ہیں۔ تمغے کا نمونہ یہ ہے۔ کہ ایک کتاب کی تصویر بنی ہوئی ہے۔ اور اس میں سے روشنی کی شعاعیں نکل رہی ہیں جو بالغ آسان آسان جملے پڑھ سکے اور اپنے نام کے دستخط کر سکے اسے

موگا اخبار برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ سلسلہ تعلیم

تعلیم جدید نمبر

تعلیم جدید نمبر

جلد ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۴۰ء نمبر ۷

مدیر :- مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹامسن۔ ایم۔ اے
مدیر معاون :- ریورنڈ۔ ایس۔ کے۔ رائے
مدیران اعزازی { مسٹر محمد دین ثاقب بی۔ اے
میاں عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی
مترجم :- خوشحال چند پریم بی۔ اے

تاریخِ عالم میں ایک حاتم کیا ہزاروں حاتموں کے نام زریں حروف میں لکھے ہوئے ہیں جنہوں نے خلقِ خدا پر جواہرات کا مینہ برسایا لیکن یہ لوگ علم و حکمت کے موتی بکھیرنے والوں سے بازی نہ لے جا سکے۔

(آنریبل میاں عبدالحی وزیر تعلیم پنجاب)

فہرست مضامین

(دیہاتی سکولوں میں طریقہ ہائے تعلیم بذریعہ مشاغل کے سلسلے کا پانچواں نمبر)

آج کل دُنیا میں ایک بڑا بھاری انقلاب آ رہا ہے۔ بادشاہتیں زیر و زبر ہو رہی ہیں۔ کل جہاں پُر رونق بازار اور پھولوں سے بھرے ہُوئے باغیچے نظر آتے تھے وُہ اس خطرناک جنگ کے باعث کھنڈرات بن گئے ہیں۔ لوگ بے چینی سے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ سکول بند ہو گئے ہیں۔ اس جنگ سے تعلیم پر بڑا بھاری نمایاں اثر پڑا ہے۔

دُنیا شروع سے ہی تبدیل ہوتی آئی ہے۔ کوئی چیز زیادہ عرصہ ایک حالت پر نہیں رہتی۔ انسانوں کے خیالات میں بھی تغیّر واقع ہوتا رہتا ہے۔ یہ قدرتی قانون ہے کہ ہر ایک شخص تبدیلی پسند کرتا ہے۔ ایک ہی حالت میں رہ کر اُس کا دل اُکتا جاتا ہے۔ جنگِ عظیم کے بعد سے لیکر اب تک امن و امان رہا۔ لیکن انسان اس امن و امان کی زندگی سے تنگ آ گیا۔ کشمکش کرنے کی خواہش اور دُوسروں پر غلبہ حاصل کرنے کی اُمنگ نے قوموں کو جنگ کے

لئے آمادہ کیا۔ خُدا جانے اس کا کیا حشر ہوگا۔

اُستاد کا فرض ہے کہ وُہ بچوں کو ایسی تعلیم دے جو اُنہیں دُنیا کے مدّ و جزر کو برداشت کرنے کے قابل بنا دے۔ سکول ایک ایسی جگہ ہے۔ جہاں بچوں کو انقلاب پذیر زمانے سے مطابقت پیدا کرنے کے اہل بنایا جاتا ہے۔ ہر ایک زمانے میں ہر ایک قوم کے ہر ایک بچے کو زمانے کے انقلابات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ تعلیم اُدھوری ہونے کے سبب جو بچہ بڑا ہو کر زندگی کے نشیب و فراز کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وُہ یا تو بالکل تباہ ہو جاتا ہے یا دوسروں سے پیچھے رہ جاتا ہے۔ آجکل دُنیا بہت تیزی سے بدل رہی ہے۔

ہر زمانے میں اُستاد کا یہ کام رہا ہے۔ کہ وُہ بچوں کے لئے شمعِ ہدایت بن کر انہیں زندگی کے لئے تیار کرے۔ آجکل مشین کا زمانہ ہے۔ ہر کام اس تیزی سے ہو جاتا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جو سفر انسان پیدل چل کر مہینوں میں ختم کیا کرتا تھا۔ آجکل تیز رفتار ہوائی جہازوں کے ذریعے گھنٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ ذرائع آمد و رفت کی آسانی اور سہولت سے دُور دراز کی دُنیا اب بالکل پڑوس میں معلوم ہوتی ہے۔ اگر آج کوئی شخص اپنی نئی ایجاد یا نئی معلومات کا اعلان کرے۔ تو اُسی وقت ریڈیو یا سینما فلم کے ذریعے تمام دنیا کے لوگ اُس کے متعلق معلوم کر لیتے ہیں۔ اگر ایک ملک میں کوئی اناج یا دھات کثرت سے پیدا کر دی جائے تو ہفتوں بلکہ دنوں کے اندر وہی اناج یا دھات یا کوئی اور چیز دُنیا کے کونے کونے میں پہنچ سکتی ہے۔ انسان کے ہاتھ۔ پاؤں بلکہ

تمام جسم بالکل ناکارہ بنا دیا گیا ہے۔ چارہ کاٹو تو مشین سے۔ دودھ دوہو مشین سے۔ مکھن نکالو مشین سے۔ آٹا پیسو مشین سے غرضیکہ انسان کے کرنے کے لئے کوئی کام باقی نہیں رہا۔ اس مشین کے زمانہ نے بیروزگاری اور بیکاری کو بڑھا دیا ہے۔ تیلی، ترکھان، جولاہے لوہار اور دیگر دیہاتی کاریگر مشین کی رفتار کا مقابلہ نہ کرنے کے سبب بیکار ہوگئے ہیں۔ اُن کے کام کی قدرو منزلت بالکل نہیں رہی۔

مجھے مسٹر جان ہڈلٹن مرے کی نئی تصنیف "EUROPE IN TRAVAIL" پڑھنے کا موقع ملا۔ اس میں بھی لکھا تھا۔ کہ دُنیا ہر زمانے میں تبدیل ہوتی آئی ہے۔ لیکن مشین کے زمانے کی رفتار اس قدر تیز ہے۔ کہ انسان اس کے ساتھ ساتھ رہنے سے قاصر ہے۔ یعنی انسان اس رفتار سے مطابقت پیدا نہیں کر سکتا۔ اسی لئے بیروزگاری بڑھ گئی ہے۔ نئی نئی ایجادات سے بنی نوع انسان کی بہتری و بہبودی ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ صحت پر بُرا اثر پڑا ہے۔ بارود۔ زہریلی گیس جنگی جہاز و دیگر خطرناک اسلحہ جات بنا کر دُنیا کو تباہ کیا جا رہا ہے۔ ہر ایک شخص کی زندگی قیمتی اور قابلِ قدر ہے۔ انسانوں کو بچانا ہمارا فرض ہے۔ کاشکہ ہم "نیک سامری" بن کر دوسروں کی مصیبت میں شریک ہوں۔ ہمیں اپنی عقل کو نیک کاموں میں صرف کرنا چاہیئے۔ تعلیم کی اصلاح کے لئے عقل و دانش کو استعمال کرنا چاہیئے۔ ہمارا رشتہ تمام دنیا کے لوگوں سے ہے۔ یہ عالمگیر رشتہ شروع سے ہی رہا ہے۔ اُستاد ایک ایسا معمار ہے جس کے قوی بازوؤں میں آئندہ نسل کی عمارت مستحکم یا کمزور بنانے کا اختیار ہے +

"مدیر"
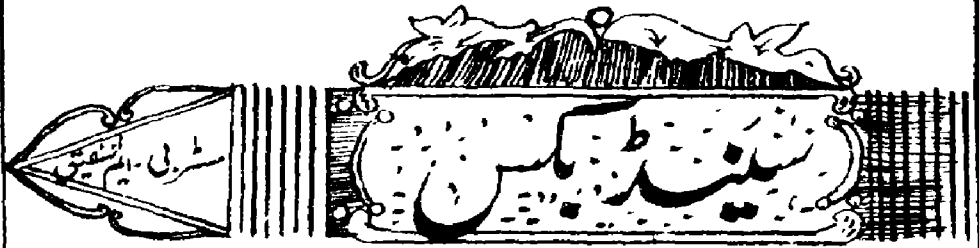
سینڈ بکس اُن بہت سی تجاویز میں سے ایک ایسی تجویز ہے۔ جس کے ذریعے بچے اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

غیر ممالک کے ترقی یافتہ سکولوں کے ہر ایک کمرے میں سینڈ بکس بنایا جاتا ہے۔ جن کی مدد سے بچے آزادانہ طور پر ماڈل بناتے ہیں۔ اور اختراعی مشاغل کے لئے بھی سینڈ بکس سے مدد ملتی ہے۔

سینڈ بکس سے نہ صرف بچوں کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع ملتا ہے بلکہ اس سے جماعت کے کمرے کی سجاوٹ بھی بڑھتی ہے۔ یہ سچ بات ہے کہ ہمارے بہت سے ہندوستانی سکولوں کے کمرے نہایت غیر دلچسپ اور خشک منظر پیش کرتے ہیں۔ بعض مدارس میں جو چارٹ اور ماڈل تیار کئے جاتے ہیں۔ وہ کافی عرصے تک تبدیل نہیں کئے جاتے۔ اس لئے وہ بہت زیادہ دیر تک بچوں کی توجہ کو اپنی طرف راغب نہیں کر سکتے اور نہ ہی اُن کی دلچسپی کو قائم رکھ سکتے ہیں

برعکس اس کے سینڈ بکس کے ذریعے ماڈل بنانے میں بہت مدد ملتی ہے۔ بچے اپنے ہاتھوں سے بناتے ہوئے سینڈ بکس کے ذریعے تاریخ جغرافیہ اور دیگر مضامین کے اسباق کو عملی طور پر ماڈل کے ذریعے پیش کر سکتے ہیں۔ سینڈ بکس کے بنانے میں کوئی زیادہ خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ سوائے اس کے کہ تھوڑی سی کچی یا پکی اینٹیں اور تھوڑی سی ریت

درکار ہوتی ہے ۔ سینڈ ٹبس جماعت کے کمرہ کے اندر یا باہر بنایا جا سکتا ہے۔
ہر ایک جماعت کا اپنا اپنا سینڈ ٹبس ہونا چاہیئے ۔ بچے خود اینٹیں بنا کر دھوپ میں سکھا سکتے ہیں ۔ ریت بھی بآسانی مل سکتی ہے

سائز کنڈر گارٹن اور پہلی جماعت کے لئے بڑے سائز کا سینڈ ٹبس ہونا چاہیئے ۔ کیونکہ بہت سے بچے فرداً فرداً اس میں کام کرنا پسند کرتے ہیں ۔ جبکہ دیگر جماعتوں میں بچے مجموعی طور پر مل کر کام کرتے ہیں ۔ اس کے تعلق میں ایک اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ جماعت کے کمرے کے سائز کو ملحوظ خاطر رکھا جائے ۔ اگر جماعت کا کمرہ بڑا ہوگا تو اس میں بڑے سائز کا سینڈ ٹبس بنایا جا سکتا ہے ۔ اگر سینڈ ٹبس کمرے سے باہر بنایا جائے تو کمرے کے سائز کا خیال نہیں رکھا جاتا ۔ اوسطاً ہر ایک سینڈ ٹبس کا سائز ۳ × ۲ فٹ ہونا چاہیئے ۔ یہ سینڈ ٹبس ۲۰ × ۱۸ فٹ سائز کے کمرے کے لئے مناسب ہوگا ۔

سینڈ ٹبس کی چند خصوصیات

سینڈ ٹبس کی بہت سی تعلیمی خوبیاں ہیں ۔ ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے ۔

(۱) اس سے ہم مختلف مناظر پیش کر سکتے ہیں مثلاً جاپان کے باغات ۔ ذرائع باربرداری ۔ ماڈل گاؤں وغیرہ وغیرہ ۔

(۲) اس سے بچوں کو خود بخود سوچنے کی عادت پڑتی ہے ۔ اور اختراعی مشاغل کا شوق بڑھتا ہے ۔

(۳) بچوں میں خوبصورت اشیا کی قدر و منزلت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔
(۴) بچے متحدہ طور پر کام کرنا سیکھتے ہیں۔ ہر ایک بچہ تمام کام کو مکمل کرنے کے لئے اپنی اپنی کوشش کرتا ہے۔
(۵) اس سے بچوں کی تفریح طبع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ بہت دیر تک بیٹھے بیٹھے اُستاد کی باتیں سُنتے سُنتے اُکتا جاتے ہیں۔
(۶) بہت سے ایسے واقعات جن کے بھول جانے کا بچوں کو احتمال ہوتا ہے۔ اگر وہ سینڈ بکس کے ذریعے اچھی طرح ذہن نشین کروائے جائیں تو زیادہ دیر تک یاد رہ سکتے ہیں۔
(۷) سینڈ بکس کے لئے مختلف اشیا بناتے وقت بچوں کی قوتِ مشاہدہ ترقی کرتی ہے۔
(۸) سینڈ بکس پر کام کرنے سے بچے اپنے تصورات و تخیلات کو عملی صورت میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً نمک کی کان سے نمک حاصل کرنا۔ خاصکر اُن بچوں کے لئے جنہوں نے نمک کی کان کو دیکھا تک نہیں۔
(۹) سینڈ بکس میں باقاعدہ کام کرنے سے بچوں کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اُن میں اختراعی کام کے لئے کون کون سی قابلیتیں مخفی ہیں۔
(۱۰) سینڈ بکس پر مختلف مناظر بنا کر کہانیوں کو اچھی طرح بیان کیا جا سکتا ہے۔

مختلف مضامین سکھانے کے لئے سینڈ بکس کا استعمال

جغرافیہ۔ تاریخ۔ بائبل۔ حفظانِ صحت اور مختلف سائنسوں کے ماڈل سینڈ بکس پر دکھائے جا سکتے ہیں۔

(۱) جغرافیہ۔ تاریخ۔ (۱) دریا۔ جھیلیں۔ انہار۔ خلیجیں۔ جزیرہ نما جزائر

پل۔ سمندری ذرائع باربرداری۔ آبشاریں اور اُن کا فائدہ۔ راس وغیرہ کے ماڈل بنائے جا سکتے ہیں۔
(ii) پہاڑ۔ جنگلات۔ مختلف ممالک کے سطحی حالات وغیرہ۔
(iii) ذرائع خبر رسانی و ذرائع باربرداری (iv) دُنیا کے مختلف ممالک
(v) دُنیا کے بسنے والے۔ اُن کے پیشے۔ طرزِ رہائش وغیرہ۔ (vi) منڈیوں کے مناظر۔ (vii) مختلف پرندے اور جانور۔ (viii) قدرتی حالات (ix) بحری شاہراہیں۔ جنگی مناظر۔ جنگ کرنے کے طریقے (x) مختلف زمانے وغیرہ وغیرہ
(۲) سائنس۔ (i) ایجادات (ii) پیداوار (iii) صنعتیں (iv) حفظِ صحت کے مناظر و دیہات سدھار کے مناظر۔ (v) پرندے۔ (vi) کیڑے مکوڑے (vii) پھول۔ سبزیاں وغیرہ وغیرہ۔
(۳) دینی تعلیم:۔ (i) بائبل کی کہانیاں (ii) تمثیلیں (iii) معجزات (iv) ملک فلسطین اور مختلف شہروں کے مناظر (v) مسیح کی پیدائش کا نظارہ۔
ہمارے سکول کی ہر ایک جماعت میں سینڈ بکس اور تختہ سیاہ کا حاشیہ بنانا لازمی قرار دیا جاتا ہے۔ سینڈ بکس اور تختہ سیاہ کے نظارے دوسرے تیسرے دن تبدیل کر دئے جاتے ہیں۔ ذیل میں سینڈ بکس کے چند ایک نمونے دئے جاتے ہیں۔ جن سے اِن کا دستور اور اہمیت اور بھی واضح ہو جائے گا۔
پہلی جماعت۔ چونکہ جماعت کا تمام کام جماعت کے منتخب شدہ پراجیکٹ سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے سینڈ بکس پر کے مناظر بچوں کے روزانہ مشاغل سے تعلق رکھتے ہیں۔ پہلی جماعت کا پروجیکٹ سڑکیں بنانا ہے۔ اِس لئے انہوں نے سینڈ بکس میں شہر کی مختلف سڑکیں بنائی ہیں۔ سو گا

شہر کی چند مشہور جگہیں مثلاً ڈاک خانہ۔ پولیس تھانہ۔ لاریوں کا اڈا۔ اور بعض لوکل سکول بھی سینڈ بکس میں دکھائے گئے ہیں۔ سڑکوں پر میلوں کے نشانات لگا کر ان پر یہ الفاظ لکھے۔ موگا سے لدھیانہ کا فاصلہ اور لدھیانہ سے موگا کا فاصلہ۔ "گڑیا" پروجیکٹ کے تعلق میں چند چیزیں بنائی گئیں مثلاً گڑیا کا گھر۔ باغیچہ۔

دوسری جماعت :۔ اس جماعت کا پروجیکٹ "موگا کی اناج منڈی" ہے۔ بچوں نے اپنے سینڈ بکس میں منڈی کا نظارہ بنا کر مختلف اناج جمع کئے۔ دوسری جماعت کے "پہاڑ" پروجیکٹ کے تعلق میں ایک دلچسپ نظارہ یہ تھا۔ کہ برف سے لدی ہوئی پہاڑیوں سے مختلف دریا نکالے گئے۔ جھیلیں اور پل اور آبشار بنائی گئیں۔

تیسری جماعت :۔ ان بچوں نے "فارم پروجیکٹ" کے تعلق میں کسان اور مویشیوں کے لئے گھر بنائے۔ گھروں کے اردگرد مختلف فصلیں بونے کے لئے کھیت تیار کئے۔ "ذرائع باربرداری" کے تعلق میں بہت سی چیزیں بنائی گئیں۔ مثلاً ریل گاڑی۔ موٹر۔ اونٹ۔ بیل۔ ٹانگے۔ جہاز وغیرہ وغیرہ۔

چوتھی جماعت :۔ اس جماعت کا پروجیکٹ "پنجاب کی پیداوار" ہے۔ اس کے تعلق میں کھیتوں کے نظارے۔ جنگلات کے درخت۔ نمک کی کان بنائی گئیں۔ ان میں یہ دکھایا گیا۔ کہ ایک جنس ایک جگہ سے دوسری جگہ کس طرح لے جائی جاتی ہے۔

گذشتہ بڑے دن کے موقع پر مندرجہ ذیل مناظر بنائے گئے۔

چرنی کا نظارہ۔ مجوسیوں کا اونٹوں پر آنا۔ گڈریوں کا اپنے گلے کی

نگہبانی کرنا۔ کرسمس کا درخت۔

پانچویں جماعت ۔ اس جماعت کے بچوں نے "ریلوے" پروجیکٹ کو نہایت خوش اسلوبی سے چلایا۔ اس کے ضمن میں مختلف مناظر مثلاً پہاڑی ریل گاڑی کا جنگل میں سے گزرنا۔ پل تار کے کھمبے وغیرہ وغیرہ بنائے گئے۔

پروجیکٹ "کیڑے مکوڑے" کے تعلق میں نمونے کا گاؤں اور گندہ گاؤں بنایا گیا۔ یہ دکھایا گیا۔ کہ مچھر اور مکھیاں ہماری صحت کو کس طرح خراب کرتی ہیں۔

"ہندوستان کے قدیم باشندے" پروجیکٹ کے ضمن میں بچوں نے اپنے سینڈ بکس میں لوگوں کی قدیم طرز رہائش کا نظارہ دکھایا۔

بائبل اسباق کے تعلق میں بچوں نے سینڈ بکس میں "یسوع مسیح کی تمثیلوں" کو ظاہر کیا۔ مسرف بیٹا۔ چٹان پر بنایا ہُوا گھر نیک سامری وغیرہ وغیرہ۔

چھٹی جماعت ۔ اس جماعت نے "صحرائی زندگی" کے تعلق میں بہت ہی اچھا منظر اپنے سینڈ بکس میں بنایا۔ "اجرامِ فلکی" پروجیکٹ کے تعلق میں سیاروں کی گردش دکھائی گئی۔

ساتویں جماعت ۔ اس جماعت کا پروجیکٹ "وقت" تھا۔ بچوں نے "دھوپ گھڑی"۔ "ریت گھڑی"۔ "رسی گھڑی" اور وقت دیکھنے کے لئے دیگر چیزیں تیار کیں۔

آٹھویں جماعت ۔ اس جماعت کے طلباء نے "جنگ عظیم" پروجیکٹ کے تعلق میں سینڈ بکس میں پانی پت کی لڑائی کے دلچسپ منظر دکھائے۔ مثلاً نوجوان کا بالترتیب میدان جنگ میں کھڑا ہونا۔ گھوڑ سواروں کی

صف آرائی ۔

سینڈ بکس بنانے کے لئے ضروری سامان :۔ (۱) پہاڑ کے لئے ننھے ننھے کنکر اور پتھروں کی ضرورت ہے (۲) دریا۔ گہری نیلی رنگدار لائنوں سے ظاہر کیا جا سکتا ہے ۔ (۳) برف ۔ چونا یا کپاس سے (۴) سڑک ۔ پسی ہوئی اینٹیں یا لکڑی کا برادہ (۵) تار اور کھمبے ۔ دھاگا یا پتلی تار کے ٹکڑے ۔ (۶) ریلوے لائن اور تار کے کھمبے ۔ چھوٹی چھوٹی چھڑیاں یا سرکنڈے ۔ (۷) تالاب یا جھیل ۔ نیلے رنگ کا لکڑی کا برادہ یا نیلے کاغذ کا ٹکڑا رکھکر اُوپر شیشے کا ٹکڑا رکھدو ۔ یہ پانی کو ظاہر کرے گا ۔

(۸) درخت ۔ درخت کی سبز شاخیں یا رنگدار کاغذ کے مصنوعی پتے بنائے جا سکتے ہیں ۔ گندہ بروزہ کا درخت جو کہ برش کی طرح دکھائی دیتا ہے ۔ بوتل کو صاف کرنے والے برش یا سرکنڈے سے دکھایا جا سکتا ہے درختوں کی تازہ شاخیں جو کہ گاڑ کر درختوں کو ظاہر کیا جاتا ہے ۔ بہت جلدی سُوکھ جاتے ہیں ۔ اگر وہ تازہ ٹہنے پہلے سُکھائے جائیں اور بعد ازاں سبز رنگ کر دیا جائے ۔ تو زیادہ دیر تک کام دے سکیں گے ۔

(۹) گھاس :۔ لکڑی کے برادے کو سبز رنگ دے کر تازہ گھاس بھی ریت اور مٹی کے مرکب میں بویا جا سکتا ہے ۔ (۱۰) جانور ۔ چکنی مٹی یا کپڑے کاغذ اور تار سے بنائے جا سکتے ہیں ۔ (مس نکلسن صاحبہ کا مضمون جو کہ موگا جرنل جون ۱۹۳۹ء جلد نمبر ۱۸ میں "گڑیا بنانے کا طریقہ" شائع ہو چکا ہے ملاحظہ فرمائیں) بھگوئے ہوئے کاغذ اور گاچنی یا لیٹی کے مرکب سے بھی یہ کام بآسانی ہو سکتا ہے ۔ (۱۱) پرندے ۔ کاغذ ۔ کپڑا ۔ تار پتے ۔ چکنی مٹی وغیرہ سے بنائے جا سکتے ہیں (۱۲) جہاز ۔ ماچس کی خالی

ڈبیاں - موٹا کاغذ یا گتہ - کارک کے ٹکڑے یا پتلا کاغذ جہاز بنانے کے لئے درکار رہیں -

آپ کو یہ دیکھکر تعجب ہوگا کہ کس طرح بچے خود بخود سینڈ بکس کے مناظر بنانے کے لئے نیا نیا سامان اکٹھا کر لیتے ہیں - پہلے بچوں کو کام کرنے کے مختلف طریقوں کے متعلق سوچنے کا موقع دیا جائے - اُستاد کا ہے لگا ہے اُن کی رہنمائی کرے +
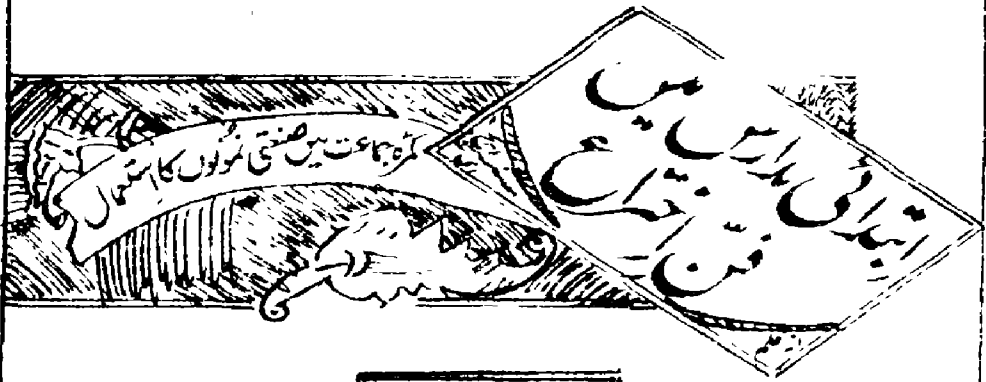
پہلا باب

صنعتی نمونوں کے ابتدائی کام میں بچوں کو دلچسپ شکلوں کو ترتیب دینے - موزوں حلقہ لگانے - اردگرد مناسب جگہ بطور حاشیہ چھوڑنے - درست رنگ بھرنے اور رنگوں کی آمیزش میں مطابقت و مناسبت پیدا کرنے کی مشق کرانی چاہئے -

نمونے کی انتخابی شکل کو اس طرح کی مختصر لائنوں میں گھٹا لینا چاہئے جو آسان ہوں - اور قاعدے سے بے نیاز ہوں اور جن سے شکل کی سج دھج اور زیبائش بھلی معلوم ہو - خاکے کے صرف اندرونی

یا بیرونی حدود میں ہی رنگ بھرا جائے۔ اشکال نمونہ دلچسپ ہونی چاہئیں اشکال و تصاویر میں سے چیدہ چیدہ تصاویر بچوں کے پراجیکٹ اور کھیل میں استعمال ہو سکتی ہیں۔

فرض کیجئے کہ پہلی جماعت کے لڑکوں کو تعلیم دینی ہو۔ تو چونکہ انہوں نے ابھی پالتو جانوروں کی بابت ہی پڑھا ہے۔ اور دستی کام وغیرہ کی بابت کچھ نہیں سیکھا۔ اس لئے اُن کی ناتجربہ کاری کو مدنظر رکھکر پہلے چند دن اُن کو بنے بنائے نمونوں کا استعمال سکھانے میں وقت لگائے جائیں۔ اگر اُستاد خود ہی نمونے ہی مشابہت کی نقل کر سکتا ہو یا چھاپے کے کاغذ سے تصویر کا چربہ اُتار سکتا ہو۔ تو اس کے اپنے ہاتھ کے نمونے کو ہی طلباء استعمال کر سکتے ہیں۔ شروع شروع میں فقط ایک شکل بنائی جائے۔ اور اُسی کو بار بار مسلسل لائن میں کھینچا جائے اور اس بات کا خیال رہے۔ کہ سب اشکال لمبائی۔ چوڑائی اور رنگ وغیرہ کے لحاظ سے یکساں ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ ایک شکل میں تو خرگوش بہت بڑا ہو۔ اور دوسری میں بہت چھوٹا اور تیسری میں دُبلا اور ایک کا رنگ سُرخ ہو۔ دوسرے کا سیاہ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ تصاویر نمونہ کی باہمی پیمائش اور رنگت متواتر یکساں ہو۔

مقابل کے صفحے پر صنعتی اشکال بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

شکل نمبرا۔ "جانوروں کی کتاب" کے جلدی کاغذ کی زیبائش کے لئے ایک ہی وضع قطع کی بلی تین مرتبہ بنائی گئی ہے۔ چونکہ کاغذ کا صفحہ سفید ہے اس لئے اس کے اختلاف کو ظاہر کرنے کے لئے بلی کی تصویر کے خاکے کی اندرونی حدود کو سیاہ رنگ سے بھر دیا گیا ہے۔ اور اگر کاغذ
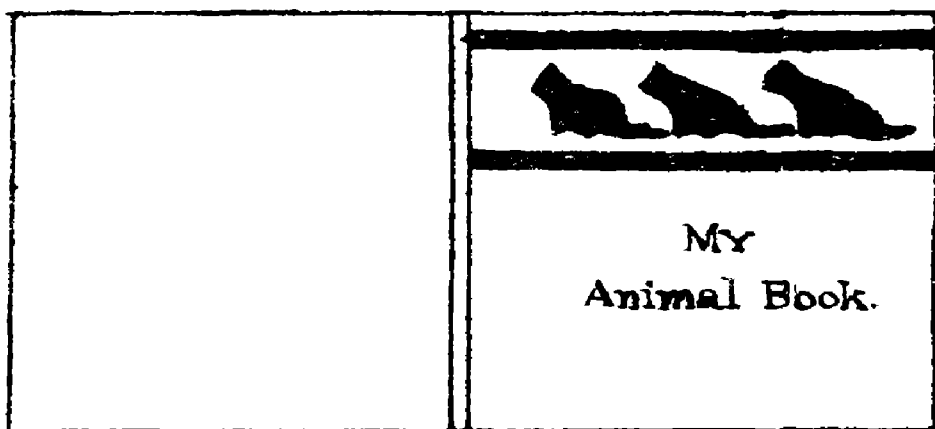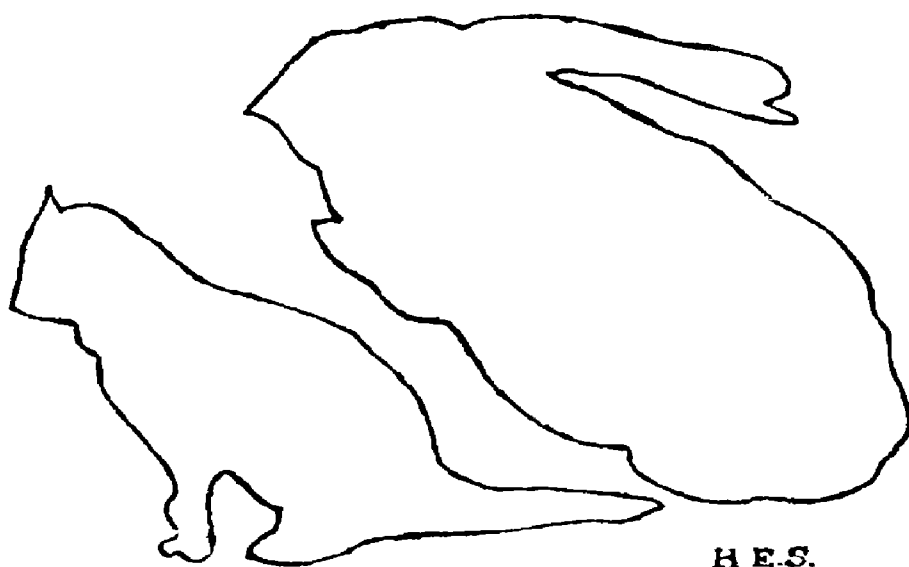
Use of Design in the School Room

کا صفحہ کسی شوخ رنگ کا ہو۔ تو اُس پر سفید بطخوں کی قطار بہت بھلی معلوم ہوگی۔ تصویر کی قطار کے اُوپر اور نیچے کی لکیریں تصویر کی زیبائش میں اضافہ کرتی ہیں۔ یہ تصاویر نقل کرکے کاٹ لی جائیں۔ اور کسی ہلکے سے گتّے پر چپاں کی جائیں یا صفحۂ کاغذ پر اُن کی بیرونی حدُود کا چربہ اُتار کر چاکی رنگ یا آبی رنگ سے بھر لیا جائے۔

شکل نمبر۲۔ اِس شکل سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سیاہ زمین پر سفید خرگوشوں کی قطار کا کنارہ یا تو بورے کی گتّی پر اور یا تختۂ سیاہ کے عین درمیان میں بہت ہی خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔

شکل نمبر۳۔ مرغ کی تن تنہا سیاہ تصویر بچّوں کے ابتدائی سبق "واحد شکل کو صفحۂ کاغذ پر کس طرح رکھتے ہیں" کے لئے اچھا نمونہ ہے +

پہلے باب کے صنعتی نمونوں کے کام میں واحد اشکال استعمال ہوئی تھیں اور یہ واحد اشکالِ نمونہ بغیر اختلاف رنگ و وضع بار بار مسلسل طور پر بنانے پر اکتفا کیا گیا تھا۔ اور یہی واحد شکل کے بنانے کا کام مختلف صنعتی نمونوں کے بنانے میں مدد دیگا (مقابل کے صفحہ کی تشریحی تصاویر

ملاحظہ فرمائیں)

پرندے بچوں کی دلچسپی کا مرکز ہوتے ہیں۔ اور شکل نمبر ا میں پرندوں کی تصویریں بنائی گئی ہیں جو نہایت خوبصورت ہیں۔ پرندے کی شکل کو بار بار مختلف رنگوں میں بنانے سے بہت عمدہ نتائج ظہور میں آتے ہیں۔

رنگوں کا انتخاب کرتے وقت ہوشیاری برتنی چاہئے۔ سیاہ اور ہلکے سلیٹی رنگ کے تصویری پرندے درمیانی سلیٹی رنگ کی زمین پر بہت موزوں ہونگے۔ جیسا کہ شکل نمبرا سے واضح ہے۔ رنگوں کا بہت زیادہ اختلاف تقابہ بہت اچھا نتیجہ نہیں دکھلاتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ نمونے کی صنعتی تصاویر میں قدرت کے مطابق رنگ نہیں بھرے جاتے مثلاً نمبر ۲ کی دو اشکال یعنی سیب اور پھل کا مجموعہ ہے۔ اگر ہم سیب کو لال رنگ اور پتے کو سبز رنگ دیدیں۔ تو نتیجہ صناعی۔ بہت بھدا اور بدزیب معلوم ہوگا۔ اس قسم کے صنعتی نمونوں کے لئے مختلف درجوں کے رنگ مثلاً ہلکا سبز۔ گہرا سبز۔ سبز سی مائل سبز اور ہلکا زرد۔ گہرا زرد۔ سرخی مائل زرد۔ سبزی مائل زرد وغیرہ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

ہم مطالعۂ قدرت کی کارروائی کی تبدیلی کے لئے جماعت کو صنعتی نمونوں کا سبق دیں۔ بچے قدرت کی مختلف اشیاء۔ مثلاً پھول۔ پتے تتلیاں وغیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ پس وُہ اپنی پسندِ خاطر چیز جس کی وُہ صنعتی تصویر نمونہ بنانی چاہئیں انتخاب کرلیں۔ اگر وُہ بہت چھوٹے ہیں۔ تو وُہ پتے کو کاغذ پر رکھکر اُس کا حدودی خاکہ پنسل یا سیاہی کی قلم سے اُتار سکتے ہیں۔ یا پتے کو شکنجہ کرکے اُس کے ارد گرد لائنیں اُتار سکتے ہیں۔ اگر بچے بڑے

Fig 5
Fig 4
Fig 6
H.E.S.
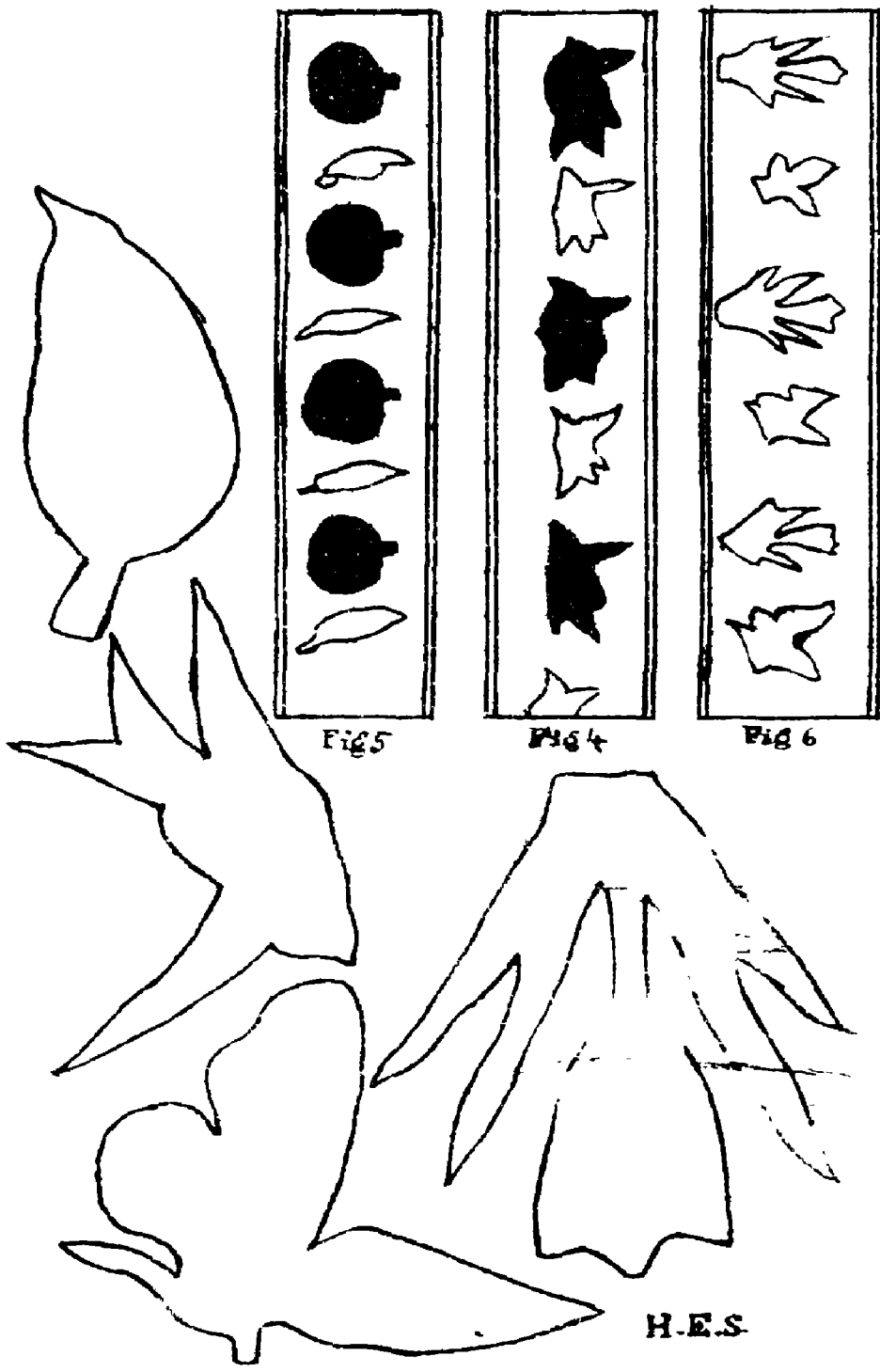
ہیں تو وہ انتخاب کردہ چیز کو دیکھ دیکھ کر اُس کی تصویر نمونہ کھینچ سکتے ہیں ۔ شکل نمبر۳ میں تصویر نمونہ نیچر سے بنائی گئی ہے ۔

اِن آرائشی کناری کے آسان کام میں پنسل یا برش سے تفصیلات دکھانی اچھی نہیں ۔ بچے کے لئے اس قسم کے کام کی وقعت یہ ہے ۔ کہ اُسے دھرنے ۔ حاشیہ وغیرہ یا موزوں فاصلہ چھوڑنے اور ترتیب دینے کی جانچ آجاتی ہے ۔ اِسے متواتر اپنا دماغ استعمال کرنا پڑتا ہے ۔ کیونکہ اُسے رنگ اور اُن کا موزوں انتخاب اور مناسب اختلاف استعمال کرنا پڑتا ہے ۔ اُسے یہ بھی سوچنا ہوتا ہے ۔ کہ کون سی زمین پر کونسا رنگ زیب دے گا ۔ بچے میں صنعتی زندگی کی رُوح پھونکنے کے لئے اس قسم کی تربیت اور قوتِ امتیاز بہت لازمی اور بنیادی ہے ۔
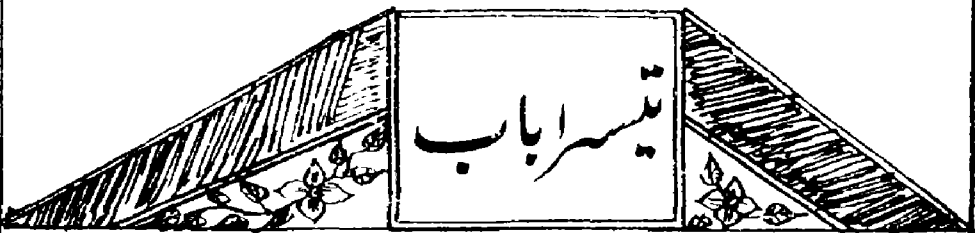
صنعتی نمونوں میں خط کشی ۔ دھبے اور نشان ڈالنے اور قلم پھیرنے کا کام

اس باب میں چار نہایت آسان اجزائے نمونہ سازی یعنی خط کشی ۔ دھبے ۔ نشان ڈالنا اور قلم پھیرنے کا ذکر کیا جائیگا ۔ مقابل کے تشریحی نمونے اِنہی اجزائے نمونہ سازی کے ہیر پھیر سے بنائے گئے ہیں ۔ بچے اس قسم کے کام میں بہت دلچسپی ظاہر

کریں گے۔ اور اس طرح کی مشق سے وُہ خود بخود نئے نئے خوبصورت نمونے اختراع کرکے اپنی کاپیوں کیلنڈروں۔ صحتی نقشوں۔ گڑیا کے گھر کی اور جماعت کے کمرے کی دیواروں۔ جزدانوں۔ اور میزوں وغیرہ کی زیب و زینت میں استعمال کریں گے۔

ان نمونوں کی مشق بتدریج اور آہستہ آہستہ کروائی جائے۔ پہلے پہل علیحدہ علیحدہ اجزا کو سامانِ استعمال مثلاً چاکی رنگ۔ پانی والے رنگ۔ پنسل اور سیاہی وغیرہ سے علیحدہ علیحدہ بنایا جائے اور جب اُن کی خُوب مشق ہو جائے۔ تو اُن کی صنعتی آمیزش کی جائے۔ اگر بچّوں کو لکڑی کے ٹکڑوں اور پتھر کے ٹکڑوں سے اس قسم کے اجزا کی صنعتی آمیزش کرائی جائے۔ اور بعد میں اُن کو وہی نمونے کاغذ پر بنانے کی ترغیب دی جائے تو یہ طریقہ بھی نہایت دلچسپ ہوگا۔ اس قسم کا کام نہایت مُفید ہوگا۔ اور اس قسم کے مشاغل سے محنت۔ توازن اور اندازے کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ نیز بچے صفائی۔ باقاعدگی۔ ترتیب اور مطابقت کو سمجھکر اُن کو وقعت دینے لگتے ہیں۔ اُن میں مساوات اور توازن کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔ اُن میں اختراع کرنے کی خواہش جاگزین ہو جاتی ہے۔ بچّہ اس قسم کا شُغل حد سے زیادہ حاصل نہیں کرسکتا۔
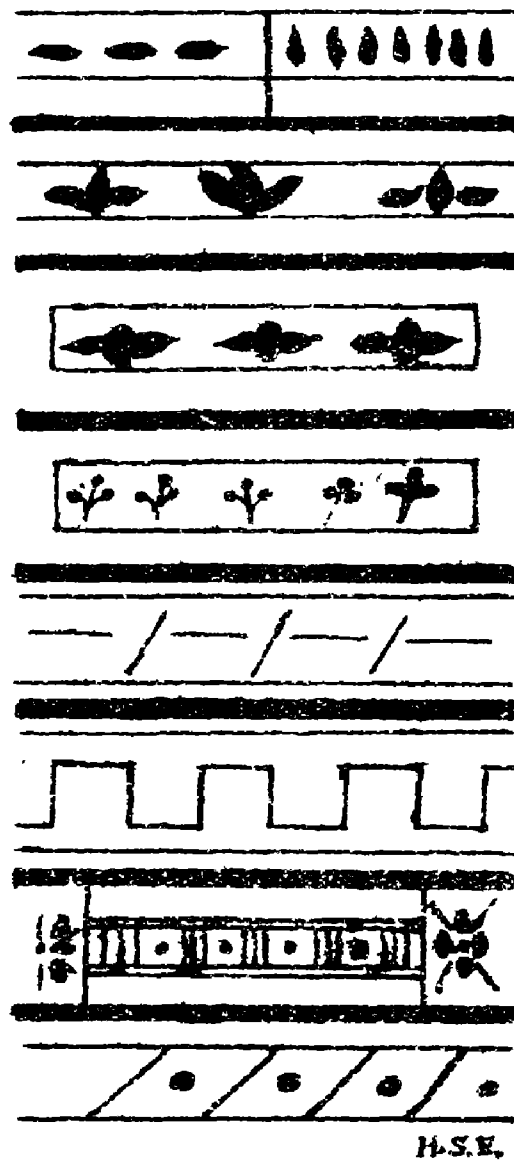
Fig. 7.

چوتھا باب

رنگ کا کام اور رنگوں کی آمیزش سے نئے رنگ تیار کرنا

صنعتی نمونوں کے کام کیلئے بچوں کو برش اور رنگ وغیرہ کے استعمال کی کافی مشق ہونی چاہیئے۔ اس سبق میں رنگ کے مسئلے کی آسان اصطلاحات بتائی جائیں گی۔ بچوں کو اس قابل بنایا جائے۔ کہ وہ رنگوں کو آزادی کے ساتھ استعمال کر سکیں اور رنگوں کی آمیزش سے مختلف رنگ بنا سکیں۔ رنگ کا مسئلہ سمجھنے کے لئے رنگدار چکر بنانے کی ضرورت ہے۔ یہ چکر چھوٹے بچوں کے لئے گیند کی مانند معلوم ہونگے۔ اور بڑے لڑکوں کے لئے کھیل میں استعمال ہو سکیں گے۔ (باب کے آخر میں نوٹ ملاحظہ فرمائیں) یہی رنگدار چکر دستی کام کے کمرے کے نمائشی گوشے میں رکھے ہوئے خوبصورت معلوم ہونگے۔ اگر بچے یہی چکر انفرادی طور پر تعمیر کریں۔ تو وہ اپنی ڈرائنگ کی فائلوں میں رکھ سکتے ہیں پہلی تشریحی تصویر کے ملاحظہ سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ چکر تین برابر حصوں میں منقسم ہے اور ان حصوں میں تین پرائمری رنگوں کے نام یعنی سرخ۔ زرد اور نیلا مندرج ہیں۔ ان کو ابتدائی یا پرائمری رنگ اس لئے کہتے ہیں کہ انہیں تین رنگوں کی مختلف مقدار آمیزش سے ہر ایک ممکن رنگ بنایا جا سکتا ہے۔ ہر ایک بچے کو ایک صفحہ کاغذ دیدو۔ جس پر کہ وہ ایک دائرہ کھینچے۔ اور اس دائرے کو تین حصوں میں تقسیم کر کے پرائمری رنگوں سے کھریے اور پنسل سے سرخ۔ زرد اور نیلے

حصّوں میں بتدریج ۱، ۲ اور ۳ لکھ دے ۔ میں نے معمولی بازاری رنگوں کو پانی میں ملا کر استعمال کیا اور نتائج نہایت تسلّی بخش تھے ۔ اگر یہی بازاری رنگ استعمال کرنے ہوں تو اس بات کا خاص خیال رہے ۔ کہ سُرخ رنگ کی بجائے نارنجی سُرخ کا دھوکہ نہ لگے بلکہ ہر ایک پرائمری رنگ صحیح ہو ۔ مجھے معلوم ہُوا ہے ۔ کہ سُرخ اور نیلا رنگ تو بآسانی بازار سے مل سکتے ہیں ۔ لیکن زرد رنگ خریدتے وقت دکاندار عام طور پر نارنجی زرد رنگ لینے پر مجبور کرتے ہیں ۔ اور کہتے ہیں ۔ کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ۔ لیکن خیال رہے ۔ کہ انہی پرائمری رنگوں کے ملانے سے دوسرے رنگ نکلتے ہیں ۔ اس لئے صحیح رنگوں کا مہیا کرنا ضروری ہے ۔ اس سے پہلے کہ بچے رنگدار چکر یا گیند بنائیں انہیں رنگوں کی آمیزش سے نئے رنگ بنانے کی بہت زیادہ مشق کرائی جائے ۔

دوسری تشریحی شکل میں دائرہ بارہ مساوی حصّوں میں منقسم ہے ۔ پرائمری رنگ بآسانی معلوم ہو سکتے ہیں ۔ اور اُن کی باہمی آمیزش سے جو نئے رنگ پیدا ہوتے ہیں اُنہیں سیکنڈری رنگ کہتے ہیں ۔ مثلاً نارنگی ۔ سبز ۔ سوسنی + دوسرا چکر بنانے میں بچوں کو سیکنڈری رنگ اور اُن کے مختلف سایوں کا علم حاصل ہوگا ۔ مثلاً تشریحی اشکال میں نمبرا سُرخ ہے ۔ نمبر۲ سُرخ رنگ میں تھوڑا سا زرد رنگ ملا کر سُرخ نارنجی رنگ بنایا گیا ہے ۔ نمبر۳ ۔ آدھا سُرخ اور آدھا زرد ملانے سے نارنجی رنگ بن گیا ہے ۔ نمبر۴ ۔ زرد رنگ کے ساتھ تھوڑے سے سُرخ رنگ کی آمیزش کرکے زرد نارنجی رنگ بن گیا ہے ۔ نمبر۵ میں زرد رنگ ہے جو پرائمری رنگوں میں سے ایک ہے علیٰ ہذا القیاس دائرے کو مکمل کرنے کے لئے دیگر سیکنڈری رنگ بنائے گئے ہیں ۔

تیسری تشریحی شکل یہ ظاہر کرتی ہے۔ کہ سیکنڈری رنگوں کی آمیزش سے کون کونسے رنگ بنتے ہیں۔

سوسنی اور نارنجی رنگ ملانے سے بھورا رنگ بنتا ہے۔ سبز اور نارنجی رنگ ملانے سے زیتونی رنگ۔ سبز اور سوسنی ملانے سے سلیٹی رنگ بن جاتا ہے۔

معلم اور متعلمین ہر ایک رنگ کی یکساں مقدار آمیزش عمل میں لائیں۔ تاکہ سرخ رنگ سرخ اور نیلا رنگ آسمانی ہو جائے۔ یعنی یہ خیال رہے۔ کہ ہر ایک رنگ ساز کا رنگ یکساں طرح کا ہو۔

نوٹ:- کاغذ کا رنگدار چکر گتے پر چسپاں کر دیا جائے۔ لیکن یہ خیال رہے۔ کہ چکر کافی بڑا ہو۔ یعنی اس کا نصف قطر تقریباً ۱۵ انچ ہو۔ چکر کے عین مرکز میں میخ ڈال کر دیوار پر آویزاں کر دیا جائے۔ اور ہر ایک لڑکا اُس کو باری باری گھمائے۔ جب چکر ساکن ہو جائے۔ تو بالائی رنگ کا عدد اس گھمائی کا نمبر شمار کیا جائے۔ اگر جماعت کو رنگوں کے نام نہیں آتے۔ تو ہر ایک لڑکا اپنی باری پر بالائی رنگوں کے نام بتانے سے رنگوں کے نام سیکھ جائیگا۔ اگر کسی رنگ پر خاص مقدار میں سفیدہ یا پانی لگایا جائے تو رنگ ہلکا ہو جاتا ہے۔ کسی رنگ پر خاص مقدار میں سیاہی دینے سے سائے بن جاتے ہیں۔ اگر تین پرائمری رنگوں میں سے کوئی دو رنگ ملانے سے جو تیسرا رنگ پیدا ہوگا۔ وہ تیسرے پرائمری رنگ کا توصیفی رنگ کہلائے گا۔ مثلاً نیلے رنگ کا توصیفی (Complementary) وہ نیا رنگ ہوگا جو سرخ اور زرد و سیکنڈری رنگوں کی آمیزش سے بنے گا۔ توصیفی رنگوں کی سکیم نہایت عمدہ اور

دلپسند ہے ۔ کیونکہ اس میں تینوں پرائمری رنگ موجود ہوتے ہیں ۔

رنگ دار چکّر
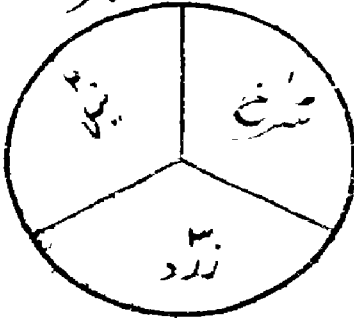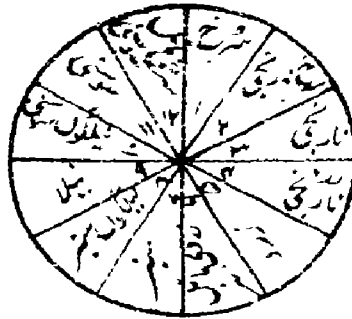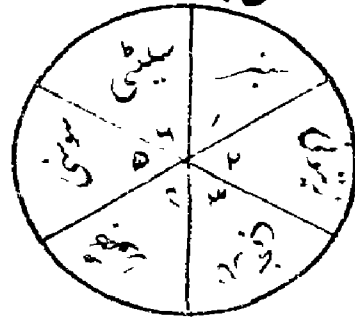
سُرخ ۔ زرد نیلا = پرائمری رنگ

سیکنڈری رنگ	نارنجی	=	زرد اور سُرخ
	سبز	=	نیلا اور زرد
	سوسنی	=	نیلا اور سُرخ
سیکنڈری رنگوں کی آمیزش	سُرخی مائل بُھورا	=	سوسنی اور نارنجی
	زیتونی	=	سبز اور سوسنی
	سلیٹی	=	سبز اور سوسنی
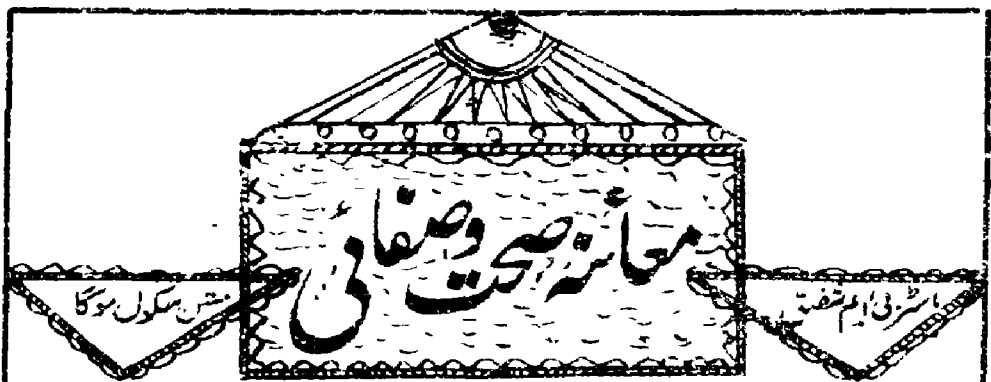
مدرس بھی زمانے میں ایک عجیب ہستی ہے۔ دنیا کو ہر پہلو میں تعمیر کرنے کی ذمہ داری اس کے وجود کے ساتھ ہی منسلک ہے۔ وہ ننھے پودے جو کہ بعد میں دنیا کے باغ میں آ کر اپنے وجود سے دنیا کی تعمیر و تخلیق کرنی ہے۔ اس غریب ہستی کو ہی اُن کی دیکھ بھال کرنی مطلوب ہے۔ بچے جب سکول میں حصولِ تعلیم کے لئے آتے ہیں۔ تو اُستاد کو نہ صرف اُن کی تعلیمی حالت کا ہی متکفل ہونا پڑتا ہے بلکہ اُن کی جسمانی، دماغی، معاشرتی، اخلاقی اور روحانی حالت کا بھی ذمہ دار گردانا جاتا ہے۔ اگر بچے کی صحت و تندرستی کی دیوار میں کوئی رخنہ پڑ جائے تو اُس کی پوری توجہ تعلیم کی طرف مبذول نہیں ہو سکتی جس کے سبب سے اُس کی تعلیمی نشو و نما میں نقص واقع ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ لہذا اُستاد بچے کی صحت و صفائی کا بھی بہت ہی خیال مدِنظر رکھتا ہے

ہر ایک سکول میں اساتذہ صاحبان اپنا اپنا طریقۂ معائنہ صحت و صفائی کے لئے استعمال کرتے ہونگے۔ لیکن میں بھی اُن کی مزید واقفیت کے لئے کچھ ذکر کرنا باعثِ فخر تسلیم کرتا ہوں۔ گو یہ قابلِ تقلید نہ ہو۔ مگر شمعِ ہدایت تو ضرور ہوگا۔ تاکہ اس کی روشنی میں وہ مزید اختراعی

تجاویز کو عملی جامہ پہنا سکیں۔

جب بچے سکول میں صبح آتے ہیں۔ تو سکول کا کاروبار کرنے سے پیشتر اُن کی صحت و صفائی کا معائنہ کیا جاتا ہے۔ جو کہ اصلی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہوتا ہے۔ مختلف طریقہ ہائے معائنہ صحت و صفائی جو کہ مشن سکول موگا میں رائج ہیں اُن کا مختصراً ذکر آپ لوگوں کی رہنمائی کے لئے کیا جاتا ہے۔

I - پہلی جماعت میں معائنہ صحت و صفائی کا چارٹ دیوار پہ آویزاں ہوتا ہے۔ جس کا خاکہ حسب ذیل ہے

چارٹ معائنہ صحت و صفائی برائے جماعت اوّل مشن سکول موگا

نمبر شمار	اسم طلبا	بال	دانت	ناک	ناخن	پیرہن	سر	کان	کل ٹوٹل
		15	15	15	10	15	15	10	
۱	بلدیو								10
۲	مختار								60
۳	سردار								
۴	سدھیر								
۵	تیج چند								
۶	ملکیت								
۷	ایڈون								
۸	ارون								
۹	بشیر								
۱۰	رام سنگھ								
۱۱	رام چندر								

لال رنگ کا دھاگا

کالے رنگ کا دھاگا

اس چارٹ میں پہلے نقطے پنوں ذیل سرکرتے ہیں۔ ہر ایک لڑکے کے نام کے ساتھ دو دھاگے لال اور کالا رنگ کے ہوتے ہیں۔ فرض کریں کہ مختار کی صفائی دکھانی مطلوب ہے تو لال دھاگا صاف بال کی پن کے گرد پھر دانت کے گرد ناک کے گرد اور ناخن پہلے کو چھو

کو کپڑے۔ منہ۔ کان سے ہوتا ہُوا سامنے کے خانے کی پن کے گرد پھیل جائیگا۔
اب ۷۰ نمبروں سے ۱۰ نکال کر ۶۰ لگ جائیں گے۔ اسی طرح کالا
رنگ کا دھاگا ناخن سے ہوتا ہُوا ٹوٹل کے خانے کی پن کے گرد آجائیگا۔
بڑا ہی خوبصورت چارٹ دکھائی دے گا۔ مَیں نے مثال کے طور پر ایک
لڑکے کی صحت و صفائی کا معائنہ دکھایا ہے۔ آپ سب بچوں کا باری
باری دکھائیں گے۔

دوسری جماعت میں بچوں کی دو پارٹیاں ہیں۔ اُن میں سے ہر
ایک لڑکا باری باری روزمرہ سب طلبا کی صحت و صفائی کا معائنہ
کرتا ہے اور جو گندے ہوتے ہیں اُن کو اُن کے نام کے سامنے کالا نشان دیتا ہے۔ اور جو صاف ہوتے ہیں۔ لال پنسل یا لال سیاہی سے لال نشان دیتا ہے بعد میں جس پارٹی کے زیادہ صاف ہوتے ہیں اُن کو ایک تصویر دی جاتی ہے اس سے بچے روز بروز

چارٹ معائنہ صحت و صفائی برائے جماعت دوم مشن سکول ... ماہ مئی ۱۹۴۲ء

نمبر شمار	نام طالب علم	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	میزان
۱	اعلیٰ پیارے	×	×	×+	+		+	+		
۲	شتوریا	×	×	+	+		+	+		
۳	لبھو رام	×	+	+	+		×+	+		
۴	شفیق	+	)	-	+		-	-		
۵	رتن	××	×	×	+		+	+		
۶	سموئیل	×	+	+	×+		+	+		
۷	دانی ایل	××	×	+	+	[illegible]	+	+		
۸	مراد مسیح	×	××	+	+		+	+		
۹	جان	+	+	+	+		+	+		
۱۰	وکٹر	×	×	×	×		×+	+		
۱۱	نواب الدین	×	×	+	✓		+	×		

نوٹ کالے رنگ کا نشان + ۔ لال رنگ کا نشان ×

صاف ستھرا آنے کی کوشش کرتے ہیں۔

یہ چارٹ کا نمونہ ہے۔ اس میں صرف تھوڑے لڑکے دکھائے گئے ہیں آپ زیادہ طلباء کا بنا سکتے ہیں۔ میں نے صرف آٹھ دن کا دکھایا ہے۔ آپ پورے ماہ کا ۳۰ یا ۳۱ دن کا بنا سکتے ہیں۔
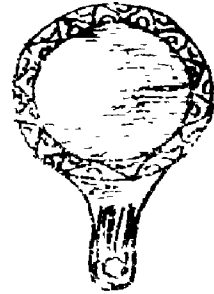
شیشہ

چارٹ معائنہ صحت و صفائی متعلقہ جماعت سوم مشن سکول ...

۱۔ کیا میرے بال صاف ہیں؟
۲۔ کیا میرے دانت صاف ہیں؟
۳۔ کیا میرا منہ صاف ہے؟
۴۔ کیا میری ناک صاف ہے؟
۵۔ کیا میرے کپڑے صاف ہیں؟
۶۔ کیا میرے کان صاف ہیں؟
۷۔ کیا میرے ہاتھ صاف ہیں؟
۸۔ کیا میرے ناخن صاف ہیں؟

تیسری جماعت میں صحت و صفائی کے معائنہ کے لئے جماعت میں ایک شیشہ دیوار پر آویزاں رہتا ہے جس کے پہلو میں یہ چارٹ بھی ہوتا ہے بچے صبح آتے ہی سامنے کھڑے ہو کر مندرجہ بالا باتوں کا معائنہ خود ہی کر لیتے ہیں۔ اس سے وہ اپنی خامیوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

چوتھی جماعت نے ماہواری چارٹ معائنہ صحت و صفائی کی بجائے سہ ماہی چارٹ مرتب کیا ہوا ہے۔ ماہ بماہ ایک صاف ستھرے بچے کو منتخب کیا جاتا ہے۔ کہ وہ تمام بچوں کی صحت و صفائی کا معائنہ

کرکے اُن کے نام کے سامنے اُن کو گندہ یا صاف نشان دے۔ جس کا وُہ مستحق ہو۔ جب بچے اپنا گندہ نشان دیکھتے ہیں۔ تو وُہ آئندہ کو صاف سُتھرا آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس سے اُن کی عادت پختہ ہوتی ہے۔

میں پانچویں جماعت میں نوکر ہو گیا ہوں اور میرا کام ہے۔ کہ جو لڑکا گندہ ہو گا۔ اُس کو یہ نشان (×T کالا رنگ) اور جو صاف ہو گا۔ اُس کو یہ نشان دوں گا (T لال رنگ کا)

چارٹ معائنہ صحت وصفائی برائے جماعت پنجم مشن سکول موگا

نمبر شمار	نام طلبا	بال	منہ	دانت	ناک	کان	کپڑے	ہاتھ	ناخن
۱	بابو لعل	T	T	T	T	T	T	T	T
۲	نتھا رام	T	T	T	T	T	T	T	×T
۳	نثار احمد	T	×T	T	T	T	T	T	T
۴	باغ	T	T	T	T	×T	T	×T	T
۵	نظام دین	T	T	×T	T	T	T	T	T
۶	غلام مسیح	T	T	T	T	T	T	T	T
۷	تلسی رام	×T	T	T	T	×T	T	×T	T
۸	چمن مسیح	T	T	T	T	T	×T	T	×T
۹	مسو رام	T	T	T	T	T	T	×T	T
۱۰	ایزک	×T	T	T	T	T	T	T	T
۱۱	ولیم	T	×T	T	T	T	T	T	T

پانچویں جماعت نے معائنہ صحت وصفائی کیلئے ایک موٹے کاغذ کا چارٹ تیار کیا ہوا تھا۔ جو کہ حسب ذیل ہے:۔ ہر ایک لڑکے کے سامنے بال۔ منہ۔ دانت ناک کان۔ کپڑے۔ ہاتھ ناخن کے نیچے سوراخ نکالے ہوئے تھے۔ اور موٹے کاغذ کے T اسی

نوٹ:۔ یہ نشان (×T) کالے رنگ کو ظاہر کرتا ہے۔ (T) لال رنگ کو ظاہر کرتا ہے

طرح بنائے ہُوئے تھے ۔ اِس (ٹی) T کو ایک طرف لال اور دوسری طرف کالا رنگ دیا ہُوا تھا ۔ جب ایک لڑکا کسی بیں گندہ ہوتا ۔ تو کالا T کا حصّہ اُوپر رہتا ۔ اگر صاف ہوتا ۔ تو لال T اُوپر رہتا ۔ ایک لڑکا منتخب ہو سکتا ہے ۔ جو سب کا معائنہ کرے ۔ اور نشان دے ۔ بچّے اپنا اپنا بھی کر سکتے ہیں ۔

بچّے بہت محتاط رہتے ہیں ۔ کہ میرے نام کے سامنے کالا T کا نشان نہ ہو ۔ لہذا وُہ ہر وقت صاف سُتھرا رہنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

تعلیمی وُقعت

۱ ۔ بچّے چارٹ صحت و صفائی سے پڑھنا یعنی زباندانی سیکھتے ہیں ۔

۲ ۔ بچّے چارٹ بناتے وقت لکھائی ۔ خوشخطی و صفائی سیکھتے ہیں ۔

۳ ۔ بچّے حساب سیکھتے ہیں جیسے پہلی جماعت کے چارٹ میں عیاں ہے اسی طرح پانچویں جماعت میں بھی اِسی طرح ہو سکتا ہے ۔ اِسی طرح بچّوں کو جوڑوں کی مشق کرائی جا سکتی ہے ۔

۴ ۔ بچّے حاشیئے میں کئی ڈیزائن بناتے ہیں ۔ نظارے کھینچتے ہیں جس سے اپنے خیالات کو تصاویر میں ظاہر کرنا ۔ نقاشی اور ڈرائینگ سیکھتے ہیں ۔

۵ ۔ بچّوں میں صحت و صفائی کی عادت پختہ ہوتی ہے ۔ اور پسند بھی کرتے ہیں ۔

صحت و صفائی میں ضرُوری ہدایات

۱ ۔ بعض دفعہ اُستاد کو بچّوں کے خود ناخُن کاٹنے پڑتے ہیں ۔ اور کبھی سکُول

ہیں ہی دانت اور مُنہ صاف کرانے پڑتے ہیں ۔ تاکہ بچوں میں شوق پیدا ہو

۲ ۔ بعض دفعہ اُستاد کو کہانیاں سُنانی پڑتی ہیں ۔ تاکہ بچے عبرت حاصل کریں ۔ اور صفائی کو ترجیح دیں ۔ مثلاً ایک آدمی کے دانت بہت میلے رہتے تھے ۔ کیڑا لگ گیا ۔ دانت نکلوانے پڑے ۔ آنکھ خراب ہو گئی ۔ اندھا ہو گیا وغیرہ وغیرہ ۔

۳ ۔ ناخن ۔ بال ۔ مُنہ ۔ ناک وغیرہ کے تعلق میں بچوں کو سکھایا جائے کہ کس طرح صاف رکھیں ۔ مثلاً دانت کے لئے بہترین منجن تیار کرنا ۔ ناک ۔ کان میں اُنگلی ڈالنے کے نقصانات وغیرہ ۔

اُمید ہے ۔ کہ آپ ان پر کاربند ہو کر فائدہ اُٹھائیں گے ۔ یا ان کی روشنی میں مزید تجاویز اختراع کر کے اُن کو عملی جامہ پہنانے کی حتی الوسع کوشش کریں گے ۔

ابتدائی جماعتوں میں اختراعی مشاغل

ردی اور فالتو اشیاء کا مُفید استعمال

از قلم
مس ۔ اے ۔ ای نکلسن
کلاکلم (ادھورا)
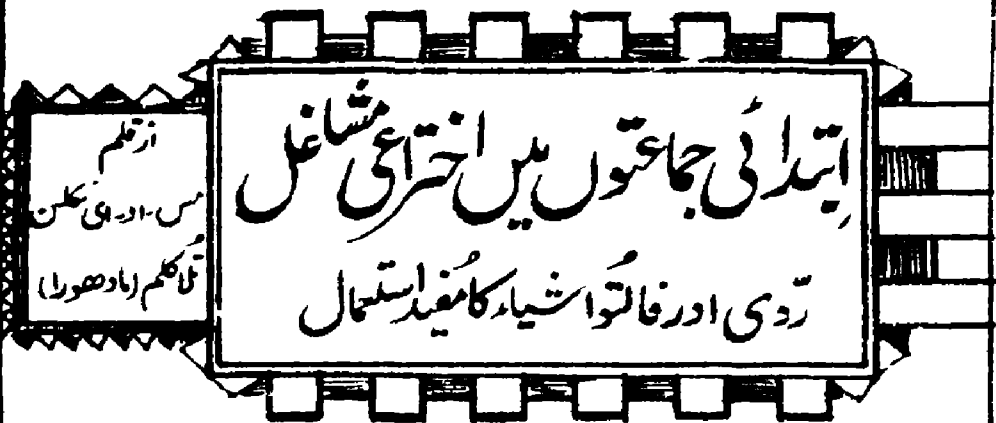
بیجوں سے مختلف چیزیں بنانا :۔ ہندوستان کے بہت سے علاقوں میں بعض درختوں اور جھاڑیوں سے چھوٹے چھوٹے بیج حاصل کرنا ممکن بات ہے ۔ یہ بیج خوراک کے طور پر استعمال نہیں کئے جا سکتے لیکن اگر

نہیں اچھی طرح پانی میں بھگو کر ان کے اندرونی سخت حصے کو نرم کر لیا جائے تو
دستکاری کی جماعت میں استعمال کئے جا سکتے ہیں۔

دیسی کدو۔ دیسی توری اور تربوز کے بیجوں کی چیزیں بنائی جا
سکتی ہیں۔ لیکن ان سے بنائی ہوئی اشیاء پر بعدازاں وارنش ضرور کر
لینا چاہئے۔ نرم بیجوں سے بنائی ہوئی چیزیں زیادہ پائدار نہیں ہونگی۔
جب تک کہ ان پر وارنش نہ کر لیا جائے۔

باریک تار یا موٹے دھاگے میں بیجوں کو پرو کر مالا یا ہار بنایا جا
سکتا ہے۔

شکل نمبر ۱ - میں ایک لٹکتا ہوا ہار دکھایا گیا ہے جو کہ بیجوں سے تیار ہوا ہے
ہار بنانے کا طریقہ: پہلے ایک ہی رنگ کے ۲۰ بیج پرو دئے جائیں۔ پھر
دوسرے رنگ کا ایک بیج پرو دو۔ پھر پہلے ۲۰ بیجوں والے رنگ کے ۴ بیج
پرو دو۔ پھر ایک بڑا بیج پرو دو۔ اس کے بعد دوسرے رنگ کا ایک چھوٹا
بیج پرو دو۔ اس چھوٹے بیج کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ اس کے بعد دھاگے
میں سے بڑا بیج گزارو۔ پھر چار چھوٹے بیج پرو دو۔ یہ ہار کا ایک حصہ ختم
ہو گیا۔ باقی آدھا ہار پھر اسی طرح مکمل کیا جائے۔

شکل نمبر ۲ - میں بیجوں سے بنایا ہوا تھیلا دکھایا گیا ہے۔ جس لمبائی
چوڑائی کا تھیلا بنانا مطلوب ہو۔ اس سے تگنی لمبائی چوڑائی کی تاریں یا
دھاگا لے لیا جائے۔ جس لمبائی کا تھیلا بنانا ہو۔ اس لمبائی کی سات
تاریں لے لو۔ ایک بڑا بیج لے کر اس کو ہر ایک دھاگے کے مرکز پر باندھ دو۔
اب ان ساتوں دھاگوں میں سے ایک دھاگا پکڑو۔ مرکزی بیج کے دونوں
طرف پانچ پانچ بیج پرو دو۔ جیسا کہ شکل (a) سے ظاہر ہے۔ اسی طرح باقی

SEED-CRAFTS.

I Necklace.
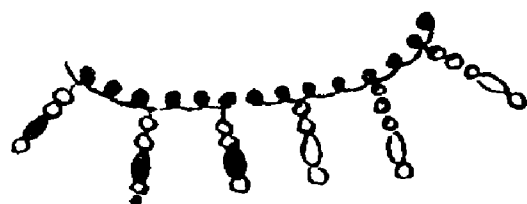
III Bangle

II Seed-bag.

a.

c.

b.

IV

(a)
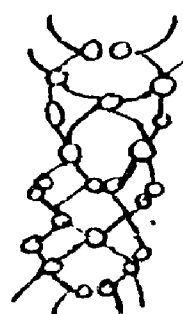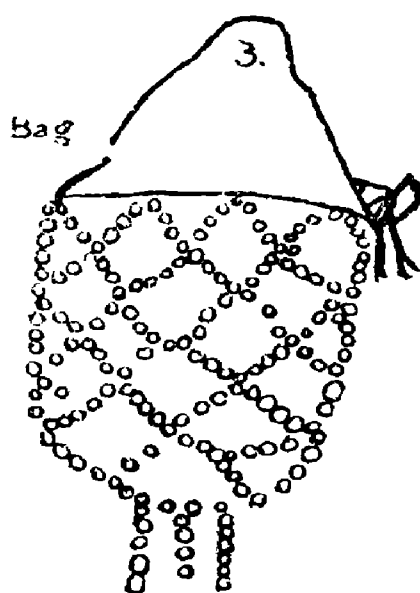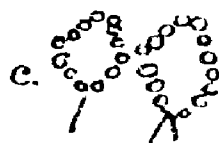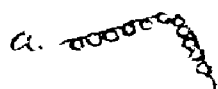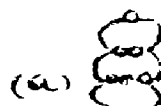
Bead flower for decorating articles.

چھ دھاگوں پر دس دس بیج پرو دو۔ اب دو دھاگوں کو لے کر شکل (ط) کی طرح گانٹھ دیدو۔ باقی پانچ دھاگوں کے ساتھ بھی اسی طرح گانٹھیں دیدو۔ یہ دائرہ سا بن جائیگا۔ دو دھاگے ابھی لٹک رہے ہیں۔ یعنی a اور ط کو لے کر ان میں سے ہر ایک میں پانچ پانچ بیج پرو کر گانٹھ دے دو۔ یہ ہیرے کی شکل بن گئی جیسا کہ شکل (C) سے ظاہر ہے۔ چاروں طرف اسی طرح کرکے ہیرے کی شکل بناتے جاؤ۔ حتیٰ کہ تھیلا کافی بڑا بن جائے۔ آخر میں دھاگوں کو ایک دوسرے کے ساتھ گانٹھ دو۔ پھندنا بنانا ہو تو دھاگوں کی پانچوں لڑیوں میں پانچ پانچ بیج پرو دو۔ آخری بیج مضبوطی سے باندھ دو۔

شکل نمبر۳۔ میں سرخ اور سبز رنگ کے بیجوں سے بنائی ہوئی چوڑی دکھائی گئی ہے۔ اگر قدرتی طور پر اس رنگ کے بیج مہیا نہ ہو سکیں تو سفید بیجوں کو رنگ کر لیا جائے۔ شکل نمبر۳ کے مطابق سبز اور سرخ رنگ کے بیج استعمال کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرخ پھولوں کے ساتھ سبز پتے پروئے گئے ہیں۔ یہ پھولوں اور پتوں کا نمونہ ہوگا۔ چوڑی بنانے کے لئے دو سوئیاں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ شکل میں بیج پرونے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ تھوڑی سی مشق کے بعد بچے خود بخود نئے نئے نمونے بنا لیا کرینگے۔

شکل نمبر IV۔ اگر تلنبے کی تار میں چھوٹے چھوٹے بیج پروئے جائیں۔ تو نہایت دلکش پھولوں کے نمونے بنائے جا سکتے ہیں۔ جیسا کہ (a) میں دکھایا گیا ہے۔ ان پھولوں کو تھیلے کے ساتھ سی دیا جائے تو تھیلے کی سجاوٹ بڑھ جائے گی۔ اگر مرضی ہو۔ تو یوں ہی یہ پھول پن سے کوٹ پر لگائے جا سکتے ہیں۔

اگر سکول کی کسی جماعت میں پیپر ماش (Papier mache) کی چیزیں بنائی جارہی ہوں ۔ تو یہ پھول گیلی گیلی چیزوں پر چپکائے جا سکتے ہیں۔ سوکھنے پر ایسا معلوم ہوگا۔ کہ کھود کر بنائے گئے ہیں ۔

پھول بنانے کا طریقہ:۔ پہلے تار میں ایک بیج پرو دو۔ تار کے دونوں سرے کھلے چھوڑ دو۔ اب تار کے دونوں اطراف پر دو بیج پرو دو (شکل ملاحظہ ہو۔) اسی طرح پروتے جاؤ۔ حتیٰ کہ پھول کی پتی حسب ضرورت چوڑی ہو جائے۔ پھر گھٹاتے جاؤ۔ حتیٰ کہ نوکدار پتی بن جائے۔ ان پتیوں کو بیجوں کے ایک دائرے پر اس طرح چسپاں کردو۔ کہ ہو بہو پھول معلوم ہو۔

مختلف بیجوں کے ساتھ تجربہ کرکے یہ بات معلوم ہو جائیگی۔ کہ کونسا بیج کس قسم کی چیز بنانے کے لئے موزوں ہوگا۔

جیون اخبار	ماہوار شین سکول موگا	مشعل پریس کھرڑ	کل ۱۲ صفحے، ۱۲ صفحے	چندہ سالانہ ۱۲ اکٹھے ۱۰ پرچے منگوانے
بی بجن والا	ماسٹر بھوپل صاحب	پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور	۷ صفحے	۳ ״ ۔ ״ ۔
تین کہانیاں	اے آر گرے	״ ״ ״	۱۵ ״	۶ ״ ۔ ״ ۔
داؤد دی داؤد نال لڑائی	مسٹر جلال الدین	مشعل پریس کھرڑ	۲۳ ״	۶ ״ ۔ ״ ۔
اجاڑو پتر	بی۔ بدر الدین	پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی لاہور	۱۵ ״	۳ ״ ۔ ״ ۔
چھوٹے ہتھ پنجابی زبور	مشعل پریس کھرڑ	״ ״	۲۳ ״	۔ ״ ۱ ״ ۔
مرقس دی انجیل		فارن بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور	۱۲۰ ״	۳ ״ ۔ ״ ۔
خدا استاد نال	مس رابنسن	پی۔ آر۔ بی۔ ایس۔ لاہور	۴۴ ״	״ ۱ ״ ۔
اڈنا گھوڑا	خوشحال چند پریم	״ ״ ״ ״	۷۲ ״	۳ ۔ ۱ ״ ۔
چاچا ریلو	پی۔ ایل۔ سنگھ	״ ״ ״ ״	۳۲ ״	۵ ״ ۔ ״ ۔
کلیاں	״ ״ ״	״ ״ ״ ״	۳۲ ״	۹ ״ ۔ ״ ۔
پھول	״ ״ ״	״ ״ ״ ״	۳۲ ״	۵ ״ ۔ ״ ۔
پھلواڑی	״ ״ ״	״ ״ ״ ״	۳۲ ״	۹ ״ ۔ ״ ۔
جان یا مال	آر۔ بی۔ لو	״ ״ ״ ״	۱۶ ״	۶ ״ ۔ ״ ۔
سولی دا بیان	مسٹر لاباک	زیر اشاعت		۔ ״ ۱ ״ ۔
دنیا دا چانن (باتصویر)		״ ״		۱ ״ ۱ ״ ۔
خوشی دی خبر	پی۔ آر۔ بی۔ ایس لاہور	پی۔ آر۔ بی۔ ایس لاہور	۱۲۰ ״	۶ ״ ۔ ״ ۔
گورمکھی				
بندیاں پوریاں	مس وڈین فیروزپور	پی۔ آر۔ بی۔ ایس لاہور	۳۳ ״	۔ ״ ۱ ״ ۔
سولی دا بیان	ڈاکٹر لوباک	״ ״ ״	۳۱ ״	۶ ״ ۔ ״ ۔
زندگی دا پانی	مس جیپ مین	״ ״ ״	۸ ״	

گڈی باپ توں بچ گئی	مس جیس قصور	پی آر بی ایس لاہور	۷ صفحے	
میرا ساتھی	مس ریڈمین فیروزپور	زیر اشاعت		
تسلی تے دلاسے		پی آر بی ایس لاہور	۳۲	۱ 〃 ۔ 〃 ۔
پرمیشور نے بچن کیتے		〃 〃 〃	۳۲	۱ 〃 ۔ 〃 ۔
چار گلاں		〃 〃 〃	۵	مفت
خوشخبری		〃 〃 〃	۸۷	۶ 〃 ۔ 〃 ۔
بھجن تے غزلیں		〃 〃 〃	۳۶	۶ 〃 ۔ 〃 ۔
اردو ۔				
علم کی چابی	ریاض مشعل پریس کھرڑ	پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور	۴۰	۳ 〃 ۱ 〃 ۔
اخبار مشعل	ماہوار 〃 〃	مشعل پریس کھرڑ		
جیون اخبار	〃 〃 〃	〃 〃 〃	۴	۴ آنے سالانہ
علم کی برکت	محمد امین نارمل سکول گکھڑ	نارمل سکول گکھڑ	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔
ڈاکٹر اور عمان گاؤں	انگد سنگھ	〃 〃 〃	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔
میرا گھر	سلطان محمد	〃 〃 〃	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔
آپ کام کرو	غلام رسول	〃 〃 〃	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔
جاٹ کا بیٹ	سلطان محمد	〃 〃 〃	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔
کونسل کا ممبر	محمد اسماعیل	〃 〃 〃	۴	۔ 〃 ۱ 〃 ۔

نام کتاب	مصنف	ناشر	صفحات	پائی	آنہ	روپیہ
پڑھو پڑھاؤ پوسٹر	خان ثناءاللہ خاں	نارمل سکول گکھڑ	۱	۰	۲	۰
نورالتعلیم تیسیریا نواں نمبر	״ ״ ״	״ ״ ״	۲۰۰	۰	۰	۱
یسوع کی تمثیلیں (حصہ سوئم)	مشعل پریس گکھڑ	پی۔آر۔بی۔ایس لاہور	۳۲	۶	۰	۰
״ حصہ چہارم	״ ״	״ ״ ״	۴۰	۶	۰	۰
بائبل کے ڈرامے	״ ״	״ ״ ״	۴۰	۶	۰	۰
خدا ہمارے ساتھ	مس رابنسن	״ ״ ״	۴۴	۰	۱	۰
مسرف بیٹا	ای۔اے۔ووڈ	״ ״ ״	۱۶	۰	۲	۰

ہندی کی کتابوں کے لئے مندرجہ ذیل پتہ سے دریافت کریں۔

(۱) مشن پریس جبل پور۔ سی۔ پی۔ یا

(۲) نارتھ انڈیا کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد۔

اُستادوں کے لئے مفید کتب۔

نفسیات بالغان ۔ از میاں عبدالعزیز

ملنے کا پتہ :- پی۔آر۔بی۔ایس لاہور

ضخامت ۴۸ صفحے۔ قیمت ۲ آنے۔

موگا ریڈنگ میتھڈ چارٹوں کا سیٹ

نیا اڈیشن

وہ اصحاب جو بچوں کو پڑھنا سکھانے کے لئے یہ طریقِ تعلیم استعمال کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے خوش ہونگے کہ ۱۴ عدد چارٹوں کا سیٹ ½۲۹ × ۲۰ سائز کے سفید کاغذ پر نہایت خوبی کے ساتھ چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔ الفاظ صاف اور موٹے سیاہ حروف میں چھاپے گئے ہیں۔ چار مختلف رنگوں سے تصاویر بنائی گئی ہیں۔

ان چارٹوں کے استعمال کے متعلق کتاب بنام "رہنمائے مدرسین" میں پورے طور پر بتایا گیا ہے۔ یہ کتاب انگریزی۔ اردو اور ہندی تینوں زبانوں میں مل سکتی ہے۔

قیمت فی سیٹ (اردو) مبلغ چار روپے
پیکنگ اور پوسٹیج موازی دس آنے
دی۔پی۔پی کا خرچ ، ۳ آنے
کل قیمت ۔ چار روپے تیرہ آنے — روپے ۴ / ۱۳ آنے

قیمت فی سیٹ (ہندی) مبلغ تین روپے
پیکنگ محصول ڈاک دی۔پی۔پی کا خرچ ۔ بارہ آنے۔
کل قیمت روپے ۳ / ۱۲ آنے

ملنے کا پتہ :- دفتر ٹریننگ سکول فار ویلیج ٹیچرز موگا (پنجاب)

لکھنا سکھانے کا طریقہ

مصنفہ ماسٹر بھول صاحب

اس کتاب کی عرصہ سے انتظار تھی۔ ماسٹر بھول صاحب جو عرصہ دراز تک ٹریننگ سکول فار ویلیج ٹیچرز موگا کے ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف پر تھے۔ اور اب کرسچن ہائی سکول کھرڑ کے ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف پر ہیں اس کتاب کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب "رہنمائے مدرسین" کے ساتھ استعمال کرنے کے لئے تیار کی گئی ہے۔

صاحب موصوف نے نہایت محنت اور تجربہ کے بعد اس کتاب کو تیار کیا ہے۔ اور اس کے ذریعے مدرسین کی ایک بڑی ضرورت کو پورا کیا ہے۔ امید ہے۔ کہ پرائمری مدارج کے مدرسین اس کتاب کو منگوا کر فائدہ اٹھائیں گے۔

قیمت فی جلد ۶ آنے

ملنے کا پتہ:- مشعل پریس کھرڑ ضلع انبالہ۔

جلد ۲۰ نومبر ۱۹۴۰ء نمبر ۵

فہرست مضامین

تھوڑا عرصہ ہوا میں نے اپنے لیکچر کے دوران میں اس بات پر زور دیا تھا کہ والدین اور سکول افسران کے لئے لازمی ہے۔ کہ وُہ اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کی صحت کی طرف خاص توجہ دیں۔ ایک صحتور طالب علم پڑھائی میں زیادہ ہونہار اور محنتی ہوگا۔ ڈاکٹروں اور ماہران علم النفس نے یہ دریافت کیا ہے کہ جسمانی صحت اور عمدہ دماغ میں گہرا تعلق ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی معلوم کیا ہے۔ کہ ہر ایک جاندار میں بھوک سب سے زیادہ زبردست خواہش ہے بھوک کی حالت میں ایک شخص وُہ کچھ کر گزرتا ہے۔ جسے وُہ سیری کی حالت میں کرنے سے شرمسار ہو۔ بھوک زبردست محرک ہے۔ بھوک کی حالت میں غصہ بہت جلد آتا ہے۔ چوری، جھوٹ، فریب جیسے گناہ سرزد ہوجاتے ہیں۔ تمام دُنیا بھر کے تعلیم یافتہ اشخاص اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ بھوکے اور خالی پیٹ طالب علم موجودہ زمانے کے اعلےٰ طالب علم نہیں ہوسکتے اور نہ ہی مستقبل کے لئے اعلےٰ شہری بن سکتے ہیں۔ ملک امریکہ میں کئی سالوں سے بہت سے سکولوں میں اس اصُول پر عمل کیا جارہا ہے کہ محنتی اور ہوشیار طالب علم حاصل کرنے کے لئے مقوی اور کافی مقدار میں خوراک مہیا کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اُن سکولوں میں طلباء کو دوپہر کے وقت گرم

گرم اور عمدہ کھانا کھلایا جاتا ہے۔ یہ کھانا کئی ایک طریقوں سے مہیا کیا جاتا ہے۔ چند ایک طریقوں کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے :-

بہت سے سکولوں میں مٹھائی اور دودھ اور پھلوں کی دکانیں ہوتی ہیں۔ سکول کے ڈاکٹر کی زیر نگرانی ہر ایک چیز خالص اور مقوی تیار کی جاتی ہے۔ طلباء حسب ضرورت چیز خرید کر کھا سکتے ہیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ سکول کے احاطے میں بچوں کے لئے کھانا تیار ہوتا ہے۔ آدھی قیمت سکول کی طرف سے ادا کی جاتی ہے۔ اور آدھی طلباء کی جیب سے۔ بعض جگہوں پر لوکل میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے کمزور طلباء کو دودھ مہیا کیا جاتا ہے۔ ایک اور طریقہ جو کہ زیادہ تر استعمال کیا جاتا ہے۔ خصوصاً دیہاتی سکولوں میں وہ یہ ہے۔ کہ باری باری ہر ایک جماعت کا ایک ایک لڑکا ایک دن کے لئے اپنی تمام جماعت کے بچوں کے لئے اپنے گھر سے کھانا لاتا ہے۔ چونکہ دیہاتی علاقوں میں روپوں پیسوں کی کمی ہوتی ہے۔ لیکن غلہ اور دیگر خوردنی اشیاء کثرت سے ہوتی ہیں۔ لہذا مندرجہ بالا طریقہ کامیاب ثابت ہوا ہے۔ یہ کھانا سکول میں تیار کرکے گرم گرم تقسیم کیا جاتا ہے۔

. . . .

اخبار نیویارک ٹائمز بابت ۹ رجون سنہ ۱۹۴۰ء میں "آرجنٹین سکول کے بچوں کو غذا کھلاتا ہے" کے موضوع پر ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ ہم موگا اخبار کے اس نمبر میں وہ مضمون دوبارہ شائع کر رہے ہیں۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ بچوں کی صحت اور خوراک کا مسئلہ ہر ملک میں کتنا اہم سمجھا جا رہا ہے۔

ہندوستان کے بہت سے ماہرانِ تعلیم جو بچوں کی بہتری میں دل سے دلچسپی لیتے ہیں اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ اچھی اور مقوی غذا والے بچوں کو سکول میں داخل کرنا نہایت ضروری ہے۔ مسٹر ڈی۔ رُیلے انسپکٹر جنرل آف ایجوکیشن گوالیار ریاست نے اس بات پر خاص زور دیا ہے۔ کہ طلباء کو عمدہ اور طاقتور غذا دی جائے۔ مقوی لیکن کم خرچ غذا کے متعلق ریاست گوالیار کے سکولوں میں بہت سے تجربات کئے گئے ہیں۔ انسپکٹر صاحب نے معلوم کیا ہے۔ کہ اگر بھگوئے ہوئے چنے جن کی کونپلیں پھوٹ نکلی ہوں کھائے جائیں تو اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں۔

- - - - - - - - - - - - - - - - - -

ہمیں خوشی ہے۔ کہ ہم اس نمبر میں مسٹر رُیلے کا ایک مضمون شائع کر رہے ہیں۔ نیز مسٹر فرانسڈ کا مضمون نیو یارک ٹائمز سے نقل کر کے درج کرنے میں ہمیں ایک گونہ مسرت حاصل ہے۔ دونوں مضمون ہندوستانی سکولوں کے استادوں کے لئے باعثِ دلچسپی ہونگے +

"مدیر"

مدت مدید سے کارکنان محکمہ تعلیم اس بات کو محسوس کر رہے ہیں۔ کہ سکول کے بچوں کو مقوی غذا نہیں دی جاتی۔ سکول کے زیادہ تر بچے جو امیر اور متوسط الحال خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ کافی خوراک کھاتے ہیں۔

لیکن وُہ خوراک صحت کو بنانے کی بجائے صحت کو بگاڑنے والی ہوتی ہے اور
اُس میں " C " وٹامن کی کمی ہوتی ہے ۔ چونکہ ہماری روزانہ خوراک میں سبزیات
اور پھل کا زیادہ استعمال نہیں ہوتا ۔ لہذا ہم اور ہمارے بچے جسم کی نشوو
نما کرنے والے ضروری وٹامن " C " سے محرُوم رہتے ہیں ۔

ریاست گوانیار کے محکمۂ تعلیم کے رُوبرُو بھی یہی مسئلہ درپیش ہے ۔
چنانچہ مسلسل تجربات کے ذریعے یہ بات معلوم کی جا چکی ہے ۔ کہ بھگوئے
ہُوئے اور پھُوٹے ہُوئے چنے کھانے سے اچھے نتائج پیدا ہوتے ہیں ۔ اس
خوراک کی قیمت بھی بہت کم ہے ۔ یہ دعوے نہیں کیا جا سکتا ۔ کہ اس قسم
کے چنے کھانے سے دوُدھ یا لسّی جیسی قوت حاصل ہوتی ہے لیکن تجربات
کی بنا پر یہ ضرُور کہا جا سکتا ہے ۔ کہ اِن کے استعمال سے فائدہ مند نتائج حاصل
ہوتے ہیں ۔ دوُدھ اور دوُدھ سے بنی ہُوئی چیزیں مہنگی ہوتی ہیں ۔ اس کے
علاوہ سکوُل کے بچّوں کے لئے شہری علاقوں میں سے خالص اور کافی
مقدار میں دوُدھ مہیا کرنا بہت مشکل کام ہے ۔

گذشتہ سال محکمۂ تعلیم کے انسپکٹر جنرل کو یہ سنہری موقع ملا ۔ کہ وُہ
طلباء کی مقوّی غذا کے متعلق ڈاکٹر ڈبلیو ۔ آر ۔ ایکرائیڈ ڈائرکٹر آف
نیوٹریشنل ریسرچ انسٹیٹیوٹ واقع کونور سے گفتگو کر سکے ۔ واپسی پر
انسپکٹر صاحب نے اُجین میں ایک کمیٹی بنائی جس کے ممبر حسب ذیل ہیں :

(۱) ڈاکٹر صدیقی سپرنٹنڈنٹ اوف ڈسپنسریز علاقہ مالوہ ۔
(۲) میڈیکل انسپکٹر اوف سکولز جنوبی حلقہ
(۳) لوکل انسپکٹر اوف سکولز ۔

یہ کمیٹی متواتر ایک سال تک اُجین کے سکولوں سے منتخب شدہ طلباء

GRAM PLANT
Unsprouted gram
Sprouted gram

کے گروپوں کے ساتھ خوراک کے متعلق تجربے کرتی رہی ہے۔ اِن طلباء کو تجربے کے لئے مندرجہ ذیل چیزیں کھانے کے لئے دی گئیں :۔ خالص دُودھ ملائی کے بغیر دوُدھ۔ لسّی۔ چھوٹے ہُوئے چنے بمعہ کیلسیم لیکٹیٹ۔ خالص چھوٹے ہُوئے چنے۔ صرف کیلسیم لیکٹیٹ۔

بعض گروپوں کو بالکل معمولی خوراک دی گئی۔ چھ ماہ کے عرصے میں معلوم ہو گیا۔ کہ جن بچوّں کو مندرجہ بالا چھ چیزوں میں سے کوئی چیز بھی کھانے کو نہ دی گئی۔ اُن کا بوجھ چھ ماہ میں اوسطاً ایک پونڈ بڑھا۔ لسّی پینے والے گروپ کے لڑکوں کا بوجھ سب سے زیادہ بڑھا۔ یعنی چھ ماہ کے عرصے میں ہر ایک لڑکا اوسطاً ⅔ ۵ پونڈ بڑھا۔ خالص چھوٹے ہُوئے چنے کھانے والوں کے بوجھ میں اوسطاً ⅓ ۲ پونڈ کا اضافہ ہُوا۔

جیسا کہ اُوپر بیان کیا جاچکا ہے۔ کہ تمام ریاست کشمیر میں بہت سی جگہوں پر خالص دوُدھ کا ملنا نہایت ہی مشکل ہے۔ لیکن چنے ہر جگہ بآسانی مل سکتے ہیں۔ لسّی کا خرچ فی طالب علم فی روز ۲ پائی آتا ہے۔ جبکہ چھوٹے ہُوئے چنوں پر صرف ½ پائی خرچ ہوتا ہے۔ خالص دوُدھ اور ملائی اُتارے ہُوئے دوُدھ کے اخراجات میں بھی بہت فرق ہے۔ خالص دوُدھ پر فی طالب علم فی روز ½ ۷ پائیاں خرچ ہوتا ہے جبکہ ملائی کے بغیر دوُدھ پر ½ ۳ پائی روزانہ خرچ آتا ہے۔ ابھی تک تجربہ کیا جارہا ہے جس کے نتائج بعد ازاں ہدیۂ ناظرین کئے جائیں گے۔

چنے بطور خوراک۔ چنے کو عموماً بہت ہی گھٹیا خوراک تصوّر کیا جاتا ہے۔ لیکن دراصل چنوں کا استعمال خواہ کسی طریقے سے کیا جائے طاقتور خوراک ہے۔ چنوں کو بھٹّی میں بُھنا کر چبانا چاہیے۔ لیکن اگر چنوں کو بھگو

دیا جائے اور جب پھوٹ کر ان کی کونپلیں نکل آئیں تب کھانے سے زیادہ قوت حاصل ہوتی ہے۔ ہندوستان میں بھنے ہوئے اور بھگوئے ہوئے چنوں کو کھانے کا رواج صدیوں سے چلا آتا ہے۔ لیکن ان کے فوائد کی طرف ابھی ابھی توجہ دی گئی ہے۔

چند سال ہوئے صوبجات متحدہ کی گورنمنٹ نے اس بات میں دلچسپی لینی شروع کی۔ اسے یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ ہندوستان کے پہلوان اور دیگر کھلاڑی بھگوئے ہوئے چنوں اور دیگر دالوں کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے بھی تجربہ کرنا شروع کیا۔ آخر کار وہاں کے سکولوں میں چنوں کا استعمال کیا جانے لگا۔ ۱۹۳۷ء میں ریاست گوالیار کے محکمۂ تعلیم نے اس کی طرف توجہ دی۔ پہلے پہل تھوڑے سکیل پر تجربے ہوتے رہے۔ علاقہ منڈسور اور گردو نواح میں جو تجربے کئے گئے ان سے بخوبی طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ اگر سکول کے بچوں کو ہر روز تھوڑے سے بھگوئے ہوئے چنے کھلانے کا انتظام کیا جائے تو اُن کی جسمانی حالت میں ترقی ہو سکتی ہے۔ نیز اُن میں بیماریوں پر غلبہ حاصل کرنے کی قوت پیدا ہو گی۔ اب اس ریاست کے تقریباً تمام مڈل سکولوں اور بہت سے پرائمری سکولوں میں دوپہر کے ناشتے کے ساتھ بھگوئے ہوئے چنے دئے جاتے ہیں۔

قیمت: اس دوپہر کے ناشتے کا خرچ محکمۂ تعلیم۔ لوکل سکول فنڈ اور خود طلباء متحدہ طور پر ادا کر رہے ہیں۔ فی طالب علم کا وسطاً ماہواری خرچ ایک آنہ ہوتا ہے۔ اس تھوڑے سے خرچ پر ہر ایک بچے کو ہر روز مٹھی بھر پھوٹے ہوئے چنے مل جاتے ہیں۔

چنے تیار کرنے اور بانٹنے کا طریقہ: چنے تیار کرنے کا طریقہ نہایت ہی آسان

ہے۔ حسب ضرورت چنے بازار سے خرید کر انہیں چھٹک کر صاف کر لیا جائے۔
پھر دو تین دفعہ پانی میں دھو لیا جائے۔ تب انہیں کسی مٹی کے برتن میں رکھ کر
۲۴ گھنٹوں تک پانی میں بھیگا رہنے دینا چاہیئے۔ اس عرصے کے بعد
چنوں کو برتن سے نکال کر تازہ پانی میں دھویا جائے۔ پھر انہیں کسی
مرطوب جگہ پر موسم کے لحاظ سے ۲۴ یا ۴۸ گھنٹوں تک پڑے رہنے دینا
چاہیئے۔ یہ چنے مٹی کے برتن یا بانس کی ٹوکری میں رکھ کر اوپر گیلے کپڑے
سے ڈھانپ دئے جائیں۔ اس عرصے میں چنوں سے سفید سفید کونپلیں
نکل آئیں گی۔ چھوٹی ہوئی حالت کے زیادہ دیر بعد تک انہیں نہیں رکھنا
چاہیئے۔ بلکہ فوراً استعمال کر لئے جائیں۔ کیونکہ اگر کونپلیں سبز ہو گئیں۔ تو
چنے بدمزہ سے ہو جائیں گے۔ آخر کار پھوٹے ہوئے چنوں کو دھو کر انہیں نمک
یا زیرہ یا ادرک یا پودینہ وغیرہ لگا کر مزیدار بنا لیا جائے۔

چنوں کو بچوں میں تقسیم کرنے کا طریقہ بھی سہل ہی ہے۔ باہر میدان
میں بچوں کو جماعتوار قطاروں میں کھڑا کر دو۔ ان کے ہاتھ دھلا دو پھر
ہر ایک بچے کو اندازاً دو تولے چنے دیتے جاؤ۔ انہیں ہدایت کی جائے کہ وہ
چنوں کو آہستہ آہستہ چبائیں۔ جب سب بچے کھا چکیں تو انہیں پانی پلا
کر ان کے ہاتھ دھلا دئے جائیں۔ تب سب بچے قطاروں میں اپنی اپنی جماعت
میں آ جائیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب۔ جماعتوں کے مانیٹروں اور خاص مقررہ
شدہ استادوں کی زیر نگرانی چنوں کو تیار کیا جائے اور بانٹا جائے۔

آخر میں یہ کہہ دینا لازمی ہے۔ کہ یہ سستی اور سادہ خوراک خالص
دودھ کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ فائدہ مند ثابت ہو چکی ہے۔ نیز یہ
چیز بآسانی تیار کی جا سکتی ہے۔ سستی ہے۔ اور ہر ایک مذہب کا طالب علم

بغیر حیل و حجت کے کھا سکتا ہے۔

ہز ہائی نس مہاراجہ سندھیا کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے جنہوں نے طلباء کی جسمانی کمزوری کا خیال کر کے اپنی ذاتی جیب سے ایک لاکھ روپے مرحمت فرمائے ہیں تاکہ ریاست کے طلباء کی صحت کو ترقی دی جائے اور اُنہیں مقوی غذا بہم پہنچائی جائے ۔
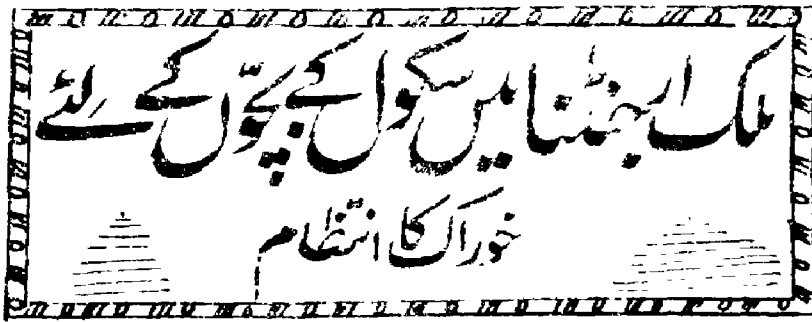
یہ محسوس کر کے کہ خالی پیٹ سے زمانہ حال کے ہونہار طالب علم اور زمانہ مستقبل کے بہترین شہری نہیں بن سکتے ملک ارجنٹنا کے مدارس میں بچوں کے لئے کھانے کا مفت انتظام کیا گیا ہے۔ اس وقت تقریباً ۱۳۰۰ ناشتہ گھروں کا انتظام ہو چکا ہے جن میں ۵۰۰۰ ۱ طالب علم جو حاجتمند اور جسمانی طور پر لاغر ہیں مفت کھانا کھاتے ہیں۔ یہاں کے سکولوں میں سال ۱۹۳۷ء ماہ مارچ میں شروع ہوا۔ اس ایک ماہ کے عرصے میں صرف Buenos Aires شہر کے سکولوں میں ۹۰۰۰ سے زیادہ بچوں کو روزانہ ناشتہ ملتا رہا۔ سردی کے مہینوں یعنی ماہ جون، جولائی و اگست میں اس شہر کے ۳۴ ناشتہ گھروں میں ہر روز ۱۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰۰ بچوں کو مقوی خوراک کھلائی گئی۔

BUENOS AIRES شہر میں گذشتہ آٹھ سالوں سے طلباء کی خوراک کا انتظام ایسی کامیابی اور خوش اسلوبی سے ہوتا رہا ہے۔ کہ نہ صرف ارجنٹنا کے دیگر شہر اس کی پیروی کرنے لگ گئے ہیں۔ بلکہ پڑوس کے ملک برازیل میں بھی سکول کے طلباء کے لئے مفت ناشتہ گھروں کا تجربہ کیا جا رہا ہے۔ ان ناشتہ گھروں کے اخراجات پورے کرنے کے لئے گورنمنٹ نے گھوڑ دوڑوں پر معمولی سا ٹیکس لگا دیا ہے۔ انتظام نہایت عقلمندی و کفایت شعاری سے کیا جاتا ہے۔ تھوڑی سی نقدی میں بہت سے بچوں کو ایسی خوراک دی جاتی ہے۔ جو سستی لیکن مقوی ہو۔ آج کل ان مفت ناشتہ گھروں میں ایک طالب علم کے ناشتے پر ہر روز پونے چار آنے خرچ ہوتے ہیں۔ اس قلیل بجٹ کے ہوتے ہوئے بھی طلباء کو ہر روز لذیذ اور فرق فرق ناشتہ بہم پہنچایا جاتا ہے۔ ہر ایک بل میں مکھن، ڈبل روٹی، دودھ، شوربا اور میوہ جات کا ذکر ضرور آتا ہے۔

ارجنٹنا کے باشندوں کے رواج کے مطابق شوربے کے ساتھ پنیر دیا جاتا ہے۔ ہر روز دسترخوان پر بدل بدل کر کھانا رکھا جاتا ہے۔ مثلاً سوموار کے دن بچے ابلا ہوا گوشت کھاتے ہیں۔ بدھ کے روز گوشت اور مسور کی سبزی ملتی ہے۔ جمعرات کو بھونا ہوا گوشت اور ابلے ہوئے آلو۔ سنیچر کے روز نصف تعطیل ہوتی ہے۔ لہذا اس دن مصالح دار کوفتے ملتے ہیں۔

ناشتہ گھروں کے لئے عمارات: ۔ سکول کے بچوں کے لئے جو ناشتہ گھر چلائے جا رہے ہیں۔ وہ عام طور پر کرائے کی عمارات میں ہیں۔ بعض اوقات ایک بڑا کھانے کا کمرہ ہوتا ہے۔ اور بعض عمارت میں چند چھوٹے کمرے ہوتے ہیں۔ سکول میڈیکل سروس یعنی ہیلتھ کمیٹی چھوٹے چھوٹے

کمروں کو اس مقصد کے لئے زیادہ پسند کرتی ہے۔ کیونکہ اس طرح بچوں کو عمر کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ گروہوں میں تقسیم کرکے کھانا تقسیم کرنا آسان ہوتا ہے

ایک اچھے خاصے ناشتہ گھر میں ہر روز ۳۰۰ بچے کھانا کھا سکتے ہیں۔ بچوں کو اس کے متعلق میں کچھ کام نہیں کرنا پڑتا۔

کھانے کی میز پر بیٹھنے سے پیشتر سب بچے پانی کی ٹونٹیوں سے ہاتھ دھوتے ہیں۔ ان ٹونٹیوں کا پانی ٹین کے ٹبوں میں گرتا جاتا ہے۔ جن بچوں کے لئے اپنے گھر میں نہانے کا انتظام نہیں ہوتا۔ وہ فوارے کے نیچے کھڑے ہوکر غسل کرتے ہیں۔ کبھی کبھی ان بچوں کو حفظِ صحت کے متعلق مفید لیکچر دئے جاتے ہیں۔

ہر ایک بچے کی جسمانی ترقی کا ریکارڈ رکھنے کے لئے ایک ایک کارڈ بنایا جاتا ہے۔ اس کارڈ پر بچے کی عمر۔ گھر۔ قومیت۔ قد۔ بوجھ۔ چھاتی کی پیمائش وغیرہ لکھی جاتی ہے۔ ۸۰ فی صدی سے زیادہ بچے سال کے دوران میں اپنے قد میں بڑھ جاتے ہیں۔

سال بھر میں بچوں کا بوجھ اوسطاً ۴½ سے لے کر ۶½ پونڈ بڑھتا ہے۔ بعض بچے ۴۴ پونڈ تک بوجھ میں بڑھ جاتے ہیں۔

ان کارڈوں سے بچوں کی خاندانی حالت کا اندازہ لگ جاتا ہے۔ ان پر بچوں کے خاندان کے شرکاء کی تعداد۔ زندہ شرکاء کی تعداد۔ آمدنی۔ گھر کی وسعت وغیرہ کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کیسی تنگی اور مصیبت سے زندگی کے دن گذار رہے ہیں۔

ان ناشتہ گھروں کی تازہ ترین رپورٹ جو کہ ۱۹۳۵ء میں شائع ہوئی تھی سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سب لوگوں کو یہ انتظام بہت پسند ہے۔

اس کام کو ترقی دینے کے لئے پبلک کی مالی امداد کی بھی سخت ضرورت ہے
رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ سال ۱۹۳۷ء میں ۱۰۷۳۷ بچوں کو ناشتہ
گھروں سے مفت کھانا دیا گیا۔ ان میں سے ۴۲۱۶ بچے ایسے خاندانوں سے
تعلق رکھتے تھے۔ جن کی ماہوار آمدنی صرف ۱۳ روپے ۶ آنے تھی۔ ۴۸۶۰
بچے ایسے خاندانوں سے تھے جن کی آمدنی ماہوار ۴۲ روپے ۳ آنے تھی۔ ۲۲۶۰
بچے ایسے خاندانوں سے تھے۔ جن کی ماہوار آمدنی ۱۱۱ سے ۱۵۰ پیس (ارجنٹائن سکہ) تھی۔ ۸۰۱ بچے ایسے خاندانوں سے تھے۔ جن کی ماہوار آمدنی ۱۲۵ روپے
۹ آنے تھی۔ صرف ۱۰۱ خاندان ایسے تھے جن کی ماہوار آمدنی ۱۷۵ روپے تھی۔

ان مفت ناشتہ گھروں کے منتظمین صاحبان بچوں کی صحت کے لئے
بہت اچھا پروگرام مرتب کرتے ہیں۔ ان سے بچوں کے والدین کو بھی یہ سبق
ملتا ہے۔ کہ وہ ان کی صحت کا ہر طرح سے خیال رکھیں +

الفرڈ۔اے فریزیئر

طلباء کا بوجھ اور قد
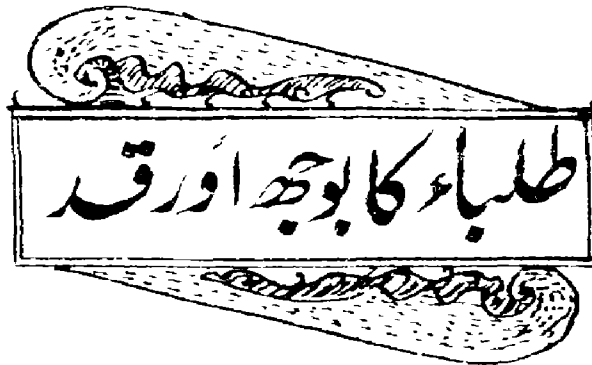
اُستاد صاحبان اپنے شاگردوں کو دیکھکر عموماً ان کی جسمانی حالت
کا اندازہ لگالیا کرتے ہیں۔ کہ آیا وہ عمر کے لحاظ سے قد میں لمبے ہیں یا چھوٹے
چست ہیں یا سُست، مضبُوط ہیں یا نازک اندام۔ عمدہ خوراک کھاتے ہیں
یا معمولی۔ ان کے چہروں پر رونق ہے یا مُردنی چھائی ہوئی ہے۔ زیادہ مشق

اور توجہ سے یہ اندازہ صحیح ہو جاتا ہے۔ لیکن اُستاد کے لئے اپنے طلباء کی قوتِ بینائی و شنوائی کا اندازہ لگانا قدرے مشکل ہوتا ہے۔ اُستاد کو چاہئے کہ وُہ طلباء کے جسم کی بیرونی حالت کو دیکھکر اُن کی بینائی و شنوائی کا اندازہ نہ لگائے بلکہ وقتاً فوقتاً ہر ایک آنکھ اور کان کو علیحدہ علیحدہ ٹسٹ (TEST) کر کے اس کی کمزوری یا نقص کو کسی قابل تجربہ کار ڈاکٹر کے نوٹس میں لائے۔ تاکہ اس کا فوری علاج ہو سکے۔ آنکھ کے ٹسٹ کے لئے طالب علم کو ایک خاص فاصلے پر کھڑا کر کے سامنے دیوار پر لٹکے ہوئے چارٹ کے الفاظ پڑھائے جائیں۔ نیز کسی اُونچی جگہ پر کھڑا کر کے دُور کی چیز دیکھنے کے لئے کہا جائے۔ یہ عمل باری باری ایک آنکھ بند کروا کر کیا جائے۔ کان کے لئے دُور کی آواز اور نزدیک کی دھیمی آواز سننے کے لئے کہہ جائے۔

کان اور آنکھ کے امتحان کے علاوہ طلباء کے قد اور بوجھ کا ریکارڈ رکھنا بھی نہایت ضروری ہے۔ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو تمام طلباء کے قد کی پیمائش کی جائے۔ اور بوجھ معلوم کیا جائے۔ اس طرح معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ فلاں طالب علم نے نشوونما میں کتنی ترقی یا تنزلی کی۔ ایک تجربہ کار اُستاد کا بیان ہے۔ کہ اگر تم وقتاً فوقتاً بچے کا بوجھ اور قد معلوم کرتے رہو۔ تو اُس بچے کو اپنے جسم میں دلچسپی پیدا ہو گی۔ اُسے خود بخود اپنی صحت عمدہ بنانے اور ورزش کر کے جسم کو طاقتور بنانے کا خیال پیدا ہو گا۔ اگر پیمائش کرتے وقت کسی طالب علم کا بوجھ اور قد اس کے ہم عمر لڑکوں سے کم ہو گا۔ تو اُسے خود بخود احساس پیدا ہو گا۔ کہ وُہ جسمانی طور پر کمزور ہے اور کہ اُسے بوجھ اور قد میں ترقی کرنی چاہیئے۔ اگر وہ عمر کے لحاظ سے اپنے ہم عمر دوستوں سے بوجھ اور قد میں زیادہ ہو گا۔ تو اُسے خوشی حاصل ہو گی۔ آئندہ وُہ یہ کوشش کرے گا۔ کہ اس کی صحت دوسروں سے بڑھ چڑھکر رہے۔

جسم کا محض موٹا ہونا صحت کی نشانی نہیں۔ ممکن ہے۔ کہ جو بچہ اپنی عمر کے لحاظ سے قد اور بوجھ میں اوسطاً صحیح ہو۔ لیکن پھر بھی اُس کی صحت خراب ہو یا مناسب خوراک کے نہ ملنے سے اس کی قوت میں کمی ہو۔ فرداً فرداً ہر ایک بچے کی صحت اور کمزوری کی طرف توجہ دینا کوئی آسان کام نہیں۔ اس کام میں وقت اور دماغ خرچ ہوتا ہے۔ سکول کے روزانہ ٹائم ٹیبل کو پورا کرنا ہی بعض حالات میں مشکل ہوتا ہے۔ لیکن ہمارا فرض ہے۔ کہ اُن بچوں کی طرف سب سے پہلے توجہ کریں۔ جو کہ عمر کے لحاظ سے اوسطاً قد اور بوجھ میں کم نہیں۔ اُن کی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

کسی بچے کی ایک خاص عمر پر قد اور بوجھ کی پیمائش کرنی اتنی ضروری نہیں۔ جتنا کہ بوجھ اور قد کی نسبت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر بوجھ پونڈوں میں لیا جائے۔ اور قد انچوں میں تو پیدائش کے وقت اوسطاً نسبت ۱:۳ سے قدرے زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ نسبت رفتہ رفتہ بڑھتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ چھ سال کی عمر میں ۱:۱ ہو جاتی ہے۔ ۵ سال سے ۱۸ سال کی عمر تک اوسط نسبت مندرجہ ذیل گوشوارے سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

قد اور بوجھ کی نسبت سے زیادہ ضروری بات بچے کا ہر ماہ بڑھنا ہے۔ اس کے معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے۔ $\frac{\text{قد: بوجھ}}{\text{وقت}}$ ہر ایک بچہ اپنا قد اور بوجھ دکھانے کے لئے ماہواری گراف یا سالانہ گراف تیار کرنا پسند کریگا۔ بعض حالات میں بچہ ہر ماہ متواتر نہیں بڑھتا۔ لیکن اگر کوئی بچہ دو تین ماہ تک بوجھ میں بالکل نہ بڑھے تو دریافت کرنا چاہئے کہ کیا نقص ہے۔

طلباء کے بوجھ اور قد کی پیمائش کرتے وقت تولنے والی مشین یا ترازو کو بالکل درست کر لو۔ طلباء کے بھاری کپڑے اور بوٹ اتروا کر بوجھ لینا

چاہئے۔ قد ماپنے کا فیتہ صحیح ہو۔ ہموار زمین پر سیدھے کھڑا ہو کر پیمائش کروائی جائے۔ جب تک بوجھ تولنے والی دونوں مشینیں ایک دوسرے سے ملتی جلتی نہ ہوں تب تک اُن دونوں پر تولے ہوئے بوجھ کا مقابلہ نہ کرو۔ صحیح قد ماپنے کے لئے پہلے دیوار پر فٹوں اور انچوں کے نشانات لگا لو۔ پھر بچّے کو کہو کہ وُہ سر، پیٹھ اور ایڑی دیوار سے لگا کر سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اُس کے سر پر ایک کتاب یا گتّے کا چاک کا ڈبہ رکھکر ۹۰ درجے کے زاویئے پر نشان لگا لو۔ سر پر پنسل یا چھڑی رکھکر نشان نہ لگاؤ۔ کیونکہ اس طرح زاویہ میں فرق پڑ جاتا ہے۔

۱۵ اپریل ۲ مئی سنہ ۱۹۲۴ء میں مشن سکول موگا میں جو سالانہ انسٹیٹیوٹ ہُوا تھا۔ اُس میں حاضر ہونے والے اُستادوں کی درخواست پر مندرجہ ذیل شجرے تیار کئے گئے ہیں۔ یہ تجربات امریکہ سکول کے لڑکوں اور لڑکیوں پر کئے گئے ہیں۔ اُمید کہ ہندوستانی سکولوں کے استاد اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

بوجھ پونڈوں میں۔

لڑکوں کے قد اور بوجھ کا نقشہ

قد انچوں میں	عمر ۵ سال	عمر ۶ سال	عمر ۷ سال	عمر ۸ سال	عمر ۹ سال	عمر ۱۰ سال	عمر ۱۱ سال	عمر ۱۲ سال	عمر ۱۳ سال	عمر ۱۴ سال	عمر ۱۵ سال	عمر ۱۶ سال	عمر ۱۷ سال	عمر ۱۸ سال
۳۹	۳۵	۳۶	۳۷											
۴۰	۳۷	۳۸	۳۹											
۴۱	۳۹	۴۰	۴۱											
۴۲	۴۱	۴۲	۴۳	۴۴										
۴۳	۴۳	۴۴	۴۵	۴۶										
۴۴	۴۵	۴۶	۴۶	۴۷										

									۴۹	۴۸	۴۸	۴۷	۴۷	۴۵
									۵۱	۵۰	۵۰	۴۹	۴۸	۴۶
								۵۴	۵۳	۵۲	۵۲	۵۱	..	۴۷
							۵۷	۵۶	۵۵	۵۵	۵۴	۵۳	..	۴۸
							۵۹	۵۸	۵۸	۵۷	۵۶	۵۵	..	۴۹
						۶۲	۶۱	۶۰	۶۰	۵۹	۵۸	..	..	۵۰
						۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	۶۱	۶۰	..	..	۵۱
						۶۸	۶۷	۶۵	۶۴	۶۳	۶۲	..	..	۵۲
					۷۱	۷۰	۶۹	۶۸	۶۷	۶۶	..	..	..	۵۳
					۷۴	۷۳	۷۲	۷۱	۷۰	۶۹	..	..	..	۵۴
				۷۸	۷۷	۷۶	۷۵	۷۴	۷۳	..	..	..	..	۵۵
				۸۲	۸۱	۸۰	۷۹	۷۸	۷۹	..	..	..	..	۵۶
			۸۶	۸۵	۸۴	۸۳	۸۲	۸۱	..	..	..	..	..	۵۷
		۹۱	۹۰	۸۸	۸۷	۸۶	۸۵	۸۴	..	..	..	..	..	۵۸
	۹۷	۹۶	۹۴	۹۲	۹۰	۸۹	۸۸	۸۷	..	..	..	..	..	۵۹
	۱۰۲	۱۰۱	۹۹	۹۷	۹۴	۹۳	۹۲	۹۱	..	..	..	..	..	۶۰
۱۱۰	۱۰۸	۱۰۶	۱۰۴	۱۰۲	۹۹	۹۷	۹۵	..	..	..	..	..	..	۶۱
۱۱۶	۱۱۳	۱۱۱	۱۰۹	۱۰۶	۱۰۴	۱۰۲	۱۰۰	..	..	..	..	..	..	۶۲
۱۱۹	۱۱۷	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۱	۱۰۹	۱۰۷	۱۰۵	..	..	..	..	..	..	۶۳
۱۲۲	۱۲۰	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۵	۱۱۳	..	..	..	..	..	..	..	۶۴
۱۲۶	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۰	..	..	..	..	..	..	..	.	۶۵

۶۶	..	..	..	..	..	..	..	..	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰
۶۷	..	..	.	..	..	..	..	..	۱۳۰	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۵
۶۸	..	..	..	..	..	..	..	-	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۹
۶۹	..	..	..	..	-	..	..	..	۱۳۸	۱۳۹	۱۴۰	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۳
۷۰	..	..	..	..	..	..	..	..	..	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۷
۷۱	..	..	..	..	..	..	..	..	..	۱۴۷	۱۴۹	۱۵۰	۱۵۱	۱۵۲
۷۲	..	..	.	..	..	..	..	-	..	۱۵۲	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۷

بوجھ پونڈوں میں

لڑکیوں کے قد اور بوجھ کا نقشہ

قد انچوں میں	عمر ۵ سال	عمر ۶ سال	عمر ۷ سال	عمر ۸ سال	عمر ۹ سال	عمر ۱۰ سال	عمر ۱۱ سال	عمر ۱۲ سال	عمر ۱۳ سال	عمر ۱۴ سال	عمر ۱۵ سال	عمر ۱۶ سال	عمر ۱۷ سال	عمر ۱۸ سال
۳۹	۳۴	۳۵	۳۶											
۴۰	۳۶	۳۷	۳۸											
۴۱	۳۸	۳۹	۴۰											
۴۲	۴۰	۴۱	۴۲	۴۳										
۴۳	۴۲	۴۲	۴۳	۴۴										
۴۴	۴۴	۴۵	۴۵	۴۶										
۴۵	۴۶	۴۷	۴۷	۴۸	۴۹									
۴۶	۴۸	۴۸	۴۹	۵۰	۵۱									
۴۷	..	۴۹	۵۰	۵۱	۵۲	۵۳								

۴۸	..	۵۱	۵۲	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶							
۴۹	..	۵۳	۵۴	۵۵	۵۶	۵۷	۵۸							
۵۰	..	..	۵۶	۵۷	۵۸	۵۹	۶۰	۶۱						
۵۱	..	..	۵۹	۶۰	۶۱	۶۲	۶۳	۶۴						
۵۲	..	..	۶۲	۶۳	۶۴	۶۵	۶۶	۶۷						
۵۳	..	..	..	۶۶	۶۷	۶۷	۶۸	۶۹	۷۰					
۵۴	..	..	..	۶۸	۶۹	۷۰	۷۱	۷۲	۷۳					
۵۵	..	..	..	..	۷۲	۷۳	۷۴	۷۵	۷۶	۷۷				
۵۶	..	..	..	..	۷۶	۷۷	۷۸	۷۹	۸۰	۸۱				
۵۷	..	..	..	..	..	۸۱	۸۲	۸۳	۸۴	۸۵	۸۶			
۵۸	..	..	..	..	..	۸۵	۸۶	۸۷	۸۸	۸۹	۹۰	۹۱		
۵۹	..	..	..	..	..	۸۹	۹۰	۹۱	۹۳	۹۴	۹۵	۹۷	۹۸	
۶۰	..	..	..	..	..	..	۹۴	۹۵	۹۷	۹۹	۱۰۰	۱۰۲	۱۰۴	۱۰۶
۶۱	..	..	..	..	..	..	۹۹	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۴	۱۰۶	۱۰۸	۱۰۹	۱۱۱
۶۲	..	..	..	..	..	..	۱۰۴	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۹	۱۱۱	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۵
۶۳	..	..	..	..	..	..	۱۰۹	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۵	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹
۶۴	..	..	..	..	..	..	..	۱۱۵	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۱	۱۲۲
۶۵	..	..	..	..	..	..	..	۱۱۷	۱۱۹	۱۲۰	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۵
۶۶	..	..	..	..	..	..	..	۱۱۹	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۴	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸
۶۷	..	..	..	..	..	..	..	..	۱۲۴	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۹	۱۳۰
۶۸	..	..	..	..	..	..	..	..	۱۲۶	۱۲۸	۱۳۰	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۴

٦٩	..	..	..	..	..	..	..	..	١٢٩	١٣١	١٣٣	١٣٥	١٣٦	١٣٧
٧٠	..	..	..	..	..	..	..	..	..	١٣٤	١٣٦	١٣٨	١٣٩	١٤٠
٧١	..	..	..	..	..	..	..	..	..	١٣٨	١٤٠	١٤٢	١٤٣	١٤٤
٧٢	..	..	..	..	..	..	..	..	..	..	١٤٥	١٤٧	١٤٨	١٤٩

یہ مضمون "اختراعی مشاغل" پر مضامین کے سلسلے کا پہلا جزو ہے
یہ مضمون اور اس کا سیکنڈ پارٹ اس خطبے یا لیکچر کے حصے ہیں۔ جو کہ مسٹر
کے۔ ایچ ٹامسن۔ ایم۔ اے ایڈیٹر رسالہ ہذا نے وُڈ سٹاک سکول مصوری پہاڑ
میں والدین اور اساتذہ کی باہمی مجلس میں ماہ جولائی میں پیش کیا تھا۔

'مدیر'

ماہوار میگزین "HYGEIA" کی ماہ مئی کی اشاعت میں مندرجہ
ذیل تین باتیں پڑھکر مجھے بہت حیرت ہوئی۔ میں ان باتوں کو خوب غور
سے سوچنے لگا۔

(۱) مسٹر جے۔ ایڈگر۔ ہُوور نے بارہا اعداد و شمار شائع کرکے یہ ظاہر کرنے کی

کوشش کی ہے۔ کہ امریکہ میں جرائم اس قدر بڑھ گئے ہیں۔ کہ ہر ایک استاد والدین اور بچے کو ۱۲۰ $ سالانہ اُن کی نذر کرنے پڑتے ہیں۔ مسٹر اِڈگر کا دعوے ہے۔ کہ اُس ملک میں قانون شکن لوگوں کی تعداد ۴½ لاکھ کے قریب ہے اور کہ ہر ۲۲ سیکنڈوں کے بعد ایک سخت جرم کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

(۲) نفسیات کے ماہرین بتاتے ہیں کہ آج کل دُنیا کے عام لوگوں میں ایک قسم کی دلی بے چینی، ناقابلیت اور سماجی کمزوری پائی جاتی ہے۔ یہ ایک مشہور بات ہے۔ کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ہسپتالوں کی تقریباً آدھی چارپائیاں دماغی امراض میں مُبتلا اشخاص سے بھری ہُوئی ہیں۔

(۳) W CARSON RYAN اپنی کتاب "Mental Health through Education" (دماغی صحت بذریعہ تعلیم) میں لکھتا ہے۔ کہ ہائی سکولوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کی زیادہ تر تعداد آخر کار دماغی امراض کا شکار ہو کر ہسپتالوں میں جائے گی۔ اور تھوڑی تعداد کالجوں میں جائے گی۔

یہ تینوں بیان بہت سخت ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو۔ کہ ہم اُستاد اور والدین ہونے کی حیثیت میں ان باتوں کی بابت کچھ خیال کریں۔ اس مضمون کا مصنف ان باتوں کی روک تھام کے پروگرام کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار بھی کرتا ہے۔ کہ عملی طور پر کیا کیا جا سکتا ہے۔" روک تھام کا پروگرام جس پر ماڈرن جماعتوں میں عمل کیا جا رہا ہے۔ اکثر اوقات بعض معمولی حالتوں میں دماغی اصلاح کا کام بھی دیتا ہے۔ دماغی ہائجین اور ترقی پذیر طریقہ ہائے تعلیم بہت سے اصول پیش کرتے ہیں۔

"روک تھام کے پروگرام کا ایک ضروری جزو اُن آثار و عادات کا جو کہ بعد ازاں سکول اور زندگی میں باعثِ تکلیف ثابت ہونگی جلد از جلد

بتہ لگانا ہے ۔ آوارہ پن میل جول نہ ہونا ۔ اور انتہا درجے کی چال چلن اِن قسم کے آثار ہیں ۔

بچے کی رہنمائی کی تحریک سے معائنہ صاحبان نے دریافت کر لیا ہے کہ کام سے جی چرانا یا میل جول نہ رکھنا شدید چال چلن کی نسبت بچے کی آئندہ قابلیت کو زیادہ نقصان پہنچاتا ہے ۔

اُستادوں کو انتہا درجے کے چال چلن کی بابت شُبہ ہو جاتا ہے ۔ اگر کوئی بچہ بالکل چپ چاپ رہتا ہو یا زیادہ شور و غل کرنے والا ہو یا ایسا ہو کہ وُہ اپنی ذمہ داری اور الزام کو ٹالنے کے لئے بہت سے بے بُنیاد بہانے بنائے تو موجودہ اُستاد حق بجانب ہے کہ وُہ اُس بچے کا زیادہ مُفصّل مطالعہ کرے جتنا کہ حالات اجازت دیں اور اس کی تکلیف کی وجوہات معلوم کر کے آئندہ اُن کی روک تھام کی کوشش کرے ۔

ایسا اُستاد اُس بچے کی امداد کی کوشش کرتا ہے ۔ جو دن کے وقت بہت خواب دیکھتا ہو یا دوسروں پر بارہا الزام لگاتا ہو یا جسّی طور و اطوار کے لئے بہت سی مدلل وجوہات پیش کرتا ہو یا بہت لڑاکا ہو ۔ یا بے حد بے چین رہتا ہو ۔

چونکہ روک تھام کرنا علاج کرنے سے آسان ہے اس لئے یہ بہت آسان ہے کہ پڑھنا سکھانے کی ابتدا ہی درست طریق پر کی جائے بہ نسبت اس کے کہ بچے کی اس وقت اصلاح کی جائے ۔ جب کہ وُہ جسّی باتوں اور دیگر کمزوریوں کا شکار ہو چکا ہو ۔ نیا رُجحان یہ ہے ۔ کہ بچے کو جب تک کہ وُہ تقریباً ۶½ سال عمر کا نہ ہو جائے ۔ اور اس کے پاس بنیادی تجربہ ، ذخیرہ الفاظ اور پڑھنے کی زبردست خواہش نہ ہو ۔ اُسے پڑھنا سکھانے کی کوشش نہ

کی بات ہے ۔ ایک گروپ میں اکٹھا کام کرنے کے ذریعے بہت سے ملکی تعلیم کے ذرائع کو کامیابی کے ساتھ پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ ایک جماعت کے تمام طلباء کو زندگی کے لئے تیار کرنے کا ایک اچھا طریقہ اُن کی مروّجہ جماعت کی زندگی کو اچھا بنانا ہے ۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سب سے بہترین تیاری جو کہ بچہ اپنی زندگی کے لئے کر سکتا ہے ۔ وہ عملی خصوصیت ہے

ڈاکٹر ایسٹر کہتا ہے کہ ذمہ داری کا ایک اور پہلو ایک ذریعہ ہے ۔ جس سے کہ لڑکے اور لڑکیاں کو کامیابی حاصل کرنے کے لئے بہت مدد ملتی ہے ۔ بچے اکثر ذمہ داری کو خوب محسوس کرتے ہیں ۔ مثلاً پانچویں جماعت کی ایک لڑکی جب بیمار ہوئی تو اُس کا باپ ڈاکٹر کے پاس لے گیا معائنہ کے اختتام پر ڈاکٹر نے باپ کو کہا کہ وہ بچی کو اگلے بدھوار صبح ساڑھے نو بجے دوبارہ لائے ۔ لڑکی نے فوراً کہا کہ وہ اس وقت نہیں آ سکتی ۔ کیونکہ وہ اپنی جماعت کی نقشہ سازی کی کمیٹی کی صدر ہے ۔ اور اسی دن اس کمیٹی کے جلسے میں اُس نے رپورٹ پیش کرنی ہے ۔

بچوں پر اُن کی جماعت کی رائے عامہ کا بہت اثر ہوتا ہے ۔ قابل اُستاد اُن کو اس طرح مرتب کرتا ہے ۔ کہ اس کا اثر بجائے بُرا ہونے کے اچھا ہوتا ہے ۔ رائے عامہ کے اثر کا اندازہ ایک واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے جو کہ ییل یونیورسٹی کے ڈاکٹر ہرٹ شورن نے بیان کیا ہے ۔ اُس نے بتایا ہے کہ ایک لڑکا سکول کے وقت کے بعد چیزیں چُرا لیا کرتا تھا ۔ مگر ایک دن اُس کے ہم جماعت نے اُس کے ساتھ دھوکا کیا ۔ تو وہ رونے لگا ۔ جماعت کے قانون کے مطابق جماعت میں دھوکا بازی کرنے کی اجازت نہ تھی مگر اس میں سکول کے باہر چوری کرنے کا کوئی ذکر نہ تھا ۔

جمہوریت کی رُوح جو کہ طلباء خود محسُوس کرتے ہیں۔ "برداشت" کے سبق کے لئے بنیاد کا کام دیتی ہے۔ موجودہ زمانے کا کمرۂ جماعت مِل جُل کر رہنے کا ایک کارخانہ ہے۔ جمہوریت کا بڑا اصُول خواہ وُہ ملک، ریاست یا کمرۂ جماعت میں ہو یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص کو ضروری خیال کیا جائے اور اُسے اپنے قوٰے کو بڑھانے کا موقع دیا جائے۔ جمہوریت کے ہوتے ہوئے ہر ایک شخص رفاہ عام کے لئے کچھ کرنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ اس قسم کی جماعت کا اُستاد ہر ایک لڑکے کی علیٰحدہ علیٰحدہ خوبیوں و قوتوں کی تلاش میں رہتا ہے۔ تاکہ اُن سے مناسب فائدہ اُٹھایا جا سکے۔ کسی لڑکے پر بھی اس کی برداشت سے بڑھکر بوجھ نہیں ڈالا جاتا۔ ہر ایک کو موقع دیا جاتا ہے۔ کہ وُہ اپنے میں خود اعتمادی کے مادے کو ترقی دے۔ جس کے ذریعے وُہ حال اور مستقبل کے مسائل سے دو چار ہو سکے۔

زبردستی اور مجبوری سے کام کروانا بند کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اِس سے بچّوں کا نقصان ہوتا ہے۔ بندش و مجبوری کو دُور کرنے کے لئے بچّوں سے کہا جاتا ہے۔ کہ وُہ اپنی بزمِ ادب کے لئے صدر یا سیکرٹری کا چناؤ کرنے میں ووٹ دیں۔ یا کسی پروجیکٹ یا پروگرام یا کتاب کا انتخاب کریں۔

مجبُوری کی قید اُس وقت دُور ہو جاتی ہے۔ جب کہ بچّے یہ محسُوس کرتے ہیں۔ کہ سکول کے معاملات و انتظامات میں اُن کا بھی کوئی حصّہ ہے۔

اس مضمون کا مصنّف کہتا ہے۔ کہ موجودہ کمرۂ جماعت

میں اختراع کی رُوح کو ترقی دینی چاہئے۔ بہت کچھ حفظ کرنے کی بجائے بچوں کو اختراعی مشاغل کا موقعہ دیا جائے۔ علیحدہ علیحدہ مقابلے کی بجائے گروپ میں مل جُل کر باہمی امداد کرنے کو زیادہ ترقی دینی چاہئے۔

میرے خیال میں اس مضمون کا سب سے ضروری حصّہ یہی ہے۔ پہلے بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ کہ روک تھام کے پروگرام میں اختراعی مشاغل کو زیادہ اہمیت دینی چاہئے۔

آج کل جو تعلیم ہمارے ہائی سکولوں میں دی جاتی ہے۔ وُہ محض روزمرہ کا دستور العمل ہے۔ سائنس، ہسٹری اور جغرافیے میں اختراعی مشاغل کی طرف بالکل دھیان نہیں دیا جاتا۔ یہی حال انگریزی کا ہے۔ بہت سے علاقوں میں اختراعی تعلیم دی جاتی ہے۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ عُمدہ اور مسرّت آمیز زندگی گزارنے کے لئے اختراعی مشاغل میں مشغول ہونا ضروری ہے۔ میں تو یہاں تک بھی کہنے کو تیار ہوں۔ کہ تمام تعلیم اختراعی تعلیم ہونی چاہئے۔ مجھے اُمید واثق ہے۔ کہ آپ یہاں سے رُخصت ہو کر میری باتوں پر عمل کریں گے۔ ہم ہائی اسکولوں کے اُستاد زیادہ تر مقررّہ نصاب پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ اور یہی کافی سمجھتے ہیں۔ کہ جماعت کے سب بچے امتحان میں پاس ہو جائیں۔ ہم بچوں کو واقفیت عامہ اور اختراعی مشاغل سے محروم رکھتے ہیں۔

میرا خیال ہے۔ کہ ہم اپنی کنڈر گارٹن جماعت میں سب سے اچھی تعلیم دیتے ہیں۔ کیونکہ کنڈر گارٹن کے بچوں کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے اور مختلف چیزیں بنانے کی آزادی ہوتی ہے۔ جوں جوں وُہ بچہ بڑی جماعتوں میں جاتا ہے۔ اسے اُستاد کی مرضی اور مقررّہ نصاب کے

مطابق کام کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ جب وُہ ہائی کلاس تک پہنچ جاتا ہے۔ تو وہ محض نقل نویس رہ جاتا ہے۔ اپنے تخیل کی مدد سے خود کچھ نہیں بنا سکتا۔

میرا دوست ڈاکٹر رگل اپنی کتاب "The new High School in The making" میں کہتا ہے: "جدید طریقِ تعلیم کے سکولوں کا اصول ہے کہ جس تعلیم سے بچے کی سرشتوں میں تربیت و نشوونما نہ ہو سکے وُہ تعلیم ادھوری اور فضول ہے۔ تعلیم سے صرف ذہنی اصلاح ہی مقصود ہو۔ تعلیم صرف بہت سے فارمولے اور واقعات کو حفظ کرنے کا نام نہ ہو۔ ہمارے معلم کو اب اس بات کا احساس ہوا ہے کہ جب تک بچوں کے ذہن، ہاتھ اور خیالات کو تعلیمی سلیقے میں نہ ڈھالا جائے تب تک وُہ اپنے آپ کو درست طور پر نہیں سمجھ سکتے یعنی اُن میں خود شناسی کا مادہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بچوں کو اپنے ابتدائی تجربات کی مدد سے اپنے قدرتی رجحانات کے ساتھ ساتھ بڑھنے دیا جائے۔ انہیں آزادی دی جائے۔ تاکہ وُہ اپنے خیالات اور اپنی صلاحیتوں کا عملی طور پر اظہار کر سکیں۔

ایک مشہور انگلش سکول ماسٹر مسٹر سینڈرسن تعلیم کے متعلق کہتا ہے:-

"سکول محض اس قسم کی جگہ نہیں ہونی چاہئے جہاں لڑکا سبق سیکھنے آتا ہے بلکہ ایسی جگہ ہو جہاں وُہ کچھ نہ کچھ دستی کام کرتا اور چیزیں بناتا ہو۔ بہت سا وقت اوزاروں کے متعلق سیکھنے میں صرف کر دیا جاتا ہے۔ اور انہیں استعمال بہت کم کیا جاتا ہے۔ ریاضی۔ زباندانی اور سائنس محض اوزار ہیں۔"

ڈاکٹر کلپیٹرک اپنی کتاب "حصولِ تعلیم" میں ڈاکٹر ہیچ کے تجربات کو بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر ہیچ تقریباً پندرہ سال عمر کی ہائی سکول گرلز کے ایک گروپ کو ہسٹری پڑھاتا ہے۔ یہ ہسٹری طالبات کی اپنی مرضی اور اُن کے شخصی مقاصد کو مدِنظر رکھکر پڑھائی جاتی ہے۔ پڑھانے کا طریقہ ملاحظہ ہو:-

"ڈاکٹر ہیچ نے پہلے ماڈرن یورپ کی ہسٹری کے متعلق چند ایک اشارات کی فہرست تیار کی۔ اُن میں سے ایک بات "آئرلینڈ کے مسئلے" کے متعلق تھی۔ یہ اُس وقت کا واقعہ ہے۔ جب کہ انگلینڈ اور آئرلینڈ میں کچھ کشمکش تھی۔ کہ انگلینڈ آئرلینڈ کے ساتھ کیا سلوک کرے۔ جب لڑکیوں نے ڈاکٹر ہیچ کے تمام اشارات کو پڑھا تو ایک لڑکی نے کہا۔ "ہم آئرلینڈ کے مسئلے کو پسند کرتے ہیں۔ آؤ ہم اس کے متعلق واقفیت حاصل کریں"۔ ڈاکٹر صاحب نے معلوم کر لیا۔ کہ جماعت کی چند ایک لڑکیاں آئرلینڈ کے حق میں ہیں۔ اور بعض ایک انگلینڈ کے حق میں ہیں۔ اس لئے اس سوال پر بحث کرنے سے جماعت میں جھگڑا فساد ہونے کا خطرہ ہے۔ اُستاد نے بہتیرا کہا۔ کہ اس سوال پر بحث کرنی فضول ہے۔ لیکن جماعت نے اس کو بہت پسند کیا۔ آخر کار اُستاد کو طلباء سے متفق ہونا پڑا۔ آئرلینڈ کے مسئلے کا پہلا سوال جو اُنہوں نے سوچا تھا۔ یہ تھا۔ کہ انگلینڈ کو آئرلینڈ کے ساتھ کیا کرنا چاہئے؟" اُستاد نے پوچھا "اس سوال کو سوچنے سے پہلے تمہیں پہلا کام کیا کرنا چاہئے؟" چونکہ طلباء نے اس کے متعلق بہت کم پڑھا تھا۔ اس لئے انہوں نے ہسٹری اور آئرلینڈ کے بیان کو ازسرِنو پڑھنے کا ارادہ کیا۔ پھر سوال پیدا ہوا۔ کہ کونسی ہسٹری اور کونسا باب پڑھا جائے۔ ایک طالب علم نے بتایا۔ کہ جماعت میں مقرر کردہ کتاب پڑھی جائے لیکن دوسروں نے انکار کر دیا۔ ایک طالب علم

Encyclopaedia Britannica نے پڑھنے کی تجویز پیش کی۔ لیکن یہ تجویز بھی رد کر دی گئی۔ وہ سکول کی لائبریری میں جا کر کتابیں ڈھونڈتے رہے۔ اس طرح ہسٹری کے متعلق پڑھنے کے علاوہ انہیں یہ بھی مشق ہو گئی۔ کہ کس طرح پڑھنا چاہئے۔ آخر کار انہوں نے اپنی اپنی سمجھ کے مطابق کتابیں اور رسالے پڑھکر ضروری باتیں نوٹ کر لیں۔

ایک دن جماعت میں لڑکیاں آپس میں جھگڑنے لگیں۔ مسٹر ہیج نے کتاب سے پڑھکر سنایا کہ امریکہ میں بڑی اور چھوٹی ریاستوں میں جب جھگڑا ہو گیا۔ تو مسٹر بنجمن فرنکلن نے اٹھکر کہا۔ "حاضرین۔ ہمیں زیادہ طیش میں آنے کی بجائے صبر و تحمل سے حالات کا بخوبی مطالعہ کرنا چاہئے۔ تاکہ سب باتیں ہم پر روشن ہو جائیں۔ ہم اس لئے لڑتے ہیں۔ کہ ہمیں حالات سے پوری پوری واقفیت نہیں۔

ایک لڑکی نے اٹھ کر کہا "بالکل درست ہے۔ ہمیں زیادہ غصے کی بجائے زیادہ روشنی کی ضرورت ہے۔" پس انہوں نے جماعت کا ماٹو "زیادہ روشنی کم گرمی" رکھ لیا۔ اس ایک سوال سے انہوں نے صبر و تحمل کے ساتھ بحث کرنا سیکھ لیا۔ ہندوستان میں بہت کم بڑے بڑے جھگڑے کے بحث کر سکتے ہیں۔

لڑکیوں کو اس سوال کی مکمل تحقیقات کرنے میں دو ماہ لگے۔ استاد اُن کی رہنمائی کرتا رہا۔ لیکن اس نے ان کی کارروائی میں دخل دینا مناسب نہ سمجھا۔ سال کے آخر پر ان لڑکیوں کا ان لڑکیوں سے مقابلہ ہوا جو محض نصابی کتب پر بھروسہ رکھتی تھیں۔ نئے میتھڈ سے پڑھی ہوئی لڑکیوں نے سوالات کے جواب زیادہ مفصل اور درست دئے۔ یہ لڑکیاں خود سوچتی تھیں۔ فیصلہ کرتی تھیں۔ عملی کام کرتی تھیں۔ جب کہ دوسری لڑکیاں

کتابوں سے واقعات رٹتی تھیں۔ سکول کی زندگی کے بعد بھی ان لڑکیوں کو یہ واقعات نہ بھولے۔ وہ سروقت دلچسپی سے اس بیان کو پڑھتی تھیں۔ پرانے طریقے سے پڑھی ہوئی لڑکیوں کو یہ باتیں امتحان کے بعد بھول گئیں۔ ڈاکٹر کلپٹرک کا بیان ہے۔ "جن بچوں کا ارادہ و مقصد مضبوط ہوتا ہے وہ کمزور ارادے والوں کی نسبت زیادہ اچھا کام کرتے ہیں"۔

"پر مقصد کام سے شوق بڑھتا ہے۔ اور کام بھی بہترین ہوتا ہے"۔

مسٹر دابیر اپنی کتاب "Suggestions for the Teaching of the mother Tongue in India" میں لکھتے ہیں۔ "مادری زبان سکھاتے وقت ہمارا ایک مقصد یہ بھی ہونا چاہیے کہ بچوں میں اختراعی لکھائی کا مادہ پیدا کیا جائے۔ اگر ہم رکاوٹ نہ ڈالیں تو وہ ضرور نئے طریقے سے لکھنا پسند کریں گے۔ ان کی حوصلہ افزائی کرو۔ اگر حالات مناسب ہوں تو بہت سے بچے اعلیٰ شاعر یا عمدہ کاتب یا بہترین مصنف بن سکتے ہیں"۔

خوش قسمتی سے مجھے اور میری لیڈیز گو گذشتہ موسم سرما میں ماڈرن ہائی سکول نئی دہلی کو دیکھنے کا موقع ملا۔ سکول کی ہیڈ مسٹرس مس لیوس صاحبہ نے کنڈر گارٹن سے لے کر تمام جماعتوں کا کام ہمیں دکھایا۔ ہم دیکھ کر حیران ہوتے کہ ہر ایک جماعت میں لڑکے کچھ نہ کچھ بنا رہے تھے۔ اپنی زبان چلانے کی بجائے وہ لکھنا اپنے ہاتھ پاؤں زیادہ استعمال کرتے تھے۔ دستکاری کی کلاس میں بہت عجیب عجیب چیزیں بنائی جا رہی تھیں۔ ہر ایک طالب علم کا اپنا بلیک بورڈ تھا۔ جس پر وہ جو کچھ چاہیں لکھیں یا ڈرائنگ کریں۔ اس کمرے میں تصویریں، کتابیں، سنگ تراشی کے نمونے اور دستکاری کے نمونے موجود تھے۔ یہ سکول دوسرے

سکولوں سے بالکل انوکھا تھا۔

موسیقی سے بھی اختراعی مشاغل کا کافی تعلق ہے۔ ذیل میں "Parents magazine" سے ایک پیراگراف درج کیا جاتا ہے مشہور وائیلن بجانے والا مسٹر ... ایک والد کی حیثیت میں اپنے بچوں کے متعلق لکھتا ہے "بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ وہ گیت بنائیں اور ان کو گائیں میں اپنے بچوں کو کوئی خیال پیش کر کے کہتا ہوں کہ وہ اس پر اشعار بنا کر تختہ سیاہ پر لکھیں ابھی تک وہ کوئی اچھے اشعار نہیں بنا سکے۔ لیکن شاعری اور گانے میں ان کا شوق بڑھ رہا ہے۔

ہم والدین اگرچہ اچھے راگی نہ ہوں۔ پھر بھی ہم اپنے بچوں کو راگ کا شوق دلا سکتے ہیں۔ جو جو صلاحیتیں ہم میں موجود ہوں۔ وہ بچوں میں پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہمارا فرض اولین ہے۔ کم از کم ہمارا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر ہمارے بچے کسی ایسے ہنر کو سیکھنے میں شوق ظاہر کریں جس میں ہماری اپنی دلچسپی نہ ہو۔ تو ہمیں اپنے بچوں کو منع نہیں کرنا چاہئے اور نہ ہی انہیں جھڑکنا چاہئے۔

بچے کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں وہ بڑی بے چینی سے اس پہر کا

انتظار کرتے ہیں۔ جب استاد انہیں ایک دائرے میں جمع کر کے آپ کہانی سنائے اگر انہیں کوئی ایسی کہانی سنائی جائے جو انہوں نے پہلے نہ سنی ہو۔ تو وہ اسے نہایت غور اور توجہ سے سنیں گے۔ پرائمری سکول کے استاد صاحبان کو کہانی سنانے میں کافی مہارت پیدا کرنی چاہئے۔

کہانی سنانے کا مقصد اور اس کی ضرورت :۔ کہانی سن کر بچوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اسے بہت پسند کرتے ہیں۔ ان کے دل میں مسرت کی لہریں اٹھتی ہیں اور ان کا تخیل ترقی کرتا ہے۔ زبان دانی سکھانے کے لئے کہانیوں سے بہت امداد ملتی ہے۔ کیونکہ چھوٹی چھوٹی کہانیوں کے ذریعے ہم بچوں کو نئے نئے الفاظ سکھا سکتے ہیں۔ جدید طریقہ تعلیم میں کہانیوں کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ سٹوری میتھڈ سے اردو پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔ کہانیوں کے ذریعے بچوں کے خیالات و تصورات درست ہو جاتے ہیں۔ کہانیوں کے ذریعے بچے اور استاد صاحبان اپنے خیالات کا اظہار اچھی طرح سے کر سکتے ہیں۔ انسان میں بعض ایسی خوبیاں اور عادات ہوتی ہیں۔ جو صرف کہانیوں کے ذریعے ہی بچوں کو سکھائی جا سکتی ہیں۔ مثلاً نیکی۔ دلیری۔ خیرات۔ وعدہ وفائی وغیرہ وغیرہ۔ ایسی کہانی جس میں نیک شخص کو اچھا اجر ملتا ہو اور برے شخص کا انجام ہلاکت ہو بچوں کے کیریکٹر کو مضبوط کرنے میں مدد دیتی ہے۔ کہانیوں کے ذریعے ہر ایک مضمون میں بچوں کی دلچسپی بڑھائی جا سکتی ہے۔ مثلاً تاریخ ، ہسٹری جغرافیہ وغیرہ۔

کہانیاں سنانے کا طریقہ :۔ کہانی سنانے کا ڈھنگ استاد میں پیدائشی طور پر ہوتا ہے۔ یہ طریقہ سیکھنے میں نہیں آتا۔ یہ جملہ مسٹر ڈرک پیٹرک ایجوکیشنسٹ ...

پرائمری ایجوکیشن ٹریننگ کالج پٹنہ نے اپنے لیکچر کے دوران میں بڑے پُر زور لہجے سے کہا
اگرچہ کہانی سُنانے کی قابلیت پیدائشی خوبی ہوتی ہے تاہم سب اُستادوں کو اس ہُنر پر عادی ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کے متعلق چند ایک تجاویز ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) کہانی سُناتے وقت جو کچھ کہو وہ صحیح، سہل اور بچوں کی مادری زبان میں ہو۔

(۲) کہانی صاف الفاظ میں اور آہستہ آہستہ سُناؤ۔

(۳) کہانی باآواز بلند سناؤ تاکہ آخری قطار میں بیٹھے ہوئے بچے بھی صاف طور پر سُن اور سمجھ سکیں۔

(۴) جوں جوں کہانی کے واقعات اور پہلو بدلتے جائیں۔ اپنی آواز کو بھی اس کے مطابق دھیما یا بلند کرتے جاؤ۔ بعض اوقات کانا پھوسی کرو۔ پھر آواز کو بلند کردو۔ کبھی غصے کے لہجے میں بولو کبھی نرمی کے ساتھ۔ غرضیکہ کہانی کے واقعات کے مطابق تمہاری آواز بدلتی جائے۔

(۵) آواز کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ چہرے کی بناوٹ کو بھی تبدیل کرتے جاؤ۔ تمام لڑکوں پر نظر دوڑاؤ حتیٰ کہ آخری قطار کے لڑکے تمہارا چہرہ اچھی طرح سے دیکھ سکیں۔ تمام جماعت تمہاری نظر کے نیچے رہے۔

(۶) جس اونچائی پر طلبا بیٹھے ہوں خود بھی اسی اونچائی پر بیٹھکر کہانی سناؤ۔ مثلاً اگر بچے فرش پر بیٹھے ہوں تو تم بھی فرش پر بیٹھنے سے پرہیز نہ کرو۔

(۷) بچوں کو نصف دائرے کی شکل میں اپنے سامنے بٹھاؤ۔
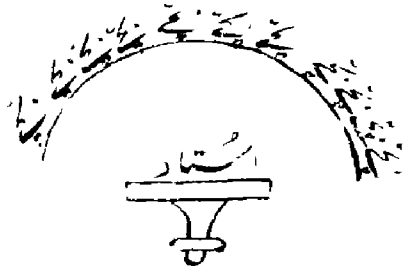
کہانی اس طریقے سے کہو۔ جیسا کہ تم نے خود اپنی آنکھوں سے اس کا ڈرامہ دیکھا ہو یا تمہارے ساتھ بیتی ہو۔

کہانیاں جوڑنے کا طریقہ:۔ ہم اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار شدہ کہانی حاصل نہیں کر سکتے۔ پس ہمیں کہانیاں جوڑنے کا طریقہ سیکھنا چاہئے۔ طلباء کی ضرورت اور عمر کے مطابق جس مقصد کے لئے کہانی سُنانی ہو وہ مقصد اپنے دل میں قائم کر لو۔ کہانی اس طرح سے شروع کی جائے۔ "ایک دفعہ کا ذکر ہے"۔

کہانی میں دلیری اور ہمت کے واقعات ہوں۔ کہانی میں جن جن جانوروں کا ذکر ہو۔ وہ جانور چکنی مٹی کے بنا کر بچوں کو دکھائے جائیں یا ربڑ کے کھلونے بازار سے لائیں۔ کہانی کے دوران میں ان جانوروں کی بولیاں۔ اُن کا پُھدکنا۔ اُڑنا۔ ناچنا۔ دبکنا وغیرہ بچوں کے سامنے پیش کرو۔ ایسے ایسے واقعات بچوں کو سُناؤ جن سے بچے واقف ہوں۔ کہانی کا شروع اور آخیر بالکل قُدرتی ہو۔ کہانی کے درمیان میں کوئی عجیب بات سنا جس سے بچے متاثر ہو جائیں کہانی میں بہت سے نام استعمال نہ کرو۔ بہتر ہے کہ معروف استعمال کرو۔ کتے اور بلی کا بھی کوئی نام مقرر کر لو مثلاً نام موتی چنبیلی چمپا وغیرہ وغیرہ۔ کہانی جوڑنے کا آسان طریقہ یہ ہے۔ کہ بڑی بڑی کہانیوں سے چھوٹے چھوٹے واقعات لے کر اُن کے ساتھ اپنے تخیّل کے مطابق گھریلو واقعات جوڑ دو۔ کہانی مزیدار بن جائے گی۔ بہاروں کے

کارنامے اور خطرناک مہموں کو بیان کرنے والی کہانیوں سے بچوں کے حوصلے بلند ہونگے۔ کہانی کے ہیرو HEROS کا ذکر کرتے وقت مندرجہ ذیل خاص باتوں کا خیال رکھو۔ ہیرو موت تک اپنے عہد و پیمان میں وفادار رہے۔ اُسے بہت ہی مشکل مہم سر کرنے کے لئے بھیجا جائے۔ کوئی بیرونی طاقت اُس کی مدد کرے۔ ہیرو بڑے بڑے عجیب کام کرے۔ مرنے کے بعد پھر زندہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ۔

احتیاط:۔ کہانی سناتے وقت اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جس سے کہانی کی دلچسپی کم ہونے کا خطرہ ہو تو ایسے واقعہ کو نظر انداز کر دو۔ کہانی میں سوال وجواب نہ ہوں۔ کوئی علیحدہ سبق یا نصیحت نہ ہو۔ کہانی کے دوران میں ہی اس کی خوبیاں ظاہر کی جائیں۔ کہانی سنانے والا کہانی کے واقعات کو جاری رکھے۔ تاکہ اس کی خوبصورتی قائم رہے۔ اُستاد کبھی کبھی بچوں سے یہ سوال کرسکتا ہے:۔

کہانی میں فلاں شخص کو اب کیا کرنا چاہئے؟ ان حالات کے ہوتے ہوئے کونسا قدم اٹھانا مناسب ہوگا۔

کہانی کو موثر و دلچسپ بنانے کے مختلف طریقے:۔

(الف) کہانیوں کی کسی کتاب میں سے کوئی کہانی باآواز بلند پڑھو اور جہاں ضرورت ہو اپنے الفاظ میں تشریح کرو۔ بچے خاموشی سے سننے والے ہی نہ ہوں۔ بلکہ وقتاً فوقتاً استاد سے سوالات پوچھکر اپنی تسلی کریں۔ بعدازاں بچوں کو اس بات پر آمادہ کیا جائے۔ کہ وہ مکمل یا کہانی کا ایک حصہ اپنے الفاظ میں جماعت کو سنائیں۔ جب جواب مضمون لکھنے میں بچوں کی مہارت ہو جائے تو انہیں کہا جائے کہ وہ کسی واقعہ یا منظر کو اپنے خیال کے مطابق

اپنی کاپیوں میں لکھیں۔ انہیں کہانیوں کی کتابیں پڑھنے کے لیئے دی جائیں۔
(ب) کہانیاں سُناتے وقت تصاویر۔ ماڈل۔ چارٹ اور اشکال کا استعمال بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ کبھی کبھی مشہور تواریخی مقامات بچوں کو دکھائے جائیں۔ سینڈٹیبل اور بلیک بورڈ سے بھی بہت مدد لی جا سکتی ہے۔ کہانیوں کی کتابوں میں تصاویر ضروری دی ہوتی ہیں۔ بغیر تصویر کے کہانی بدمزہ اور ادھوری ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہندوستانی سکولوں میں تصاویر اور کہانیوں ہردو کا استعمال کم کیا جاتا ہے۔ پروجیکٹ طریقۂ تعلیم کے سکولوں میں پرائمری استادوں کو اِس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ اُن کی جماعتوں میں تصاویر اور کہانیوں کا استعمال کثرت سے کیا جائے۔ ہر ایک بچے کے پاس ایک کاپی ہو۔ جس میں وُہ خود تصویریں کاٹ کر چپکائے۔ تصویروں کی مدد سے اُستاد و طلباء میں گفتگو آسانی سے شروع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ بچے تصاویر کو دیکھکر بہت حظ اُٹھاتے ہیں۔ تصویریں دکھا کر بچوں کو کہانی سمجھائی جا سکتی ہے۔
(ج) کہانیوں کو ڈرامے کی صورت میں پیش کرنا بھی نہایت مفید ہے۔ مناسب تصاویر اور تمثیلات کی مدد سے ڈرامے کے مختلف پارٹ بآسانی ترتیب دئے جا سکتے ہیں۔ مثلاً اگر ہمارے پاس "اورنگزیب کے دربار میں سیواجی مرہٹہ" کی تصویر ہو۔ تو اس تصویر سے مُغل بادشاہ اور مرہٹوں کا لباس۔ بیٹھنے اور کھڑا ہونے کا طریقہ و دیگر بہت سی باتیں ظاہر ہونگی۔ اِس قسم کا ڈرامہ کرنے کے لیئے ہوبہو اُسی زمانے کا لباس تیار کرواؤ۔ گفتگو بھی ویسی ہی ہو۔ بچوں کو اپنے

اپنے پارٹ حفظ کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ کتاب ہاتھ میں لے کر پڑھ دئے جائیں۔ جب تم کوئی کہانی سُنانے لگو یا لکھنے لگو تو اس بات کا خاص خیال رکھو۔ کہ کہانی کو مختلف حصّوں میں پیش کیا جائے۔ ہر ایک حصّے کے آخر میں سوالات پُوچھو۔ کہانی کا خاص مقصد حل کرنے کے لئے کہانی سُنانے سے پہلے اور بعد ازاں گفتگو کی جائے۔

کہانیوں کی مختلف قسمیں۔ ذیل میں کہانیوں کی چند ایک قسمیں درج کی جاتی ہیں۔ ہم اپنی ضرورت کے مطابق انتخاب کر سکتے ہیں۔

ادبی کہانیاں:۔ سوانح عمریاں۔ سائنس کی معلومات۔ مقامی تواریخ کی کہانیاں۔ قدرت کے کارنامے۔ پریوں اور دیوں کی کہانیاں تواریخی کہانیاں (کسی بادشاہ کی سلطنت کے تمام احوال ذکر نہ کرو۔ بلکہ چھوٹے چھوٹے مشہور واقعات کا ذکر کرو)

ملکی و غیر ملکی جغرافیائی حالات۔ ہنسی مخول کی کہانیاں مثلاً بیربل مُلاّں دو پیازہ کے لطیفے۔

نتیجہ:۔ جب تم کہانی سُنا رہے ہو۔ تو اپنے خاص مقصد کو یاد رکھو۔ کہانی کے ذریعے بچّوں کو کوئی قیمتی واقفیت بہم پہنچاؤ +

(سیّد محمد)

سامان:۔ لوہے کی تار۔ باریک یا موٹی جس سائز کا پھُول بنانا ہو اُس

کے مطابق، سوتی یا ریشمی دھاگا، موٹے ناکے والی سوئی۔

پھول کی پنکھڑیاں بنانے کا طریقہ:۔ جتنی لمبائی کی پتی بنانی مطلوب ہو۔ اس سے دگنی لمبائی کی تار کاٹ لو۔ عموماً ۴ انچ لمبی۔

اس ۴ انچ لمبی تار کو A شکل کے مطابق موڑو۔ دھاگے کے ایک سرے کو پتی کی چوٹی پر باندھو۔ اور دوسرا سرا درمیان میں سے گزار کر نچلی طرف لے آؤ۔ یہ درمیانی دھاگا پھول پتی کی درمیانی پسلی کو ظاہر کریگا۔ اب اس پتی کے فریم کو دھاگے سے بھردو۔ یہ دھاگا پہلے بیرونی تار کے اوپر سے گزارو۔ پھر درمیانی دھاگے کے نیچے سے گزار کر دوسری طرف کی تار کے اوپر سے لے جاؤ۔ پھر واپسی پر درمیانی دھاگے کے اوپر سے گزارو۔ دھاگوں کو کھینچ کر ایک دوسرے کے ساتھ ملادو۔

پنکھڑیوں کا درمیانی زردہ بنانا:۔ زردہ بنانے کے لئے ہر ایک بچے کو عمدہ پتلی تار کا ٹکڑا دو۔ اور تقریباً ۲ انچ لمبے دھاگے کے آٹھ ٹکڑے۔ دھاگے کا رنگ زرد ہو۔ اس دھاگے کے ایک سرے پر دوہری گانٹھ دے دو۔ اور اس گانٹھ میں سے تار کو گزار کر نیچے کی طرف موڑدو۔

جب چھ پنکھڑیاں۔ چھ درمیانی زردے اور چند ایک سبز پتیاں بن جائیں تو ان کو باہم جوڑنے کے لئے ایک موٹی مضبوط تار کی ضرورت ہے۔ تاکہ درمیانی ڈنڈی کا کام دے سکے۔ پہلے اس موٹی تار کے سرے پر ۶ زردے گلدستے کی طرح اکٹھے باندھ دو۔ پھر اس کے گرد پنکھڑیوں کو ذرا نیچے کی طرف ترتیب وار رکھو۔ پنکھڑیوں اور زردے کو باہم ملانے کے لئے دھاگے سے باندھ دو۔ ڈنڈی پر سبز دھاگا لپیٹ دو۔ اور چند ایک سبز پتے بھی ڈنڈی سے باندھ دو۔ پھول مکمل ہو جائیگا۔

یہ دستکاری کا کام مطالعۂ قدرت کے سبق میں نہایت مفید ثابت ہوگا سبق پڑھانے سے پہلے ہی پھول کی بناوٹ کے متعلق گفتگو کرکے پھول تیار کرایا جائے۔ اگر یہ پھول تانبے کی تار پر ننھے ننھے بنائے جائیں تو ان کو پیتل کی سیفٹی پن پر جوڑ کر بطور ساڑھی بروچ کے استعمال ہو سکتے ہیں۔

(از قلم مس اوما ای نکلسن)

ایک عمر رسیدہ شخص کسی سنسان پہاڑی سڑک پر جا رہا تھا۔ چلتے چلتے شام ہو گئی۔ سردی بڑھ گئی۔ سورج کی سرخ کرنوں نے پہاڑوں کے رنگ بدل دیئے۔ راستے میں ایک گہری تیز رفتار ندی آئی ندی کا پانی برف کی مانند ٹھنڈا تھا۔ ندی میں بہت سے پتھر پڑے تھے۔ پانی کی متواتر رگڑ سے یہ پتھر مختلف شکلیں اختیار کر چکے تھے۔ جیسا کہ کسی سنگ تراش نے اپنے اوزاروں سے ان پر محنت کی ہو۔ شفق کی دھندلی روشنی میں بوڑھے نے اُس ندی کو عبور کر لیا۔ پانی کا بہاؤ تیز تھا۔ بوڑھے کے پاؤں اکھڑ اکھڑ جاتے تھے۔ لیکن وہ بالکل خوفزدہ نہ ہوا۔ وہ بہ حفاظت دوسرے کنارے چلا گیا۔ پھر اس نے کچھ پتھر اٹھا اٹھا کر پانی میں رکھے اور ندی سے گزرنے کے لیے پل بنا دیا۔

جب وہ بھاری پتھر اٹھا کر پل بنانے میں مشغول تھا۔ تو اس کے ایک ہم سفر یاتری نے کہا۔ "بابا۔ تم یونہی اپنی طاقت اور اپنے وقت کو ضائع

COTTON YARN FLOWERS
Leaf outline
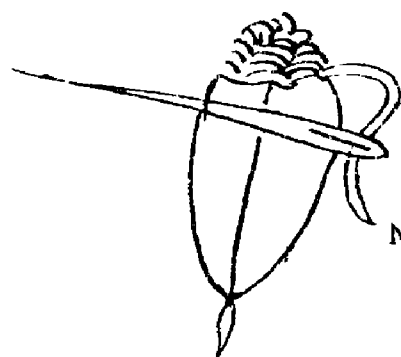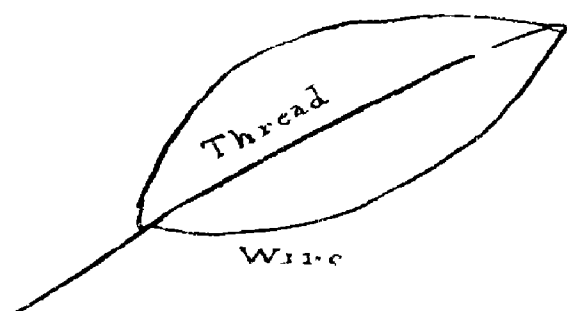
کر رہے ہو۔ تمہارا سفر آج رات تک ختم ہو جائیگا۔ شاید تم باقی تمام عمر کبھی اس راستے سے پھر نہ گذرو۔ تم نے اس گہری خطرناک ندی کو عبور کر لیا ہے۔ اب اندھیرے میں اس پر پُل کیوں بنا رہے ہو۔

بوڑھے نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا اور اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا "میرے مہربان دوست۔ جس راستے پر میں آیا ہوں اُسی راستے ایک نوجوان بھی میرے پیچھے آ رہا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ تیز رفتار ندی جس کو عبور کرنا میرے لئے ایک معمولی بات تھی اس ناتجربہ کار نوجوان کے لئے ہلاکت کا باعث ہو۔ وہ بھی اندھیرے میں اس ندی تک پہنچے گا اور اُسے یہ ندی پار کرنی ہو گی۔ میں یہ پُل اس نوجوان کی سہولت کے لئے بنا رہا ہوں"

جنگ اور مسیحی مشن

نیشنل کرسچن کونسل کی طرف سے اپیل

جنگ روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ حالات بہت پیچیدہ اور خطرناک نظر آتے ہیں۔ اس لئے مشنوں اور کلیسیاؤں کے لئے اپنے تعلیمی بشارتی اور میڈیکل کام کو حسب معمول اعلےٰ پیمانے پر چلانا نہایت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ بعض کاموں کے لئے غیر ممالک سے روپیہ آنا بالکل بند ہو گیا ہے۔ اور بعض کے لئے فنڈ میں بہت کمی واقع ہو گئی ہے۔

جنگ کے چھڑنے سے اُن مشنوں اور کلیسیاؤں کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے۔ جن کی زیادہ تر مدد ملک جرمنی کی طرف سے ہُوا کرتی تھی۔

جنگی سامان کے بے شمار اخراجات کی وجہ سے جرمنی نے مشنوں کی مالی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ نیز بہت سے غیر ملکی مشنری نظر بند کر دئے گئے ہیں۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی تعلیمی، میڈیکل اور کلیسیا کے بشارتی کاموں کو جاری رکھنا ضروری تھا۔ ان تمام کاموں کے اخراجات جرمنی کے سوا دیگر ملکوں سے وصول ہونے کی توقع تھی۔ مشن کے جو علاقوں میں جہاں اس جنگ کا خاص طور پر برا اثر پڑا ہے۔ یہ تمام کام چلانے کے لئے نیشنل کرسچن کونسل نے فیڈریشن اوف لوتھرن چرچز و عالمگیر کنونشن اوف لوتھرن چرچز کے ساتھ اتحاد کر کے ۱۳۰۰۰۰ روپیوں کی امداد کے لئے درخواست کی تھی۔ امید تھی کہ ان میں سے ۱۰۰۰۰ روپیوں کی مدد ہندوستان سے مل جائیگی۔ یہ اُمید بر آئی یعنی ہندوستان کے مسیحی بھائیوں نے دل کھولکر چندے دئے۔ امریکہ سے بھی بروقت مالی مدد پہنچ گئی۔ وہاں کی لوتھرن کلیسیا والے اپنے مصیبت زدہ ہندوستانی بھائیوں کیلئے کافی امداد بھیجی یہ شکریے کا مقام ہے کہ مشن اور کلیسیا کے کام کو بہت کم ضعف پہنچا ہے۔ کارندوں اور کلیسیاؤں کو فوری امداد مل جانے سے ان کے افکار و تردد دور ہو گئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ خدا اپنے بندوں پر ہمیشہ رحمت کی بارش برساتا ہے۔

ہر ایک شخص جانتا ہے کہ یہ جنگ تمام یورپ میں آگ کی مانند بھڑک رہی ہے جو ملک تباہ و برباد ہو چکے ہیں یا دشمن کے قبضے میں آگئے ہیں وہاں کی مشنوں کے کام پر بھی بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ نامکر Danish Missionary Society جس کی خدمت کا ریکارڈ ہندوستان میں دوسرے درجے پر ہے۔ اس مشن کے کام کی مدد کرنا بھی ہندوستان کا فرض اولین ہے۔ چنانچہ نیشنل کرسچن کونسل کی درخواست پر ہندوستانی مسیحیوں نے ۲۰۰۰۰ روپے فراہم کر لئے ہیں۔ ابھی تک بہت سے لوگ چندے بھیج رہے ہیں۔ یہ بہت ہی اچھی مثال ہے کہ مصیبت کے وقت مسیحی ایکدوسرے کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

اتنی مدد کے باوجود بھی ضرورت بڑھتی جا رہی ہے ۔ دیسی و بدیشی ہر دو مشن کارندوں کے الاؤنس گھٹتے جا رہے ہیں ۔ بہت سے کاموں میں رکاوٹ پیدا ہوگئی ہے ۔ بہت سے خدمت گزار کام چھوڑ گئے ہیں تنخواہوں میں تخفیف ہو جانے کی وجہ سے لوگوں کے اخراجات پورے ہونے مشکل ہو گئے ہیں ۔

مسیحی دنیا پر مشکلات کے بادل چھا رہے ہیں ۔ خدا جانے مستقبل میں کیا ہوگا ۔ جنگ کے ان گنت اخراجات اور مغربی ممالک کے لوگوں پر بھاری ٹیکس لگنے سے اس بات کا ڈر ہے ۔ کہ فنڈ میں کمی ہو جائے ۔ چرچ آف انگلینڈ و امریکن مشن میں بھی یہ تنگی محسوس کی جا رہی ہے ۔ ایک سب سے پرانی اور مشہور مشن کے فنڈ میں ۱۹۳۹ء میں ۱۴۰۰۰ پونڈ کی کمی واقع ہوئی ۔ چار دیگر سوسائٹیوں نے ۵ سے ۱۶ فی صدی تک فنڈ میں کاٹ کر دی ہے ۔ ایک بات حوصلہ افزا اور قابلِ شکریہ یہ ہے ۔ کہ برطانیہ اور امریکہ کی کلیسیاؤں نے مصمم ارادہ کیا ہوا ہے کہ خواہ کچھ بھی ہو ۔ خداوند مسیح کی خوشخبری کے کام کو بالکل نقصان نہیں پہنچنے دیا جائیگا ۔ ہندوستانی کلیسیاؤں نے بھی یہی ارادہ کیا ہوا ہے ۔

مندرجہ بالا حالات کو مدِنظر رکھکر نیشنل کرسچن کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی نے ناگپور میں ۲ راگست سے ۵ راگست تک ایک خاص میٹنگ کی ۔ کافی غور و خوض اور تحقیقات کے بعد یہ فیصلہ ہوا ۔ کہ ہندوستان کی کلیسیاؤں کے فنڈ کو بڑھانے کی کوشش کی جائے ۔ اور اس مقصد کے لئے WAR EMERGENCY FUND جاری کیا جائے ۔

اس خاص فنڈ میں سے اُن مشنوں اور کلیسیاؤں کی مدد کی جائیگی ۔ جن کی غیر ملکی امداد میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ نیز اُن کاموں کو جاری رکھا جائیگا ۔ جو مسیحی جماعتوں کی بھلائی و بہبودی کے لیے از حد ضروری ہیں ۔ کارندوں کی تعداد

گھٹانے سے بہت سے ایمانداروں کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑے گا کسی ڈسپنسری، ہسپتال یا سکول کو بند کرنے سے ان سے تعلیمی یا جسمانی فائدہ اٹھانے والی مسیحی جماعت کو از حد نقصان ہوگا۔ پس ان کاموں کو جاری رکھنے کے لئے یہ خاص فنڈ جاری کرنے کی تجویز پاس کی گئی۔

ان پیچیدہ حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے نیشنل کرسچن کونسل دنیا کے تمام مسیحیوں سے یہ اپیل کرتی ہے۔ کہ وہ دل کھول کر عملی طور پر امداد کریں۔" ہم اُن تمام بھائیوں سے جو مشن اور کلیسیا کے کاموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں دست بستہ درخواست کرتے ہیں۔ کہ اس تنگی کے وقت وہ مالی طور پر ہماری امداد کریں تاکہ مسیح کی گواہی میں شیطان کی طاقتیں دخل اندازنہ ہو سکیں۔

ہم ہندوستان کے تمام مسیحیوں۔ دلیسی و بدلیشی، کلیسیاؤں، کلبوں اور دیگر سوسائٹیوں سے التجا کرتے ہیں۔ کہ وہ سچے دل سے اس نیک کام میں ہماری امداد کریں۔

War Emergency Fund کا انتظام نیشنل کرسچن کونسل کے ہاتھ میں ہوگا۔ یہی ایک واحد سوسائٹی ہے۔ جو اس کام کو خوش اسلوبی سے نبھا سکتی ہے۔ براہ مہربانی اپنی حسب توفیق مالی امداد مندرجہ ذیل پتے پر ارسال کریں +

ریورنڈ آر۔ ڈبلیو۔ سکاٹ
آنریری خزانچی، نیشنل کرسچن کونسل
نیلسن چوک، ناگپور۔

دسمبر ۱۹۴۰ء
جلد ۲۰
نمبر ۹
کرسمس نمبر
موگا اخبار برائے مدرسین
دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم
مدیر
مسٹر کے ایچ ٹامسن ایم اے
مدیر معاون :- ریورنڈ ایس کے راے
مسٹر محمد دین ثاقب بی۔ اے
مدیران اعزازی
میاں عبد العزیز بی اے بی ٹی
مترجم :- خوشحال چند پریم بی اے
کسی سلطنت کی اس سے بڑھکر اور کیا شریفانہ خدمت ہو سکتی ہے کہ آنے والی نسل کی تعلیم و تربیت کی جائے۔
(رسبرو)

فہرست مضامین

کرسمس کا مبارک تہوار نزدیک آرہا ہے۔ ہم سب اس کی آمد
کے منتظر ہیں تاکہ حقیقی مسرت حاصل ہوگی۔ وہ خاص دن ہمارے لئے سال
کے تمام دنوں سے زیادہ خوشی اور شادمانی کا دن ہوگا۔ ہم ایک دوسرے کو بڑے
دن کا تحفہ دیکر اپنی محبت اور خوشی کا اظہار کریں گے۔ اُنیس سو چالیس سال
گزر گئے ہیں جب کہ خداوند مسیح دنیا کے لوگوں کو اطمینان حقیقی خوشی اور صلح وسلامتی
کی رُوح دینے کے لئے پیدا ہوئے تھے جس رات کہ خداوند مسیح پیدا ہوئے اس
موقعہ پر خدا کے نُورانی فرشتوں نے مبارکبادی کا گیت گایا اور یہ کہا:۔

عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وُہ راضی ہے
صُلح۔

آج کل دنیا کی قومیں جنگ وجدل پر آمادہ ہیں۔ اس آنے والے کرسمس
کی رات خدا جانے کتنے بے گناہ امن پسند شہری دشمن کے بموں کا نشانہ نہ بن
جائینگے۔ "دینا لینے سے مُبارک ہے"۔ اس سنہری اصول کو بالائے طاق

رکھکر ہر ایک قوم ہر ایک جماعت اور ہر ایک فرد کی یہی خواہش ہے۔ کہ وہ اپنے ہمسائے کو تباہ کرکے اس کا سب کچھ اپنے قبضے میں کرلے صلح وسلامتی کا جذبہ متعصب اور خود غرض دلوں میں بالکل نہیں رہا۔ موجودہ جنگ کے بیشمار اغراجات کے باعث خدا کی مخلوقات نان شبینہ کے لئے محتاج ہے۔ سینکڑوں لوگ گھر سے بے گھر ہوکر پناہ ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔

میرا یقین ہے۔ کہ دنیا میں ایک انقلاب عظیم آنیوالا ہے۔ بنی نوع انسان دنیا میں ایک نیا نظام کرنے پر تلے کھڑے ہیں۔ ہر ایک ملک میں ڈکٹیٹر شپ قائم ہورہی ہے اور لوگوں پر بے انتہا ستم ڈھائے جارہے ہیں۔ لیکن "ڈاکٹر بینز" کے قول کے مطابق "ڈکٹیٹر شپ ہمیشہ ایک عارضی سلطنت ہوتی ہے"

اس قسم کی سلطنت کی جڑھ میں ہی تنزل کا بیج بویا ہوا ہوتا ہے۔ ڈکٹیٹروں کے بڑے بڑے نصب العین اور ارادے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

امسال بڑا دن منانے وقت ہمیں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ انیس سو سال گذرے مسیح نے حقیقی جمہوریت کی بنیاد ڈالی تھی۔ اس کی تعلیم مغربی ممالک کے دلوں کو بہت پسند آئی۔ انہوں نے زیادہ آزادی اور انصاف کی طرف قدم بڑھایا۔ مسیح کی تعلیم۔ اس کی زندگی۔ اس کے عمل۔ یہ سب باتیں ایسی تھیں۔ جن سے بنی نوع انسان نے شخصیت کی قدر کرنی سیکھی اور محبت وعدل سے حکومت کرنی سیکھی۔ ہم اس بات کو کبھی فراموش نہ کریں۔ کہ ہماری جمہوری درسگاہوں کی ترقی کا راز اس سنہری اصول پر عمل کرنے میں ہے :۔

دوسروں سے ایسا ہی سلوک کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ دوسرے تمہارے ساتھ کریں۔ تمام بنی نوع انسان بھائی بھائی ہیں۔ ہمارا سب کا ایمان ایک

خدا پر ہو اور ایک دوسرے سے محبت ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دُنیا پر امن و چین نہ ہو۔ ایمان، امید، محبت دائمی چیزیں ہیں لیکن ان سب سے اعلےٰ چیز محبت ہے نہ صرف کرسمس کے مبارک موقع پر بلکہ سارا سال ہم ایک دوسرے کی خوشی اور ایک دُوسرے کے رنج میں شریک ہونے والے ہوں۔ دوسروں کو خوش کرنے سے ہمیں خوشی حاصل ہوگی +

(ایڈیٹر)
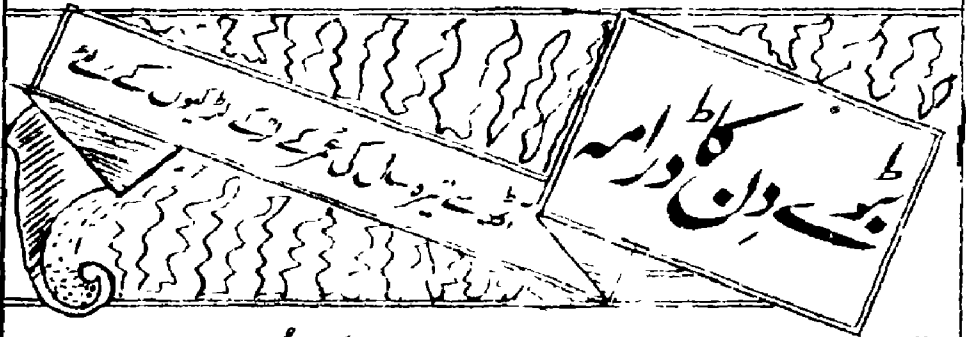
وقت :- بڑے دن کی پہلی شام اور بڑے دن کی صُبح۔

جگہ :- ایک گھر کا کمرہ

اداکار :- بڑے دن کا فرشتہ (۱۶ یا ۱۷ سال کی عُمر کی لڑکی)

ملک آسٹریلیا کی ایک لڑکی۔ ایک ولندیزی لڑکا اور لڑکی۔ جرمنی کا ایک لڑکا اور لڑکی فرانس کا ایک لڑکا اور لڑکی۔ انگلستان کا ایک لڑکا اور لڑکی۔ ایک امریکن لڑکی۔

(یہ سب بچے دس سے تیرہ سال کی عُمر کے ہوں امریکن لڑکی ان سب بچوں سے بڑی ہونی چاہئے۔)

ایک اسکیمو لڑکا۔ شمالی امریکہ کا ایک ریڈ انڈین لڑکا۔ ایک ہندو لڑکی۔ ایک جاپانی لڑکی ایک چینی لڑکا۔ عرب کا ایک لڑکا۔ (ان میں سے بعض بچے

دس سال کی عمر سے کم کے لئے جا سکتے ہیں۔ جاپانی لڑکی سب سے چھوٹی ہونی چاہئے۔

[سٹیج کے ایک طرف بیٹھی ہوئی گانے کی پارٹی باجے کے ساتھ یہ گیت گائے]

او ہو مسیح آیا زمین پر ۔ خوشی ہوتی ہے سارے آسمان

آسمان آسمان آسمان آسمان آسمان

[یہ گیت ختم ہونے کے بعد ایک فرشتہ بند پردے کے آگے کھڑے ہو کر تمام لوگوں کو بڑے دن کی مبارک بادی دینے کے لئے مندرجہ ذیل عبارت پڑھے]

آج رات تمام ممالک میں بڑا دن منایا جا رہا ہے ۔

اُن ممالک میں جہاں صنوبر کے درخت پہاڑوں پر اُگے ہیں

اُن ممالک میں جہاں ناریل کے درخت اور انگور کی بیلیں ساحل سمندر پر کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ اُن ممالک میں جہاں پہاڑوں کی چوٹیاں سفید برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ اُن ممالک میں جہاں مکئی کی فصل پک کر تیار کھڑی ہے۔ غرضیکہ اس روئے زمین پر امشب ہر جگہ کرسمس کا مبارک تہوار منایا جا رہا ہے۔ ان سب ممالک کے باشندوں کو بڑا دن مبارک ہو۔

- - - - - - - - - - -

اُن ممالک میں جہاں کے بچے خوش اور پُر امید ہیں

اُن ممالک میں جہاں کے بوڑھے صبر و تحمل والے ہیں ۔

اُن ممالک میں جہاں صلح و سلامتی کا راج ہے ۔

آج رات ہر جگہ کرسمس کا دن منایا جا رہا ہے ۔

بچوں، نوجوانوں، بوڑھوں، آزاد اور غلام ملکوں کو بڑا دن مبارک ہو۔

- - - - - - - - - - -

(اس مبارکبادی کے بعد پردہ اٹھایا جائے۔ سامنے ایک معمولی گھر کا کمرہ نظر آتا ہے۔ کمرے کے بائیں طرف ایک کھڑکی ہے۔ درمیان میں پچھلی طرف ایک میز، دائیں طرف دیوار کے ساتھ ایک انگیٹھی ہے۔ کمرے میں چند ایک بڑی کرسیاں بالترتیب قرینے سے رکھی ہوئی ہیں۔ کمرے کے دونوں طرف پردے گرے ہیں۔ کمرے کا سامنے کا درمیانی حصہ بالکل خالی رہنے دیا جائے تاکہ حاضرین ہر ایک چیز کو بآسانی دیکھ سکیں)

(آسٹریلیا کی لڑکی اپنے ہاتھ میں ایک روشن موم بتی لئے ہوئے اندر داخل ہوتی ہے اور کہتی ہے)

آسٹریلیا کی لڑکی :- آسٹریلیا کے بچے کہا کرتے ہیں کہ بڑے دن کی پہلی شام کو خداوند مسیح بچے کی حیثیت میں ہری بھری ٹہنیوں کا بنڈل ہاتھوں میں لئے اس ملک میں ادھر ادھر گھومتا ہے۔ سردی، طوفان اور برف کی وجہ سے وہ ٹھٹھرتا ہوا اور جابجا ٹھوکریں کھاتا ہوا ہر ایک دروازے پر پناہ حاصل کرنے کے لئے دستک دیتا ہے۔ میں اس کو بڑی خوشی سے خوش آمدید کہوں گی۔ میں اس روشن موم بتی کو کھڑکی میں رکھوں گی تاکہ وہ اس کی روشنی دیکھ کر میرے گھر آسکے۔ کاش کہ بڑے دن کی روح آج رات ہر ایک کے دل میں داخل ہو!

(کھڑکی کے نزدیک ایک کرسی پر بیٹھ جاتی ہے) مجھے بالکل نیند نہیں آرہی۔ میں کرسمس کی آمد کا خوشی سے انتظار کروں گی (آہستہ آہستہ اس کا سر جھک جاتا ہے اور وہ اونگھنے لگتی ہے اور کرسی پر سو جاتی ہے) (انگریزی لڑکا اور لڑکی داخل ہوتے ہیں۔ لڑکا رسی سے باندھا ہوا ایک لکڑی کا تنہ کھینچ کر داخل ہوتا ہے۔ لڑکی کے ہاتھوں میں پھول اور ہار ہیں)

انگریز لڑکا ۔ ہاں کسی نے کھڑکی میں موم بتی روشن کرکے رکھی ہوئی ہے ۔ شاید یہ مہمانوں کی خاطر رکھی گئی ہوئی یا نوکروں کی خاطر ۔

انگریز لڑکی ۔ (تعجب سے) میں نہیں جانتی ۔ مگر اسے وہاں پڑی رہنے دو ۔ وہاں پر یہ کیسی خوبصورت معلوم ہوتی ہے ۔ میں یہ ہار اس کے اوپر لٹکا تی ہوں (ہار لٹکاتی ہے)

انگریز لڑکا ۔ یہ ہمارا لکڑی کا تنہ ہے ۔ اس کی روشن آگ آج کرسمس کی رات ہمیں سردی سے محفوظ رکھے گی ۔ اس میں سے تھوڑی سی لکڑی نئے سال کے دن جلانے کے لئے رکھ لیں گے ۔

انگریز لڑکی ۔ تم میری مدد کرو ۔ ہم کمرے میں رنگدار جھنڈیاں اور زنجیریں لٹکائیں ۔ ان کے بغیر کرسمس کا کوئی مزہ نہ آئے گا (دونوں بہن بھائی کمرہ کو سجانے میں مشغول ہو جاتے ہیں جب کہ گانے والی پارٹی دھیمی آواز سے یہ گیت گاتی ہے :-)

آیا میٹھے یار ساڈے پاس ۔ اج اپنا روپ وٹا کے . . . . .

(دونوں بچے جلدی جلدی کمرے کو سجا کر گیت سننے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں ۔ بیٹھے بیٹھے سو جاتے ہیں)

(فرانسیسی لڑکا اور لڑکی داخل ہوتے ہیں ۔ دوسرے بچے ان دونوں کی نظروں سے چھپے ہوتے ہیں)

فرانسیسی لڑکا ۔ (خوشی سے) دیکھو ۔ جلالی بچے یسوع کے استقبال کے لئے کھڑکی میں موم بتی روشن ہے ۔ وہ آج رات ضرور آئیگا ۔

فرانسیسی لڑکی :- ہاں وہ ضرور آئیگا ۔ فرانسیسی بچوں کا یقین ہے کہ وہ کرسمس کی رات ضرور آتا ہے ۔ آؤ ہم اپنی جوتیاں اتار کر انگیٹھی کے پاس

رکھ دیں تاکہ وُہ ان میں ہمارے لئے انعام ڈال دے۔ یہاں بیٹھکر اُس کی آمد کا انتظار کریں۔ (دونوں بچے اپنی جوتیاں اندر دیتے ہیں۔)

فرانسیسی لڑکا: صبح کو خوب رونق ہوگی۔ ذرا خیال کرو۔ مریم۔ لوگ ایک دوسرے کو مبارکباد دی اور تحفے بھیجیں گے۔ لیکن مجھے نیند آرہی ہے۔

(دونوں فرش پر انگیٹھی کے دونوں طرف بیٹھ جاتے ہیں اور دیوار کا سہارا لیکر اونگھنے لگ جاتے ہیں)

فرانسیسی لڑکی: (نیند سے اونگھتی ہوئی) بہت جلدی صبح ہونیوالی ہے (دونوں سو جاتے ہیں۔ جبکہ پلیٹ فارم کے ایک طرف بیٹھی ہوئی پارٹی مندرجہ ذیل گیت کی پہلی آیت دھیمی آواز سے گاتی ہے۔ صرف ستار بجائی جاتی ہے۔)

گیت:- آج وُہ پیا شہزادہ ہوا۔ کہ جس کے آنے سے دل شاد ہوا ویران جہان آباد ہوا

(اس گیت کے بعد ولندیزی لڑکا اور لڑکی اپنے ملک کا لباس پہنے اور امریکن جوتی پہنے اندر آتے ہیں)

ولندیزی لڑکا: امریکہ میں ہمارا یہ پہلا بڑا دن ہے۔ یہاں کرسمس کی رات کرسمس فادر بچوں کی جوتیوں میں انعام ڈالا کرتا ہے۔

ولندیزی لڑکی: (انگیٹھی کے نزدیک لکڑی کی جوتیاں دیکھکر) دیکھو بعض بچوں نے انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی جوتیاں یہاں رکھدی ہیں آؤ ہم بھی رکھدیں

ولندیزی لڑکا: مناسب کہ ہمارے پاس بھی لکڑی کی جوتیاں ہوتیں جیسی کہ ہم ہالینڈ ملک میں پہنتے ہیں یہ ہمارے کی جوتیاں بہت چھوٹی ہیں۔ ان میں تھوڑے انعام آئیں گے۔

ولندیزی لڑکی :۔ ہم اپنی جرابیں ہی کیوں نہ لٹکا دیں (جیب جرابیں کالکر) جرمن کرسمس فادر بڑی خوشی سے اِن جرابوں کو کھلونوں سے بھر دیگا۔ جرابوں کا یہ جوڑا تم لٹکا دو (دونوں بچے اپنی جرابوں کو انگیٹھی کے اوپر لٹکا دیتے ہیں) (دونوں بچے ایک دوسرے کے بازو پکڑ کر انگیٹھی کے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں اور مندرجہ ذیل گیت کی ایک دو آتیں گاتے ہیں۔

گیت :۔ پیارے لڑکو مسیح مہربان ہے۔ چھوٹے بچوں کا وہ پاسبان ہے۔

ولندیزی لڑکا :۔ آؤ۔ اب ہم خاموشی سے اُس کی آمد کا انتظار کریں۔

ولندیزی لڑکی :۔ ہاں آؤ کرسمس کی آمد کا انتظار کریں (انگیٹھی کے ایک طرف کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔ لڑکا فرش پر بیٹھ کر کرسی کا سہارا لیتا ہے دونوں سو جاتے ہیں)

(جرمن لڑکا اور لڑکی داخل ہوتے ہیں۔ لڑکا اپنے کندھے پر ایک کرسمس ٹری اٹھائے ہوئے ہے۔ اور لڑکی کے ہاتھ میں کرسمس ٹری کو سجانے کیلئے چھوٹے چھوٹے کھلونے اور مکئی کے بھنے ہوئے دانوں کے ہار ہیں)

جرمن لڑکا :۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہم سے پہلے بھی کچھ تیاریاں ہو رہی ہیں۔

جرمن لڑکی :۔ ہاں وہ دیکھو موم بتی ۔ اس کی روشنی کو دیکھکر یسوع بچہ اس گھر میں آ جائیگا۔

جرمن لڑکا :۔ اور وہ دیکھو انگیٹھی کے نزدیک جوتیوں کے جوڑے پڑے ہیں تاکہ یسوع بچہ ان میں کرسمس کے تحائف بھر سکے۔

جرمن لڑکی :۔ یہ دیکھو انگیٹھی میں کتنی موٹی لکڑی رکھی ہے ہمیں آج کی رات بالکل سردی محسوس نہ ہوگی۔ کمرے میں جھنڈیاں اور زنجیریں کیا

بہار دکھلا رہی ہیں ۔ اب ہمارے جرمن کرسمس ٹری کی کسر رہ گئی ہے ۔ اسے
دیکھکر باقی تمام ملکوں کے بچے نہایت خوش ہونگے ۔
جرمن لڑکا :۔ (کرسمس کا درخت کاٹتا ہے) آؤ اس کی شاخوں کو تھوڑا
تھوڑا تراش دیں ۔ تاکہ لیسوع بچہ آسانی سے تحفے لٹکا سکے (دونوں بچے کرسمس
ٹری سجانے میں مشغول ہو جاتے ہیں) (گانے والی پارٹی سُریلی آواز سے
اس گیت کی دو آیتیں گاتی ہے)

گیت :۔ تو میرے دل کا ہے عزیز ۔ یا مسیح یا مسیح یا مسیح
تجھ بن نہیں ہے کوئی چیز ۔ یا مسیح یا مسیح یا مسیح

[ادھر گیت ختم ہوتا ہے اِدھر بچے کرسمس ٹری کو سجا کر فارغ ہو جاتے ہیں]
جرمن لڑکی :۔ ہم کرسمس کی صبح کا یہاں بیٹھکر ہی انتظار کریں گے تھوڑی
دیر کے بعد گرجے جانے کا وقت ہو جائیگا ۔
جرمن لڑکا :۔ یہاں تکیئے پڑے ہیں ۔ ان پر لیٹ کر آرام کریں (دونوں
بچے میز کے نزدیک لیٹ کر سو جاتے ہیں) (امریکن لڑکی اندر داخل ہوتی ہے
اس کے ہاتھ میں امریکن پھول ہیں)
امریکن لڑکی :۔ (خوشی سے ناچتی ہوئی) آہا ۔ یہ کمرہ کرسمس کا تہوار
منانے کے لئے کیسی خوبصورت چیزوں سے سجایا گیا ہے ۔ درمیان میں کرسمس
کا درخت لگا ہوا ہے ۔ کرسمس فادر کے تحفوں کے لئے جرابیں اور جوتے
رکھے ہوئے ہیں ۔ یہ لکڑی کا تنہ پڑا ہے ۔ تاکہ اسے جلا کر ساری رات آگ
تاپی جا سکے ۔ کھڑکی میں موم بتی روشن ہے ۔ شاید یہ کسی اجنبی کو راستہ
بتانے کے لئے ہے ۔ جب میں امریکن پھول سجا دونگی تو اس کی زینت
مکمل ہو جائے گی (لڑکی اپنے پھولوں کو کرسمس ٹری میں لگاتی ہے

اور ادھر اُدھر جھنڈیوں پر بھی پھول لٹکاتی ہے] میں بھی یہاں بیٹھکر ہی کرسمس کی صبح کا انتظار کروں گی۔ (ایک آرام کرسی پر سو جاتی ہے)

(پردے کے پیچھے سے ایک اسکیمو لڑکا۔ ایک ریڈانڈین لڑکا۔ ایک چینی لڑکا۔ ایک عربی لڑکا۔ ایک جاپانی لڑکی اور ایک ہندو لڑکی داخل ہوتی ہے)

اسکیمو :۔ بھائیو یہ کمرہ کرسمس کے لئے بالکل تیار ہے۔ لیکن اس میں ایک کمی ضرور ہے۔ کرسمس فادر تو ہمارے ملک میں رہتا ہے۔ رینڈیئر کی سواری کے بغیر وہ برفانی ملک طے کرکے یہاں کیسے آسکتا ہے (وہ ایک کھلونا کرسمس ٹری کے نزدیک رکھتا ہے جس میں کرسمس فادر کی رتھ کو رینڈیئر کھینچ رہا ہے)۔

چینی لڑکا :۔ ارے بھائیو۔ تمہارا کرسمس میرے بغیر مکمل نہیں ہوسکتا یہ دیکھو ایک پرچ پیالہ میری طرف سے تحفہ ہے (پرچ پیالے کو میز پر رکھتا ہے)

ریڈانڈین لڑکا :۔ ہمارے ملک کا تحفہ تیر کمان ہے۔ اس کے بغیر کرسمس ٹری نامکمل نظر آتا ہے [ایک تیر کمان میز پر رکھتا ہے]

ہندو لڑکی :۔ (ہاتھ میں خوشبودار کستوری لیکر) ہمارے ملک کا تحفہ یہ ہے۔ میں کرسمس ٹری کے پاس اسے رکھوں گی اور سارا کمرہ خوشبو سے مہک جائیگا۔ انگلینڈ، جرمن اور دیگر ممالک میں یہ چیز کمیاب ہے۔ یہی تحفہ پورب کے مجوسی جلالی بچے یسوع کے لئے لائے تھے۔ [کستوری میز پر رکھ دیتی ہے]

عرب کا لڑکا :۔ میں اپنے ریگستانی ملک سے کھجوریں اور انجیر بطور تحفہ کے لایا ہوں (کھجوریں اور انجیریں میز پر رکھ دیتا ہے)

جاپانی لڑکی ۔ (ناچتی ہوئی داخل ہوتی ہے اندر ایک گڑیا حاضرین کو دکھا کر)
میں یہ جاپانی گڑیا اپنی طرف سے تحفہ لائی ہوں ۔ کرسمس فادر اس کو ضرور پسند کریگا (گڑیا کو درخت کے نیچے کھڑا کر دیتی ہے)
(پردے کے پیچھے گھنٹی کی آواز آتی ہے]
اسکیمو لڑکا :۔ سنو بھائیو ۔ یہ کرسمس کی پہلی گھنٹی ہے ۔ ابھی صبح ہونیوالی ہے ۔ جلدی کرو چھپ جاؤ ۔ کرسمس فادر کی آمد نزدیک ہے [سب بچے ادھر ادھر چھپ جاتے ہیں] [بڑے دن کا فرشتہ سفید چوغہ پہنے ہوئے اندر داخل ہوتا ہے ۔ پھر گھنٹی بجتی ہے]
ولندیزی لڑکا :۔ (نیند سے اونگھتا ہوا) کیا یہ گھنٹی کی آواز ہے ؟
ولندیزی لڑکی :۔ (اپنی جگہ سے اچھل کر) جلدی کرو بھائی ۔ صبح ہوگئی ہے ۔ کرسمس آگیا [کرسمس کے فرشتے کی طرف دوڑ کر جاتی ہے]
تمام بچے :۔ (دوڑ کر فرشتے سے بغلگیر ہوتے ہیں) بڑا دن آگیا ۔ متبرک دن آگیا
آسٹریلیا کی لڑکی :۔ (ولندیزی بچوں سے) تم کون ہو ؟ تم نے عجیب سا لباس پہن رکھا ہے ۔ کرسمس تمہارا نہیں ہے ۔
ولندیزی لڑکا :۔ ہاں بڑا دن ہمارا ہے ۔ ہم ہالینڈ سے ہیں ۔
ولندیزی لڑکی :۔ میرا لباس تمہارے لباس سے زیادہ عجیب نہیں ۔
جرمن لڑکا :۔ (ہنس کر) تم تمام عجیب شکل کے بچے ہو ۔ کرسمس تو ہمارا ہی ہے کیونکہ ہم جرمن بچے اس دن کو کرسمس ٹری کے ساتھ منانا جانتے ہیں ۔
فرانسیسی لڑکی :۔ (بڑے دن کے فرشتے کا ہاتھ پکڑ کر) پیارے کرسمس ۔ تم ہمارے ہو ہم سب جلالی بچے یسوع کو پیار کرتے ہیں ۔
بڑے دن کی روح :۔ ہاں ۔ حقیقت میں تم میرے بچے ہو ۔

انگریز لڑکی :۔ (کرسمس کے فرشتے سے مخاطب ہوکر) کرسمس! تم تو انگریز بچوں کے ہو۔ سینکڑوں سالوں سے ہم تمہاری تعریف میں گیت گاتے اور تمہارے مقدس دن پر خوشی مناتے رہے ہیں۔

کرسمس کی روح :۔ ہاں پیارے انگریز بچو تم میرے ہو (باقی تمام بچوں کی طرف مخاطب ہوکر) تم سب میرے بچے ہو۔

امریکن لڑکی :۔ میرا خیال ہے کہ کرسمس سب سے زیادہ امریکن بچوں کا ہے کیونکہ ہمیں یہ مقدس دن منانے کا ڈھنگ اچھی طرح سے آتا ہے۔ بھائیو اور بہنو۔ ذرا اس کمرے کی سجاوٹ کی طرف نظر اٹھاؤ۔ کرسمس ٹری کی طرف دیکھو۔ ٹنگی ہوئی جرابوں پر نگاہ مارو۔ خوبصورت ہار اور جھنڈیاں کمرے کی سجاوٹ کو دوبالا کر رہی ہیں۔ یہ سب ہماری متحدہ کوشش کا نتیجہ ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ کرسمس کا فرشتہ ہم سب کو انعام دے۔

انگریز لڑکا :۔ ہاں۔ یہ بات تو درست ہے۔

آسٹریلین لڑکی :۔ (فرانسیسی لڑکی سے مخاطب ہوکر) تمہارے کپڑے تو عجیب ہیں۔ لیکن تمہارا گانا مجھے بہت پسند ہے۔

امریکن لڑکی :۔ اگر ہم سب بڑے دن کی روح کے بچے ہیں تو ہم سب آپس میں بہن بھائی ہیں۔

سب بچے :۔ (ایک دوسرے کی طرف محبت بھری نگاہوں سے) ہاں واقعی درست ہے

امریکن لڑکی :۔ تب آؤ ہم سب ملکر کرسمس کی خوشی منائیں۔

(سب بچے کرسمس کی روح کے گرداگرد گھومتے ہیں اور مندرجہ ذیل گیت گاتے ہیں)۔

کورس :- بولو بولو ملکر جے بولو پربھو کی ساری پرجا بولے جے
راج کرے پربھو جی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۱) سال بعد کرسمس کی ریت ۔ من میں بھر دے تیری پریت ۔ تیرے پریم کے گاویں گیت
جے جے بولو بولو ملکر جے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۲) اپنی خدمت مجھ سے لے ۔ اس مندر میں تو بسے ۔ سر جا تیرا نام رہے
جے ۔ ۔ ۔ جے ۔ ۔ ۔ بولو بولو ملکر جے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(۳) کروس پہ اپنا خون بہا ۔ مجھ پاپی کو دی شفا ۔ من میرے تو بول سدا
جے ۔ ۔ ۔ جے ۔ ۔ ۔ بولو بولو ملکر جے ۔ ۔ ۔ ۔

(پردہ گرتا ہے)

بچوں کی تعلیم کا مسئلہ نہایت ہی دقیق اور اہم ہے ۔ اس لئے مدرس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ذاتی اندرونی تربیت حاصل کرے یا یوں کہئے کہ وہ خیالات میں پاکیزگی ۔ اقوال میں سچائی اور افعال میں راست روی اختیار کرے تا کہ اس کے طالب علم اس کی تقلید سے اگر اس جیسا بننے کی کوشش کریں تو وہ بہتر شخصیتوں کے حامل بن سکیں اس معیار تک پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ

مدرس باقاعدہ طور پر اپنے دل کی گہرائیوں تک پہنچکر معلوم کرے کہ وہاں کون کونسی صلاحیتیں اور قابلیتیں موجود ہیں جن کی تربیت اور تکمیل سے وہ زیادہ سے زیادہ اپنے طالب علموں اور سماج کے لئے اپنے آپ کو مفید اور کارآمد بنا سکتا ہے اور اُس کے اندر کون کونسی خامیاں اور کمزوریاں ہیں۔ جن کی موجودگی بچوں کے ساتھ اُن کی تعلیم کے سلسلے میں مُناسب طور پر پیش آنے میں سدِّ راہ ہو سکتی ہے۔

پس لازم ہے کہ مدرس اُس راز سے آگاہ کیا جائے کہ اندرونی تجزی سے کیا مُراد ہے۔ اندرونی تجزی سے مدرس اپنی ذاتی شخصیت کا اندازہ بڑی اچھی طرح کر سکتا ہے۔ اگرچہ یہ آسان کام نہیں ہے اور نہ ہی بغیر ٹریننگ کے یہ آ سکتی ہے مگر اگر ایک دفعہ مدرس اس کو حاصل کرے تو وہ بہترین سے بہترین مدرس کی حیثیت میں اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ تجزی سے مُراد ہے کہ مدرس اس بات کا جائزہ لے کہ اُس کے اندر کون کونسی صلاحیتیں اور قابلیتیں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور وہ کن کن باتوں میں کمزور اور خام ہے پس کمزوریوں اور خامیوں کو دن بدن دُور کرنا اور اپنی خداداد صلاحیتوں اور قابلیتوں کی تربیت اور نشو و نما کرنا ہی اپنی شخصیت کو بلند سے بلند تر کرنا ہے اور شخصیت کی بلندی ہی میں مدرس کی کامیابی کا راز مُضمر ہے۔

اچھے مدرس کی کامیابی اُس کی خود ضبطی، خود انکاری، ایثار، رُوحِ رواداری، اخوت، شخصی جاذبیت، سلیم مذاق، شُستگی، راستبازی، راستی، قول و فعل میں پاکیزگی۔ لین دین میں ایمانداری، کام میں محنت، بنی نوعِ انسان سے محبت اور شریفانہ سلوک وغیرہ وغیرہ جیسے قیمتی اوصاف پر ہی منحصر ہے۔ ان اوصاف میں دوسروں کے مقابلے میں دن بدن ترقی کرتے جانا ہی گویا شخصیت کی نشو و نما کرنا اور اس کی تربیت کرنا ہے۔

پس ہر مدرس کو اندرونی تجزی کے ذریعے اپنی شخصیت کی نشو و نما کرنا ضروری ہے ۔ اور اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر مدرس کو اندرونی تجزی کے ذریعے اپنی شخصیت کا جائزہ لینے کا ڈھنگ بھی آتا ہو تاکہ وہ ہر وقت معلوم کر سکے ۔ کہ دوسروں کے مقابلے میں وہ خود کس مقام پر ہے اور اُسے کس قدر نشو و نما اور ترقی کی ضرورت ہے ۔

اس قسم کے طریقے ہندوستان میں ابھی بہت کم رائج ہیں کیونکہ نفسیات میں عملی تجربات بہت کم ہوئے ہیں ۔ مگر خوش قسمتی سے ڈاکٹر جیمز سی مینری صاحب ۔ ایم ۔ اے ۔ پی ۔ ایچ ۔ ڈی نے مدرسین کی اس کمی کو محسوس کرکے کئی ایک پریکٹیکل اور عملی نفسیاتی تجربات کے بعد مدرس کی شخصیت کا جائزہ لینے کی ایک فارم مرتب کی ہے ۔

ڈاکٹر مینری صاحب شن نارمل سکول موگا (پنجاب) میں ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ کے ناظم اعلےٰ ہیں اور فلاسفی اور سائیکالوجی کے عالم ہیں ۔ چونکہ یہ فارم تمام مدرسین کے لئے بڑے کام کی چیز ہے ۔ اور اپنی حیثیت میں واحد قسم کی فارم ہے ۔ اس لئے مدرسین کی رہنمائی اور واقفیت کے لئے اسے موگا جرنل میں درج کرنے کا فخر حاصل کیا جا رہا ہے ۔ اس فارم میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے بہت سارے انسانی اوصاف میں سے صرف انہی اوصاف کو لیا ہے جو اچھے اور کامیاب مدرس کیلئے نہایت ضروری ہیں ان اوصاف کو تعلیمی نقطۂ نگاہ سے جو اہمیت حاصل ہے اسکے مطابق درجہ بدرجہ ترتیب دیدیا ہے ۔ مدرس ان اوصاف میں کسی اعلےٰ مدرس اور کسی نالائق مدرس کے اوصاف سے مقابلہ کرکے اپنی حقیقی حالت کو جان سکتا ہے اور اسکے مطابق اپنی تربیت اور اصلاح میں کوشش کرسکتا ہے امید ہے کہ ناظرین کرام اس فارم کے مطالعہ سے استفادہ کرینگے اور اسکے عملی استعمال سے اپنی اصلاح کی طرف رجوع ہونگے تاکہ بقول "تخصیکہ" پہلے تو اپنی آنکھ کا شہتیر نکال اور اسکے بعد اس تنکے کو دیکھنے کی کوشش کر جو تیرے بھائی کی آنکھ میں موجود ہے" ہم اپنی خامیوں کو دور کر سکیں +

مدرس کی ذاتی شخصیت کے جائزہ کی فارم

نام ________ سکول ________ موجودہ کلاس ________

عمر ________ تاریخ ________

تعلیمی تجربہ ________

	قابل ترین	قابل	متوسط	ناقص	ادنیٰ حیثیت
۱ خود ضبطی					
۲ سرگرمی					
۳ صاحب الرائے					
۴ شخصی کشش یا قوتِ جاذبہ					
۵ روح رواداری					
۶ ماحول سے مطابقت پیدا کرنے کی صلاحیت					
۷ دلچسپیات کی وسعت					
۸ ایمانداری					
۹ شستگی					
۱۰ لیڈر بننے کی صلاحیت					

نوٹ ۔ مندرجہ بالا اوصاف کا درجہ تعلیم میں ان کی اہمیت کے لحاظ سے رکھا گیا ہے ۔

ہدایات۔ I کسی قابل سے قابل مدرس (جس کے ساتھ آپ کو ذاتی واسطہ پڑا ہو) کی لیاقت اور قابلیت کے معیار کو پرکھتے ہوئے مندرجہ بالا اوصاف میں سے اس مدرس کو جس وصف میں ایک سے پندرہ تک کے جس مقام کے قابل سمجھتے ہو۔ وہاں نقطے سے نشان کرو۔ مثال کے طور پر اگر آپنے اس میں اتنی خود ضبطی پائی ہو۔ جتنی کہ کسی اور میں نہیں دیکھی۔ تو اس میں اس کا پندرہ پر نشان لگاؤ۔ اور اگر کسی دوسرے میں اس سے کم خود ضبطی نہیں دیکھی تو اس میں اس کو ایک پر نشان کرو اور اگر وہ اس میں اوسط درجے کا ہے تو آٹھ پر نشان کرو۔ سب اوصاف کو جانچنے کے لئے یہی طریقہ استعمال کرو اور ہر وصف کا علیحدہ علیحدہ امتحان کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ قابل سے قابل مدرس بھی ہر وصف میں اعلےٰ نہیں ہوگا۔ اب ان نشانوں کو سُرخ لکیر کے ساتھ ملا دو۔

II اُوپر کی طرح کسی ناقابل ترین مدرس کے اوصاف کا بھی اسی طرح جائزہ لو اور ان نشانوں کو نیلی لکیر سے ملا دو۔

III مندرجہ بالا طریق پر اپنا بھی امتحان کرو اور ہر وصف پر لگائے ہوئے نشان کو سیاہ لکیر سے ملا دو۔

IV مندرجہ بالا دس اوصاف میں سے ہر مدرس (قابل ترین، ناقابل ترین اور خود آپ) کے اوصاف کی علیحدہ علیحدہ اوسط نکالو۔ یعنی اعلےٰ مدرس کے اوصاف کی اوسط ادنےٰ مدرس کے اوصاف کی اوسط اور آپ کے اپنے دس اوصاف کی اوسط۔

V اُوپر کے دس اوصاف میں سے کن دو اوصاف میں آپ کی زیادہ کمی ہے اور مثالوں کے ذریعے ظاہر کرو۔ کہ کس طرح یہ کمزوریاں آپ کے

اندر پیدا ہوتی ہیں۔

VI اعلیٰ تدریس اور ادنےٰ مدرس کا بھی انہی دو اوصاف میں مقابلہ کرو اور دیکھو کہ انہی دو اوصاف میں قابل مدرس ناقابل مدرس کے مقابلے میں اپنی فوقیت کس طرح ظاہر کرتا ہے۔ مخصوص مثالوں سے واضح کرو۔

VII مندرجہ بالا مشاہدات کی بنا پر آپ ان تجاویز پر غور کریں جن سے آپ اپنے آپ کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ لیکن احتیاط رکھی جائے کہ آپ کا لائحہ عمل بالکل مخصوص طور پر چاک کردہ ہو۔ تجربات اس بات کے شاہد ہیں کہ اس قسم کی ذاتی تحلیل اور اپنے آپ کو بہتر بنانے کی مسلسل اور پیہم کوشش اساتذہ میں نمایاں ترقی پیدا کرتی ہے۔ یہ ترقی کامیابی سے پڑھانے کے لئے بڑی ضروری ہے۔

I سب سے پہلا سال یعنی سنِ عیسوی کی ابتدا

سب سے پہلے سال کا ذکر ہے۔ حقیقت میں یہ دنیا کی پیدائش کا سالِ اول نہیں تھا بلکہ سنِ عیسوی کی ابتدا تھی۔ یہ دنیا بہت ہی پرانی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ دنیا کب بنائی گئی۔ مدت مدید و عرصۂ بعید سے قومیں اس

صفحۂ ہستی پر آباد ہیں۔ دنیا میں قوموں اور سلطنتوں کے درمیان جنگ و جدل ہوتے رہے ہیں۔ بڑے بڑے عالیشان شہر آباد ہوئے اور انقلاب زمانہ کے سبب کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے۔ لیکن جس سال کا ذکر اس کہانی میں کیا جائیگا وہ لاثانی ایک عجیب اور خوشی بخشنے والا سال تھا۔ ہر ایک شخص کے چہرے پر مسرت ٹپک رہی تھی۔ ہر ایک کام از سر نو شروع کیا گیا۔ کیونکہ اس وقت بادشاہوں کا بادشاہ اس گناہ آلودہ دنیا میں ظہور پذیر ہوا تھا۔ وہ گناہگاروں کے نجات دہندے کی آمد کا مبارک موقع تھا۔ اس وقت سے اس سال کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے اور اس کا نام سنِ عیسوی مشہور ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اب ۱۹۴۰ سنِ عیسوی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس پہلے سال کو ۱۹۴۰ سال گزر گئے ہیں یعنی حضرت عیسیٰ نے ۱۹۴۰ سال گزرے اس دنیا میں جنم لیا تھا۔

اس سالِ اوّل کا سب سے مقدس دن کرسمس کا دن تھا شاید آپ کو یہ بات عجیب معلوم نہ ہو۔ ہماری زندگی میں بڑا دن ہر سال ۲۵ دسمبر کو منایا جاتا ہے۔ جس طرح موسم سرما میں انگلینڈ میں برف پڑتی ہے اور موسم خزاں میں سیب کا پھل پکتا ہے اسی طرح ہر سال اپنے مناسب وقت پر کرسمس کا دن آتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ متبرک دن دنیا کی پیدائش سے ہی چلا آتا ہے۔ لیکن صحیح بات یہ ہے کہ اس سالِ اوّل سے پیشتر کوئی کرسمس نہیں تھا۔ اسے بڑا دن اس لئے کہتے ہیں کہ اس وقت سب سے بڑا اوتار دنیا میں آیا۔ اب میری کہانی شروع ہوتی ہے:

اس پہلے سال ایک چھوٹے سے پہاڑی گاؤں میں ایک نوجوان کنواری لڑکی بنام مریم رہا کرتی تھی۔ وہ لڑکی عالمِ شباب میں تھی۔ اس کا چہرہ خوبصورت

تھی۔ وہ نیک خصلت حلیم اور پاکباز تھی۔ آخر کار خدا نے اُسے ایک بیٹا بخش دیا۔ یہ بیٹا تمام دنیا کے لئے نجات دہندہ تھا۔ یہ بیٹا جس کا نام یسُوع رکھا گیا۔ ایسا نیک طینت اور راستباز شخص بنا کہ تمام لوگ اس کی تعریف اور عزت کرنے لگے۔ اُس کے متعلق بڑی بڑی عجیب کہانیاں سُنائی جاتی ہیں۔ اس کی پاکباز ماں مریم کے متعلق مندرجہ ذیل کہانی سُنائی جاتی ہے:۔

ایک دن مریم اپنے کمرے میں اکیلی بیٹھی تھی۔ شاید وُہ کسی مذہبی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھی۔ وُہ لڑکی کتابوں کے مطالعہ کی شوقین تھی۔ اس کے گیت سے جو اُس نے اپنی خالہ زاد بہن کے گھر میں گایا تھا ظاہر ہوتا ہے کہ اُس کا مطالعہ کتب وسیع ہے۔ شاید وُہ کمرے میں اکیلی بیٹھی کچھ سینے پرونے کا کام کر رہی تھی۔ اس کی شادی کا دن نزدیک آ رہا تھا اور وُہ کپڑے بنانے میں مصروف ہو گی۔ اس کی شادی ایک دیہاتی بڑھئی بنام یوسف کے ساتھ ہونی قرار پائی تھی۔ موسم بہار کی صبح تھی پھول کھلے ہوئے تھے۔ رنگ برنگ کے پرندے گیت گا رہے تھے۔ سُورج کی سنہری کرنوں نے کمرے کو بقعۂ نُور بنا رکھا تھا۔ ایسے خوشگوار وقت پر کنواری مریم پاکیزہ خیالات لئے کمرے میں بیٹھی تھی۔ اچانک کمرے میں ایسی تیز روشنی ہوئی گویا کہ بادلوں میں چھپا ہُوا سُورج باہر نکل کر پوری آب و تاب کے ساتھ چمکا ہو۔ مریم نے مُڑ کر دیکھا۔ تو دروازے کے نزدیک سفید لباس میں ملبُوس پُرجلال فرشتہ کھڑا پایا۔ مریم ڈر سی گئی۔

فرشتے نے کہا "سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے۔ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ تو تمام عورتوں سے مُقدس اور پاک ہے"۔ مریم ڈر سے کانپنے لگی فرشتے نے کہا۔ "اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔ مریم چپ چاپ فرشتے کی باتیں سنتی رہی۔ فرشتے نے اپنے آنے کا مقصد بتایا جو کہ مندرجہ ذیل بیان

سے ظاہر ہے۔

خدا نے دنیا کے لوگوں کے گناہوں پر نظر ڈال ان کے غم اور مصیبت کو دیکھا۔ اُس نے بچّوں۔ نوجوانوں۔ بوڑھوں اور والدین کی آہ و پکار کو سُنا۔ خُدا نے دیکھا کہ کس طرح لوگ اپنے آپ کو نیک بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کمزور اور جاہل ہونے کے سبب بُری طرح سے ناکامیاب ہوتے ہیں۔ خدا نے اپنے کئے ہُوئے وعدے کو پُورا کرنا چاہا۔ خدا نے مجسّم ہو کر ہمارے درمیان آکر زندگی گزارنے کا وعدہ عہدیوں پہلے کیا ہُوا تھا۔ خدا تو حاضر و ناظر ہونے کے سبب شرُوع سے ہی ہمارے ساتھ رہتا رہا ہے۔ اور آجکل بھی رہتا ہے ہم ہر وقت اور ہر جگہ اس کی حضوری میں رہتے ہیں۔ لیکن اس وقت خُدا نے ایک عجیب طریقے سے اپنے آپ کو ہم پر ظاہر کرنا تھا۔ جلال کے بادشاہ نے انسانی جسم اختیار کر کے ہماری طرح زندگی بسر کرنی تھی۔ اُس نے شاہی لباس میں نہیں آنا تھا۔ اور نہ ہی آسمانی فرشتوں کے ساتھ بلکہ ہماری طرح ایک بچّے کی صورت میں پیدا ہو کر ہماری طرح پرورش اور تربیت حاصل کرنی تھی۔ اس نے ہماری طرح دُکھ و درد کے ساتھ زندگی بسر کر کے ہمیں رہنا سکھانا تھا۔ اس جلالی بادشاہ نے منکسر المزاجی سے مریم کی گود میں آنا تھا۔

فرشتے کی خوشخبری سُنکر مریم نے کہا " دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو"۔ پھر فرشتہ اُس کے پاس سے چلا گیا۔ یہ پہلے سال کے پہلے دن کا واقع ہے ۔

II گڈریے اور گانیوالے فرشتے

یسوع کی پیدائش کے متعلق ایک اور خوبصورت کہانی سنائی جاتی ہے اور وہ اس طرح ہے۔ سردی کی ایک تاریک رات بیت لحم گاؤں کے باہر چراگاہ میں گڈریے اپنے گلے کی رکھوالی کر رہے تھے۔ ہمارے اپنے ملک میں بہت ہی کم گڈریے نظر آتے ہیں۔ وہ لوگ بڑی بڑی چھڑیاں ہاتھوں میں لئے کھیتوں اور میدانوں میں سے بھیڑوں بکریوں کو ہانکتے لے جاتے ہیں۔ اصلی گڈریے نہیں کہلائے جا سکتے۔ گڈریے جو کہ فلسطین میں رہتے تھے وہ بھیڑوں کے گلے کے پیچھے پیچھے رہ کر ان کو نہیں ہانکتے بلکہ بھیڑوں کے آگے آگے چل کر انہیں اپنی مانوس آواز سے پکارتے ہیں۔ بھیڑیں اپنے گڈریے کی آواز پہچان کر اس کے پیچھے پیچھے چلتی ہیں۔ جب بھیڑیں جنگل میں چر رہی ہوتی ہیں تو گڈریا ان کے درمیان رہ کر انہیں ادھر اُدھر جانے سے روکتا ہے تاکہ کوئی بھیڑ گم نہ ہو جائے یا کسی بھیڑیئے یا ریچھ کے قابو میں نہ آ جائے۔

ملک فلسطین پہاڑی ملک ہے۔ وہاں بڑی بڑی چراگاہیں ہیں بعض جگہوں پر سارا سال سبز گھاس رہتی ہے۔ پہاڑوں کی بلند چوٹیوں پر برف پڑتی ہے۔ [illegible] جن میں بھیڑیں [illegible] چر سکتی ہیں اور کھلے میدانوں میں رات گزاری جاتی ہے۔

اس زمانے میں یعنی جب مسیح ابھی پیدا نہیں ہوا تھا۔ لوگ عبادت گاہ جاتے وقت چھوٹے چھوٹے برے اپنے ہمراہ لے جایا کرتے تھے۔ ان دنوں ایسا کرنا

سمجھا خیر بات ہوگی ۔ ذرا خیال فرمائیں ، کہ گرجہ گھر یا ہیکل میں جانے وقت
گیت کی کتاب یا بائبل مقدس کی بجائے ہر ایک شخص کا اپنے بازو کے نیچے ایک
بے داغ برہ تھامے ہوئے جانا کیسا معلوم ہوتا ہوگا ۔ اگر آج کل گرجہ گھر میں
بہت سے برے لائے جائیں تو ننھے بچے مارے خوشی کے شور مچائیں گے ان کیلئے
یہ ایک کھیل ہوگا ۔ لیکن اس زمانے میں بچوں کی تربیت اس قسم کی تھی ، کہ وہ
بالکل شور نہیں مچاتے تھے ۔ لوگ خداوند کی بھینٹ چڑھانے کے لئے بیداغ
برے لایا کرتے تھے ۔ وہ اپنے گلے میں سے سب سے خوبصورت موٹا تازہ برہ لاتے
تھے کیونکہ وہ خدا کو سب سے اعلیٰ تحفہ دینا پسند کرتے تھے ۔ ان میں سے بعض
برے بیت لحم کی چراگاہوں سے لائے جاتے تھے گرجہ گھر میں چڑھائے
جانے والے برے کی رکھوالی بڑی احتیاط سے کی جاتی تھی ۔ وہ گڈریے
نیک اور رحمدل ہوتے تھے ۔

سردی کی رات تھی ستارے چمک رہے تھے ۔ چاروں طرف خاموشی
تھی ۔ کھیت میں بھیڑیں سو رہی تھیں اور گڈریے ان کی رکھوالی کر رہے
تھے ۔ وہ گڈریے جاگ رہے تھے ۔ شاید ایک دوسرے کو کہانیاں سنا رہے
ہونگے ۔ خاصکر داؤد کے متعلق کہ کس طرح چھوٹی عمر میں گڈریے کی حیثیت
میں وہ اسی گاؤں کی چراگاہوں میں سردی کی راتیں کاٹا کرتا تھا ۔ پھر وہ داؤد
کی بہادری کی باتیں کرتے ہونگے کہ اس طرح ایک رات شیر اور ریچھ بھیڑیں
کھانے آئے اور داؤد نے ان سے لڑ کر ان کا خاتمہ کیا ۔ پھر گڈریے گیت گاتے
ہونگے ۔

خداوند خود میرا چرواہا ہے
مجھے کچھ کمی نہیں نصیب ہے

پھر گڈریئے جلالی بادشاہ کے متعلق گفتگو کرتے ہونگے۔ کہ وہ اپنے وعدے کے مطابق فلاں فلاں جگہ پیدا ہوگا۔ اُس کی شکل و صورت کیسی ہوگی اُس کے کام کیسے ہونگے۔ ایک گڈریا کہتا ہوگا "جب وہ بادشاہ آئیگا تو بیت لحم میں بھی نظر آئیگا"۔ کیونکہ ایسا ہی اس کی پیشین گوئی میں لکھا ہے۔

جب وہ رکھوالی کر رہے تھے اور گا رہے تھے تو عجیب واقع ہُوا۔ اچانک ایک بڑی روشنی نمودار ہوئی۔ تاریک آسمان پر زیادہ چمکدار ہوگئی تھوڑی دیر کے بعد تاریک شب روزِ روشن کی طرح معلوم ہونے لگی۔ تب بادلوں میں سے ایک فرشتہ ظاہر ہُوا۔ یہ خُداوند کا فرشتہ تھا جو آگ کے شعلے کی طرح چمک رہا تھا۔ گڈریئے ڈر کے مارے لیٹ گئے اُنہوں نے کمبلوں سے اپنے چہرے ڈھانپ لئے۔ فرشتہ اُن سے یوں ہمکلام ہُوا "ڈرو نہیں کیونکہ دیکھو میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری اُمت کے واسطے ہوگی۔ آج رات بیت لحم میں تمہارے لئے ایک مُنجی پیدا ہُوا ہے۔ تم اُسے فلاں فلاں سرائے میں ایک چرنی میں لپٹا ہُوا پاؤ گے"۔

تب آسمان اور بھی زیادہ روشن ہوگیا۔ یکایک بادلوں میں سے فرشتوں کا ایک گروہ خدا کی حمد کرتا اور یہ کہتا ظاہر ہُوا کہ:۔

عالمِ بالا پر خُدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صُلح۔

یہ گیت گا کر فرشتے آسمان پر واپس چلے گئے۔ رات پھر خاموش اور اندھیری نظر آنے لگی۔ گڈریئے خوشی کے مارے اُچھلے اور ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ آؤ بیت لحم تک چلیں اور اُس آسمانی بادشاہ کے درشن کریں۔ پس وہ جلدی سے گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ سردی سے ٹھٹھرنے کے باوجود

بھی وُہ خوشی کے مارے دُھندلی سڑک پر تیزی سے جا رہے تھے۔ خاموش رات میں ان کے پاؤں کی آہٹ دُور تک سُنائی دیتی تھی۔ چونکہ اُس دن مردم شماری ہونی تھی۔ لہٰذا تمام دن لوگ بیت لحم کی طرف آتے رہے۔ رُوم کا شہنشاہ قیصر اگسٹس یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ اس کے علاقے میں کتنے لوگ آباد ہیں۔ تاکہ اُن سے ٹیکس وصول کرے۔ ہر ایک شخص کو اپنے اپنے شہر میں جا کر نام لکھوانا تھا۔ اپنے شہر سے یہ مطلب ہے۔ کہ جس شہر سے اس کا خاندان تعلق رکھتا ہو۔ پس اُن دنوں آمد و رفت کا بہت زور تھا۔

ناصرت شہر میں سے بہت سے لوگ بیت لحم آئے اُن میں سے یوسف بڑھئی بھی تھا کیونکہ وُہ داؤد کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ یوسف کے ہمراہ اس کی منگیتر مریم تھی۔ اسی مریم نے ہی جلالی بادشاہ کی ماں بننا تھا۔ پہاڑی راستوں کو عبُور کرتے ہُوئے وُہ کئی دنوں کے بعد بیت لحم پہنچے۔ اُس گاؤں کی تمام سرائیں لوگوں سے کھچا کھچ بھری پڑی تھیں۔ یوسف اور مریم کے ٹھہرنے کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ سرائے کی ڈیوڑھی میں اصطبل تھا۔ وہاں چرنی میں سُوکھا گھاس رکھا تھا۔ چھت پر مکڑی کے جالے لٹک رہے تھے۔ وہاں گدھے اور دیگر پالتو مویشی بندھے ہُوئے تھے۔ یوسف اور مریم اُسی اصطبل میں ٹھہر گئے۔

رات کے وقت جلالی بادشاہ خُداوند مسیح پیدا ہُوا۔ مریم نے اُسے چیتھڑوں میں لپیٹ کر چرنی کے گھاس میں لٹا دیا۔ اُدھر گڈریوں پر آسمانی نُور چمک رہا تھا اور فرشتے گا رہے تھے عین اسی وقت خدا وندوں کا خدا پیدا ہُوا۔

گڈریئے دوڑے دوڑے آئے اور انہوں نے اصطبل میں مریم اور

یوسف کو دیکھا اور اُس بچے کو چرنی میں پڑا پایا۔ اور یہ بات دیکھکر انہوں نے فرشتوں کی گواہی کو عوام میں مشہور کر دیا۔ مریم چپ چاپ گڈریوں کی باتیں سنتی رہی۔ اُسے وُہ واقع بار بار یاد آتا تھا جب کہ فرشتہ اُس کے کمرے میں اُس پر ظاہر ہوا تھا۔ گڈریئے خدا کی بڑائی اور حمد کرتے ہُوئے واپس لوٹ گئے۔

اسی طرح پہلا کرسمس منایا گیا۔ آسمانی فرشتوں نے راگ گائے۔ خدا کا ایک اکلوتا بیٹا۔ دنیا کا نجات دہندہ تمام بنی نوع انسان کے لئے تحفہ کے طور پر اس دُنیا میں آیا ۔

III مجوسیوں کا یسوع کو سجدہ کرنے کے لئے آنا

یسوع دیگر بچوں کی طرح حسب معمول پرورش پاتا رہا۔ کافی دنوں تک کوئی انوکھی بات واقع نہ ہُوئی۔ لیکن ایک دن یسوع کے درشن کرنے کے لئے کئی اجنبی دروازے پر آئے۔

[illegible] کہ مجوسیوں کی آمد کے وقت یسوع کی عمر کتنی تھی۔ لوقا رسول خداوند یسوع کے بچپن کی کہانیوں میں بہت دلچسپی لیا کرتا تھا۔ لیکن مجوسیوں کے متعلق اُسے کچھ خبر نہ ہُوئی۔ لیکن متی رسول نے مجوسیوں کے متعلق سب کہانی سُنی ہُوئی تھی۔ پس متی رسول کی انجیل کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجوسیوں کی آمد کے وقت خداوند کی عمر دو سال کی تھی

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یسوع نے بیت لحم میں رہ کر چلنا اور بولنا، دعا مانگنا
اور بائبل مقدس کے متبرک الفاظ حفظ کرنا سیکھا ہوگا۔

پورب میں یہ عقلمند مجوسی آسمان کی طرف [illegible]
تھے کہ یہ نیا ستارا آسمان پر کیوں ظاہر ہوا ہے۔ یہ مجوسی عرب اور [illegible]
سے تھے۔ اور وہ ریگستان میں تمبو لگا کر رہتے تھے۔ انہیں بادلوں اور ستاروں
میں بہت دلچسپی تھی۔ عام لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ ستاروں میں بھی
ہماری دنیا کی طرح آبادی اور نباتات ہے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ستارے چمکدار
ہیرے ہیں جو کہ نیلے رنگ کی آسمانی چھت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔
بڑے بڑے ستاروں سے بڑے بڑے بادشاہ مراد تھے۔ لیکن ان مجوسیوں
کو ستاروں کا پورا علم تھا۔ وہ ستاروں کے نام جانتے تھے۔ حسب معمول
ایک رات انہوں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ انہیں ایک چمکدار
نیا ستارہ نظر آیا۔ یہ ستارہ مغرب کی طرف تھا۔ اور دیگر ستاروں سے زیادہ
روشن تھا۔ مجوسیوں نے کہا " مغرب کی طرف ایک نیا ستارہ ظاہر ہوا ہے
اُدھر یہودیوں کا ملک ہے۔ پیشین گوئی کے مطابق یہودیوں کا بادشاہ
پیدا ہوا ہے [illegible]

پس وہ اپنے [illegible] روانہ ہوئے [illegible]
خیال ہے کہ وہ نہ صرف مجوسی ہی تھے بلکہ پورب کے ملکوں کے بادشاہ بھی تھے
وہ تین مجوسی تھے۔ ایک بوڑھا جس کا نام کاسپر تھا۔ دوسرا ادھیڑ عمر کا
مجوسی جس کا نام MELCHIOR تھا۔ تیسرا نوجوان جس کا نام
BALTHASAL تھا۔ وہ اونٹوں پر سوار تھے۔ اور اُن کے ہمراہ بہت سے
نوکر بھی تھے۔ ہم اپنا تصور جتنا چاہیں وسیع کر لیں لیکن حقیقت میں اس

کا کوئی تواریخی ثبوت نہیں۔

انہوں نے پہاڑیوں کو عبور کیا۔ جنگلوں کو پار کیا اور آخر کار یروشلم پہنچ گئے۔ وہاں وُہ اپنا راستہ دریافت کرنے کے لئے ٹھیر گئے۔ اُنہوں نے کہا۔ "وُہ کہاں ہے؟ یہودیوں کا بادشاہ کہاں پیدا ہُوا ہے۔ ہم نے پُورب میں اُس کا ستارہ دیکھا ہے اور اُسے سجدہ کرنے آئے ہیں"۔ لوگ صرف یہودیوں کے ایک ہی بادشاہ کو جانتے تھے اور اس کا نام ہیرودیس تھا جو کہ کافی بوڑھا تھا۔ اس کی زندگی ظلم وستم اور گناہ سے بھری ہُوئی تھی۔ یہ مجُوسی اُس ظالم بادشاہ کو سجدہ کرنے نہیں آئے تھے۔ نہیں۔ وہاں ایک ننھا بادشاہ دو سال ہُوئے چرنی میں پیدا ہُوا تھا۔ مجُوسی یروشلم کی گلیوں میں لوگوں سے دریافت کرنے لگے۔ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی۔ بادشاہ کو بھی اُن کی آمد کا علم ہُوا۔ لوگ آپس میں کہنے لگے۔ "یہ لوگ کیسا عجیب سوال کرتے ہیں۔ یہ لوگ پُورب سے آئے ہیں۔ اب جنگ ہو گی۔ کیونکہ دوسرا بادشاہ پیدا ہُوا ہے۔ دونوں تاج و تخت کے لئے آپس میں لڑیں گے"۔

ہیرودیس بادشاہ بہت فکرمند ہُوا۔ ہیرودیس نے سوچا کہ یہ جلالی بادشاہ ہو گا جس کے متعلق لوگ باتیں کرتے ہیں۔ کہ بائبل میں اُس کی آمد کی پیشین گوئی ہے۔

ہیرودیس بادشاہ بائبل کے مطالعہ کا شوقین نہ تھا۔ اُسے بالکل پتہ نہ تھا۔ کہ یہ جلالی بادشاہ دنیا کی بادشاہت لینے کے لئے نہیں آیا بلکہ وہ رُوح القُدس سے پیدا ہو کر آسمانی بادشاہت قائم کرنے آیا ہے۔ بادشاہ دل میں ڈرنے لگا کہ ایسا نہ ہو اس کی سلطنت چھِن جائے۔ اُس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ وُہ اِس بادشاہ کو ڈھونڈ کر ہلاک کر دیگا۔

ہیرودیس بادشاہ نے اپنے امیروں وزیروں اور جوتشیوں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کہاں پیدا ہوا ہے۔ جوتشیوں نے پرانے عہدنامے کو دیکھکر معلوم کیا کہ جلال کا بادشاہ بیت لحم میں پیدا ہونا ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے۔ اے بیت لحم۔ تو یہوداہ کے علاقے میں سب سے چھوٹا نہیں۔ تجھ سے ایک بزرگ نکلے گا جو میری امت اسرائیل کی گلہ بانی کریگا۔

تب ہیرودیس بادشاہ نے پرائیویٹ طور پر مجوسیوں کو بلایا۔ مجوسی بادشاہ کے محل میں آئے۔ بادشاہ نے اُن سے بہت سے سوالات پوچھے۔ بادشاہ یہ معلوم کرنے کا خواہشمند تھا۔ کہ نئے ستارے کو ظاہر ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے۔ مجوسیوں نے سچ سچ بتا دیا۔ پھر بادشاہ نے اُن سے کہا۔ "تم بیت لحم جاکر اُس کو سجدہ کرو۔ جب تم اپنے تحفے اُس کے سامنے پیش کر لو۔ تو میرے پاس آکر سب حال بیان کرو۔ میں بھی وہاں جاکر اُس بچے کو سجدہ کرنا چاہتا ہوں"۔ اس بے ایمان بادشاہ کے دل میں غصہ تھا۔ وہ حقیقت میں یسوع کو مار دینا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے مُنہ سے ریاکاری کے الفاظ نکلے۔

ہیرودیس بادشاہ سے رخصت ہو کر مجوسی بیت لحم پہنچے۔ انہوں نے ستارے کو اپنے آگے آگے چلتے دیکھا۔ جب وہ خوشی مناتے ہوئے گاؤں میں پہنچے۔ تو ستارہ اس گاؤں کے ایک گھر کے اُوپر ٹھہر گیا۔ یہ گھر کوئی شاندار محل نہیں تھا۔ یوسف ایک غریب بڑھئی تھا۔ اُس کی آمدنی اُس کے روزانہ گزارے کے لیئے ہی کافی تھی۔ جب مجوسی گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے بچے کو اپنی ماں کی گود میں بیٹھے دیکھا۔ وہ بچہ بڑے تعجب سے ان اجنبیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ خاصکر اُن کے اونٹوں کو دیکھکر بہت حیران ہوا۔ تینوں مجوسی جلالی بچے کے سامنے دوزانو ہو گئے اور اس کو سجدہ کرنے

گئے۔ انہوں نے اپنے ڈبے کھولے اور سونا۔ لوبان و مُر اُس کے رُو برو پیش کئے۔

اُسی رات مجوسیوں کو ایک خواب آیا۔ اور یوسف کو بھی خواب آیا۔ مجوسیوں کو خواب میں خداوند کے فرشتے نے بتایا کہ ہیرودیس بادشاہ کے دل میں بے ایمانی ہے اس لئے واپس اس کے پاس مت جاؤ۔ بلکہ کسی دُوسرے راستے سے اپنے ملک کو لوٹ جاؤ۔ یوسف کے خواب میں خداوند کے فرشتے نے کہا "اُٹھ اور بچے اور اس کی والدہ کو لیکر مصر کو دَوڑ جا۔ وہاں رہو جب تک تمہیں واپس آنے کی ہدایت نہ کی جائے۔ ہیرودیس بادشاہ اس بچے کو تلاش کرکے اسے ہلاک کرنا چاہتا ہے"۔

صبح ہوئی تو مجوسی اُٹھے۔ وُہ یروشلم کے راستے جانے کی بجائے کسی اور راہ سے اپنے ملک کو لوٹ گئے۔ یوسف نے بھی خداوند کے فرشتے کے حکم کی تعمیل کی اور تڑکے تڑکے اُٹھ کر بچے اور اس کی ماں کو لیکر مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

اگلے دن ہیرودیس بادشاہ کو مجوسیوں کا وعدہ یاد آیا۔ اس نے دل میں کہا "آج مجھے اس نئے بادشاہ کی بجائے پیدائش کا حال معلوم ہو جائے گا"۔ سارا دن گزر گیا۔ لیکن کوئی مجوسی لوٹ کر ہیرودیس کے محل میں نہ گیا۔ ہیرودیس کو بہت غصہ آیا۔ لیکن اُسے اِتنا معلوم تھا کہ نئے بادشاہ نے بیت لحم گاؤں میں پیدا ہونا ہے۔ اور جوتشیوں کی تحقیق کے مطابق اُس کی عمر دُو سال سے زیادہ نہیں ہوگی۔ پس بادشاہ نے اس عمر کے تمام بچوں کو قتل کروا دیا۔ بیت لحم میں رونے پیٹنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ غریب والدین اپنے بچوں کے لئے آہ و پکار کر رہے تھے۔ جب کہ جلالی بچہ اپنی ماں اور اپنے باپ کے ہمراہ صحیح سلامت مصر کی طرف جا رہا تھا۔

بائبل کی چند آیات جو طلبا کو حفظ کرنی چاہئیں۔

وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائیگا۔۔۔۔۔ اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔ (لوقا ۱: ۳۲ و ۳۳)

اس لئے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوا اور ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا اور سلطنت اس کے کاندھے پر ہوگی اور اس کا نام عجیب مشیر خدائے قادر ابدیت کا باپ سلامتی کا شہزادہ ہوگا۔ اس کی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی (یسعیاہ ۹: ۶ و ۷)

اسی واسطے خدا نے بھی اُسے بہت سربلند کیا اور اُسے وہ نام بخشا جو سب ناموں سے اعلیٰ ہے۔ تاکہ یسوع کے نام پر ہر ایک گھٹنا جھکے۔ خواہ آسمانیوں کا ہو خواہ زمینیوں کا خواہ ان کا جو زمین کے نیچے ہیں اور خدا باپ کے جلال کے لئے ہر ایک زبان اقرار کرے کہ یسوع مسیح خداوند ہے (فلپیوں ۲: ۹-۱۱)
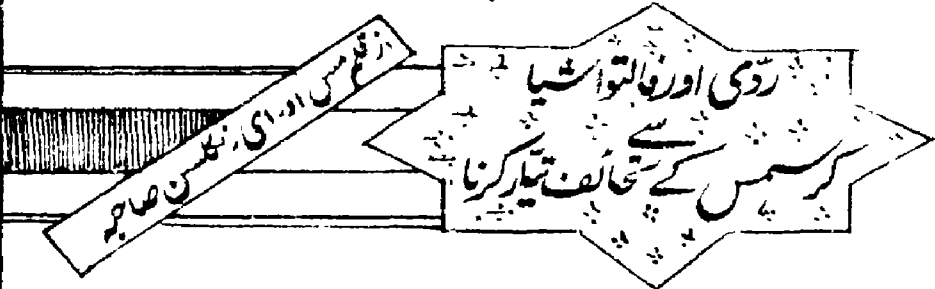
کرسمس کا مبارک دن نزدیک آرہا ہے۔ ہر ایک مسیحی گھر اور مسیحی درس گاہ میں اس دن کی خوشی منانے کے لئے زور شور سے تیاریاں ہوتی ہیں سکولوں کے طلبا اس بات پر سوچ بچار کرتے ہیں کہ دستکاری کی گھنٹی میں بڑے دن کے لئے کون کون سے تحائف تیار کرنے چاہئیں۔ سامنے دی ہوئی اشکال سے صاف ظاہر ہے کہ خاندان کے مختلف شرکا کے لئے کون کونسے

تحفے مناسب ہونگے۔ ان میں سے اکثر اشیا چھوٹی جماعتوں کے بچے خود بنا سکتے ہیں۔ بڑی جماعتوں کے طلبا کے لیئے ان کا تیار کرنا کوئی مشکل کام نہ ہوگا۔

شکل ۱ پیپرماش کی ٹرے (TRAY) بنانا۔

یہ ٹرے پیپرماش کی تہیں جوڑنے سے بنائی جاتی ہے۔ تہیں جوڑنے کا طریقہ اس سے پیشتر کسی ماہ کے جرنل میں درج کیا جاچکا ہے۔ ٹرے کا سانچہ کسی پلیٹ یا کسی دھات کی ٹرے کو بنایا جاسکتا ہے۔

ٹرے بنانے کا طریقہ :- اخبارات کے کاغذ یا کسی اور ردی کاغذ کی دھجیاں چند منٹوں کے لئے پانی میں بھگو دیں۔ ان دھجیوں کی پہلی تہ سانچے کے اوپر رکھو۔ کناروں سے باہر کاغذ بڑھا رہے اور اس بڑھے ہوئے کاغذ کو کھلا چھوڑ دو۔ یعنی آپس میں یا ٹرے کے ساتھ مت جوڑو۔ جب سانچہ دھجیوں کی پہلی تہہ سے ڈھانپ دیا جائے تو اس کے اوپر گوند یا لئی لگا دو اور کاغذ کی دھجیوں کی ایک اور تہہ اس لئی کے اوپر بچھا دو۔ اس عمل کو جاری رکھو حتیٰ کہ کاغذ کی دھجیوں کی آٹھ تہیں ہو جائیں۔ آخری تہہ سفید یا کسی رنگین کاغذ کی ہونی چاہئے۔ جب ٹرے بالکل سوکھ جائے تو اسے سانچے سے اتار لو۔ اور کناروں کو خوبصورتی سے تراش دو۔

اب اس ٹرے پر نقش ونگار کا کام باقی ہے۔ ہر ایک بچے کو اپنے تصور کے مطابق یہ نقش ونگار کرنا چاہئے۔ رنگدار درختوں کے ٹکڑے۔ یا رنگدار کاغذ کی کترنیں یا اخبارات میں سے کاٹے ہوئے پھول ٹرے پر چپکانے سے ٹرے بہت دلکش معلوم ہونے لگ جاتی ہے۔

اگر ٹرے کے دونوں طرف ہینڈل لگانے کی ضرورت ہو تو وہ لوہے کی تار کے ہونے چاہئیں اور کاغذ کی دھجیوں کی دوسری تہہ بچھانے کے بعد

CHRISTMAS GIFTS FROM WASTE MATERIALS.

I

TRAY of Papier-Maché.

II
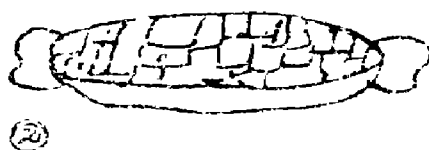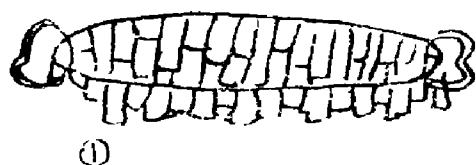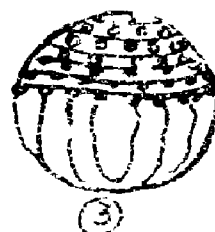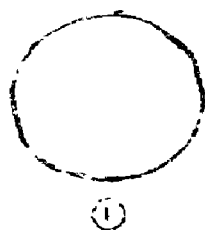
III CHRISTMAS BLOTTER OR PICTURE OF YARN BITS.

IV Dolls

Spool Doll

①

Pin cushion Doll

②
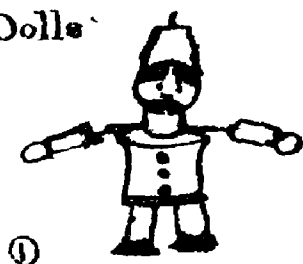
Doll Cot
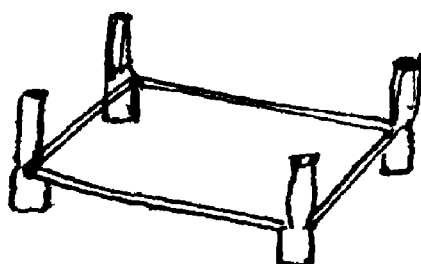
Frame
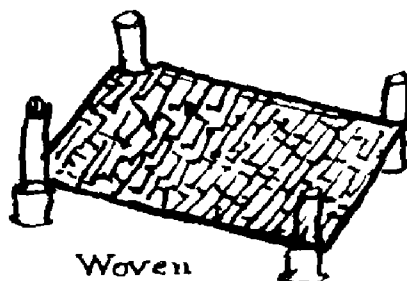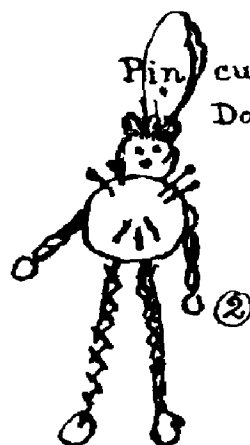
Woven Grass

لگادینے چاہئیں۔ گرت پر وارنش کر دینے سے یہ ایک خوبصورت اور پائدار چیز بن جائیگی۔

شکل ۲۱ گیند بنانا

یہ گیند گھر کے ننھے بچوں کے لئے کھلونے کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے سب سے پہلے تھوڑی سی روئی یا نرم نرم کاغذ یا کپڑوں کے چیتھڑے لیکر اسے ٹھیک کر گول بنالو۔ گیند کی گولائی اسی بنیادی گولے کی شکل کے مطابق ہوگی۔ جب یہ اندرونی حصہ گولے کی شکل کا بن جائے تو اس پر رسّی یا (کپڑے کی باریک دھجیاں) شکل ۲۱ کی مانند اس طرح لپیٹیں کہ برابر برابر فاصلے پر رسّیاں آجائیں۔

شکل ۲۲ میں گیند کے اوپر کی آخری تہہ دکھائی گئی ہے۔ دھاگہ یا کپڑے کی باریک دھجیاں اس کے لئے استعمال کی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد اس پر پڑیاں ڈال دی جائیں۔ یہ پڑیاں چوٹی سے لیکر نیچے تک ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر اور کس کر بنائی جائیں۔

اگر یہ گیند بچے کے کھیلنے کے لئے استعمال کرنی ہو تو اس کے ایک سرے پر رنگدار رسّی لٹکانے کے لئے باندھ دو اور دوسرے سرے پر دو چھوٹی چھوٹی پیتل کی گھنٹیاں آواز پیدا کرنے کے لئے باندھ دو۔ اگر پڑیاں بنانے کے لئے ردّی اور استعمال شدہ دھاگے استعمال کئے جائیں تو صرف ایک پیسے میں گیند تیار ہو سکتی ہے۔ معمولی قیمت کی دو گھنٹیاں یا گھونگرو استعمال کرلو۔ بڑے لڑکوں کے لئے آدھے گز کی باریک ربڑ کی رسّی گیند سے باندھ دیں۔

شکل ۲۳ خاندان کے بڑے شخص کا کیلئے تصویر یا سیاہی چوس یا کیلنڈر تیار کرنا۔ تصویر مطلوبہ کو گتے پر کھینچ لو یا ٹریس کرلو۔ مختلف رنگ کے دھاگوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ لو (لکڑی کے برادے کی طرح باریک) تصویر کے ان حصوں پر جن

کا ایک ہی رنگ کرنا ہو۔ سریش یا گوند لگا دو اور اس پر دھاگے کے ٹکڑے احتیاط سے بکھیر دو۔ مثلاً اگر تصویر میں فرشتے کے بال، ستارہ اور مسیح کے چہرے کے ارگرد کا نور زرد رنگ کا بنانا ہو تو ان حصّوں پر گوند لگا دو۔ پھر دھاگے کے زرد ٹکڑے گوند والے حصّے پر احتیاط سے بکھیر دو۔ اس کے بعد فرشتوں کے پروں پر گوند لگا کر اس کے اوپر رد پہلی ربن یا رد پہلی ورق کے ٹکڑے بکھیر دو۔ باقی ماندہ تصویر پر اسی طرح مختلف رنگوں کے دھاگوں کے ٹکڑے جماتے جاؤ۔ جب گوند خشک ہو جائے تو تصویر پر برش پھیر دو تاکہ فالتو دھاگے اتر جائیں۔ یہ تصویریں خوبصورت اور دلکش ہوتی ہیں۔ ان کے بناتے وقت بچے یہ سیکھتے ہیں کہ معمولی سے معمولی چیزوں سے اعلےٰ اشیا بن سکتی ہیں۔ ردی اور فالتو اشیاء کا مفید استعمال سیکھ جاتے ہیں۔

شکل ۴ گڑیا بنانا

کسی گذشتہ اشاعت میں خالی ریلوں کو تار میں پرو کر گڑیا بنانے کا طریقہ درج کیا جا چکا ہے۔ اس قسم کی گڑیا بنا کر اس پر رنگ سے کپڑے بنا دئے جائیں یا بیچ بیچ کے رنگدار کپڑے پہنا دیے جائیں۔ اگر ریلوں کو ربڑ کی تار میں پرو دیا جائے تو بچوں کے لئے ناچنے کودنے والی گڑیا بنائی جا سکتی ہے

بڑی لڑکیوں کے لئے گڑیا

لمبا سا کارک یا لکڑی کا ایک گول سلنڈر نما ٹکڑا لے لو یا لچکدار گتّے کی ایک ٹیوب سی بنا لو۔ گڑیا کا درمیانی حصّہ بنانے کے لئے اس ٹکڑے کے ارد گرد روئی لپیٹ دو۔ اس پر کوئی چمکدار اور صاف کپڑے کا ٹکڑا سی دو۔ یا جیسا کہ گیند بنانے میں ذکر ہو چکا ہے دھاگہ لپیٹ دو۔ اسی طرح سر کے لئے قدرے چھوٹا گول سا گولہ بنا لیں۔ ہاتھ اور پاؤں اور ٹانگیں اور بازو بھی

ردی کپڑے کے بنائے جا سکتے ہیں ۔

شکل ۵ گڑیا کی چارپائی بنانا

یہ چارپائی مختلف چیزوں سے بنائی جا سکتی ہے مثلاً کھجور یا ناریل وغیرہ۔ چارپائی کا فریم (ڈھانچہ) چار ریلوں یا بانس کے ٹکڑوں کا بنایا جاتا ہے۔ کسی درخت کی گول سیدھی ٹہنیوں سے چارپائی کی لمبائی اور چوڑائی کے ڈنڈے بنالو۔ فریم کا کنارہ چاک بکس یا بانس کے ٹکڑے سے بنالو۔ جب فریم بالکل تیار ہو جائے تو اس پر کوئی رنگ یا پالش یا وارنش پھیر دیں ۔

جب یہ بالکل سوکھ جائے تو اس ڈھانچے کا نچلا حصہ کھجور کے پتوں یا بانس یا معمولی دھاگے سے بن دو۔ پہلے تانا تن لو۔ اوپر کے حصے پر بانس کی ٹہنیاں باندھ لو۔ اس کے بعد ایک ایک رسی کو نیچے اوپر کرکے اس میں سے چوڑائی کے دھاگے گزارتے جائیں حتیٰ کہ تمام فریم بھر جائے۔ سلائی کی گھنٹی میں لڑکیاں چھوٹی چھوٹی رضائیاں اور چادریں بنالیں۔ ان کھلونوں پر معمولی سامان مثلاً لئی۔ گتا اور تار کے ٹکڑے استعمال کیا جائے ۔

مسٹر سید محمد پرائمری تعلیم میں خاص مہارت اور ملکہ رکھتے ہیں آپ اپنے علاقے کی انجمن صیغۂ پرائمری کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ پٹنہ ٹریننگ کالج میں

مورخہ ۱۰ مارچ سنہ ۱۹۴۸ء کو اس کالج کے ٹریننگ یافتہ پرانے اُستادوں کی پانچویں سالانہ انجمن منعقد کی گئی۔ مسٹر جی۔ این۔ سنہا ڈپٹی ڈائرکٹر اوف پبلک انسٹرکشن صدرِ انجمن تھے۔ مسٹر سید محمد نے یہ لیکچر اس موقع پر سب حاضرین کی رہنمائی کے لئے کیا۔

(ایڈیٹر)

پٹنہ ٹریننگ کالج کے طلباء کو ہر سال پریکٹس اوف ٹیچنگ (Practice of teaching) کے لئے گرد و نواح کے دیہاتی سکولوں میں جانا پڑتا ہے۔ امسال جب مجھے اُن کے ساتھ جانے کا موقع ملا۔ تو میں نے اضلاع شاہ آباد، مظفر پور، سنتل پرگنہ اور پٹنہ کے بہت سے اردو اور ہندی مدارس کا معائنہ کیا۔

مختلف اضلاع کے پرائمری مدارس کی حالت غیر تسلی بخش ہے۔ موجودہ حالات کو بہتر بنانے کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے ہندی مدارس کی حالت اردو مدارس سے بدرجہا بہتر ہے۔ اردو مدارس کے پیشِ نظر بہت سے پیچیدہ مسئلے ہیں اور ان کی ترقی میں مختلف مشکلات و رکاوٹیں حائل ہو رہی ہیں۔ میں اپنے ذاتی مشاہدے کی بنا پر ان مشکلات کا بیان کروں گا۔

جیسا کہ میں اوپر ذکر کر چکا ہوں کہ اردو سکولوں کی حالت اتنی اچھی نہیں جتنی کہ ہندی سکولوں کی۔ اس فرق کی مندرجہ ذیل وجوہات ہو سکتی ہیں۔

(۱) اُستاد اپنے کام میں دلچسپی نہیں لیتا۔

(۲) اُستاد جماعت کے مقررہ نصاب پر پوری طرح عمل نہیں کرتا۔

(۳) اُستاد کی تنخواہ قلیل ہے جس سے اُس کی ضروریاتِ زندگی بمشکل پوری ہوتی ہیں۔

(۴) معائنہ کرنے والے افسران کے سامنے جن کی ذمہ داری ان سکولوں کے نقائص کی اصلاح کرنی ہے مختلف قسم کی مشکلات آجاتی ہیں۔ جن کے باعث وہ اپنے فرض کو کما حقہٗ ادا نہیں کرسکتے۔

ان غیر تسلی بخش اردو سکولوں اور وہاں کے استادوں کے ناموں کا ذکر کرنا قابلِ مصلحت بات نہیں بعض مدارس کے اُستاد کافی تنخواہ پا رہے ہیں اور طریقۂ تعلیم سے بخوبی واقف ہیں لیکن وہ اپنی لیاقت اور قابلیت کو اپنے تک ہی محدود رکھتے ہیں دوسروں کو بتانے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ میں نے ایسے ایک اُستاد کو حساب سکھانے اور (word method) الفاظ کے طریقے اردو پڑھنے کی چند ایک تجاویز پیش کیں۔ اُس اُستاد نے میری بتائی ہوئی تجاویز کو عملی صورت میں پیش کرکے دکھا دیا۔ لیکن قابلِ افسوس بات یہ ہے۔ کہ اس نے محض لاپرواہی کے سبب ان مفید تجاویز کو اپنی جماعت میں کبھی استعمال نہیں کیا تھا۔ برعکس اس کے ہندی سکولوں کے استاد صاحبان جدید طریقہ ہائے تعلیم کا استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارے وہاں ہونے ہوئے بھی انہوں نے نہایت عمدہ مشقی اسباق دئے۔

بمقام توپ چاچی ایک برلب سڑک سکول کو دیکھکر مجھے بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔ سکول کی عمارت خستہ حالت میں تھی۔ میں نے اُستاد کی توجہ عمارت کی طرف مبذول کرائی۔ بہت سے دیہاتی لوگ جو اُس وقت سکول کے احاطے میں موجود تھے متفقہ طور پر کہنے لگے" اس برسات کے بعد جب موسم خشک ہوگا تو ہم گاؤں والے اپنے سکول کے لئے نئی عمارت تعمیر کرینگے" اُن لوگوں کے تعلیمی شوق کو دیکھکر مجھے ازحد خوشی حاصل ہوئی۔ جہاں تک میرا خیال ہے دیہاتی سکول دیہات کے لوگوں کا ہی ہے۔ گاؤں والوں کو اپنے

سکول کی بہتری اور ترقی کے لئے حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے۔ اگرچہ سکول
کی عمارت ٹوٹی پھوٹی تھی تاہم دیواروں پر استاد کی بنائی ہوئی تصاویر اور چارٹ
آویزاں تھے۔ ان چارٹوں کی مدد سے اُستاد الفاظ اور جملوں کے طریقوں
(word and sentence methods) سے طلباء کو ہندی پڑھایا کرتا
ہے۔ یہ ہندی سکول کا حال ہے۔

اس سکول کے مشاہدے سے مجھ پر دو باتوں کا اثر ہُوا ہے۔
اوّل۔ دیہاتی لوگوں کی سکول میں دلچسپی۔ دوئم۔ اُستاد کا ایمانداری اور وفاداری
سے کام کرنا۔ اس سکول کا دو اور دُو سکولوں سے مقابلہ کیجئے۔ جن کا ذکر میں ابھی
کیئے دیتا ہوں۔ ایک اردو سکول کا ٹرینڈ اُستاد ٹھوس کام کر رہا ہے۔ اُس نے
چوتھی اور پانچویں جماعت کی دستکاری کے لیئے بڑھئی کا کام شروع کرا دیا ہے۔
طلباء اپنے سکول کے استعمال کے لئے اچھی اچھی چیزیں بناتے ہیں لیکن اُستاد
نے بڑے دردناک لہجے سے مجھے بتایا کہ اُسے کئی کئی مہینوں تک تنخواہ نہیں ملتی۔
نیز مقامی انتظامیہ کمیٹی سکول کی ضروریات کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتی۔
افسوس کی بات ہے۔ کہ ایسے قابل اور شوق سے کام کرنے والے اُستادوں کی
قابلیت کی قدر نہیں کی جاتی۔ اگرچہ یہ سکول اُن دیہاتی لوگوں کی خدمت کر
رہا ہے اور اُن کے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچا کر علم کے نور سے
چمکا رہا ہے۔ تاہم یہ لاپرواہ اور بے قدرے لوگ اُستاد کی مدد نہیں کرتے۔

ایک اور اردو سکول کا حال سنیئے۔ سکول کے استاد نے مجھے بتایا۔ کہ
ایک دن ڈپٹی صاحب نے سکول کو دیکھنے کے لیئے آنا تھا۔ سکول کی حاضری
بہت تھوڑی تھی۔ لہذا اُسے لڑکوں کو بلانے کے لیئے گھر گھر جانا پڑا۔ لیکن لڑکوں
کے والدین اپنے بچوں کو سکول بھیجنے پر رضامند نہ ہوئے۔ اُستاد نے فخر سے اپنے

فرض کی ادائیگی کو ظاہر کرنا چاہا۔ لیکن جب میں نے سکول کے اردگرد اور اندر باہر چکر لگایا تو میں نے معلوم کر لیا۔ کہ تمام استاد آوارہ گرد ہیں۔ اگرچہ بڑا اُستاد ٹریننگ یافتہ تھا تاہم سکول کی کوئی بات ظاہر نہیں کرتی تھی کہ وُہ اُستاد ٹرینڈ ہے۔ نہ کوئی چارٹ۔ نہ نقشہ نہ سینڈ کمس۔ غرضیکہ سکول بالکل سرائے کی مانند نظر آتا تھا۔ اگر کوئی چیز جاذب نظر اور دلکش ہو تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ گاؤں کے بچے دوڑتے ہُوئے سکول میں نہ آئیں۔ اگر ایسے اُردو سکول میں بچے خوشی سے نہیں آتے تو اس میں بچوں یا اُن کے والدین کا کوئی قصور نہیں۔

اُردو سکولوں کا مشاہدہ کرنے سے مجھے یہ بات بھی معلوم ہُوئی ہے کہ بہت ہی تھوڑے سکولوں میں مقررہ نصاب کے مطابق کام کروایا جاتا ہے۔ محکمۂ تعلیم کی منظور شُدہ کتابوں کا استعمال نہیں کیا جاتا۔ ٹرینڈ اُستاد بھی پرانے اور متروک طریقہ ہائے تعلیم سے پڑھاتے ہیں۔ بہت سے اُردو سکول پھر قاعدہ "بغدادی" کو بہت پسند کرتے ہیں۔ جو کچھ وُہ چھوٹے بچّوں کو پڑھنا سکھاتے ہیں وُہ سب اِسی اٹھارویں صدی کی کتاب کے مطابق حروفِ تہجّی سے سکھاتے ہیں۔ حیرانی کی بات ہے۔ کہ بعض استادوں نے مجھے بتایا کہ قاعدہ "بغدادی" ایک مذہبی کتاب ہے اور جب تک لڑکا اسے نہ پڑھ لے وہ اسلام مذہب کے متعلق کچھ نہیں جان سکتا۔ میں نے اُن اُستادوں کو بتایا کہ جو کچھ اسلام کی بابت مجھے معلوم ہُوا ہے۔ اور جس پر میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ وُہ سب براہِ راست قرآن شریف سے سیکھا گیا ہے نہ کہ قاعدہ بغدادی کی مدد سے۔ لیکن انہوں نے میرا یقین نہ کیا اور مجھے گمراہ شدہ نوجوان تصوّر کیا۔

اصلیت یہ ہے کہ وُہ نئی باتیں سوچنے اور ترقّی یافتہ طریقوں پر عمل کرنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتے۔ بلکہ لکیر کے فقیر بن کر "قاعدہ بغدادی" کے

قدیم اصولوں پر چلتے ہیں۔ اور حروف کو طوطے کی طرح زبانی رٹ کر پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ معائنہ کرنے والے انسپکٹر صاحبان کیا کرتے ہیں؟ وُہ اردو سکولوں کی ایسی خطرناک غلطیوں کو کیوں کر برداشت کرتے ہیں؟ اِن سوالات کا جواب دینا کوئی مشکل بات نہیں۔ معائنہ کرنے والا انسپکٹر سکول کو دیکھنے وقت اُستاد کے ساتھ بطور ایک دوست کے سلوک کرتا ہے۔ اس کا فرض اُستاد کو نصیحت کرنا ہے۔ وُہ استاد کو اس کی غلطیوں سے آگاہ کرتا ہے۔ اور خود درست طریقے سے پڑھا کر دکھاتا ہے۔ اس کے علاوہ افسر اُسے ایسی عملی اور آسان تجاویز بتاتا ہے۔ جن کی مدد سے نقائص کا فوری انسداد ہو سکے۔ یہ سب کچھ بتا کر افسر چلا جاتا ہے لیکن اُستاد کوہو کے بیل کی طرح انہی پرانے طریقوں پر کاربند رہتا ہے۔ وُہ جہالت اور تاریکی سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتا۔ دوسری آمد پر انسپکٹر صاحب اُس سکول کی حالت کو ویسا ہی روی دیکھتا ہے جیسا کہ دو چھ ماہ یا ایک سال پیشتر چھوڑ کر گیا تھا۔ اُس کی کسی تجویز پر عمل نہیں کیا جاتا۔ آؤ ذرا اس بات کا تصور دل میں باندھیں کہ انسپکٹر ایسے سکول اور اُستاد کے متعلق کیا مناسب کارروائی کرتا ہے۔

اگر کوئی غیر تسلی بخش اور تمام ہندی سکول ہو تو شاید وُہ اس کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ اور اُسے توڑ دینے کا حکم جاری کر دے۔ اس طرح باقی ہندی سکولوں کے اُستادوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور وُہ اپنے اپنے سکول کے معیار کو بلند رکھنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اگر ایسا کوئی اردو سکول ہے۔ تو انسپکٹر صاحب اس کے متعلق بہت کچھ سوچتا ہے۔

اور آخر کار اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ اگر وُہ مناسب کارروائی کر کے نکمّے اردو سکول کو بند کر دے تو لوگ بہت شور و غل اور شکایات کریں گے۔ اگرچہ ایسے سکول کو بند کرنا ہی بہتر ہے تاکہ روپیہ ضائع نہ ہو۔ پس وُہ دوبارہ اس سکول کے اُستاد کو مطلع کرتا ہے اور سکول کو جاری رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اگر انسپکٹر صاحب مسلمان ہو تو وُہ اُردو سکول کی زیادہ پرواہ کرتا ہے۔ اور ہندی سکول کو گرانا چاہتا ہے۔ بُرے سے بُرے اُردو سکول بھی بہار کے علاقے میں چل رہے ہیں۔

اب سب سے بڑا سوال یہ ہے۔ کہ نکمّے اُردو سکولوں کو بہتر بنانے کے لئے کیا کچھ کیا جائے؟

میری رائے یہ ہے کہ ایسے سکولوں کو فوراً بند نہ کیا جائے۔ اگر مندرجہ ذیل تجاویز پر ایمانداری سے عمل کیا جائے تو اچھے سکولوں کی حالت بہت ہی اچھی اور نکمّے سکولوں کی حالت اچھی ہو جائیگی۔ خواہ وُہ اردو سکول ہوں یا ہندی سکول۔

(۱) میونسپل کمیٹی پٹنہ نے بعض جگہوں پر ایک ہی عمارت میں اردو اور ہندی سکول چلانے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اُردو سکول ایک مولوی کی زیرِ نگرانی اور ہندی سکول ایک گورو (پنڈت) کی زیرِ نگرانی چلایا جاتا ہے۔ ان دونوں اُستادوں کا ایک ہی عمارت میں اکٹھے کام کرنا ہر دو کے لئے فائدہ مند ہے۔ اگر ان دونوں استادوں میں سے ایک لاپرواہ اور سُست ہو تو وُہ اپنے ساتھی کو ایمانداری کے ساتھ کام کرتے ہوئے دیکھکر شرمندہ ہوتا ہے۔ اور خود بھی اچھا کام کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس قسم کے متحدہ اردو ہندی سکولوں کی تعداد کو زیادہ کرنا چاہئے۔

(۲) ہر ایک ضلع میں سب انسپکٹر سکولز ایک ماڈل پرائمری سکول چلائے۔

اس سکول میں ضلع بھر کے قابل ترین اور ہوشیار مولوی و گوردو رکھے جائیں۔ ہر سال اس ماڈل سکول میں ایک قسم کا ریفریشر کورس ہو جس میں ضلع بھر کے مولوی اور گوردو آ کر نئی نئی باتیں سیکھیں۔ ہر ایک مولوی اور پنڈت کم از کم ایک ہفتہ یہاں رہ کر بہت کچھ سیکھ کر واپس اپنے سکول کو جائے۔ چلتے پھرتے ٹریننگ سکول جاری کئے جائیں۔ سب انسپکٹر سکولز اور ماہران تعلیم دورہ کرتے ہوئے مختلف سکولوں میں جا کر مشقی اسباق کے ذریعے استادوں کو نئے طریقہ ہائے تعلیم سکھائیں۔

(۳) معائنہ کرنے والے مسلمان انسپکٹر، پبلک کے خوف کو بالائے طاق رکھکر نکمے اردو سکولوں کو فوراً بند کر دیں۔ انسپکٹر صاحب کا فرض ہے کہ وہ اچھا استاد ڈھونڈھنے میں لوگوں کی مدد کرے اور پرانے نکمے اردو سکول کی جگہ نیا بہتر اردو سکول کھولے۔

(۴) جب ٹریننگ سکول کا داخلہ شروع ہو تو ٹریننگ کلاس میں صرف اُن نوجوانوں کو لیا جائے جن کا مقصد خدمت کرنے کا ہو اور جو حقیقی طور پر اُستاد بننا چاہیں۔ محض روزگار کی خاطر استاد بننے والوں کو دُور رکھا جائے۔ جس اُستاد کی مشنری سپرٹ (خدمت گذار اور خود انکار سپرٹ) نہ ہو اُسے ٹریننگ نہ دیجائے۔

(۵) طلباء کے والدین اور سرپرستوں کی دلچسپی سکول کے کاموں میں بڑھائی جائے۔ انجمن والدین منعقد کرنے سے چنداں فائدہ نظر نہیں آتا۔ میری تجویز یہ ہے کہ سکول کو سرکاری طور پر منظور کرنے سے پیشتر والدین کی ایک کمیٹی مرتب کیجائے یہ کمیٹی وعدہ کرے کہ وہ سکول کی ترقی میں کوشاں رہے گی۔ اور ہر قسم کی مالی اور دیگر مدد دیتی رہے گی۔ اگر والدین کی کمیٹی سکول کی طرف سے توجہ ہٹالے تو سکول کو فوراً بند کر دیا جائے۔ ملک کینڈا میں یہ تجویز بہت کامیابی کیساتھ چلائی گئی ہے اور سکولوں کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

(رشید محمد)

آج چرنی میں چراغِ لامکاں پیدا ہوئے
باطنِ مریم سے شاہِ دو جہاں پیدا ہوئے

دیکھئے چرنی میں خورشیدِ منوّر کا ظہور
آج شاہِ ضوفشاں شیریں بیاں پیدا ہوئے

شُعلۂ اعجاز سے پردہ پھٹا ظلمت کا
مظہرِ غفّار شاہِ کامراں پیدا ہوئے

کیا بیاں کرو بیاں۔ نورِ خدا کو دیکھ کر
سب ہیں مصروفِ ترنم پاسباں پیدا ہوئے

دیکھ اے چشمِ بصیرت رازِ قُدرت اِنکشاف
مالکِ ارض و سما جانِ جہاں پیدا ہوئے

شافی

از قلم مراد مسیح مراد جماعت پنجم عمر ۱۰ سال مشن سکول موگا
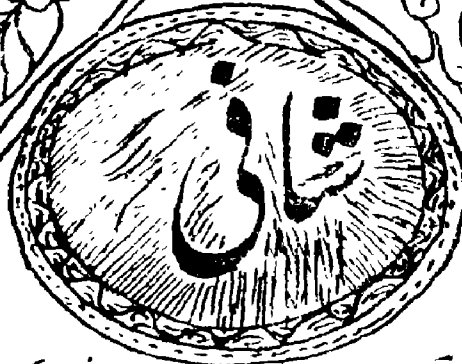
مسیحا ہم اپنے گناہوں کی خاطر
شفا چاہتے ہیں شفا دینے والے

ہم اپنے گناہوں میں مُردہ تھے کب سے
دوا بن کے آیا دوا دینے والے

نہیں کوئی تیرے سوا اے مسیحا
ہو تم ہی خدا سے ملا دینے والے

تجھے بھول جاؤں یہ ممکن نہیں ہے
بہت سے ہیں تجھ کو بھلا دینے والے

کریگا شکر تیرا ہر دم یہ بندہ
ہو تم ہی لباس و غذا دینے والے

تبصرات

آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کی چند نئی اردو اشاعات

تعلیمی کھیل :- تین حصے مصنفہ ریورنڈ ڈبلیو ایم رائبرن ایم اے و پنڈت منسکھ ایس اوی ٹیچر مشن ہائی سکول کھرڑ۔ قیمت پہلا حصہ ۳ر۔ دوسرا حصہ ۴ر تیسرا حصہ ۴ر ضخامت ہر سہ حصص ۳۲، ۴۸، ۴۸ صفحات۔ پبلشر آکسفورڈ یونیورسٹی پریس بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ ملنے کا پتہ :۔ مشعل پریس کھرڑ ضلع انبالہ۔

یہ تینوں کتابیں ابتدائی جماعتوں کے لیے نہایت مفید ثابت ہونگی۔ در اصل اردو زبان میں اس قسم کی کتابوں کی سخت ضرورت ہے۔ ان تینوں کتابوں میں مختلف کھیلوں کے ذریعے پڑھنے کی مشقیں اور مختلف الفاظ کا استعمال سکھایا گیا ہے۔ ان کا ذخیرہ الفاظ۔ چھپائی اور اسباق کی ترتیب وغیرہ تعلیم جدید کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے دی گئی ہے۔ امید ہے کہ ہمارے مدرسوں میں ان کو منگوا کر ان سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

ہٹلر کے ڈھول کا پول :- مصنفہ آر۔ سی۔ کے۔ انسیر قیمت ۲ر ضخامت ۲۴ صفحے

موجودہ جنگ کے متعلق اٹلس :- پندرہ نقشہ جات مع تشریح قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ :- آکسفورڈ یونیورسٹی پریس بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔

یہ دونوں رسالے حالات حاضرہ کے متعلق نہایت مفید رسالے ہیں جن کا ہر ایک مدرسے کی لائبریری میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ آج دنیا میں جبکہ طرح

طرح کی جھوٹی افواہیں بچوں کے کانوں میں سے گزاری جاتی ہیں۔ تو یہ ضروری ہے۔ کہ انہیں صحیح حالات سے واقف کیا جائے۔ علاوہ ازیں جغرافیہ کے تعلق میں چونکہ آج کے دن دنیا کے تمام ممالک اس بڑے جنگ میں مبتلا ہیں جنگ کی اٹلس سے بچوں کی جغرافیائی معلومات بڑھ سکتی ہیں۔ اس لئے ہم ان دونوں کتابوں کو ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ امید ہے کہ آپ ضرور ان کو منگوا کر مستفید ہونگے۔

گورنمنٹ پرنٹنگ پریس الہ آباد کی چند اردو کتب

(۱) **عملی جغرافیہ (پرائمری سکولوں کے لئے)** قیمت ۲ر ضخامت ۱۸ صفحے۔
ملنے کا پتہ:۔ سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ وسٹیشنری ممالک متحدہ امریکہ۔

تعلیم جدید کے اصولوں کے مطابق جغرافیہ پڑھانے کا نظریہ دن بدن تبدیل ہوتا جا رہا ہے۔ چنانچہ جغرافیہ کی بہترین تعلیم آج کے دن وہ تعلیم تصور کی جاتی ہے جس کے ذریعے بچے بجائے مختلف جگہوں۔ دریاؤں اور پہاڑوں کے نام رٹنے کے جغرافیہ کے اصولوں کو اپنی روزمرہ کی زندگی میں استعمال کرنے کے قابل بن سکیں یہ کتاب اس سلسلہ میں نہایت مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے کہ پرائمری درجوں میں جغرافیہ پڑھانے والے اصحاب اس سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

---

(۲) **ورنیکلر مڈل سکولوں میں تعلیم تاریخ۔** مصنفہ جناب جے۔ سی۔ پاول پرائس صاحب بہادر ایم۔ اے۔ فیلو اوف دی رائل ہسٹاریکل سوسائٹی انسپکٹر مدارس۔ قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ۔ سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ وسٹیشنری ممالک متحدہ الہ آباد۔

یہ کتاب تاریخ پڑھانے کے متعلق لکھی گئی ہے۔ مصنف نے تاریخ کے پڑھانے کے نئے نظریے کو استعمال کرتے ہوئے مختلف اشکال ونقشہ جات کے ذریعے عملی طور

پرتاریخ کے پڑھانے کا طریقہ بتایا ہے۔ اور مندرجہ ذیل سُرخیوں کے ماتحت اس مضمون پر بحث کی ہے۔ نقشۂ وقت۔ خطوط تاریخ۔ مقامی تاریخ۔ سیاحت۔ تعلیمی مقامی حکائتیں۔ دیہاتی روائتیں۔ سامان توضیح۔ مدرسے کا عجائب خانہ تصاویر سکے۔ لباس وغیرہ۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ ناظرین کرام اس کتاب کو بھی منگوا کر فائدہ اٹھائیں گے۔

خداوند مسیح ازروئے انجیل جلیل } مؤلف پادری پی۔ ڈی۔ پال صاحب پاسبان کلیسیا قصور قیمت ۳ آنے۔ ضخامت ۶۲ صفحے۔ ملنے کا پتہ۔ پادری۔ پی ڈی۔ پال مشن احاطہ قصور۔

پادری صاحب نے اس کتاب میں ہمارے خداوند کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو ترتیب وار اناجیل اربعہ۔ رسولوں کے اعمال۔ خطوط کی آیات کا اقتباس کرکے پیش کیا ہے۔ اکثر لوگ ہمارے خداوند کی زندگی کے حالات بیان کرتے ہوئے اپنے خیالات کو بھی ساتھ ہی ساتھ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر اس کتاب کی خوبی خاص یہ ہے کہ اس میں اس لاثانی زندگی کے تمام پہلوؤں کو با الفاظ اناجیل دکھلایا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وہ اصحاب جو ہمارے خداوند کی زندگی میں دلچسپی رکھتے ہیں اور ہمارے مسیحی مدرسے اس کتاب کو منگوا کر فائدہ اٹھائیں گے۔

شہیدانِ یوگنڈا:۔ جس کو انگریزی زبان سے اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مترجمہ پادری ای۔ پورٹر صاحب۔ ایس۔ پی۔ جی مشن قصبہ کھرکھودہ ضلع رہتک۔ قیمت ۳ ر۔ ضخامت ۴۵ صفحے۔ ملنے کا پتہ۔ چلڈرن لٹریچر ہاؤس مشن بلڈنگ کیرول باغ دہلی۔

اس کتاب میں مسیحی مذہب کی تاریخ کا ذکر کرتے ہوئے خاص طور پر ان شہیدوں کا ذکر کیا گیا ہے جنہوں نے اپنی اپنی زندگیاں اس مذہب کی ترقی کے لئے قربان کر دی تھیں۔ ہماری لائبریریوں میں اس قسم کی کتابوں کی سخت ضرورت ہے تاکہ نوجوان مسیحی طلباء ان کو پڑھکر فائدہ اٹھا سکیں۔ اُمید ہے۔ کہ اس کتاب کو ہمارے سکولوں کی لائبریریوں میں منگوا کر فائدہ اٹھایا جائیگا +
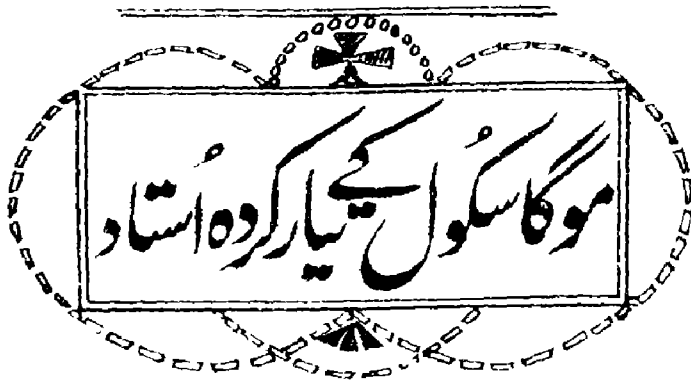
ذیل میں ان صاحبان کے نام دئے جاتے ہیں جنہوں نے ۱۹۳۸ - ۴۰ء کا دو سالہ نارمل کورس ٹریننگ سکول فار ویلج ٹیچرز موگا سے پاس کیا تھا۔ آپ کو یہ معلوم کرکے خوشی حاصل ہوگی۔ کہ یہ نوجوان اچھی جگہوں پر اُستاد کا کام کر رہے ہیں (۱) مسٹر ناہر سنگھ خالصہ پرائمری سکول لدھیانہ میں اُستاد کا کام کرتا ہے۔

(۲) مس ایم گھوش صاحبہ گرلز سکول زیارت (بلوچستان) کی ہیڈ مسٹرس ہے۔

(۳) مسز ڈلنشاہ صاحبہ گرلز سکول سبی (بلوچستان) کی ہیڈ مسٹرس ہے۔

(۴) مسٹر یسوع داس پرائمری سکول مالہا۔ ڈاکخانہ کنگ تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر میں پڑھا رہا ہے۔

(۵) مسٹر الفرڈ سنگھ میتھوڈسٹ مشن سکول بدلاوھا ضلع حصار میں کام کر رہا ہے۔

(۶) مسٹر لال چند کھوسلہ سری کرشن برانچ سکول کنجاہ ضلع گجرات کا
ہیڈ ماسٹر ہے۔

(۷) مسٹر مہندر سنگھ پبلک ہائی سکول احمد گڑھ (نارتھ ویسٹرن ریلوے)
میں استاد ہے۔

(۸) مسٹر لیموئیل مشن سکول تلہاڑا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں اُستاد ہے

(۹) مسٹر جلال مسیح لسبل سی۔ایم۔ایس مشن بوائز مڈل سکول کلارک آباد
ضلع لاہور میں کام کر رہا ہے۔

(۱۰) مولوی خدا بخش گورنمنٹ ہائی سکول لورالائی (بلوچستان) میں کام کر
رہا ہے۔

(۱۱) مسٹر امر چند سینی ڈسٹرکٹ بورڈ ماڈل سکول بٹر تحصیل موگا میں اُستاد ہے

(۱۲) مسٹر بی۔ایم بھٹی مشن سکول بٹر ڈاکخانہ سیالکوٹ شہر کا ہیڈ ماسٹر ہے۔
اس کے علاوہ وہاں کی دیہات سدھار سبھا کا پریزیڈنٹ ہے۔

(۱۳) مسٹر فتح محمد دیو سیال سکول ڈاکخانہ پتو کی ضلع لاہور میں اُستاد ہے۔

ماسٹر این رفرنس جو کہ ہمارے سکول میں سال ۱۹۲۴ - ۱۹۲۵
میں نارمل سٹوڈنٹ رہ چکے ہیں اپنے ہم جماعتیوں کے کام کے متعلق نہایت
حوصلہ افزا اور تسلی بخش خبر بھیجتے ہیں۔ آپ خط میں لکھتے ہیں کہ:۔

(۱) مسٹر رگھوناتھ سنگھ نارمل سکول اندر ریاست میں اُستاد کا کام
کرتے ہیں

(۲) مسٹر پیٹر امراؤ رتلام (سنٹرل انڈیا) کے نزدیک بطور کامیاب دیہاتی
ٹیچر کے کام کر رہے ہیں۔

(۳) مسٹر سی سیموئیل اینگلو ورنیکلر اسکول اُجین (سی۔ آئی) کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔

(۴) مسٹر ویرا بھائی پرائمری اسکول اکھوت (سی۔ آئی) کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔

(۵) مسٹر سگندھ سنگھ نے تعلیمی محکمہ سے کام چھوڑ دیا ہے۔

(۶) مسٹر جاہن گلپی ینگلو ورنیکلر سکول کھُروآ (سی۔ آئی) کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔

نوٹ۔ اگر کوئی صاحب ہمارے سکول کے پُرانے طلباء کے کام کے متعلق مزید واقفیت بہم پہنچائے گا۔ تو اُس کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔ ہم بڑی خوشی سے اپنے اخبار میں آپ کی بھیجی ہوئی رپورٹیں شائع کرینگے آپ کے ساتھی آپ کے متعلق پڑھنا پسند کرینگے۔ کہ آپ کہاں ہیں اور کیا کام کر رہے ہیں۔ اور آپنے کیا ترقی کی ہے۔

(ایڈیٹر)

موگا اخبار برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰ | جنوری سنہ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۰

مدیر:- مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹامسن۔ ایم اے

مدیر معاون:- ریورنڈ ایس۔ کے۔ راٹے

مدیران اعزازی:- { مسٹر محمد دین ثاقب بی۔ اے
میاں عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ }

مترجم:- خوشحال چند پریم بی۔ اے
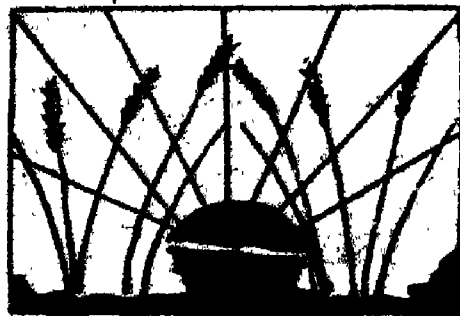
مدرس ہر ایک سکول کے لئے محرک جذبات ہے اور [illegible]
کا اس میں ناکام رہتا ہے۔

فہرست مضامین

بہ نظر من موگہ اخبار کو نیا سال مبارک ہو

شذرات

سال نو

نئے سال کا آغاز ہونے کو ہے اور سنہ ۱۹۴۰ء بجھتی ہوئی شمع کی مانند آنکھوں سے اوجھل ہو رہا ہے۔ اس سال کی مسترتیں اور کامیابیاں۔ ناکامیاں اور تلخ کامیاں رفت گزشت ہو جائینگی اور ہمارے پاس صرف زمانہ ماضی کا تجربہ ہوگا جس پر اپنے مستقبل کی بنیاد رکھیں گے۔ گذشتہ سال ہم نے کئی ایک تجربات کئے جن میں سے بعض میں ہم کامیاب ہوئے اور بعض میں ناکامیاب بھی رہے۔ لیکن ان تجربات کی بدولت ہم میں اچھے مدرس بننے کی صلاحیت پیدا ہوتی چلی گئی۔ کسی کا مقولہ ہے کہ "یہ بہتر ہے کہ ہم کوشش کریں اور ناکام رہیں بہ نسبت اس کے کہ ہم کوشش ہی نہ کریں"۔ ہمیں نئے سال میں اعلےٰ امیدوں۔ بڑی بڑی امنگوں اور بلند ارادوں کے ساتھ داخل ہونا چاہئے۔ ہم میں سے کئی ایک استاد اس سال میں قدم رکھنے کی نسبت اس سال کے آخیر پر اس سے قدم باہر رکھتے وقت زیادہ تجربہ حاصل کر لینگے اور اگرچہ ہم اس وقت جن جن کاموں کی تکمیل کا دعویٰ کرتے ہیں سال کے آخیر پر ان سب کو پورا نہ کر سکیں۔ مگر پھر بھی چونکہ کام کی تکمیل کی ہم نے کوشش کی ہوگی اس لئے تجربہ کے لحاظ سے فائدہ ہر حالت میں ہم کو ضرور پہنچے گا۔ ہم میں سے بعض اپنے اپنے کام کی کسی نہ کسی شکل میں داد بھی پائیں گے۔ مثلاً بعض کی تنخواہ بڑھے گی بعض اعلےٰ جگہ پر ترقی پائینگے۔ بعض کو سرکار نوازیگی۔ بعض اپنے طالب علموں کے

والدین سے شکریہ وصول کرینگے اور بعض اپنے طالب علموں کے احترام کو حاصل کرینگے۔
۱۹۷۱ء کا سال ہمیں بعض باتوں کے امکانات کو سمجھنے اور اس دنیا کی کئی ایک محدود حدود کو سمجھنے میں مدد دیگا اور ہمیں یقین ہے کہ یہ سال بڑی اہمیت اور جاذبیت کا سال ہوگا۔ یہ سال ہر براعظم میں نئی نئی ترقیات کے دروازے کھولیگا۔ اور اس سال سیاسی، سماجی اور اقتصادی طاقتیں نئے راستے پر گامزن ہونگی۔ اس سال ہند ماتا اپنے بچوں کی مردم شماری بھی کریگی۔ الغرض اس سال میں دل ہلا نیوالا ردِعمل ظہور پذیر ہوگا جس سے حوصلہ افزا پیش قدمی کے آثار ظاہر ہونگے۔ اور ہر دل میں امید کی جھلک پیدا ہوگی۔ ۱۹۷۱ء کے سال میں اساتذہ کو ایک بڑا موقع ہوگا کہ وہ نوجوان طبقہ کی اس طرح رہنمائی اور تربیت کریں کہ وہ نوجوان اپنی طاقتوں اور قوتوں کو حیوانی کاموں میں ہی نہ لگا رکھیں بلکہ اُن کو اس طرح کام میں لائیں کہ اُن کی قوت سچائی اور راستبازی جیسے جذبات کو بروئے کار لانے میں صرف ہو۔

اساتذہ کرام! اس نئے سال کو نئی تجاویز اور نئے نئے تجربات کی روشنی میں شروع کریں۔ اور پھر ان تجاویز کی تکمیل کو مسرت اور خوشی کے ساتھ سال کے آخیر تک تکتے رہیں۔ میں یہاں چند اشارات آپکے مطالعہ کے لئے درج کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ آپ اس سے استفادہ کرینگے۔

۱۔ اپنے کسی ایک زیادہ بگڑے ہوئے بچے کی زندگی کے تمام شعبوں کا بغور مشاہدہ اور مطالعہ کریں۔

۲۔ سکول کے کسی ایک مشغلہ اور سماج کی زندگی میں ربط پیدا کریں۔

۳۔ اپنے کام کے کسی ایک حصہ کو مکمل طور پر کرنے کی کوشش کریں، خواہ دوسرے جتنے محدود حالات میں کرنے پڑیں۔

۴۔ آپکے طالب علم اور آپ کی سماج کی حالت جو آج سے دس سال کے بعد ہوگی۔

اس کی آج ہی رونیا دیکھنے کی کوشش کریں۔

۵۔ کھیتوں کی سیر اور بچوں کی انفرادی سیر و سیاحت کی رپورٹوں کے ذریعے بچوں کا ان کی اردگرد کی زندگی کے ساتھ خوب تعلق پیدا کریں۔

۶۔ مہینے میں کم از کم ایک دفعہ اپنے ہر ایک طالب علم سے اس کی ذاتی تجاویز اور اس کے ذاتی ارادوں کے متعلق گفتگو کریں۔

۷۔ اپنے سکول کا انتظام اس طریقہ سے کرنے کی کوشش کریں۔ کہ عوام اپنی روزانہ زندگی کے اسلوب میں اپنے احساسات، خیالات اور اپنے اعمال میں حقیقی فرق پائیں۔

مجھے امید ہے۔ کہ آپ میرے ان اشارات اور تجاویز کو قبول فرما کر ۱۹۴۱ء کے سال میں اُن کو عملی جامہ پہنانے کی بہترین کوشش کرینگے۔ اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ سال حقیقتاً آپ کے لئے مبارک نیا سال ہوگا۔

'مدیر'

دورِ حاضرہ جدت پسند ہے۔ جس کے ہر پل اور ہر آن کے تغیرات ہم پر واضح کر دیتے ہیں۔ کہ زمانہ کی رفتار پر ایک منٹ کے لئے بھی اعتبار کرنا قدامت پسندی کی دلیل ہے۔ اگر زمانہ کی سرشت کا مطالعہ کیا جائے تو آپ بغیر رو رعایت کئے کہدینگے کہ اس میں ایک چیز کو بگاڑنے، نئی کو تشکیل کرنے۔ ایک سے نفرت دوسری سے محبت

ایک کو معزول دوسرے کو عروج دنیا قدرتی طور پر پایا جاتا ہے۔ جو انسان دنیا میں رہتا ہوا ان تغیرات سے استفادہ نہیں کرتا، وہ ضرور نقصان میں رہتا ہے۔ کیونکہ تغیرات ہر شعبہ میں وقوع پذیر ہو رہے ہیں۔ خاصکر وہ شعبہ جس کو تعلیم کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس پر یہ الزام ہے کہ یہ ان امور کو سرانجام دینے سے قاصر ہے جس کی ضرورت عصر حاضرہ شدید ترین طور پر محسوس کر رہا ہے۔ اس کے نامکمل ہونے یا دور جدید کی ضروریات کو پورا نہ کرنے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ ان میں سے صرف دو کا ذکر کیا جائے گا۔ جن کا تعلق مضمون ہذا کے ساتھ وابستہ ہے۔ مثلاً (۱) تعلیم میں دلچسپی کا عنصر مفقود ہونا (۲) حقیقت کو توضیحات کے لفظی پردے میں چھپانا۔

آج جس چیز کا ذکر آپ کی خدمت میں کیا جاتا ہے، وہ کوئی نئی چیز نہیں ہے اس کا رواج مدت سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن اس چیز کا نئی شکل میں تشکیل ہو کر آنا شاید باعث دلچسپی ہو۔ وہ چیز جس کا ذکر کیا جائیگا آپ عنوان ہی سے بھانپ گئے ہونگے یعنی ماڈل بنانا۔

گو کسی چیز کا تصور دینے کے لئے تصاویر، نقشہ جات، اور توضیحات لفظی کسی حد تک ممد ہو سکتی ہیں۔ لیکن اس میں حقیقت پورے طور پر نمایاں نہیں ہوتی کیونکہ ماڈل اور تصاویر میں بڑا فرق ہے۔ تصاویر میں حقیقت کو نشانات اور رنگوں سے ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس سے ہم کسی چیز کی اصلیت تک پہنچنے میں کسی حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس میں اونچان، نیچان، گہرائی، اصلی رنگ روپ اور حقیقت کی باریکیاں نہیں دکھائی جا سکتیں۔ توضیحات لفظی میں ہو سکتا ہے کہ انسان اپنی رنگین بیانی، لسانیت سے، تصور کو حقیقت سے زیادہ حسین بنا دے لیکن اس سے حقیقت کا رنگ پھیکا پڑ جانے کا احتمال ہے۔ کیونکہ تصوری اور مادی دنیا میں بڑا فرق ہے۔ لہٰذا ان کمیوں کو صرف ماڈل ہی پورا کر سکتا ہے۔

پیشتر ازیں کہ آپ کی خدمت میں ماڈل کے متعلق مزید لکھا جائے، بہتر ہوگا اس کے فوائد کو ذیل میں تحریر کیا جائے۔

۱۔ حقیقت اپنے اصلی روپ میں رُونما ہو جاتی ہے۔

۲۔ تصورات آئینے کی طرح صاف ہو جاتے ہیں

۳۔ خیالات میں توسیع ہوتی ہے

۴۔ مدرسہ کی رونق کا باعث ہوتا ہے

۵۔ دُور کی دُنیا کا تصور بآسانی دیا جا سکتا ہے

۶۔ ماڈل سے حاصل کی ہوئی واقفیت دیرپا ہوتی ہے

۷۔ مضامین کے پڑھنے میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں

۸۔ تعلیم میں دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے۔

۹۔ قدرت کی مختلف صنعتوں کے مطالعہ سے خالقِ حقیقی کے لئے قدر و منزلت عزت اور تعظیم کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اخراجات: ۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ماڈل پر بہت خرچ آتا ہے جو کہ قلیل تنخواہ والے مدرس کی جیب پر ایک بوجھ ہے۔ ذیل میں چند ایک مدارس کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن کو مجھے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اگر ویسے ماڈل بنائے جائیں، تو مندرجہ بالا شکایت واقعی قابلِ قبول ہو گی۔

مجھے دو ایک مدارس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جو نمونے کے مدارس کہلاتے تھے۔ سکول میں سیمنٹ کے ماڈل بنے ہوئے تھے۔ اور اُن میں مختلف رنگوں سے رنگ آمیزی کی گئی تھی معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ یہ کام معماروں کا ہے۔ اگر ایسے ماڈل بنائے جائیں، تو واقعی کافی خرچ ہو گا۔ اور جس کو صحیح معنوں میں ماڈل کہا جانے نہیں ہوگا۔ نیز حقیقت ان میں کبھی پوری طرح واضح نہیں ہوتی۔ بعض حضرات ماڈل کو محض

ضلع ۔ صوبہ پنجاب ۔ ہندوستان اور دنیا کے نقشہ جات ہی تک محدود سمجھتے ہیں لیکن ماڈل دنیا کے قدرتی دلکش مناظر جن میں پہاڑ ۔ دریا جھیلیں جزائر خطرناک اور وحشت انگیز جنگلات صحرا کی آزاد دنیا ۔ آتش فشاں پہاڑوں کے ہولناک نظارے آبشاروں کے روح پرور منظر ۔ پہاڑوں کی سندر وادیوں ۔ عمودا سرکش گھاٹیوں تاریک غاروں اور سمندر کے عجائبات ۔ سطح سمندر جہازوں کے پرکیف نظارے ۔ مختلف دھاتوں کی کانیں مثلاً (نمک کی کان) مختلف ممالک کی طرز رہائش ۔ انہار اور ان کے ہیڈز آبنائے ۔ خاکنائے ۔ بندرگاہیں ۔ برقی سکیمیں مثلاً (منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم) پہاڑی سرنگیں ۔ پہاڑی پل ۔ پہاڑی سڑکیں ۔ پہاڑی ریلوے لائنز ۔ نمونے کے گاؤں وغیرہ غرضیکہ جس چیز کا بھی ماڈل بنانا چاہیں بنا سکتے ہیں ۔ اور ایسے طریق پر تیار کر سکتے ہیں جس سے کہ آپ قلیل ترین خرچ میں حقیقت کو پورے طور پر آشکارا کر سکیں ۔ ذیل میں ماڈل کے لئے سستے سے سستا سامان درج کیا جاتا ہے ۔

سامان :۔ (۱) ردی کاغذ کے ڈبے (چھوٹے چھوٹے گھروں کے نمونے بن سکتے ہیں) (۲) ردی کاغذات اور اخبارات (گڑیا ۔ ان کے کپڑے ۔ جانور ۔ پرندے بنائے جا سکتے ہیں) (۳) لکڑی کا برادہ (نیلے رنگ میں رنگ کر دریاؤں جھیلوں ۔ جوہڑوں نہروں میں پانی دکھانے کے کام آ سکتا ہے ۔ نیز سبز رنگ میں رنگ کر گھاس اور ہریاول کا نظارہ پیدا کیا جا سکتا ہے)

(۴) پرانے چیتھڑے (گڑیا اور ان کے کپڑے خیمہ جات وغیرہ بنائے جا سکتے ہیں)

(۵) ٹوٹے ہوئے شیشوں کے ٹکڑے (نیلے برادے کے اوپر رکھکر اصلی پانی کا رنگ پیدا کیا جا سکتا ہے ۔ آپ نزدیک سے بھی اندازہ نہیں کر سکیں گے کہ اصلی پانی ہے لہرا رہا ہے یا برادے پر شیشہ رکھا ہوا ہے)

(۶) بانس کی چپٹیاں (ریلوے لائنز ۔ مکان بجلی کے کھمبے ۔ پل وغیرہ بنانے جا سکتے

ہیں) (۷) چونا (برفستان کے نظارے کے لئے اچھا ہے)

(۸) سرکنڈہ (پل۔ جنگلے بجلی کے کھمبے۔ ریلوے لائنز۔ چارپائیاں۔ کرسیاں۔ میز مکانات وغیرہ بن سکتے ہیں)

(۹) چکنی مٹی (ماڈل میں بہت کام آتی ہے۔ اس سے جانوروں کے نمونے بھی بنائے جا سکتے ہیں۔ (۱۰) ریت (صحرا کا نمونہ دکھانے کیلئے کام میں آتی ہے)

(۱۱) پھول پتیاں (گھروں میں باغیچہ دکھانے۔ پہاڑوں کی وادیوں میں پھولوں کے نظارے دکھانے نیز ماڈل میں رعنائی پیدا کرنے کے لئے بے حد مفید ہے۔

(۱۲) درختوں کی شاخیں (پہاڑوں پر جنگلات کا نظارہ دکھانے کے لئے جھیلوں کے کنارے درختوں کی بہار دکھانے کے لئے۔ جزیروں میں درخت دکھانے کیلئے نہروں کے کنارے۔ دریاؤں کے کنارے۔ صحرا میں نخلستان کے لئے۔ گھروں میں چھاؤں کے لئے۔ مفید رہتی ہیں)

(۱۳) کنکر۔ اینٹ۔ پتھر نیز جلی ہوئی اور جڑی ہوئی اینٹیں جن کو پنجابی میں (کھنگر) کہتے ہیں۔ اینٹیں۔ سینڈ بکس کی چاردیواری کے لئے۔ پتھر کنکر اور جلی ہوئی اینٹیں پہاڑ بنانے کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں۔)

(۱۴) سلولائیڈ کے کھلونے (مثلاً ریل گاڑی۔ جہاز۔ موٹر کاریں مچھلیاں۔ چوپائے۔ درندے وغیرہ پہاڑوں میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے بلکہ ہر ماڈل میں باعث زینت ہو سکتے ہیں۔ پہاڑی سڑکوں پر موٹر کاروں اور ریلوں کا چلنا۔ جنگلات میں شیر چیتوں کا دہاڑنا۔ چراگاہوں میں بھیڑ بکریوں اور گائے بھینسوں کے گلوں کا نظارہ۔ پانی میں مچھلیوں کا تیرنا۔ جہازوں کا چلنا دکھایا جا سکتا ہے۔ یہ کھلونے پیسے کے تین تین بساطیوں کی دکان سے مل سکتے ہیں۔

(۱۵) روئی (جھگو کر پہاڑوں پر برف کا نظارہ دکھایا جا سکتا ہے)

(۱۶) سادہ معمولی پکے رنگ۔ (برادہ رنگنے کے کام آسکتے ہیں)

(۱۷) بجری (پکی سڑکوں کا نظارہ دکھانے کے لئے)

(۱۸) پتھر کے جلے ہوئے کوئلے کے کنکر (پہاڑ بنانے کے لئے استعمال ہوسکتے ہیں)

(۱۹) پسی ہوئی اینٹ (سڑکوں کے نظارے کے لئے)

(۲۰) شیشے کی نالیاں (منڈی ہائیڈرو الیکٹرک سکیم میں استعمال ہوسکتی ہیں۔ نیز نالوں میں کام آسکتی ہیں)

(۲۱) ریچھے کی گولیاں (سڑکوں پر کول تار کے ڈبے دکھانے کے لئے کام آسکتی ہیں)

(۲۲) نمک اور پتھر کا کوئلہ (نمک کی کان اور کوئلے کی کان بنانے میں کام آسکتا ہے)

ماڈل بنانے کا طریقہ

ایک مدرسہ کے دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا۔ میں نے دیکھا کہ سکول میں ایک پتھر کا ٹیلہ کھڑا ہے۔ جب پوچھا گیا۔ تو جواب ملا کہ یہ پہاڑ ہے۔ اس پر کوئی درخت نہیں دکھایا گیا کوئی سبزی نہیں دکھائی گئی۔ نہ برف۔ نہ گھر۔ نہ پہاڑی کھیتیاں نہ پہاڑی سڑکیں نہ پل۔ نہ کوئی غار۔ نہ سرنگ۔ نہ آبشار۔ نہ کوئی دریا کچھ نہیں دکھایا گیا۔ مجھے دیکھکر بہت رنج ہوا۔ اسی طرح ایک جگہ تھوڑی سی زمین کھود کر اس میں ایک مٹی کی ڈھیری بنا رکھی تھی۔ پوچھا گیا۔ یہ کیا ہے؟ تو جواب ملا۔ یہ جزیرہ ہے۔ جزیرے میں نہ تو پہاڑ۔ نہ دریا۔ نہ نہریں۔ نہ سڑکیں۔ نہ درخت۔ نہ آبادی۔ نہ کوئی بندرگاہ۔ بالکل بنجر اور ویران۔ یہ کسی حد تک تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ کہ کئی جزیرے ہونگے۔ جو ویران اور سنسان ہوں لیکن یہ بھی تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ جاپان۔ جزائر برطانیہ۔ جزائر شرق الہند۔ جزائر غرب الہند۔ جزیرہ فجی۔ جزیرہ سینٹ ہلینا۔ جزیرہ جارجیا۔ جزائر ہوائی وغیرہ بھی جزیرے ہیں۔ جن میں قدرت نے خاص رعنائیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ نیز دنیا نوسی جزیرہ کی تعریف۔ خشکی کا وہ ٹکڑا جس کے
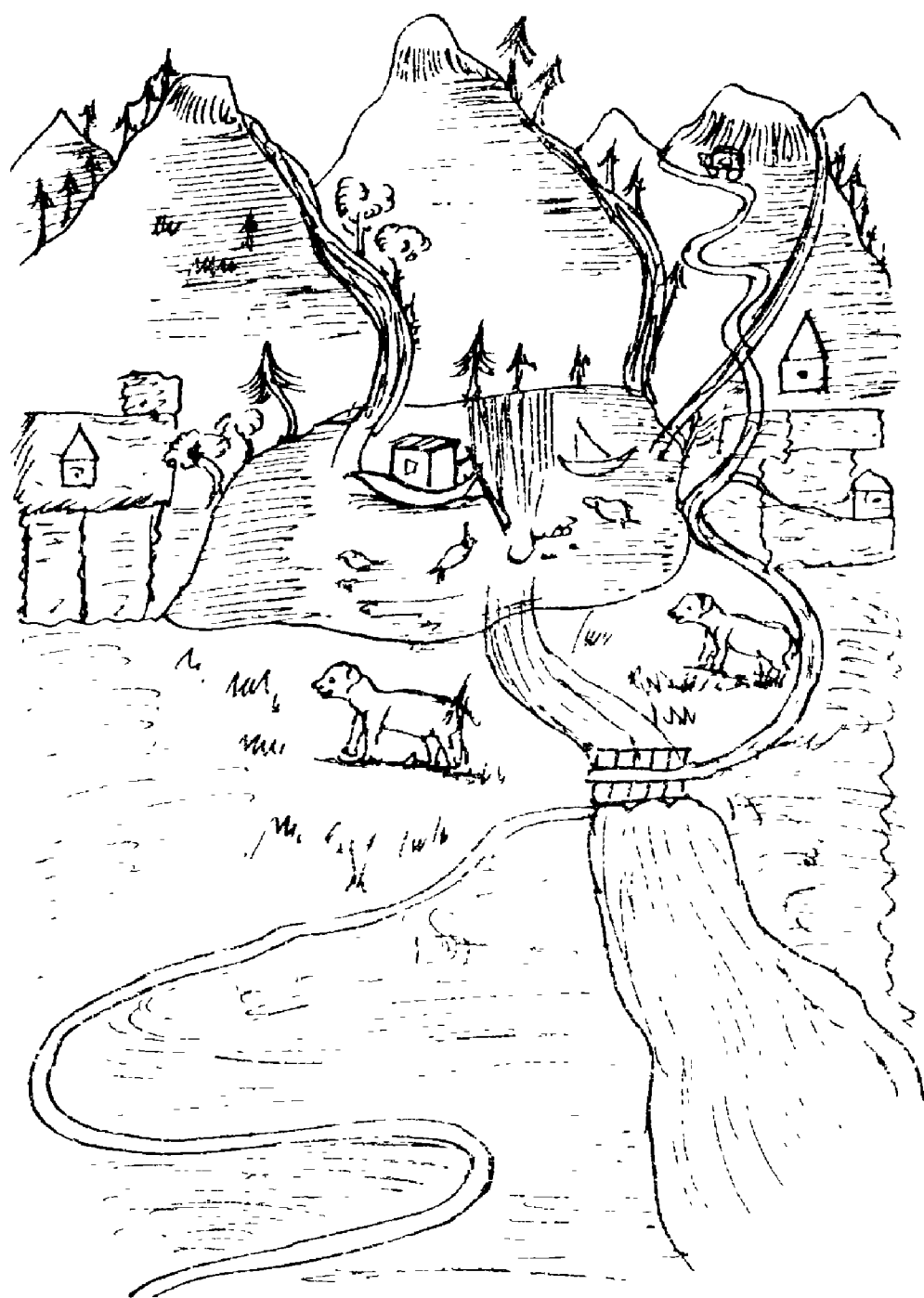
چاروں طرف پانی ہو جزیرہ کہلاتا ہے"۔ اس لحاظ سے غلط ہے۔ اور بچوں کے لئے زہر قاتل ہے۔ اس کی بجائے ذیل کی تعریف ہوسکتی ہے۔

"سمندر میں ایک خشکی کا ٹکڑا جس کے ارد گرد پانی ہی پانی ہو جس پر پہاڑ۔ دریا نہریں۔ درخت۔ آبادی۔ کھیتیاں وغیرہ سب کچھ ہو جزیرہ کہلاتا ہے"۔

اب آپ کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ماڈل کس قسم کا ہونا چاہئے۔ مثال کے طور پر جھیل کا ماڈل بنانا آپ کی خدمت میں عرض کیا جاتا ہے۔

کمرۂ جماعت میں دیوار کے ساتھ اینٹوں سے مستطیل یا مربع شکل کا ایک بکس بنلیجئے۔ اس میں مٹی ڈالیئے۔ سینڈ بکس کے دیوار والی طرف اور اس کے ساتھ والی دیگر دو طرفوں میں پہاڑ بنائیے۔ پہاڑوں سے آبشاریں بناتے ہوئے دریا میدان میں لائیے تھوڑی سی جگہ زمین کو گہرا کرکے اس میں نیلے رنگ کا برادہ بکھیر دیجئے۔ اوپر ایک شیشے کا ٹکڑا رکھ دیجئے جھیل کے ایک طرف لہراتی ہوئی کھیتیوں کا منظر بنائیے کھیتیوں کے درمیان کہیں کہیں گتے کے گھر بنا کر رکھئے۔ جھیل کے کنارے ساتھ آبادی کی طرف سرکنڈے کا جنگلہ بنائیے۔ جھیل کے ارد گرد درختوں کی تازہ شاخیں لیکر درختوں کا منظر پیدا کیجئے جھیل میں مچھلیاں دکھائیے۔ کاغذ کی کشتیاں یا گھر نما کشتیاں دکھائیے۔ پہاڑوں پر جنگلات تازی شاخوں سے دکھائیے۔ پہاڑوں کے اوپر کے حصوں میں چونے یا روئی سے برف کا نظارہ بنائیے۔ پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے پہاڑی گھر۔ ڈھلوانوں پر پہاڑی کھیتیاں، پہاڑی سڑکیں وغیرہ دکھائیے۔ جھیل کے ارد گرد چوپایوں کا چرنا دکھائیے۔ ایک آدھ دریا جھیل میں سے نکال کر دکھائیے وغیرہ۔

تعلیم کو دلچسپ ۔ موثر اور پر معنی بنانے کے لیے اُستاد صاحبان مختلف سامان اور طریقے استعمال کرتے ہیں ۔ مثلاً پروجیکٹ میتھڈ ۔ ماڈل بنانا ۔ سینڈ ٹیبل بنانا ۔ تعلیمی کھیلیں ۔ ڈرامے ۔ بائیسکوپ تعلیمی تماشے ۔ فلیش کارڈ ۔ کہانیاں کٹ پتلیاں وغیرہ وغیرہ تعلیم میں بچوں کی دلچسپی بڑھانے اور تعلیم کو پُر مقصد و مُفید بنانے کے لئے تصاویر کا استعمال بھی نہایت کامیاب طریقہ ہے ۔ ہمارے سکول میں تصاویر کو کثرت سے استعمال کیا جاتا ہے ۔ پُرانے استعمال شُدہ اخبارات و رسالہ جات میں سے تصاویر کو کاٹ

تصاویر حفاظت سے رکھنے کا طریقہ

لیا جاتا ہے۔ اور انہیں مضمون وار علیحدہ علیحدہ کر کے بڑے بڑے لفافوں یا فائیلوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔
ان فائیلوں کو نمبروار رکھنے کے لئے سکول کی لائبریری میں ایک چوبی صندوق رکھا ہوا ہے۔ لائبریری میں ہر ایک مضمون کی تصویروں کا ایک ذخیرہ پایا جاتا ہے جس کسی استاد یا طالب علم کو جہاں سے کوئی تصویر ملے وُہ اسے فوراً لائبریری میں پہنچا دیتا ہے۔ تاکہ وقتِ ضرورت کسی جماعت میں استعمال کی جاسکے۔ اِس بکس میں کل ساٹھ فائیلیں ہیں یعنی تمام تصاویر کو ساٹھ مختلف مضامین پر منقسم کیا گیا ہے۔ ذیل میں چند ایک مضامین کے نام دیئے جاتے ہیں:۔

(۱) **ذرائع آمد و رفت**:۔ اس فائیل میں سمندری جہاز۔ ہوائی جہاز۔ ریل گاڑی۔ موٹر۔ ٹانگہ۔ اُونٹ۔ بیل گاڑی۔ گھوڑا۔ خچر۔ رتھ۔ سائیکل وغیرہ وغیرہ کی تصاویر پائی جاتی ہیں۔

(۲) **ہمارا لباس**:۔ اس فائیل میں مختلف ممالک کے باشندوں کے لباس دکھائے گئے ہیں۔ نیز کپڑا بُننے کی مشین۔ روئی دُھننے کی مشین۔ کپاس کی فصل۔ درزی کی دُکان وغیرہ وغیرہ تصاویر شامل ہیں۔

(۳) **دستکاری**:۔ مٹی کے برتن بناتے ہُوئے کمہار۔ ٹوکریاں بنانے والے۔ موچی۔ بڑھئی۔ لوہار۔ سُنار وغیرہ وغیرہ کی دکانوں کی تصاویر اس فائیل میں رکھی جاتی ہیں۔

(۴) **کیڑے مکوڑے**:۔ اس فائیل میں مکھی۔ مچھر۔ شہد کی مکھی۔ تتلیاں۔ کیڑے پتنگے۔ ریشم کا کیڑا وغیرہ وغیرہ کی تصاویر رکھی جاتی ہیں۔

(۵) **ایجادات**:۔ اس میں گراموفون۔ ریڈیو۔ کپڑا سینے کی مشین۔ ٹیلیفون۔ موٹر

سینما کی مشین - اُن کے کارخانے اور اُن کے موجدوں کی تصاویر پائی جاتی ہیں -

(۲) دُنیا کے بسنے والے :- اس فائیل میں مختلف ممالک اور آب وہوا کے باشندوں کی تصویریں پائی جاتی ہیں - مثلاً سرحدی پٹھان - دکنی راجپوت چینی سوداگر - ہندوستانی عورت - پنجابی کسان وغیرہ وغیرہ -

اسی طرح جس مضمون کی تصاویر دستیاب ہوں - انہیں اُسی مضمون کی فائیل میں رکھ دیا جاتا ہے - ہم چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی تصویر کو بھی ردی کی ٹوکری میں نہیں پھینکتے - بلکہ کسی نہ کسی مفید کام میں استعمال کر لیتے ہیں -

تصاویر حاصل کرنے کے مختلف وسائل

اکثر دیکھا جاتا ہے - کہ بزاز کپڑوں کا تھان پھاڑتے وقت تھان پر چپکی ہوئی تصاویر کو پھاڑ کر لاپرواہی سے باہر پھینک دیتے ہیں - اگر کسی طالب علم کا باپ کپڑے کی دکان کرتا ہو - تو اُس لڑکے یا لڑکی کو چاہیئے - کہ اپنی دکان سے ایسی تمام تصویروں کو جمع کر کے اپنے سکول میں لے آئے - تاکہ اُن کو جماعتوں میں استعمال کر کے اُن سے تعلیمی فائدہ حاصل کیا جائے - اُستاد صاحبان کو بھی ایسے دکانداروں سے واقفیت پیدا کر کے تصویروں اور گتّوں کو فراہم کرنا چاہیئے کباڑیوں کی دکانوں میں بڑے بڑے انگریزی اخبار اور رسالے پڑے نظر آتے ہیں - جن میں فوجی زندگی اور میدانِ جنگ کے مناظر اور سپاہیوں کی زندگی کے متعلق رنگدار تصویریں ہوتی ہیں - یہ بڑے بڑے رسالے پیسے دو پیسے میں مل سکتے ہیں - ریڈ کراس سوسائٹی - محکمۂ دیہات سدھار محکمۂ ڈاک و ریلوے سے دوستی پیدا کر کے اُن کے رنگدار چارٹ اور پوسٹر مفت منگوائے جا سکتے ہیں - ان چارٹوں اور نقشوں کو کمرۂ جماعت یا سکول کے برآمدے میں لٹکانے سے سکول کی زینت دوبالا ہو جاتی ہے - اگر اُستاد ہردلعزیز اور ملنسار ہو تو اُسے ایسی چیزیں فراہم کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی - اُستاد کو چاہیئے -

کہ وُہ شاگردوں میں ردی اور فالتو اشیاء کے مفید استعمال کا شوق پیدا کرے ۔
جب بچے اپنے گھروں سے پیدل چل کر سکول کو آتے ہیں۔ تو انہیں کئی ایک تصویریں
اور اشتہارات راستے میں گری پڑی یا تقسیم ہوتی ہوئی مل جاتی ہیں ۔ ان تصاویر
اور اشتہارات کو توڑ مروڑ کر پاؤں تلے روندنے کی بجائے بحفاظت سکول میں
پہنچایا جائے ۔ تو یہ نہایت ہی مفید ثابت ہو سکتی ہیں ۔ پرانے کیلنڈر، ریلوے
ٹائم ٹیبل ۔ پوسٹ آفس ، گائیڈ بک وغیرہ وغیرہ ضائع نہ کئے جائیں ۔ ان میں سے
بھی چند ایک تصویریں کاٹی اور استعمال کی جا سکتی ہیں ۔

ہمارے سکول میں مختلف ممالک کے قدرتی مناظر اور بازاروں کی
رنگدار کارڈ سائز تصاویر بھی موجود ہیں ۔ ان تصاویر میں جاپان ، امریکہ ، چین
وغیرہ ممالک کے باشندوں کے لباس گھر بیٹھے ۔ وہاں کے سکول ۔ ہوٹل اور بازار
دکھائے گئے ہیں ۔ آپ کو یہ معلوم کر کے تعجب ہوگا ۔ کہ ہم کس طرح ان قیمتی تصویروں
کو مفت حاصل کرتے ہیں ۔ وُہ طریقہ حسب ذیل ہے :۔

چونکہ ہمارا سکول پروجیکٹ طریقۂ تعلیم کی خاطر نہ صرف ہندوستان
بلکہ دنیا بھر میں مشہور ہے ۔ اس لئے دُور دراز ممالک کے ماہران تعلیم ہمارے سکول
کی کارروائی کو دیکھنے کے لئے تشریف لاتے ہیں ۔ وُہ ہمارے سکولوں کے بچوں
کے اختراعی مشاغل کو دیکھکر نہایت خوش ہوتے ہیں ۔ جب ہم اپنے مہمانوں کو
الوداع کہنے لگتے ہیں تو اُن سے درخواست کرتے ہیں ۔ کہ وُہ واپس جا کر اپنے مُلک
کے متعلق عمدہ عمدہ تصویریں ہمیں بھیجیں تاکہ ہمارے سکول کے طلبا اُن ممالک
کے حالات سے واقفیت حاصل کر سکیں ۔ ہمارے مہربان مہمان ہماری
عرض کو بخوشی قبول کر کے یہ رنگین تصویریں جن کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے ۔ تحفے
کے طور پر بھیج دیتے ہیں ۔ وُہ مہمان ہمارے سکول کے عملی کام کو دیکھکر بہت سی

نئی باتیں سیکھ جاتے ہیں۔ ہم اُن کی بھیجی ہوئی تصاویر کو دیکھکر اُن کے ملک کے حالات گھر بیٹھے معلوم کر لیتے ہیں۔

تصویروں کے استعمال کے مختلف طریقے

(۱) جماعتوں کے پروجیکٹ کے لئے:۔ سال کے شروع میں ہر ایک جماعت اپنے لئے کوئی نیا پروجیکٹ چُن لیتی ہے۔ اِن منتخب شدہ مشاغل یا پراجیکٹس کے تعلق میں جماعت کے بچے بہت کچھ عملی کام بھی کرتے ہیں۔ مثلاً جماعت کے کمرے میں سینڈ بکس بنا کر اس میں پروجیکٹ کا منظر بنانا۔ "دکان" پروجیکٹ کے لئے اینٹیں لگانا۔ چوکھٹے روشندان اور مٹی کے پھل بنانا۔ "ریلوے" پروجیکٹ کے لئے سٹیشن۔ لکڑی کی ریل گاڑی۔ سگنیل۔ پھاٹک۔ ریلوے لائن ٹکٹ گھر وغیرہ تیار کرنا۔

اِن چیزوں کو بنانے سے پہلے اُن کا نمونہ یا تصور حاصل کرنا ضروری ہے اس موقع پر تصویریں کام آتی ہیں۔ قدیم زمانے کی ریل گاڑی بنانی ہو۔ تو سٹیفن سن کی پہلی بنائی ہوئی گاڑی اور انجن کی تصویر کام آتی ہے۔ اگر ہوائی جہاز تیار کرنا ہو۔ تو ہوائی جہاز کی تصویر اور لمبائی چوڑائی کو دیکھکر کام آسان ہو جاتا ہے۔ غرضیکہ پروجیکٹ کے عملی کام کو چلانے کے لئے تصویر اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ بادبانی کشتی کو چلانے کے لئے ہوا۔ سال کے شروع میں ہر ایک اُستاد اپنے اپنے کمرے میں تصویروں کے چارٹ جوکہ لائبریری سے مہیا کئے جاتے ہیں۔ قرینے سے لٹکا دیتا ہے۔ بچے کمرے میں داخل ہوتے ہی ان تصاویر کو بڑی خوشی اور حیرانی سے دیکھتے ہیں۔ ان تصویروں کو بغور دیکھنے سے اُن کے دل میں مختلف چیزوں کو حقیقی طور پر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً بجلی کے پنکھے کی تصویر دیکھکر بچوں کو بجلی گھر دیکھنے کا شوق اٹھتا ہے۔ پھر اُس بچے کے دل میں خیال آتا ہے۔ کہ اگر "بجلی" پروجیکٹ رکھا جائے تو بجلی گھر

کی سیر ضرور کرنی ہوگی۔ اور اس طرح اُس کی دلی اُمنگ پوری ہو جائے گی۔
چنانچہ وُہ بچہ اپنی طرف سے "بجلی" پروجیکٹ چلنے کی تجویز پیش کرتا ہے۔ اسی
طرح مختلف بچے اپنے اپنے شوق کے مطابق مختلف پروجیکٹ پیش کرتے ہیں۔
اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ تصویروں کی مدد سے ہی پروجیکٹ چنا جاتا ہے۔
اور تصویروں کی مدد سے ہی پایۂ تکمیل تک پہنچایا جاتا ہے۔ بچوں کے رجحانات
اور ان کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں۔ پس اُن کے پیش کردہ پروجیکٹ بھی علیحدہ
علیحدہ ہونگے۔

جب اُن کی طرف سے پیش کردہ پروجیکٹس میں سے ایک پروجیکٹ کثرت
رائے سے چُن لیا جاتا ہے۔ تو جماعت کو مختلف گروپوں میں تقسیم کرکے اُن کے
سپرد علیحدہ علیحدہ کام کردئے جاتے ہیں۔ ایک گروپ ہر روز صبح لائبریری
میں آتا ہے۔ اور اپنے پروجیکٹ کے متعلق تصویریں تلاش کرتا ہے۔ ان
تصویروں کو موٹے خاکی کاغذ یا گتے پر چپکا کر جماعت کے کمرے میں لٹکا دیا جاتا
ہے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو یہ تصویریں بچوں کی پروجیکٹ کی کاپیوں میں چپکائی
جاتی ہیں۔

(۲) **بلٹن بورڈ کیلئے** ہمارے سکول میں پانچ بلٹن بورڈ ہیں۔ اُن کو سکول کے
برآمدے میں ایسی جگہوں پر لٹکا دیا جاتا ہے۔ جہاں ہر
ایک طالب علم کا بآسانی گزر ہو سکے۔ اور جہاں کافی روشنی ہو۔ نیز تصویریں دیکھنے
والے اصحاب کی گفتگو سے کسی جماعت کے کام میں خلل واقع نہ ہو ہمارے
سکول کے ہال کے سامنے کی دیوار اس مقصد کے لئے چُنی گئی ہے۔ ان بورڈوں
پر مختلف مضامین کی تصویریں پنوں سے لگائی جاتی ہیں۔

(۳) **روزانہ خبریں** ۔ اس بورڈ پر ملکی وغیر ملکی خبروں کے متعلق تصویریں

لگائی جاتی ہیں۔ یہ تصویریں ٹربیون، سول اینڈ ملٹری گزٹ، ملاپ وغیرہ اخبارات سے کاٹی جاتی ہیں۔

(II) **جنرل نالج:۔** ہسٹری، جیوگریفی، حفظِ صحت، سائنس کے متعلق تصویریں لگائی جاتی ہیں۔ مثلاً تاریخی عمارات، روضہ تاج محل، شاہی مسجد لاہور، ماؤنٹ ایورسٹ کی چڑھائی، برفانی موسم، تپ دق کے مریض کا کمرہ وغیرہ وغیرہ۔

(III) **دستکاری:۔** مختلف کاریگروں اور اُن کی تیار کردہ چیزوں کی تصویریں مثلاً دہلی کا ہاتھی دانت کا کام، امرتسر کا گوٹے کناری کا کام، قصور کا چمڑے کا کام، ملتان کے مٹی کے برتن، وغیرہ وغیرہ

(IV) **مطالعۂ کتب:۔** لائبریری کا شوق بڑھانے کے لئے کتابوں کے اشتہارات، اشعار، مکالمے، ریڈنگ رُوم اور کتابوں کی الماریوں کی تصاویر لگائی جاتی ہیں۔

(V) **مختلف ممالک کی رنگدار تصاویر کا بورڈ:۔** جو تصاویر ہمارے مہربان مہمان ہمیں بھیجتے ہیں انہیں اس بورڈ پر لگا دیا جاتا ہے۔

ان میں سے بعض تصویریں روزانہ، بعض ہفتے میں دو دفعہ اور بعض ہفتہ وار تبدیل کر دی جاتی ہیں۔ ان تصاویر کو دیکھکر بچوں کی واقفیت عامہ میں اضافہ ہوتا ہے، بچوں میں خوبصورت چیزوں اور صنعتوں کی قدر و منزلت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ جو بچے اخبار نہیں پڑھ سکتے۔ وُہ تصویروں کو دیکھکر ملکی و غیر ملکی حالات معلوم کر لیتے ہیں۔ تصویر کے مطلب کو صاف کرنے کے لئے آسان اردو میں اس کے نیچے جملہ لکھدیا جاتا ہے۔ یہ تصاویر بلٹن بورڈ سے اُتار کر مضمون وار صندوق میں رکھدی جاتی ہیں۔

(۳) **تفریح طبع:۔** چھوٹے بچوں کے دل بہلانے کے لئے لائبریرین نے

چند ایک تصاویری کاپیاں بنا کر رکھی ہوئی ہیں۔ کنڈرگارٹن اور پہلی جماعت کے بچے ان کاپیوں کو دیکھکر بہت خوش ہوتے ہیں۔

تصویریں کاٹ کر دوسری جماعت کے بچوں نے ایک بائیسکوپ تیار کیا ہے۔ عکسی شیشے سے یہ چھوٹی چھوٹی تصویریں بڑی بڑی معلوم ہوتی ہیں۔

پروجیکٹ طریقۂ تعلیم کے لئے تصویریں نہایت ہی لازمی اور ضروری سمجھی جاتی ہیں۔

ان سے کمرہ جماعت کی سجاوٹ بھی ہوتی ہے۔ اور خواہ مخواہ بیٹھنے کو دل چاہتا ہے۔

ماسٹر تلسی رام کا اپنی جماعت میں تجربہ

از قلم ماسٹر تلسی رام مشن سکول موگا

پروجیکٹ طریقۂ تعلیم میں بحری اور بری جانوروں پرندوں، پھولوں، پھلوں، سبزیات کے نمونہ جات اور مختلف ماڈل اور گلوب بنانے کے لئے پیپرماش بڑی مفید چیز ہے۔ اس کا علم تعلیمی اداروں کے معلمین اور متعلمین کو ہونا لازمی ہے کیونکہ اس کے ذریعے متعلمین بہت سی اشیاء بنا کر اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ شروع میں جب مجھے پیپرماش کی بابت علم نہ تھا تو ہم اکثر اپنے پروجیکٹ سے متعلقہ اشیاء چکنی مٹی سے بنایا کرتے تھے۔ وہ بہت بھاری اور بدنما ہوتی تھیں اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جایا کرتی تھیں۔ جس سے مدرس اور بچوں کی دل شکنی ہوتی تھی۔ ۱۹۳۸ء میں جب مشن کے سی

سی سکول تصور میں پانچویں اور چھٹی جماعت کا تدریسی کام میرے ذمے تھا۔ تو طلبا نے "تجارت کی بابت واقفیت حاصل کرنا" پروجیکٹ منتخب کیا۔ اور فیصلہ کیا۔ کہ ہم بڑی بڑی تجارتی شاہراہوں کو زمین پر بنے ہوئے دنیا کے ماڈل اور گلوب پر ظاہر کریں۔ زمین پر دنیا کا ماڈل تو ہم نے بنا لیا۔ مگر گلوب بنانے میں ہمیں بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا۔ کیونکہ ہمیں کوئی ایسی چیز دستیاب نہ ہوتی تھی جس سے ہم زمین جیسی گول چیز بنا کر دنیا کا نقشہ اُس پر بنائیں۔ موسم گرما کی تعطیلات میں جب طلبا اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ تو میں نے اُن سے کہا۔ کہ آپ سوچیں اور خیال رکھیں۔ اگر کوئی ایسی چیز آپ کی نظر سے گزرے جو گلوب بنانے کے لئے مفید ہو تو اُس کی بابت واقفیت حاصل کرکے آئیں۔ اتفاق سے مجھے اپنے گاؤں میں وُہ چیز مل گئی جس کی میں تلاش میں تھا۔ یعنی میں نے ایک دیہاتی عورت کو پیپر ماش کا گوبلا بناتے دیکھا۔ یہ چیز گھڑے نما ل کی شکل کی ہوتی ہے۔ اور اس میں دیہاتی مستورات آٹا اور اناج وغیرہ ڈالا کرتی ہیں۔ میں نے گوبلے کی بناوٹ کی بابت واقفیت حاصل کی۔ اور جب موسم گرما کی تعطیلات کے بعد ہمارا سکول کھلا۔ تو چند لڑکوں نے بھی مجھے گوبلے کی بناوٹ کی بابت بتایا۔ اور ہم نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا۔ کہ ہم پیپر ماش سے گلوب تیار کریں گے۔

ہم نے پیپر ماش تیار کیا اور اُس سے گھڑے کے پیندے پر شمالی نصف کرہ بنایا اور جب وُہ سوکھ گیا تو اُسی طرح جنوبی نصف کرہ بنایا۔ سوکھنے پر دونوں نصف کروں کو ملا دیا۔ تو ہمارا گلوب تیار ہو گیا۔ اُس پر ہم نے دنیا کا نقشہ بنایا اور مختلف رنگوں کے ذریعے مختلف ممالک کو ظاہر کیا اور بڑی بڑی تجارتی شاہراہوں کو سُرخ رنگ سے ظاہر کیا۔ اس کامیابی کے بعد ہم نے بحری جانوروں مثلاً مچھلی۔ ویل مچھلی۔ مینڈک اور کچھوے کے نمونہ جات بھی پیپر ماش سے تیار

سکئے اور اُن پر رنگ بھی کیا۔ ۱۹۳۹ء میں میری زیرِ نگرانی موگا سکول کی تیسری جماعت کے طلباء نے بھی پیپر ماشس سے باربرداری میں استعمال ہونے والے جانوروں کے نمونہ جات تیار کئے اور اُن پر بال چسپاں کئے جن میں نہایت کامیابی ہوئی۔

پیپر ماشں بنانے کا طریقہ:۔ پیپر ماش تیار کرنے پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اس کو تیار کرنے کی چیز آپ ہر روز ردی کی ٹوکری میں پھینکتے ہیں۔ یعنی آپ کے استعمال شُدہ کاغذات۔ آپ ردی کاغذات کو جمع کر لیں۔ اور اُن کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ایک گھڑے میں ڈال دیں۔ اور گھڑے کو پانی سے بھر دیں۔ ۱۵ پندرہ دنوں کے بعد کاغذات کو گھڑے میں سے نکال کر کوٹ کر باریک کر لیں۔ اور اُن کاغذات کے وزن کے نصف سے کچھ زیادہ گاچنی ملا کر کوٹ کوٹ کر خوب باریک کر لیں حتّٰی کہ پیپر ماش حلوے کی طرح ملائم ہو جائے۔ اب پیپر ماش تیار ہے اسے جس سانچے میں ڈالیں گے وہی شکل اختیار کرے گا۔

پیپر ماشں کا استعمال:۔ پیپر ماشس سے آپ بہت سی چیزیں بنا سکتے ہیں۔ مثلاً بحری و بری جانوروں، پرندوں، پھولوں، پھلوں، سبزیات اور برتنوں کے نمونہ جات، گلوب، اور مختلف ممالک کے نقشہ جات۔

پیپر ماشں سے چیزیں بنانے کے طریق

I ۔ جانوروں اور پرندوں کے نمونہ جات بنانے کا طریقہ:۔ جس جانور یا پرندے کا نمونہ آپ بنانا چاہتے ہیں۔ اُس کو گتے پر بنا کر کاٹ لیں۔ اور پیپر ماشس کی تہ جما کر اُس پر گتے کا کاٹا ہوا نمونہ رکھکر چاقو سے تراش لیں۔ اور پرندے یا جانور کی ٹانگوں کے بیچ میں لوہے کی تار یا لکڑی کا باریک ٹکڑا دے

دیں اور سُوکھنے کے لئے حفاظت کی جگہ رکھدیں۔ سُوکھ جانے کے بعد جانوروں کے اجسام پر لیئی یا گوند لگا کر بال چسپاں کردیں اور پرندوں کے اجسام پر پَر لگا دیں۔ اور اگر آپ رنگ کرنا چاہیں تو چاکی، موتی یا پانی میں گھلے ہوئے رنگ کرسکتے ہیں۔

III پھل اور سبزیات کے نمونہ جات بنانا:۔ آپ مختلف پھلوں اور سبزیات کو دیکھکر پیپر ماشں سے اُن کے نمونہ جات تیار کریں اور سُوکھ جانے کے بعد اُن پر مناسب رنگ کردیں۔

III۔ پھول بنانا:۔ پیپر ماشں کی سلیں بنا کر اُن کے بیچ میں جس قسم کے پھول چاہیں کھود سکتے ہیں۔ اور سوکھ جانے کے بعد اُن میں مناسب رنگ بھر سکتے ہیں۔ اور پھول بنانے کا ٹھپتہ بھی تیار کرسکتے ہیں۔

(IV) پیپر ماشں سے برتنوں کے نمونہ جات بنانا:۔ پیپر ماشں سے آپ ہر ایک قسم کا برتن آسانی سے بنا سکتے ہیں۔ مثلاً پلیٹ۔ گلاس۔ پیالے۔ چمچ۔ تھال ٹرے۔ جگ۔ دیگچی۔ پتیلے وغیرہ۔

بنانے کا طریقہ:۔ اگر گلاس بنانا چاہتے ہیں۔ تو پیپر ماشں کی تہ گلاس کے باہر جما دیں۔ تھوڑا سا سُوکھ جانے کے بعد گلاس اُس میں سے نکال لیں۔ آپکا پیپر ماشں کا گلاس بن کر تیار ہو جائیگا۔ اِسی طرح پلیٹ۔ پیالے۔ تھال وغیرہ بنائے جا سکتے ہیں۔ اور سُوکھنے کے بعد اُن پر رنگ سے نقش و نگار بھی کیا جا سکتا ہے۔

(V) پیپر ماشں سے ماڈل بنانا:۔ پیپر ماشں کی تہ لکڑی کے تختے پر جما دیں (تختہ جتنا بھی لمبا چوڑا آپ چاہیں رکھ سکتے ہیں) اور اُس پر جس برّاعظم، مُلک، صُوبہ یا ضلع کا ماڈل بنانا مطلوب ہو بنا دیں۔ اور اُس پر دریا اور جھیلیں اور سمندر کھود دیں اور پہاڑ بنا دیں۔ نیز ملکوں کی حدُود کے نشانات لگا دیں۔ سُوکھنے کے بعد دریاؤں، جھیلوں اور سمندر میں نیلا رنگ بھر دیں۔ پہاڑ میں بھورا رنگ بھر دیں۔

اور ملکوں کو جس رنگ سے آپ کی مرضی ہو ظاہر کر دیں۔

پیپر ماشی کی چند خصوصیات

پیپر ماشی کی بہت سی تعلیمی صفات ہیں۔ اُن میں سے چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

I ۔ اس سے ہم مختلف ماڈل تیار کر سکتے ہیں مثلاً دنیا کا نقشہ

II ۔ اس سے بچوں میں اختراعی مشاغل کا شوق بڑھتا ہے۔ اور خود سوچ کر مختلف اشیاء بنانے کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

III ۔ بچے خوبصورت اشیاء کی قدر و منزلت کرنا سیکھتے ہیں۔

IV ۔ بچوں میں مل کر کام کرنے کی روح پیدا ہوتی ہے۔

V ۔ بچوں کی بنی ہوئی چیزیں کافی دیر تک قائم رہتی ہیں۔ جس سے ان کی دلشکنی نہیں ہوتی۔

VI ۔ بچے ردّی چیزوں کا مفید استعمال کرنا سیکھ جاتے ہیں۔

VII ۔ بچوں کی تفریحِ طبع ہو جاتی ہے۔

VIII ۔ ایسے اسباق جن کے بھول جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ اگر وہ پیپر ماشی کے ماڈل بنا کر ذہن نشین کرائے جائیں تو زیادہ دیر تک یاد رہ سکتے ہیں۔

IX ۔ پیپر ماشی کی مختلف اشیاء بناتے وقت بچوں کی قوتِ مشاہدہ بڑھتی ہے

X ۔ پیپر ماشی کی مختلف اشیاء بنا کر بچے اپنے تخیلات اور تصورات کو عملی صورت میں پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً جانوروں، پرندوں، پھولوں پھلوں اور سبزیات کے نمونہ جات بناتے وقت۔

مختلف مضامین سکھانے کیلئے پیپر ماشی کا استعمال

حساب، جغرافیہ تاریخ، بائبل، حفظ صحت اور سائنس کے ماڈل پیپر ماش کے ذریعے بنائے جا سکتے ہیں۔

حساب :۔ ہندسے سکے اور وزن کرنے کے پیمانے تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اور گنتی اور پہاڑے سکھانے کے لئے گولیاں بھی بنائی جا سکتی ہیں اور ان پر رنگ بھی ہو سکتا ہے۔

جغرافیہ تاریخ۔ دریا، جھیل، انہار، خلیجیں، جزیرہ نما، جزائر، بار برداری کے جانور ریل گاڑی، تانگہ، موٹر سائیکل وغیرہ کے نمونہ جات تیار ہو سکتے ہیں۔

II ۔ پہاڑ، مختلف ممالک کے سطحی حالات و دنیا کے مختلف ممالک۔

III ۔ دنیا کے باشندے اور ان کے مکانات۔

IV ۔ منڈیوں کے مناظر، بحری شاہراہیں اور گلوب

بائیبل :۔ بائبل کی مختلف کہانیوں کے مناظر ملک فلسطین اور مختلف شہروں کے ماڈل، کشتیوں اور آدمیوں کے نمونہ جات۔

حفظ صحت :۔ دیہات کے صاف ستھرے مناظر کیڑے مکوڑے، پھل و سبزیات کے نمونہ جات، پرندے اور جانور وغیرہ۔

سائنس :۔ مختلف صنعتوں کے نمونہ جات۔

گتے سے چیزیں بنانا

گتے کے کام کی تعلیمی اہمیت جو کچھ بھی ہے۔ آپ جانتے ہوں گے اور مجھے بھی ارشاد یہی ہوا ہے۔ کہ صرف اس کے اجمالی پہلو پر ہی عملی روشنی ڈالوں

ہیں منظر جو کچھ بھی ہو فراموش کر دوں۔ خیر

آیئے تو چھرا بری بنالیں تاکہ ہماری گتے سے بننے والی چیزوں کی خوشنمائی اور جاذبیت کا سامان تیار ہو جائے۔ اور ہم اطمینان سے باقی کام دھیرے دھیرے پایہ تکمیل تک پہنچاتے رہیں۔

لیئی بنانا:- سب سے پہلے لیئی بنا لیجئے۔ اس کی ہر جگہ ضرورت پڑتی ہے تھوڑا سا میدہ لیکر کسی مٹی کی ہنڈیا میں ڈال لیجئے۔ پھر اس میں میدے کی مقدار کا چار گنا پانی اور تھوڑا سا نیلا تھوتھا ڈال کر اور ملا کر سلگتے ہوئے کوئلوں کی انگیٹھی پر رکھ دیجئے۔ تھوڑی دیر میدہ کے ہوئے پانی کو ہلاتے رہئے سے لیئی پک کر تیار ہو جائیگی۔ اب اس کو کسی پیالے میں ڈال کر اپنے پاس رکھ لیجئے۔

ابری بنانا:- آپ نے کپڑا رنگنے کے رنگ تو ضرور دیکھے ہوں گے۔ ایک ایک پیسے کے چار رنگ منگوا لیجئے۔ سرخ۔ نیلا پیلا اور کالا۔ بس ہر قسم کا رنگ بنانے کے لئے یہی چاروں رنگ کافی ہوتے ہیں۔ رنگ آجائیں۔ تو ان میں حسب مقدار پانی ڈال کر الگ الگ پیالیوں میں پاس رکھ لیجئے۔ ان کے ساتھ ہی دو دو انچ چوڑائی کے بالوں والے برش بھی ہوں۔ رنگوں کی آمیزش کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

سرخ + نیلا = اودا (اگر نیلا کم مقدار میں ملائیں تو کاسنی رنگ بن جائیگا)

نیلا + کالا = سلیٹی

سرخ + کالا = کھورا (اگر کالا رنگ کم ملائیں تو قرمزی رنگ بن جائیگا)

نیلا + پیلا = ہرا

نیلا + کم پیلا = فیروزی (اگر نیلا اور پیلا ملا کر اس میں سپیدا ملا دیا جائے

تو بھی فیروزی رنگ بن جائیگا)

لیجئے اب سب سامان تیار ہے۔ فل اسکیپ سائز کے سفید کاغذ منگوا لیجئے۔ ذرا دبیز ہوں۔ یہی کوئی دس پونڈ وزن کے۔ گرا پڑا کوئی دفتی کا ٹکڑا مل جائے۔ تو وُہ بھی بہت کام کی چیز ہے۔ اس دفتی کے ٹکڑے کی ایسی شکل بنا لیجئے:-

دفتی کا ٹکڑا
کاٹنے سے پہلے
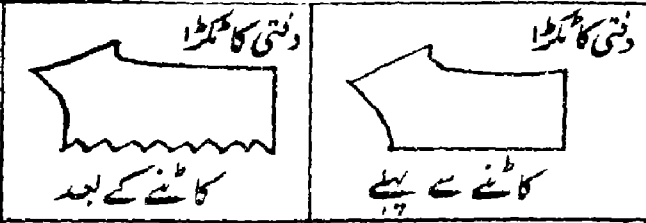
دفتی کا ٹکڑا
کاٹنے کے بعد

ہمارے مدرسے کے بچّے اسے کنگھی کہتے ہیں۔

کاغذ کو کسی ہموار سطح پر جیسے ڈرائنگ بورڈ یا میز پر بچھائیے اور برُش کے ساتھ اس پر لیئی کی ایک تہ جما دیجئے۔ اور فوراً ہی تاکہ لیئی سُوکھ نہ جائے اپنی مرضی کا رنگ برُش کے ذریعے لیئی کی سطح پر پھیلا دیجئے۔ اس میں جلدی اور صفائی کی ضرورت ہے۔ اب اس کنگھی کے ساتھ آڑے ترچھے جیسے بھی آپ چاہیں نقش و نگار کر سکتے ہیں۔
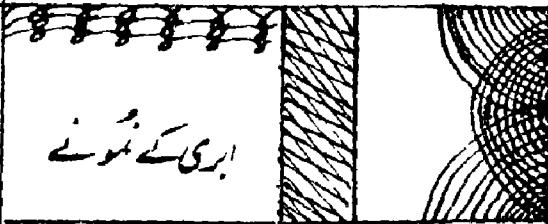
ابری کے نمونے

اگر ایسی کنگھی پسند نہ ہو یا مل نہ سکے تو ایک اور ترکیب بھی ہے۔ دو لڑکے ایک ساتھ دو کاغذوں پر لیئی اور رنگ لگائیں۔ جب لگا چکیں۔ تو دونو کاغذوں کو آپس میں چپکا دیں۔

کاغذوں کو علیحدہ کرنے پر نہایت خوبصورت اور قدرتی نقش و نگار

نظر آئیں گے ۔ اس کے علاوہ پتوں اور آلو کو کاٹ کر اُس پر کوئی بیل بنا کر لیئی اور
رنگ لگے ہوئے کاغذ پر خوبصورت پھول۔ پتیاں بن سکتی ہیں۔ اگر کچھ بھی
نہ مل سکے تو محض برشس کے بالوں ہی سے مختلف ڈیزائن تیار ہو سکتے
ہیں ۔ ابری جب سوکھ جائے تو چمک پیدا کرنے کے لیئے ابری پر موم
کا رگڑنا مفید ہوتا ہے ۔

ابری بنانے کا دوسرا طریقہ:۔ اس کے علاوہ ابری بنانے کا ایک
اور طریقہ بھی ہے ۔ لیئی تو ہمارے پاس پہلے ہی سے موجود ہے ۔
اب ایک کشتی میں پانی ڈال لیجئے اور لیئی کو کپڑے میں سے چھان کر
پانی میں اچھی طرح سے گھول دیجئے تاکہ پانی گاڑھا ہو جائے ۔ ایسے پانی
میں ابری اچھی بنتی ہے ۔ بازار میں آئل کلر ٹیوب بکتے ہیں۔ لیکن میں
بدلشی۔ ۱۔ Reeves انگلینڈ کے بنے ہوئے ہیں۔
(۲) Winton ہو Winsor and newton کمپنی کے بنے ہوئے ہیں ۔
تجربے سے معلوم ہوا ہے ۔ کہ موخر الذکر اچھا کام کرتا ہے ۔ اس کا رنگ
خفیف خوب ہے ۔ لیکن ابھی ہم اس کا ذکر نہ کریں گے ۔ آیئے ان
رنگوں میں سے تھوڑا تھوڑا رنگ الگ الگ پیالیوں میں ڈال لیں۔ اس
قسم کے بھی وہی چاروں رنگ کافی ہیں۔ اور وہی آمیزش یہاں بھی
کامیاب ہے ۔ جب رنگ پیالیوں میں ڈال چکیں تو اُن میں تھوڑا تھوڑا
مٹی کا تیل ملا لیجئے گا ۔ کیونکہ یہ اسی میں گھلتے ہیں ۔ تیل کسی خاص نسبت
سے نہیں ملایا جاتا ۔ بلکہ اس کے صحیح ہونے کی ایک خاص پہچان ہے ۔
جب یہ تیل ملا ہوا رنگ آپ ڈرائنگ کرنے کے برشوں سے پانی میں
ڈالیں گے ۔ تو وہ پانی کی سطح پر پھیلنا شروع کرے گا ۔ اگر وہ ایک دم

غائب ہوگیا۔ تو سمجھ لیجئے کہ تیل زیادہ مقدار میں پڑ گیا ہے۔ اور اگر رنگ کی
بندکیاں پانی پر نہ پھیلیں بلکہ پانی میں ڈوبنے لگیں تو یوں سمجھئے۔ کہ تیل کم
مقدار میں ڈالا گیا ہے۔ بس رنگ کا پانی کی سطح پر ٹھیک پھیلنا ہی اس
کی صحیح نسبت کی دلیل ہے۔ جب رنگ کشتی میں پھیل جائے تو کسی
لکڑی کی جنبش سے اس رنگ میں مرضی کے مطابق لہریں پیدا کی جا
سکتی ہیں۔ جب پانی عین ساکن ہو جائے۔ فُول اسکیپ foolscape.
کا سفید کاغذ جو اچھا اور دبیز ہو پانی کی سطح پر پھیلا یا جائے۔ اور جب
تمام بھیگ جائے تو اُٹھا لیا جائے۔ دیکھنے پر معلوم ہوگا۔ کہ نہایت عمدہ
قسم کی ابری تیار ہے۔ پانی کو جتنا گاڑھا کیا جائے رنگ اُسی قدر ابری
بنانے والے کے بس میں آجاتا ہے اور اُس کو جو شکل بھی دینا چاہیں
دی جا سکتی ہے۔

ابری بنانا تو ایک اتنا وسیع مضمون ہے۔ کہ اگر تفصیل سے لکھا
جائے تو ایک کتاب بن جائے۔ لیکن یہاں عدم گنجائش کا سوال ہے
اور مجھے انہی دو ایک طریقوں پر اکتفا کرنا ہے۔ اب آیئے کوئی گتے کی
چیز بنائیں۔ ہمارے سامنے لیٹر ریک۔ بلاٹنگ پیڈ۔ فائل۔ البم۔ ڈبل
بلاٹنگ پیڈ معہ فائل۔ وال البم جو کور اور مثمن پہلو ڈبے۔ زیور رکھنے
اور سینے پرونے کا سامان رکھنے کے بکس۔ قندیلیں۔ فوٹو فریم اور اس قسم
کی دیگر مصنوعات ہو سکتی ہیں۔ لیکن ہم اس کام کے چونکہ مبتدی ہیں
اس لئے کسی ایسے ماڈل کا انتخاب کریں جو آسان بھی ہو اور مفید بھی۔ اور
سب سے بڑی بات یہ کہ اُس میں فنی اعتبار سے تمام خوبیاں نمایاں ہوسکیں
بس تو پھر فائل بنایا جائے۔ یوں بھی کام کی چیز ہے۔

فائل بنانا

لیئی اور ایری تو ہمارے پاس موجود ہی ہے اب ذرا دفتی اور کپڑا منگوا لیجئے ۔ اس کام کے لئے جلد باندھنے کا کپڑا (Binding Cloth) موزوں ہے ۔ لیکن ہم کھدر بھی استعمال کر سکتے ہیں ۔ یہ زیادہ مضبوط ہوتا ہے ۔ فرق صرف اتنا ہے ۔ کہ کھدر کے نیچے ہم کو پہلے بانس کا کاغذ (پیکنگ پیپر) چپکانا پڑے گا ۔ تاکہ کاٹنے ۔ نہ جمانے اور موڑنے میں آسانی ہو ۔ ایک قینچی ۔ ایک چاقو ۔ ایک گُنیا اور ریگمال کے چھوٹے سے ایک ٹکڑے کی بھی ضرورت ہے ۔ سب سے پہلے گتے کے ایک کونے سے ۱۴" × ۱۰" کا ایک ٹکڑا کاٹ لیجئے ۔ کاٹنے کا طریقہ شکل

۳۰"
۱۰" ۸" ۴" ۴"
۱۴" ۱۴" ۱۴" ۱۰"
۴"
۱۰"

سے واضح ہے ۔ اسی طرح ۱۴" × ۴" ، ۱۴" × ۸" اور ۱۰" × ۴" کے دو ٹکڑے کاٹ لیجئے ۔ بس گتا اتنا ہی کافی ہے ۔ اس کے کنارے ذرا ریگ مال سے صاف کر لیجئے گا ۔ ورنہ صفائی نہیں آئے گی ۔ شکل کے مطابق کاٹنے سے گتے کا ذرہ برابر بھی نقصان نہ ہوگا ۔ اب لیجئے کپڑا ۔ تمام کام کے لئے صرف

آٹھ پٹیاں چاہئیں۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۶" × ۲" = ۲ عدد

۱۲½" × ۲" = ۲ عدد

۱۷" × ۲" = ۲ عدد

۹½" × ۲" = ۲ عدد

گویا یہ دو دو بڑی اور دو دو چھوٹی پٹیاں ہیں۔ اب شکل نمبر۱ سے شکل نمبر۳ تک غور سے ملاحظہ فرمائیے :-

جب تینوں بڑے ٹکڑے جوڑ لئے جائیں۔ تو پھر دونو چھوٹے ٹکڑوں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے مندرجہ ذیل نقشے کو پھر غور سے ملاحظہ فرمائیے۔
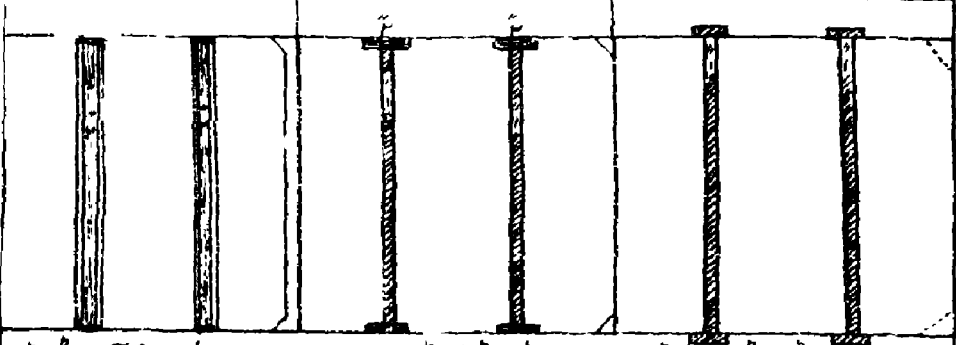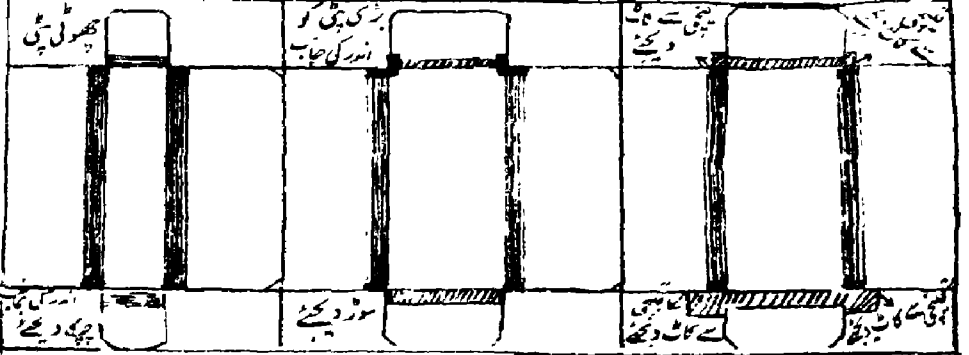
لیجئے ماڈل کا ڈھانچہ تیار ہوگیا۔ ایک کام ختم ہوا۔ اب ابری چپکانا باقی ہے۔ یہ کام زیادہ غور طلب اور صفائی کا ہے۔ اچھا ذرا ہاتھ دھو لیجئے۔ تاکہ ابری میلی نہ ہونے پائے۔ درمیانے گتے پر تو اندر اور باہر کی جانب ایک ہی سائز کی ابری لگے گی۔ یعنی ۱۲½ × ۹½ ابری کے دو ٹکڑے کاٹ کر اندر اور باہر چپکا دیجئے۔ اب رہے طرفین کے ٹکڑے۔ پہلے باہر کی جانب ابری لگانی چاہیئے۔ ابری کی لمبائی اور چوڑائی گتے کی لمبائی اور چوڑائی سے ایک ایک انچ بڑی ہونی چاہیئے۔ تاکہ ابری اندر کی جانب مڑ سکے۔ اور گتے کے کنارے چھپ جائیں۔ کونوں کے پاس خاص احتیاط سے ابری کاٹنی چاہیئے۔ ملاحظہ ہو شکل۔ بس اتنا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کونے سے ابری ذرا ہٹ کر کاٹی جائے۔ گتے کی موٹائی کے برابر فاصلہ چھوڑ دیا جائے۔ تو کافی ہوتا ہے۔ اب اندر کی جانب تھوڑا تھوڑا حاشیہ چھوڑ کر ابری کاٹ لیجئے۔ اور چپکا دیجئے۔ ماڈل تیار ہے۔ دو ایک دن کسی ہموار چیز پر ہموار وزن سے دبا رہنے دیجئے۔ تاکہ سوکھنے پر اکڑ کر ٹیڑھا نہ ہو جائے۔ نکالنے پر دونوں طرف دو بٹن لگا دیجئے۔ اب اس میں کاغذات رکھے جا سکتے ہیں۔ مدرسے یا دفتر سے آتے جاتے وقت جن پریشان اوراق کا جمع کرنا مشکل ہوا کرتا تھا۔ اب حفاظت سے ایک جگہ پڑے ہیں +
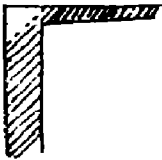
اچھا خدا حافظ۔

محمد نذیر تجمل۔

قدیم زمانے سے ہر ایک مُلک کے باشندے کسی نہ کسی شکل کی ٹوکریاں بنا کر استعمال کرتے آئے ہیں۔ مختلف ممالک کی بنی ہوئی ٹوکریاں شکل و شباہت میں ایک دُوسرے سے فرق ہو سکتی ہیں۔ اُن کے تیار کرنے میں جو سامان استعمال ہوتا ہے۔ وُہ بھی مختلف ہو سکتا ہے۔ لیکن ٹوکری بنانے کے اصُول ایک جیسے ہی ہونگے۔

ہندوستان کے تقریباً ہر ایک حصّے میں بانس یا کھجُور کے پتّوں کی بنی ہُوئی ٹوکریاں پائی جاتی ہیں۔ ہندوستان میں بہت ہی کم سکوُل ایسے ہونگے جن میں دستکاری کی گھنٹی میں اس قسم کی معمُولی ٹوکریاں بنانے کا کام نہیں سکھایا جاتا۔

ہندوستان میں بعض ایسے علاقے بھی ہیں جہاں بانس کی چھڑیاں اور کھجُور کے پتّے نہیں مل سکتے۔ ایسی جگہوں پر لمبی لمبی گھاس اور درختوں کی صاف سُتھری ٹہنیاں استعمال کی جا سکتی ہیں۔ شہتوت اور شیشم کے درختوں کی ٹہنیوں سے بنی ہُوئی ٹوکریاں بہت سے مزدُور لوگ استعمال کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا سامان سے ٹوکریاں تیار کرنا چھوٹی جماعتوں کے بچّوں کے لئے قدرے مشکل کام ہے۔ اس قسم کا سامان تجویز کرنا جس سے ننھے بچّے ٹوکریاں بنا سکیں آسان بات نہیں۔ سامنے دی ہُوئی اشکال کو بہ نظرِ غور دیکھو۔ اِن اشکال کی مدد سے آپ پرائمری جماعتوں کے

بچوں سے اس قسم کی ٹوکریاں بنوا سکتے ہیں جن کا سامان تقریباً ہر ایک سکول میں مفت
یا بہت ہی کم قیمت پر دستیاب ہو سکتا ہے ۔

ضروری سامان :- (۱) بڑے سوراخ والی سوئیاں جو کہ تین آنے فی درجن مل
سکتی ہیں ۔ (۲) ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی موٹائی کے برابر سن کی رسی ۔
(۳) رنگدار ردی سوتی دھاگوں کے ٹکڑے ۔ یا رنگدار کپڑوں کے چیتھڑے یا
بوری کے رنگدار دھاگے ۔

ٹوکری بنانے کا طریقہ :- شروع اس طرح کریں ۔ سن کی رسی کو لیکر دو دو
گز کی لمبائی کے ٹکڑے بنالیں ۔ بڑے لڑکوں کیلئے اس سے زیادہ لمبے ٹکڑے بنائے جا
سکتے ہیں ۔ دو گز کا ٹکڑا بآسانی ہاتھ میں تھاما جا سکتا ہے ۔ اب اس دو گز رسی کے ٹکڑے
کے سرے کو لپیٹ کر کنڈلی کی شکل کا بنا لو جیسا کہ تصویر I کی شکل (۵) میں دکھایا گیا ہے ۔
اب رنگدار دھاگے کو سوئی میں پرو لو ۔ سوئی کے ذریعے اس رنگدار دھاگے کو کنڈی کے
گرد اگرد اور اوپر سے لپیٹو حتیٰ کہ ایک گول بٹن سا بن جائے شکل (۱) ملاحظہ ہو ۔

ٹوکری کے پیندے کا مرکز بٹن کی صورت میں تیار ہو گیا ۔ اب اس بٹن کو بڑھا
کر ٹوکری کا پیندا بنایا جائیگا ۔ اس مقصد کے لئے کئی قسم کے ٹانکے استعمال کئے جا سکتے ہیں
لیکن سب سے آسان قسم کے ٹانکے کا نام "Lazy squaw" ہے شکل III میں اس
ٹانکے کی تشریح کی گئی ہے ۔ سن کی رسی کی کنڈلی کے ارد گرد سوت کے دھاگے کو
اتنی بار لپیٹو جتنی ضرورت ہو پھر دونوں کنڈلیوں کے درمیان سے سوئی کو گذارو اس
طرح لمبے اور چھوٹے ٹانکے نظر آئیں گے ۔ لمبے ٹانکے سے کنڈلی مضبوط ہوگی ۔ چھوٹے
ٹانکے سن کی رسی کو ڈھانپ دینگے ۔ مرکزی بٹن کے گرد اگرد اس طرح ٹانکے لگاتے
جاؤ حتیٰ کہ ٹوکری کا پیندا بن جائے ۔ جب پیندے کی چوڑائی کافی ہو جائے تو اگلی رسی
پہلی رسی کے اوپر رکھکر ٹوکری کی اطراف بنانی شروع کرو جس پوزیشن پر یہ رسی

رکھی جائیگی اسی شکل کی ٹوکری بن جائیگی۔ مثلاً اگر ٹوکری کا جھکاؤ یا خم باہر کی طرف رکھنا ہو تو رسّی کو پہلی رسّی پر قدرے باہر کی طرف رکھو۔ اگر جھکاؤ اندر کی طرف کرنا ہو۔ (جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے) تو رسّی کو مرکز کی طرف رکھو۔

ٹوکری بنانے وقت مندرجہ ذیل تجاویز کو مدِنظر رکھا جائے۔ (۱) سن کی رسّی کا نیا ٹکڑا لگانا ہو تو پہلی رسّی کا سرا دوسری رسّی کے سرے کے ساتھ بٹ لیا جائے جیسا کہ (ط) سے ظاہر ہے۔

(۲) جب رنگدار دھاگے کا نیا ٹکڑا لگانا ہو۔ تو پہلے ٹکڑے کو سن کی رسّی کے ساتھ لگا کر اس کے ساتھ نئے دھاگے کا سرا جوڑ دو۔ ان دونوں سروں کو رسی سے ڈھانپ دو۔

(۳) تمام لمبے ٹانکے مرکز سے شروع کئے جائیں۔

(۴) ٹوکری کی سیدھی طرف ہمیشہ ٹوکری بنانے والے کی طرف رکھی جائے۔ چند ایک ایسی ٹوکریاں بنا لینے کے بعد ان پر اچھے اچھے نمونے رنگوں سے کھینچے جا سکتے ہیں۔ ڈرائنگ یا دستکاری کی کلاس کے لئے یہ بہت ہی مفید سبق ہوگا۔

سن کی رسی اور رنگدار دھاگوں سے مربعے شکلیں۔ لہریں اور دیگر نمونے بنائے جا سکتے ہیں۔ اگر دھاگے کی بجائے کپڑے کے چیتھڑے استعمال کئے جائیں تو اُن کو بہت باریک چوڑائی کے کاٹ لینا چاہئے۔

(او۔ ای۔ نکلسن)

WASTE YARN AND ROPE BASKETS.
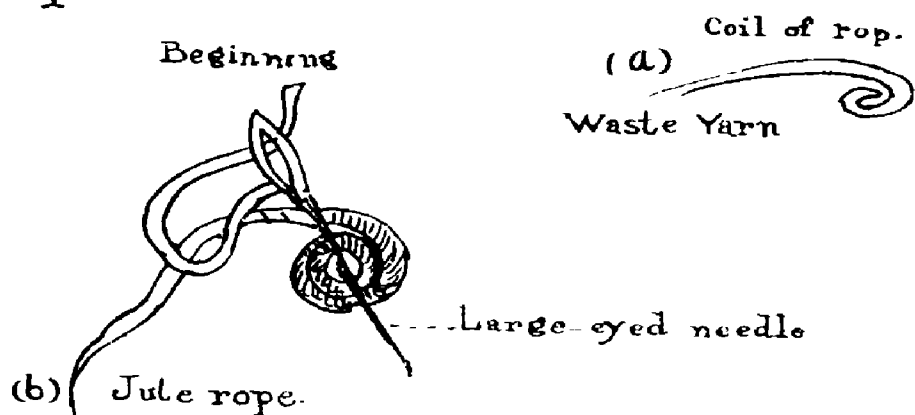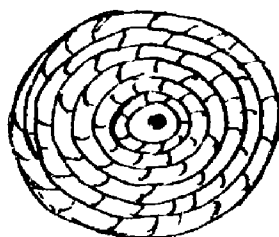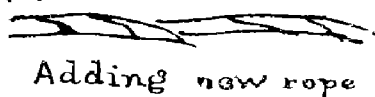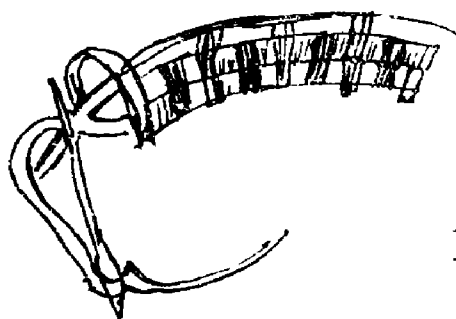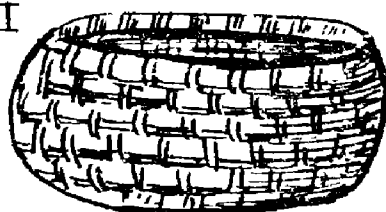
اخبار برائے مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰ | فروری سنہ ۱۹۴۱ | نمبر ۱۱

مدیر :- مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹامسن۔ ایم۔ اے

مدیر معاون :- ریورنڈ ایس۔ کے۔ رائے

مدیران اعزازی :- مسٹر محمد دین ثاقب۔ بی۔ اے
میاں عبد العزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی

مترجم :- خوشحال چند پریم بی۔ اے

سکولوں کے ذریعے جو کچھ کام کیا جا رہا ہے وہ آئندہ نسل کو بہتر بنانے میں باقی تمام ذرائع سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ جس قسم کی گورنمنٹ ہم پسند کرتے ہیں اُسے قائم کرنے کے لئے سکولوں کی محنت اور کوشش زیادہ فیصلہ کن اور بار آور ثابت ہو رہی ہے اور ہوگی۔

(ایف۔ ڈی۔ روزولٹ)

فہرست مضامین

چندہ سالانہ ۲ روپے قیمت فی کاپی ۵ آنے

ملنے کا پتہ:۔ دفتر موگا جرنل مشن ٹریننگ سکول موگا (ضلع فیروز پور)

ہمارا پیشہ

بچوں کو پڑھانے کا کام نہایت ہی عمدہ اور ذمہ داری کا پیشہ ہے۔ یہ پیشہ اتنا ضروری ہے۔ کہ اس کی مدد سے ہی بنی نوع انسان کی بہترین نسل تیار ہوتی ہے۔ کسی ملک۔ کسی قوم کسی فرقے کی آئندہ یا موجودہ ترقی اس ملک۔ قوم یا فرقے کے نوجوانوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت اور بہتر اخلاقی بنیاد پر منحصر ہے۔ نوجوانوں کی تعلیم و تربیت کا کام استادوں کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے ہر ایک ترقی یافتہ قوم کو استادوں کا مرہونِ منت ہونا چاہئے۔ لوگ اب یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ بچوں کی جسمانی صحت کے لئے جس طرح کسی ڈاکٹر کی ہدایت کی ضرورت ہے۔ اسی قدر ہی بچوں کی اخلاقی اور دماغی تربیت کے لئے استاد کی ہدایت لازمی ہے۔

زمانہ حال کا بہترین استاد وہ ہے۔ جو اپنی جماعت کے بچوں کا دوست۔ صلاح کار اور رہنما ہو۔ اس قسم کا استاد یہ محسوس کرتا ہے۔ کہ اس کا کام بچوں کو نہ صرف نصابی مضامین پڑھانا ہے۔ بلکہ اس کا اصلی کام بچوں کے چال چلن کو مضبوط کرنا اور انہیں مفید شہری بنانا ہے۔

تقریباً ہر ایک خواندہ مرد اور عورت اپنی گذشتہ زندگی پر نظر ڈال کر یہ بتا سکتا ہے۔ کہ فلاں فلاں استاد کی رہنمائی اور نصیحت سے اس میں اچھی عادتیں پڑیں اور فلاں استاد نے اسے لغزش سے بچا کر اس کی زندگی کا سدھار کیا۔ ایک پرانی

ہو سکتے ہیں کہ پیشہ اُستادی سے دور ہو جائیں ۔ صرف اُن اشخاص کو پڑھانے کا پیشہ اختیار کرنا چاہئے جنہیں اس کام کا قدرتی طور پر ذوق ہو۔ نیز جنہوں نے اس پیشے کی ضرورت اور اس کے مواقع کی خاص طور پر دلچسپی ہو۔

ہمارے تعلیمی پیشے کو قابلِ تعظیم و ہر دلعزیز بنانے کے لئے ضروری ہے کہ اس میں صرف وہی لوگ بھرتی ہوں جن میں کامیاب اُستادوں جیسی خوبیاں پائی جائیں

کامیاب اُستاد بننے کے لئے کافی سے زیادہ **ذہانت** ہونی چاہئے کیونکہ پڑھانے کا ہنر سیکھنے کے لئے۔ وسیع نقطۂ نگاہ کی تربیت کے لئے اور عمدگی کے ساتھ تعلیمی کام چلانے کے لئے اعلیٰ قابلیت کی ضرورت ہے۔ کند ذہن شخص نہ کچھ سیکھ سکتا ہے۔ نہ دوسروں کو سکھا سکتا ہے۔

اُستاد کو ملنسار اور **خلیق** ہونا چاہئے۔ اُستادوں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اُن لوگوں کا ہاتھ بٹائیں جو سماجی طور پر اور دماغی طور پر پیچھے رہ گئے ہوں۔ اپنے ساتھیوں سے محبت رکھنا۔ بچوں سے پیار کرنا۔ دوسروں کی مدد کا جذبہ رکھنا یہ بھی اعلیٰ اُستاد کے خصائل ہیں۔

تعلیمی پیشہ اختیار کرنے والے کی **صحت عمدہ** اور اس کا جسم **موٹا تازہ** ہونا چاہئے تاکہ وہ بغیر رکاوٹ کے جماعت کا کام سرانجام دے سکے۔ صحت اچھی ہو تو انسان بھی خوش رہتا ہے۔ کمزور اور دائم المریض اُستاد کی طبیعت چڑچڑی اور مرجھائی سی رہتی ہے۔ اُستاد کو بچوں کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آنا چاہئے اور خوش مزاجی کا تعلق ہونا عمدہ صحت کے ساتھ ہے۔ کامیاب اُستاد کبھی طیش اور غصے میں نہیں آتا۔ بلکہ اس کے جذبات مستقل مزاجی کا جامہ پہنے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ دھیرج، صبر اور سوچ وچار والا ہوتا ہے۔

اُستاد صاحبان کیلئے مفید ہدایات

ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ خداوند کریم نے ہمیں اشرف المخلوقات کا رتبہ عطا
کیا ہے۔ آؤ ہم خوشی و مسرت کے ساتھ اس زندگی کے دن گزاریں۔ ہم اپنے اپنے کام کو
نہایت سادگی اور خندہ پیشانی سے سرانجام دیں۔ ہمارے ماتھے پر کبھی شکن نہیں پڑنے
چاہئیں۔ غصہ، تعصب اور خود غرضی سے ہم کوسوں دُور رہیں۔

آؤ ہم میں سے ہر ایک اپنی زندگی پر غور کرے۔ پہلے میں اپنی زندگی کا حال
آپ کے سامنے پیش کرنے کا فخر حاصل کرتا ہوں۔ میں گزشتہ ۴۵ سالوں سے
پڑھانے کا کام سرانجام دے رہا ہوں۔ میں جسمانی طور پر تندرست اور مضبوط ہوں
میرے ہوش و حواس بھی قائم ہیں۔ میں نے کبھی اپنے جسم کو کاہل اور آرام طلب ہونے
کا موقع نہیں دیا ہے۔ اپنے کام کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اور بے جا دوسروں کے
کاموں میں دخل نہیں دیتا۔ میرے نزدیک اپنے فرائض کو ایمانداری کے ساتھ سرانجام
دینا ہی حقیقی عبادت ہے۔ بڑھاپا مجھے اپنے فرائض سے لاپرواہ نہیں کر سکتا۔
میں نے تجربے سے زندگی میں ایک سبق سیکھ لیا ہے۔ اس تجربے کا نچوڑ یہ ہے:۔

"اپنے کام سے کام رکھنا اور دوسروں کے کام میں کوئی دخل نہ دینا"

یہ بات سیکھنے سے پہلے میں سکول کے تمام کاموں کو خود لیتا اور ہر موقع پر آگے
آگے رہنا پسند کیا کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ میری صحت پر برا اثر پڑا۔ میں دماغی اور
جسمانی طور پر بہت تھک گیا۔ میں نے تمام ساتھیوں کے تمام کام کو خود سنبھالنے کی
کوشش کی تھی کہ انہیں اپنے کام کو کرنے کا احساس بھی باقی نہ رہا۔ میرا کام جماعتوں

کو راگ وِدیا سکھانا تھا۔

اگر گھر کا میزبان اکیلا اپنے پانچ سات مہمانوں کی خدمت کرنے کی کوشش کرے۔ تو وہ اس کام کو اچھی طرح نہ چلا سکے گا۔ اور حد سے زیادہ تھک جائے گا۔ اگر گھر کے سب افراد کام کو بانٹ کر کریں تو تمام کام خوش اسلوبی سے ختم کیا جا سکتا ہے۔

میرا بھی اسکول میں بعض اوقات یہی حال ہوتا ہے۔ جماعت کے کام کے متعلق تمام دوڑ دھوپ میں کیا کرتا تھا۔ اور طلباء کے حصے میں بہت تھوڑا کام رہنے دیتا تھا۔ اب جب سے یہ حقیقت مجھ پر واضح ہوئی ہے۔ میں اپنی جماعت کے کمرے میں بطور ایک تماشائی کے داخل ہوتا ہوں۔ طلباء جماعت کا تمام کام خود بخود کرتے جاتے ہیں۔ میرا کام کاٹ لگا ہے ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ میں طلباء سے یہ کہتا ہوں "تم اپنا کام اچھی طرح سے کرو۔ اور مجھے خوش کرنے کی کوشش کرو"۔ طلباء اپنی قابلیت اور اپنے تخیل کا اظہار عملی طور پر اختراعی مشاغل کے ذریعے کر کے دکھاتے ہیں۔ ان کا کام دیکھ کر مجھے دماغی طور پر تفریح ہوتی ہے اور تعلیمی فائدہ بھی ہوتا ہے۔ طلباء اپنے کام میں ترقی کرتے جاتے تھے۔ لیکن سب لوگ میرے کام کی داد دینے لگے۔ اس طریقۂ تعلیم کو مسلسل تعلیم (Progressive Education) کہتے ہیں۔ اس سے نصاب آسانی ختم کیا جا سکتا ہے۔ بعض استاد صاحبان جلدی جلدی نصاب کو ختم تو کر لیتے ہیں لیکن طلبا پڑھائی۔ لکھائی اور عام واقفیت میں کورے ہی نظر آتے ہیں۔ بچوں کو چند کتابیں پڑھا دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ بلکہ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ انہیں کس طریقے سے پڑھایا جاتا ہے اور پڑھا لکھا کہاں تک ان کی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ طلباء اپنی دماغی تربیت کے لئے سکول میں آتے ہیں نہ کہ کتابی علم کیلئے۔

ہے۔ وہ زندگی کو تلخ کرتا ہے۔ ایک کہاوت ہے کہ کسی قصبے میں پلیگ کی بیماری پھیل گئی۔ بہت سے لوگ مر گئے۔ قصبہ سنسان نظر آنے لگا۔ پلیگ اپنا کام ختم کر کے قصبے سے باہر روانہ ہوئی۔ اسے راستے میں ایک درویش ملا۔ درویش نے پوچھا "اے ظالم پلیگ! تم نے قصبے کے تمام لوگوں کو کیوں مار دیا؟" پلیگ نے جواب دیا "میں نے صرف اس قصبے کی آدھی آبادی کو مارا ہے۔ باقی اشخاص تو ڈر کے مارے خود بخود مر گئے۔" ڈر زہر کی مانند ہے جا ترک کرو اور ڈر سے زندگی بے لطف ہو جاتی ہے۔

۳۔ کیا تم حد سے زیادہ کام کرتے ہو؟ اگر تم حد سے زیادہ کام کرتے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تم ضرورت سے زیادہ کام کرتے ہو۔ اپنی صحت کا خیال نہ رکھتے ہوئے تم خودنمائی اور افسران بالا کو خوش کرنے کی غرض سے دن رات کام میں لگے رہتے ہو۔ اور بالکل آرام نہیں کرتے۔ کام کے وقت کام کرو اور کھیل کے وقت کھیلو۔ زندگی میں خوش رہنے کا یہی طریقہ ہے۔

۴۔ اپنے دن بھر کے کام کی ڈائری پہلے سے تیار کر لو اور اس کے مطابق جماعت میں کام کراؤ۔ ہر روز سکول ٹائم کے بعد اگلے دن کے کام کی تجویز اپنی نوٹ بک میں درج کر لو۔ دور اندیشی سے کام کرنے میں بعد ازاں پچھتانا نہیں ہوتا۔ بغیر تیاری کے استاد اپنی جماعت کو تسلی بخش سبق نہیں دے سکتا۔ جن مدارس میں پروجیکٹ میتھڈ رائج ہے۔ وہاں ڈائری لکھنے کا بھی رواج ہے۔ اگر اگلے دن کا پروگرام مرتب نہ کیا ہو تو آرام اور نیند کے وقت بھی جماعت کی طرف خیال رہتا ہے اور اس طرح تفریح میں بھی دماغ آرام نہیں کر سکتا۔

اگر تمہارے کام میں کوئی افسر یا سپروائزر نقص نکالے یا نکتہ چینی کرکے

اُس کی اصلاح کرے۔ خود بُرا نہ مناؤ۔ بلکہ اپنی غلطیوں کو خندہ پیشانی سے قبول کرو۔ اور آئندہ اُن سے فائدہ اٹھاؤ۔

۵۔ اپنی جماعت کا تمام کام خاص اصُولوں کو مدِنظر رکھکر کرو۔ طلباء کو زندگی کے اصُول بتاؤ اور اُن پر چلنے کی تلقین کرو۔ بغیر کسی اصُول کے کام کرنا نہ اپنے آپ کو اچھا لگتا ہے نہ دوسروں کو۔ طلبا کو خودداری کا احساس دلاؤ۔ طلباء کو جماعت کے انتظام میں حصّہ دار بناؤ۔ جماعت کی بزمِ ادب یا لٹریری سوسائٹی کا انتظام طلباء کو کرنے دو۔ پریذیڈنٹ، سیکرٹری، خزانچی و دیگر عہدہ دار طلباء مقرر کئے جائیں۔ جب کبھی اُستاد جماعت سے غیر حاضر ہو تو پریذیڈنٹ طالب علم جماعت کا کام کرائے۔ اس طرح اُنہیں اپنے کام پر بجا فخر ہوگا۔ وہ آئندہ زندگی کی تیاری کر رہے ہونگے۔

۶۔ ایک دن میں بہت زیادہ پڑھانے کی کوشش نہ کرو۔ بعض اُستاد جلد از جلد نصاب کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ یہ خیال مطلق نہیں کرتے آیا لڑکوں کو کچھ سمجھ بھی آتی ہے یا نہیں۔ پنجابی محاورہ "اگا دوڑ پچھا چوڑ" کے مطابق طلباء پچھلا پڑھا لکھا بھولتے جاتے ہیں اور آگے پڑھتے جاتے ہیں SLOW AND STEADY WINS THE RACE آہستگی اور ثابت قدمی سے دوڑ جیتی جاتی ہے۔ پڑھائی میں مندرجہ ذیل مسلسل قدم اُٹھاؤ۔

(۱) کوئی نئی بات بتانے سے پہلے دل میں یہ خیال کر لو کہ جماعت کے طلباء پہلے سے ہی اس بات کو جانتے ہیں

(۲) اگر تمام جماعت نہیں جانتی تو کم از کم ایک لڑکا تو جانتا ہوگا۔ اُسے موقع دو۔ کہ وُہ جماعت کے رُو برُو اس بات کو بتائے اور تشریح کرے۔

(۳) اگر کوئی لڑکا بھی نہ جانتا ہو تو تمام کو سوچنے کا موقع دو۔ اُستاد اپنا مُنہ

بند رکھے۔ بعض اوقات اُستاد زیادہ دیر تک انتظار نہیں کرتا۔ اور جماعت کو وہ بات بتا دیتا ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

(IV) اگر کچھ دیر تک جماعت کا کوئی لڑکا بھی نہ بتائے تو اُستاد کو چاہئے۔ کہ تھوڑا سا اشارہ یا اتہ پتہ بتا دے جس کی مدد سے طلباء اس بات کو معلوم کریں۔

(V) اگر اب بھی طلباء بتانے میں ناکامیاب ہوں تو اُستاد اُن کو بتا دے۔ اور ایمانداری سے سچی بات کرے۔

(۷) کیا تم اپنے طلباء کو سوچنے کا موقع دیتے ہو؟ - کیا تمہاری جماعت میں خاموشی ہوتی ہے۔ تاکہ طلباء کوئی نئی بات سوچ سکیں۔ یا کہ اتنا شور و غُل ہوتا ہے۔ کہ دماغ اپنا کام ہی نہیں کر سکتا؟ جماعت کے کمزور سے کمزور طالب علم کو بھی سوچ کر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا جانے۔ جب اُستاد جماعت سے کوئی سوال پُوچھتا ہے۔ تو تمام لڑکے اپنے ہاتھ ہلانے لگ جاتے ہیں۔ ہر ایک لڑکا اُستاد کے سوال کا جواب خود دینا پسند کرتا ہے۔ تاکہ جماعت کی نظروں میں اُونچا ہو جائے۔ اُستاد کسی کمزور لڑکے کو کھڑا کر کے اُس کا جواب سُننا چاہتا ہے۔ بیچارا لڑکا جماعت کے بے شمار ہلتے ہُوئے ہاتھوں کو دیکھکر گھبرا جاتا ہے۔ اور جواب نہیں دے سکتا۔ جماعت کے کمرے میں اس قسم کی حرکات نہیں ہونی چاہئیں۔ بہت سی جماعتوں میں شرمیلا۔ کم گو اور سُست لڑکا کبھی کسی بات کو سوچنے اور اُٹھ کر بولنے کا موقع حاصل نہیں کرتا۔ سوال پُوچھا جاتا ہے۔ جھٹ پٹ کوئی چلبلا اور پُھرتیلا لڑکا جواب دے دیتا ہے۔ دُوسرے مُنہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ بعض اُستاد خود سوال پُوچھکر خود جواب دیدیتے ہیں۔ طلباء کو سوچنے اور جواب دینے کا موقع نہیں دیتے۔ یہ سخت غلطی ہے۔

ایک دفعہ ایک سکول کے سُپروائزر صاحب تیسری جماعت کے کمرے میں

جا گھسے۔ موسیقی کی گھنٹی تھی۔ جماعت کے استاد نے ایک لڑکی کو گانے کے لئے کھڑا کیا۔ اُس نے گانے کی کوشش کی۔ لیکن بار بار وہ صحیح راگ کو بھول کر غلط راگ میں گانا شروع کر دیتی تھی۔ اُستاد غصّے سے بھر گیا۔ لڑکی کی زبان لڑکھڑاتی رہی لیکن وُہ دُرست راگ گانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُستاد کو صبر نہ آیا۔ اُس نے جھٹ لڑکی کو درست راگ بتا دیا۔ لڑکی نے آنکھیں پھاڑ کر اُستاد کی طرف دیکھا گویا کہ وُہ کہہ رہی ہے "اپنا منہ بند رکھو۔ بوڑھے بیوقوف اُستاد۔ میں خود بخود اس راگ کو ٹھیک کر لُوں گی"۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب دل ہی دل میں مسکراتے رہے سپرنٹنڈنٹ نے اُستاد سے مخاطب ہو کر کہا۔ یہ پڑھانے کا غلط طریقہ ہے۔ میں تمہیں صحیح طریقہ بتاتا ہوں۔ میں نے لڑکی کو تھپکی دی اور کہا " پھر کوشش کرو"۔ میں اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر چپکا بیٹھ رہا۔ جب جماعت کا شور کم ہوا۔ تو لڑکی نے نہایت عُمدگی سے گانا بجانا شروع کر دیا۔ اس دفعہ اُس کی زبان نہ لڑکھڑائی۔ گانا نہایت سُریلا تھا۔ اُس نے کوشش کر کے اس راگ کو یاد کیا تھا۔ اب وُہ تمام عمر اُسے نہ بھولے گی۔

(۴) گفتگو میں نفی کا کلمہ استعمال کرنے سے پرہیز کرو۔ اگر تم جماعت کے کام کو اچھی طرح سے چلانا چاہتے ہو۔ تو نفی کے کلمے کو ترک کر دو۔ کبھی لڑکوں سے یہ نہ پوچھو "کیا تم فلاں فلاں کام کرنا پسند نہ کرو گے؟"۔ بلکہ یُوں کہو "تم فلاں فلاں کام کرو"۔ اس طرح آئندہ زندگی میں تمہارے شاگرد کسی بات کا فیصلہ کرنے میں نہیں ہچکچائیں گے۔ بچوں سے اُن میں قوتِ ارادی اور قوتِ فیصلہ پیدا کرو۔ بڑے ہو کر وُہ یہ نہیں کہیں گے۔ "کیا فلاں کام میں کرنا پسند کرتا ہوں یا نہیں"۔ بلکہ یہ کہیں گے۔ فلاں فلاں کام مجھے ضرور کرنا ہے۔ فلاں کام کرنا دُرست ہوگا۔ خواہ وُہ میری مرضی کے مطابق ہے یا نہیں"۔

(۹) کیا تم جماعت کے بچوں کو غصے سے جھڑکتے ہو؟ چھوٹے چھوٹے بچے اکثر بہت سے سوالات پوچھنا پسند کرتے ہیں۔ تم صبر و تحمل سے اُن کا جواب دیکر اُن کی تسلی کرو۔ بعض اُستاد سوالوں کی بوچھاڑ سے تنگ آکر ننھے بچوں کو جھڑک دیا کرتے ہیں۔ اِسی طرح اُنہیں اپنی واقفیت بڑھانے کی جرأت نہیں ہوسکتی۔ اُن کا شیشہء دل ٹوٹ جاتا ہے، اور وہ اُستاد سے ڈرنے لگ جاتے ہیں۔ جماعت کا انتظام بھی درست رکھو اور جھڑکنے کی ضرورت محسوس نہ کرو۔ بعض اُستاد بچوں کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ یہ حماقت ہے۔

جماعت کے کمرے میں جوتیوں کا شور بھی نہیں ہونا چاہئے۔ ربڑ کے تلووں والے جوتے زیادہ مفید ہونگے۔

(۱۰) آپ کس قسم کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں؟ زیادہ تر تعلیمی کتابوں کے پڑھنے میں وقت صرف نہ کرو۔ تعلیمی کتابوں سے میرا مطلب وہ کتابیں ہیں۔ جن میں اصول بھرے ہوں اور عملی طور پر کچھ نہ دیا گیا ہو۔ کسی چیز کا اصول دو چار جملوں میں سمجھایا جا سکتا ہے۔ مثلاً ہوا میں اُڑنے والی مشین کا اصول یہ ہے، کہ زمین کی کشش سے زیادہ ہوا کو اُوپر کی طرف دھکیلنا اس اصول کو عملی جامہ پہنانے میں سینکڑوں سال لگ گئے۔ پس اُستاد کو اصولوں پر زیادہ زور نہیں دینا چاہئے۔ بلکہ عملی کام کے متعلق مطالعہ کرکے طلباء کو بتانا چاہئے طریقوں کے متعلق کتابیں پڑھو۔

اُستادی کا پیشہ دنیا میں نہایت پُر عظمت۔ دلچسپ اور باعزت کام ہے۔ خوش قسمت اُستاد وہ ہے۔ جو اپنے کام کو خوش اسلوبی سے کرے اور بغیر تکلف کے کرے۔

(ٹی۔ پی۔ گڈنگز)
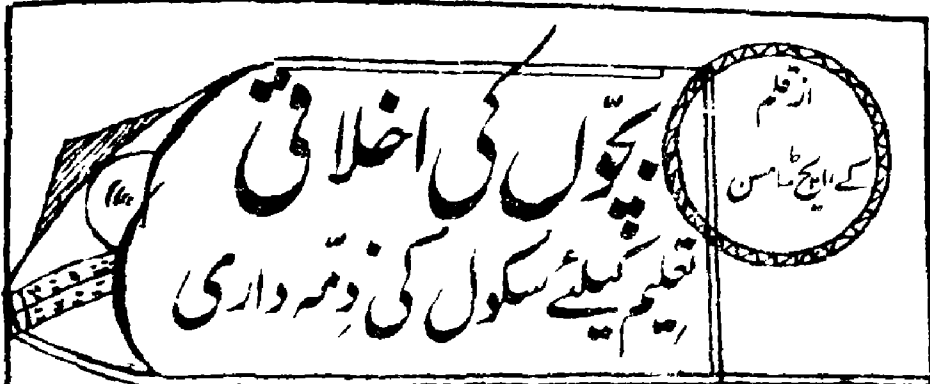
یہ لیکچر مسٹر ٹامسن نے رام سکھ داس کالج فیروزپور شہر میں مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۴۷ء کو دیا

کئی سالوں سے میں مندرجہ ذیل دو باتوں میں گہری دلچسپی لے رہا ہوں۔

اول۔ بچوں کی اخلاقی تعلیم

دوئم۔ سکولوں میں اس تعلیم کی اہم ضرورت

ایم اے کی ڈگری حاصل کرتے وقت میں نے ایک چھوٹی سی کتاب تیار کر کے یونیورسٹی کو پیش کی جسے THESIS کہتے ہیں۔ اس کتاب میں بچوں کی اخلاقی تربیت اور عادات حسنہ پر عالمانہ بحث کی گئی۔ اور مفصل واقفیت بہم پہنچائی گئی تھی۔ اس وقت سے اس مضمون میں میرا شوق بڑھتا ہی چلا گیا۔ چونکہ ہر ایک شخص کے لئے نیک چال چلن نہایت قیمتی ہے۔ اس لئے اس مضمون میں میں "بچوں کے کریکٹر کی تعمیر میں سکولوں کی ذمہ داری" پر اپنے خیالات کا اظہار کرونگا۔

سب سے پہلے میں آپ کے سامنے ہسٹری سے دو واقعات پیش کرونگا۔ جن سے نیک چال چلن کی اہمیت بخوبی واضح ہوتی ہے۔

اول۔ امریکہ کی خانگی جنگ کے تھوڑا عرصہ بعد جرنیل مسٹر لی جو شکست خوردہ فوجوں کا لیڈر تھا، ایک چھوٹے سے کالج میں معمولی سی تنخواہ پر پڑھانے کا کام کر کے اپنی گذر کرنے لگا۔ ایک دن اس کے پاس چند اشخاص آئے جو نئی بیمہ کمپنی جاری کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ انہوں نے جرنیل لی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "جناب جرنیل صاحب

ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہماری کمپنی کے پریزیڈنٹ مقرر ہو جائیں۔ ہم آپ کو آپ کی موجودہ تنخواہ سے پندرہ گنا دینے کے لئے تیار ہیں"۔

جرنیل لی نے پوچھا:" لیکن آپ مجھے اپنی کمپنی میں شامل کر کے اتنی بھاری تنخواہ دینے کے لئے کیوں تیار ہیں؟"

انہوں نے جواب دیا:" ہماری کمپنی کے سٹاف اور منتظمان کی فہرست میں سب سے پہلا نام آپ کا لکھا جائے گا۔ جب لوگوں کو معلوم ہو گا۔ کہ آپ جیسی اولوالعزم اور مشہور ہستی اس کمپنی کو چلا رہی ہے۔ تو بے شمار لوگ اپنی زندگیوں کا بیمہ کروائیں گے ہمارا کاروبار محض آپ کے نام کی خاطر خوب چمکے گا"۔

جرنیل لی نے چند لمحے تک سوچا۔ پھر اُن سے کہا:" جنابِ من! اگر میرا نام اتنا قیمتی ہے۔ تو مجھے ضرور اس کی اچھی طرح سے حفاظت کرنی چاہئے"۔

اُس نے تمام عمر اسی کالج میں تھوڑی سی تنخواہ پر کام کر کے گذار دی۔

دوئم:۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ میں لنڈبرگ نامی ایک مشہور ہوائی جہاز چلانے والا شخص ہو گزرا ہے۔ دُنیا اُس کے کام اور چال چلن کا لوہا مان گئی ہے۔ وُہ پہلا شخص نہیں تھا۔ جس نے بحر اوقیانوس کو ہوائی جہاز کے ذریعے پار کیا۔ بلکہ اُس سے پہلے اُنیس اشخاص اس سمندر کو عبور کر چکے تھے۔ لنڈبرگ نیک ہوا باز تھا لیکن دُوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ اور بڑا ہوا باز نہ تھا۔ وہ چند سَو گھنٹے لگاتار ہوائی جہاز چلا سکتا تھا۔ جبکہ اُس کے دوسرے ہم پیشہ لوگ جو ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بیسیوں کی تعداد میں تھے۔ اُس سے کئی گنا زیادہ عرصے تک لگاتار اُڑ سکتے تھے۔

لنڈبرگ نے اس سمندر کو پار کرنے سے پہلے خوب تیاری کی۔ اس کا ہوائی جہاز اچھا تھا۔ ہوائی جہاز کی مشین نئی اور ٹرینڈ کاریگروں کی بنائی ہوئی تھی۔

موسم بھی خوشگوار تھا۔ وہ بہت احتیاط سے اڑا۔ اُس کی تیاری۔ کام کی ترتیب اور وقت کی پابندی قابلِ تعریف تھی۔ لیکن کیا وجہ ہے۔ کہ دوسرے بڑے بڑے ہوابازوں کے مقابلے میں لوگ مسٹر لنڈ برگ کی زیادہ تعریف و ستائش کرتے ہیں۔ اور اُس کی زندگی دوسروں کے لئے باعثِ کشش ہے۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہیں۔ مثلاً اُس کی شخصیت پُرکشش تھی۔ وہ عالمِ شباب میں تھا۔ وہ غیر شادی شدہ تھا۔ لیکن سب سے بڑی وجہ شاید یہ تھی۔ کہ اُس اڑان میں اُس کا طرزِ عمل دوسروں سے مختلف اور نرالا تھا۔

امریکہ کے پریذیڈنٹ Coolidge نے مسٹر لنڈ برگ کے کوٹ پر ہوا بازی کا مشہور تمغہ پن سے لگاتے ہوئے یوں کہا۔

" یہ شخص اپنی لاجواب کامیابی پر پبلک کی ستائش اور شاباش کا دلدادہ نہ تھا۔ نہ ہی اس نے اپنے نام کو اشتہاروں میں شائع کرنے اور دُور دُور تک پہنچانے کی خواہش ظاہر کی۔ اس شخص کی یہ خوبی اس کے بلند کریکٹر کا ثبوت ہے۔ اُس نے اپنی زندگی سے ایک سنہری اور خاص مثال پیش کی ہے۔ اس ایک خوبی نے اُسے ہر دلعزیز بنا دیا ہے۔ اس نے سمندر کو عبور کیا اور صحیح سلامت واپس آگیا۔ اُس کی خود انکاری کی مثال سنہری الفاظ میں تواریخ کے صفحات پر لکھی جائیگی"۔

تعلیم کا سب سے بڑا مقصد بچوں کے کریکٹر کی تعمیر کرنا اور اُن کی زندگی کے معیار کو بلند کرنا ہے۔ صرف یہی کافی نہیں۔ کہ لڑکے اور لڑکیاں کتابی علم حاصل کر لیں۔ حقائق اور اصولوں سے واقف ہو جائیں۔ ہنر اور دستکاریاں سیکھ لیں۔ اور جسمانی طور پر مضبوط اور قوی ہو جائیں۔ بلکہ ان سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ وہ روحانی اور اخلاقی طور پر بھی ترقی حاصل کریں۔ علم و ہنر اور جسمانی قوت کی بہ نسبت کریکٹر کو زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔

ہمارا تعلیمی فلسفہ یا ہمارا مذہبی عقیدہ خواہ کچھ بھی ہو۔ ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ سکول کے تعلیمی پروگرام میں اخلاقی تعلیم ایک اہم درجہ رکھتی ہے۔ جب تک بچوں کو اخلاقی تعلیم نہ دی جائے۔ سکول کی تمام پڑھائی غیر مفید اور بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ یہ کسی حد تک درست ہے۔ کہ عموماً تمام درس گاہوں اور سماجی اداروں میں تھوڑی بہت اخلاقی ٹریننگ دیجاتی ہے۔ ہر ایک استاد کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ بچوں کی اخلاقی تربیت بہت سے وسائل سے ہوتی ہے۔ مثلاً بچپن میں والدین کے پاس یا مذہبی گورد کے پاس، لڑکپن اور جوانی میں اُستاد کے پاس، بعد ازاں اس سوسائٹی اور ماحول کے زیر اثر جس میں زندگی بسر ہو۔

پس سکول بھی اخلاقی تعلیم دینے کا ایک ذریعہ ہے۔ لیکن تحقیق کرنے سے معلوم ہُوا ہے۔ کہ اُستادوں اور شاگردوں کے اخلاق میں عملی طور پر کوئی نسبت نہیں پائی جاتی۔ طلباء کے اخلاقی پہلو پر جتنا زور دینا چاہیئے اُتنا نہیں دیا جاتا۔ طلباء کو راستی اور ناراستی میں تمیز نہیں ہوتی۔ اگر کوشش کی جائے تو ممکن ہے کہ سکول بچوں کی اخلاقی ٹریننگ کا ایک زبردست وسیلہ بن جائے۔ تعلیم دینے والے اُستادوں کو دیگر وسائل کا مشاہدہ کر کے اُن کے پہلو بہ پہلو اپنے فرائض کو سر انجام دینا چاہیئے۔

آپ کے سامنے اب اخلاقی تعلیم کے دیگر ذرائع و وسائل کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ یہ درست ہے۔ کہ کوئی لڑکا یا لڑکی صرف ایک ہی جگہ پر مکمل اخلاقی تربیت حاصل نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کر سکتا ہے۔ جہاں کہیں زندگی کے چند دن یا سال گزارے جائیں، وہاں یہ عمل جاری رہتا ہے۔ کسی خاص سوسائٹی میں رہ کر زندگی اُسے سانچے اور انہی حالات میں ڈھل جاتی ہے۔ زندگی پر مادی اور روحانی تہذیب کا نمایاں اثر ہوتا رہتا ہے۔ اِس کے علاوہ اپنے شخصی جذبات

وخواہشات ۔ آب وہوا ۔ قدرتی حالات کو بھی زندگی کی تعمیر میں کافی دخل حاصل ہے ۔ اخلاقی تعلیم کا سب سے پرانا ذریعہ وُہ خاندان ہے ۔ جس میں رہ کر بچہ تبدریج اپنی زندگی بسر کرتا ہے ۔ خاندان کا بچے کی اخلاقی تربیت پر سب سے زبردست اثر پڑتا ہے ۔ اس کے مقابلے میں سکول اخلاقی تعلیم کا ایک معمولی سا ذریعہ ہے ۔ بچوں اور والدین کے اخلاق کی نسبت طلبا اور اُستادوں کی اخلاقی نسبت سے کہیں زیادہ ہے ۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں ۔ بچہ اپنے گھر کو اپنی دنیا سمجھ کر بے فکری اور خوشی سے رہتا ہے ۔ لیکن سکول میں اُستادوں کے ڈر اور قوانین کی بندش کا احساس کر کے اپنے آپ کو ایک اجنبی مہمان سمجھکر چند گھنٹے گزارتا ہے ۔ اس کے علاوہ پہلے چھ سال کی عمر تک والدین کا اپنے بچے پر مکمل کنٹرول اور ضبط ہوتا ہے ۔ یہی ایک بات خاندان کو بچے کی اخلاقی تربیت کا سب سے زبردست ذریعہ بنانے کے لئے کافی ہے ۔ سکول ٹائم کے بعد والدین ۔ اور بڑے بہن بھائی اُس بچے کے ذمہ دار ہوتے ہیں ۔ بچہ اپنے خاندان کے سایہ تلے جو باتیں سیکھ لیتا ہے تو تمام عمر تک اُس کے دل پر کالنقش فی الحجر ہو جاتی ہیں ۔

اگرچہ خاندان بچے کی اخلاقی تربیت کا بہترین ذریعہ تصور کیا جاتا ہے ۔ تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا ۔ کہ والدین موجودہ سوسائٹی کے اخلاق کو بلند کر سکتے ہیں والدین آخر کار عام مرد و عورت ہوتے ہیں اُن میں بھی کمزوریاں پائی جاتی ہیں اُن سے غلطیاں سرزد ہوتی ہیں ۔ والدین میں وُہ تمام خوبیاں نہیں پائی جاتیں ۔ جو اُن میں ہونی لازمی ہیں ۔ ابھی تک سوسائٹی بچوں کو پالنے اور بڑھانے کے لئے مناسب نوجوان مرد و عورت تیار نہیں کر سکی ۔ بعض نوجوان لڑکے چھوٹی عمر میں والد بن جاتے ہیں ۔ اسی طرح لڑکیاں بھی کچی عمر میں مائیں بن جاتی ہیں ۔ بچوں کی نگہداشت اور تربیت کا مطالعہ اور تجربہ نہ ہونے کے سبب وُہ اولاد کو

بگاڑ دیتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ والدین بننے سے پہلے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو گھریلو تعلیم (Domestic Education) دی جائے۔ بچوں کی نگرانی، ان کی بیماریاں اور علاج، ان میں اچھی عادات ڈالنا وغیرہ وغیرہ سب باتوں میں نوجوان ماں کو ٹریننگ دی جائے۔ لڑکوں کو بچوں کے علم النفس (Child Psychology) کے متعلق کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

خاندان کے بعد اخلاقی تربیت کا زبردست ذریعہ وہ جماعت کا فرقہ ہے جس میں بچے کو بڑا ہو کر رہنا پڑتا ہے۔ اس جماعت سے میری مراد بچے کے ہمجولی اور ہم عمر دوست ہیں۔ جن کے ساتھ اُسے کھیلنا پڑتا ہے۔ بچہ بہت سی گندی گالیاں اپنے ہمجولیوں سے سیکھ لیتا ہے۔ والدین کو چاہئے کہ وہ اپنے بچے کو نیک اور صاف ستھرے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے بھیجا کریں۔

والدین اور آبا و اجداد کا پیشہ بھی بچے کی اخلاقی تعلیم پر کافی اثر ڈالتا ہے۔ بچہ اپنے خاندان اور فرقے کے کاروبار میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ کام میں اپنے والد کا ہاتھ بٹاتا ہے۔ روزمرہ کے مشاہدے اور اپنے بزرگوں کی ہدایت و صلاح کے مطابق بچے کا نظریہ، اُس کے خیالات، اس کی عادات، نیک بد کا معیار، راستی و ناراستی کی تمیز وغیرہ قائم ہوتے جاتے ہیں۔

بچے کی اخلاقی تربیت کا چوتھا زبردست ذریعہ اس کے والدین کا مذہب ہے۔ مذاہب صدیوں سے لڑکوں اور لڑکیوں کی اخلاقی تربیت میں مرکزی حصہ لیتے رہے ہیں۔

زمانۂ ماضی میں آئی چرچ کو حکومت سے بھی زیادہ اختیارات حاصل تھے۔ لوگوں کی اخلاقی تربیت زیادہ تر چرچ کے زیر اثر ہوا کرتی تھی۔ مسیحی کلیسیا کے لیڈر پوپ کا حکم شاہی حکم سمجھا جاتا تھا۔ بادشاہ کی کیا مجال کہ پوپ کے حکم کے

آتے رہے تھے۔ لیکن آج کل صورتِ حالات بالکل مختلف ہے۔ لوگوں کو کلیسیا اور مذہب کی بالکل پروا نہیں۔ مذہبی پیشواؤں کی نصیحت اور زندگی کا لوگوں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ نوجوان نسل مذہب کے نام سے بیزار ہے۔ ہر ایک مذہب میں سچائی موجود ہے۔ اور اسی سچائی کی بنا پر ہر ایک مذہب صدیوں سے قائم ہے۔ اور وہ سچائی یہ ہے: واحد خدا کی پرستش کرو اور راہِ راست اور نیکی پر کاربند رہو۔ سب مذاہب نیکی کی تلقین کرتے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ بعض مذاہب کے لوگ بزرگوں کی بتائی ہوئی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ اور بعض اپنی راہ اختیار کرتے ہیں۔ کوئی مذہب اپنی ذات اور اپنے اصولوں میں بُرا نہیں۔ بُرا اور بدنام اس لئے ہو جاتا ہے کہ اُس مذہب کے پیرو اُن اصولوں پر چلنے کی بجائے گناہ اور ناراستی کے راستے پر زندگی بسر کرتے جاتے ہیں۔

آخری اور نہایت پرانا ذریعہ جس کا بچپن سے ہی اخلاقی تربیت کے عمل پر گہرا رنگ چڑھتا ہے۔ وہ اپنی پرائیویٹ ملکیت ہے۔ بچپن سے بچے یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں "یہ میرا کھلونا ہے۔ یہ میرا جوتا ہے"۔ بچہ اپنے کھلونے دوسرے بچے کو دینا کبھی گوارا نہیں کرتا۔ خود غرضی اور لالچ کا سبق والدین بچپن سے ہی پڑھا دیتے ہیں۔ بچہ گھر میں اپنے ماں باپ اور بڑے بھائیوں کو لڑتے جھگڑتے دیکھتا ہے۔ وہ اپنے محلے کے لوگوں کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑا کرتے دیکھتا ہے۔ اس کے دل میں بھی احساس بیٹھ جاتا ہے کہ فلاں چیز پر اس کا قبضہ ہے اور کسی دوسرے کو اختیار نہیں کہ اُسے استعمال کرے۔ ہر ایک شخص دولت اور آمدنی کی زیادتی میں اپنی کامیابی سمجھتا ہے۔ خواہ وہ دولت ناجائز طریقے سے حاصل کی ہو یا ایمانداری سے۔ بچے بھی اپنے قبضے میں بہت سے کھلونے حاصل کرنے کے لئے والدین اور ہمجولیوں سے جھوٹ فریب

کا استعمال کرنے لگ جاتے ہیں۔

چھاپہ خانہ بھی اخلاقی تعلیم کا ایک نیا ذریعہ ہے۔ چھاپہ خانہ عموماً اپنے پرائیویٹ فائدے کے لئے چلایا جاتا ہے۔ چھاپے خانے سے شائع کردہ کتب۔ رسالہ جات اور روزانہ اخبارات کا مطالعہ طلباء کے اخلاق پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسی لئے نوجوان لڑکے لڑکیوں کو گندے اور فحش ناولوں کے مطالعہ سے منع کیا جاتا ہے۔ طالب علم جس قسم کی کتابیں پڑھے۔ اس کے خیالات اسی قسم کے ہو جاتے ہیں۔ اور خیالات سے شخصیت بنتی ہے۔

سینما اور تھیئٹر بھی اخلاق کو سنوارنے یا بگاڑنے کے زبردست ذرائع ثابت ہو رہے ہیں۔ سینما تھیئٹر بھی اپنے ذاتی فائدے کے لئے چلائے جاتے ہیں۔ اس میں نوجوانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا خیال مطلق مدِ نظر نہیں رکھا جاتا۔ اگرچہ آج کل بہت سی فلمیں سماج سدھار کی بنتی جا رہی ہیں۔ پھر بھی نیچے طبقے کے لوگوں کی تفریح طبع کے لئے ان اچھی فلموں میں عشق و حسن۔ بوسہ بازی۔ و دیگر کمینی حرکات کا تھوڑا بہت رنگ پایا جاتا ہے۔

ریڈیو کا استعمال بھی اخلاق پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسے جتنا زیادہ استعمال کیا جائے اتنا ہی زیادہ انسان کے ذوق اور خیالات کا معیار بڑھتا یا گھٹتا ہے۔ ہندوستان میں اس کے متواتر استعمال سے ایک وقت آئے گا۔ کہ سب ہندوستانیوں کی ایک مشترکہ زبان ہو جائیگی۔

پٹرول اور بھاپ کا استعمال بھی لوگوں کی اخلاقی حالت پر نمایاں اثر ڈال رہا ہے۔ زمانۂ حال کے ذرائع آمد و رفت بس ریل گاڑی۔ موٹر اور ہوائی جہاز زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک وقت تھا۔ جب ہندوستان میں بیل گاڑی یا خچر ہی باربرداری کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ آجکل موٹر لاریاں سینکڑوں

ہیں اس مضمون کے سکھانے میں بہت لاپرواہی برتی جاتی ہے۔ ہائی سکولوں میں
ماڈل ڈرائنگ سکھاتے وقت ڈبہ یا درخت کا پتہ یا ٹہنی کا کچھ سامنے رکھدیا
جاتا ہے۔ تاکہ طلباء اپنے کاغذوں پر ان اشیاء کی نقل اتاریں۔ یہ نقل نویسی
کا کام جھٹ پٹ ختم کر دیا جاتا ہے۔ باقی وقت طلباء اپنے سکول کے احاطے
میں پھر پھرا کر اور گپیں مار کر گزار دیتے ہیں۔ استاد صاحب اپنی کرسی پر بیٹھے
بیٹھے اونگھتے رہتے ہیں۔ پرائمری سکولوں کے استاد صاحبان اس بات کو بہت
کم سمجھتے ہیں کہ ڈرائنگ کے لئے قدرت ہی ہمارے لئے سب سے بہتر نمونہ ہے۔
قدرت کی زندہ اور اصلی اشیاء کو دیکھ کر ان کی ڈرائنگ کرنا طلباء کے لئے زیادہ
دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔

ڈرائنگ کی اہمیت اور اس کے فوائد۔ ڈرائنگ کے ذریعے سے ہاتھوں
اور آنکھوں کی باقاعدہ ٹریننگ ہو جاتی ہے۔ ڈرائنگ کے ذریعے ہی ہم اپنے
خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ نیز واقعات اور حقائق کا ریکارڈ رکھ سکتے ہیں۔
ہم خوبصورتی، شکل و شباہت اور رنگ کی قدر و منزلت کرنی سیکھتے ہیں۔ اگر
ڈرائنگ کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو مختلف شکلیں محض لکیروں کا مجموعہ ہی
نظر نہیں آتیں بلکہ کسی خاص شکل اور رنگ کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔

بچوں کے لئے کسی چیز کے رنگ کی پہچان کرنا آسان ہوتا ہے۔ لیکن
شکل و شباہت اور سائز کی پہچان مشکل ہوتی ہے۔

ڈرائنگ کے مختلف استعمال۔ ڈرائنگ کے بہت سے استعمال ہیں۔
(۱) خیالات کے اظہار کا ذریعہ (۲) چشم دید اشیاء کے اظہار کا ذریعہ (۳) اندرونی
جذبات اور تہذیب کے اظہار کا ذریعہ۔ (ڈرائنگ کے ذریعے ہم اپنے ہنر اور خوبصورتی
کے معیار اور ذوق طبع کو لوگوں کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔)

(۵) پنسل سے ڈرائنگ کرنا
بعد ازاں [illegible] ڈرائنگ کی [illegible] جائے
(۶) ماچس کی تیلیوں سے ڈرائنگ کروانا
(۷) معمولی لکیروں والی ڈرائنگ
(۸) Silhouette Drawing
(۹) کاغذ پر سیاہی [illegible] نیچے ڈال کر اس کی تہہ کر دینا۔ اس طرح بھی مختلف عجیب عجیب اشکال بن جاتی ہیں ٭

(سید محمد)
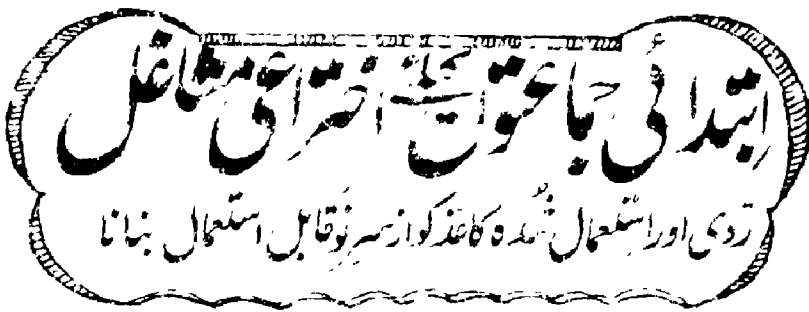
سال کے اختتام پر جب ہم کاپیاں، حساب کے سوالات، اردو، جواب مضمون اور جغرافیہ کے نقشہ جات سے بھر جاتی ہیں تو قدرتی طور پر ہر ایک طالب علم کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ کاش یہ کاپیاں دوبارہ کے لئے پھر خالی ہو جائیں تاکہ اگلی جماعت کے لئے نئی [illegible] نہ لینی پڑیں۔ ہم سکولوں میں سہ ماہی، ششماہی و دیگر امتحانات کے موقع پر طلباء بہت سے کاغذات استعمال کرتے ہیں۔ استادوں کے دل میں بھی یہ خواہش ضرور پیدا ہوتی ہے کہ امتحان کے پرچے از سر نو سفید ہو جائیں تو اچھا ہے۔ تاکہ انہیں پھر استعمال کر لیا جائے اور بہت سے پیسوں کی بچت ہو جائے۔ اس خواہش کو پورا کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ یہ کام جماعت کے کمرے میں سرانجام دیا جا سکتا ہے

اس کے لئے معمولی سامان اور اوزاروں کی ضرورت ہے۔ جو کہ بازار سے مل سکتے ہیں۔

ضروری سامان:۔ (۱) لکڑی کا فریم جس پر باریک تانبے کی تاروں کا جال بچھا ہو۔ فریم کا سائز فل سکیپ کاغذ کے برابر ہو۔

(۲) پانی رکھنے کے لئے لکڑی کا ایک ٹب۔

(۳) باریک کپڑے کے چند ایک ٹکڑے جن کا سائز لکڑی کے فریم کے برابر ہو۔

(۴) کونڈی ڈنڈا۔ جو کہ تقریباً ہر ایک ہندوستانی گھر میں نمک مرچ پیسنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

(۵) کاسٹک سوڈا۔ (۶) Resin Soap رال کا صابن۔ (۷)

کپڑے دھونے کا سوڈا (۸) پھٹکڑی Bleaching Powder

(۹) چاولوں کی پچھ Rice Kanji water

(۱۰) Copper Sulphate (۱۱) گیند کی مانند صاف اور گول پتھر

(۱۲) چاولوں کی پچھ لگانے کے لئے بڑا برش یا اسفنج

طریقہ

(۱) ردی اور استعمال شدہ کاغذات کو دو حصوں میں تقسیم کر لو۔ چھپے ہوئے کاغذ الگ کر لو۔ مثلاً اخبارات۔ رسالے۔ غیر ضروری کتب وغیرہ۔

ہاتھ سے لکھے ہوئے کاغذات مثلاً جماعت کی کاپیاں۔ امتحانات کے پرچے وغیرہ الگ کر لو۔

(۲) پہلے وہ کاغذ لو جن پر پنسل یا سیاہی سے لکھا ہو۔ ان سے سفید کاغذ تیار ہونگے۔ اخبارات اور چھپی ہوئی کتب سے قدرے بھورا رنگ کا کاغذ تیار ہوگا۔

(۳) پرانی لکھی ہوئی کاپیوں اور کاغذات کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو۔

(۴) ان ٹکڑوں کو پانی کے ٹب میں ڈال دو۔ تاکہ بھیگ کر نرم ہو جائیں۔ اس میں ایک فی صدی کاسٹک سوڈا ڈال دو۔ (یعنی ۲ سیر کاغذوں میں ۱/۲ تولے کاسٹک سوڈا) اسے ایک دن تک بھیگا رہنے دو۔

(۵) دوسرے دن بھیگے ہوئے کاغذ کو لیکر کونڈی ڈنڈے کے ساتھ کوٹ کر خوب نرم کر دو۔

(۶) کوٹے ہوئے کاغذ کو صاف پانی سے دھو دو (۷) جس پاؤڈر سے دھوبی کپڑوں کو سفید کرتے ہیں۔ اس قسم کے سوڈے میں اس کوٹے ہوئے کاغذ کو چار گھنٹے تک بھیگا رہنے دو۔ اس دوران میں تم Resin Soap تیار کر لو۔

ریزن سوپ بنانے کا طریقہ یہ۔ پہلے رال کو کوٹ کر باریک کر لو۔ تھوڑا سا سرسوں کا تیل لیکر اس میں دسواں حصہ کاسٹک سوڈا ملا دو۔ (۱۰ حصے تیل، ایک حصہ سوڈا کاسٹک) اس مرکب میں برابر حصے کا کپڑے دھونے والا سوڈا ملا دو۔ اب ایک سیر پانی ڈالو۔ اب اس مرکب میں تھوڑا تھوڑا رال کا پاؤڈر ملا کر ہلاتے جاؤ حتیٰ کہ سب اشیاء باہم مل جائیں۔ جب سخت ہو جائے تو اس کی ٹکیاں بنا لو یا گولے بنا لو۔

اب سوڈے میں بھیگے ہوئے کاغذوں کو لیکر ایک بڑے ٹب میں ڈال دو۔ اس ٹب کو نیم گرم پانی سے آدھا بھر دو۔ اسے تیزی سے ہلاتے جاؤ حتیٰ کہ کاغذ کا گودا صابن کی جھاگ یا پتلی ملائی کی طرح نظر آنے لگے۔ ایک اور برتن میں تھوڑا سا پانی ڈال کر اس میں ریزن سوپ کی چھوٹی سی ٹکیہ ڈال دو۔ صابن کو ہاتھ سے ملتے جاؤ حتیٰ کہ صابن پانی میں بالکل گھل جائے۔ ریزن سوپ کی جھاگ کو گودے والے ٹب میں ڈال دو۔ چائے کے چمچ کے برابر پسی ہوئی پھٹکڑی ملا دو۔ سب

گودے کو کسی لکڑی سے اچھی طرح ہلاتے جائیے کہ کاغذ کے ریشے علیحدہ علیحدہ ہوکر پانی کی تہہ پر تیرنے لگیں جس طرح صابن کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تیرتے ہیں۔ اب پانی بالکل غیر شفاف اور دھندلا نظر آئیگا۔

اب پانی کی سطح سے کاغذ کے گودے کو اُٹھانے کے لئے Lifter کی ضرورت ہوگی۔ ٹب کے ایک طرف ایک میز یا ہموار سطح والا تختہ رکھ لو۔ دونوں ہاتھوں سے Lifter کو پکڑ کر اِسے عموداً ٹب میں ڈالو۔ جب لفٹر پانی کی سطح سے کافی نیچے چلا جائے تو اِسے گھما دو۔ تاکہ لفٹر کی سطح بکھرے ہوئے کاغذ کی سطح کے متوازی ہوجائے۔ اب لفٹر کو آہستہ آہستہ اُٹھاؤ۔ گودے کی تہہ لفٹر پر آجائیگی۔ بعض اوقات لفٹر کو آہستہ آہستہ اِدھر اُدھر ہلانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ تاکہ گودے کی تہہ ایک جیسی ہوجائے۔

لفٹر کو اُٹھا کر تھوڑا سا ایک طرف پھیر دو۔ تاکہ سارا پانی ایک کونے کی طرف بہہ کر نیچے گر پڑے۔

اب لفٹر کو کسی ہموار میز یا تختے پر رکھدو۔ کاغذ کے گودے کی تہہ کے اُوپر لفٹر کے سائز کا ململ کا کپڑا بچھا دو۔ اِس ململ کے کپڑے کو پہلے پانی میں بھگو لو۔ اور پھر گودے کی تہہ پر رکھو۔

اب لفٹر کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھا کر اِسے آہستہ سے اُلٹا کر دو۔ تاکہ ململ کا کپڑا گودے کے نیچے ہوجائے۔ اب ململ کا کپڑا میز پر ہوگا۔ اور کپڑے پر گودے کی ہموار تہہ ہوگی۔ لفٹر سے گودے کو اچھی طرح اتارنے کے لئے کپڑے کا ایک لپٹا ہوا گول سا لو جسے پانی میں بھگو کر اچھی طرح نچوڑ دیا گیا ہو۔ کپڑے کے اس رولر کو لفٹر کی پچھلی طرف اِدھر اُدھر پھیرو۔ تاکہ

باقی ماندہ پانی اس کپڑے میں جذب ہو جائے۔ اب فلٹر کو آہستہ سے اٹھاؤ۔ اگر گودے
کا تمام پانی کپڑے کے رولر میں جذب ہو چکا ہوگا۔ تو فلٹر کے اٹھانے پر گیلے کاغذ
کی تہہ تیز پر رہ جائیگی۔

گودے کو جلدی سکھانا ہو۔ تو اسے سفیدی کی ہوئی دیوار پر رکھ دو۔ گودا
دیوار کے ساتھ ہو اور اس کے اوپر ململ کا کپڑا ہو۔ جب سب پانی سوکھ جائے۔ تو
دیوار سے گودے کو علیحدہ کر لو۔ اس طرح کاغذ یا دیوار کو کوئی نقصان نہ ہوگا۔ جب
کاغذ خوب خشک ہو جائے۔ تو یہ سیاہی چوس کاغذ کا کام دے سکتا ہے۔ اس کو
لکھنے کے کاغذ میں تبدیل کرنا ہو۔ تو تھوڑی سی اور محنت کی ضرورت ہے۔ ۳ پاؤ
وزن چاول کی پیچ (Rice-Kanji water) لیکر اس میں ایک تولہ
(Copper Sulphate) ملا دو۔ اس مرکب کو برش یا اسفنج سے کاغذ پر
پھیلا دو۔ اب اسے خشک ہونے دو۔ اب گول پتھر کو اس کاغذ پر تیزی سے رگڑو
کاغذ پالش ہو کر سفید ملائم ہو جائے گا۔ یہ لکھنے کا کاغذ ہے۔ مختلف پاؤڈر رنگ
ملا کر کاغذ کو جس رنگ کا چاہو بنا لو۔

رنگدار کاغذ بنانے کا طریقہ۔ جس رنگ کا کاغذ بنانا مطلوب ہو۔ وہ رنگ
لیکر ایک مربع کپڑے پر پھیلا دو۔ چاروں کونوں کو پکڑ کر اکٹھا باندھ دو۔ تاکہ ایک
بیگ سا بن جائے۔ جب کاغذ کا گودا پانی میں ملایا جائے اُس وقت اس
بیگ کو ٹب میں ڈال دو۔ اگرچہ یہ اعلےٰ قسم کا کاغذ نہیں ہے۔ تاہم قابلِ
استعمال ضرور ہے۔ اس پر خرچ بہت تھوڑا آتا ہے۔

(مس۔ ار۔ ای۔ نکلسن)

مشن بوائز و گرلز بورڈنگ ہاؤسز کے ہاؤس ماسٹروں و میٹرن صاحبان کی کانفرنس

میتھوڈسٹ اور امریکن مشن سکولوں کے ہاؤس ماسٹروں اور میٹرن صاحبان کی پہلی کانفرنس بمقام سہارنپور مورخہ ۲۷ تا ۲۹ نومبر ۱۹۴۰ء منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں تقریباً ۳۰ مدارس سے ۴۰ نمائندے شریک ہوئے۔ بعض اصحاب نے اپنے تیار کردہ مضامین پڑھ کر سنائے۔ اور مندرجہ ذیل تین باتوں پر بحث کی گئی۔

(۱) بورڈنگ ہاؤس میں رہنے والوں کی روحانی زندگی۔

(۲) اچھی خوراک اور طبی امداد کے ذریعے ہوسٹل کے طلباء کی صحت کو برقرار رکھنا۔

(۳) ہوسٹل میں صفائی کا انتظام۔

اس کانفرنس میں جو بیان پڑھ کر سنائے گئے اور جو کچھ بحث ہوئی ان کی بنا پر انتظامیہ کمیٹی نے اُن اصحاب کے لئے جو ہوسٹل کے انتظام میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں مندرجہ ذیل مشورے اور ہدایات مرتب کی ہیں۔

(الف) بچے کی روحانی اور دینی تربیت:۔

(۱) بچے کی روحانی (Spiritual) ترقی و تربیت پر زیادہ زور اور توجہ دی جائے تاکہ وہ بچپن سے ہی حقیقی مسیحی زندگی کا تجربہ حاصل کر کے عالم شباب میں اپنے خیالات اور اعمال کو پاک صاف رکھ سکے۔

(۲) ہوسٹل کی دینی زندگی اور عبادت کے پروگرام میں حصہ لینے کے لئے بچوں کو موقع اور سہولتیں مہیا کی جائیں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ وہ اپنے

مذہبی خیالات کا اظہار بغیر ڈر اور جھجک کے کر سکیں ۔

(۳) ہر ایک بچے کی شخصیت کی قدر کی جائے اور خدا کی بادشاہت قائم کرنے میں چھوٹے سے چھوٹے طالب علم کی خدمت کو ضروری سمجھا جائے ۔

(۴) ہاؤس ماسٹر یا ہیڈ مسٹرس کی شخصی زندگی ایسی دیندار اور پاک ہو کہ طلباء پر اُس کا مفید اثر پڑے ۔

(۵) ہوسٹل کے سپرنٹنڈنٹ کو چاہیئے کہ وُہ سٹاف کے دیگر ممبران کی مدد سے بورڈنگ کے طلباء کے لئے (Indoor) کھیلوں اور مختلف مشاغل کا انتظام کرے تاکہ طلباء اپنے فرصت کے وقت کو گپّوں اور فضول آوارہ گردی میں صرف کرنے کے پُرمسرت اور بامقصد مشاغل میں صرف کریں ۔

(ب) ہوسٹل کے طلباء کی صحت کو برقرار رکھنا ۔

(۱) ہر ایک طالب علم کا سالانہ ڈاکٹری معائنہ کروایا جائے ۔ اور سال بھر اُس کی صحت کا خیال رکھا جائے ۔

(۲) ہر ایک بچے کا مہینے میں ایک دفعہ وزن کیا جائے اور سال میں دو دفعہ اُس کا قد ماپا جائے ۔ اِن باتوں کا ریکارڈ رکھا جائے ۔ تاکہ ہر ایک بچے کی جسمانی ترقی کا اندازہ لگتا رہے ۔

(۳) سکول کی ڈسپنسری میں جن جن بچوں کا علاج کیا جائے ان کی بیماری اور طریقہ علاج کا ریکارڈ فائیل میں درج کیا جائے ۔ تاکہ ہر ایک بچے کا ہیلتھ ریکارڈ مکمل ہو ۔

(۴) بچوں کی سچے دل سے حوصلہ افزائی کی جائے اور سہولتیں مہیا کی جائیں تاکہ جو صحت کے اصُول وُہ حفظانِ صحت کی کلاس میں سیکھتے ہیں اُن پر عمل کر سکیں

(۵) صحت کے لئے مفید لیکن کم خرچ خوراکوں کا بغور مطالعہ اور تجربہ کیا جائے ۔

تاکہ بچوں کی موجودہ خوراک میں مناسب تبدیلی کی جا سکے۔ خوراک سادہ لیکن احتیاط سے تیار شدہ ہو۔

(۶) خوراک کا مطالعہ کرنے اور کھانا تیار کرنے میں طلباء کو شریک کیا جائے تاکہ وہ بخوبی سمجھ سکیں کہ فلاں فلاں خوراک ان کو کیوں دی جاتی ہے۔ اور اس میں کس قسم کے وٹامن پائے جاتے ہیں۔

(۷) اگر سکول کا اپنا فارم ہو اور روزانہ ٹائم ٹیبل میں سے تھوڑا سا وقت اس کام کے لیے نکالا جا سکے تو فارم میں سبزیاں اگائی جائیں۔ فارم کا تمام کام طلباء خود کریں۔ اس سے نہ صرف ان کے لیے ایک شغل ہوگا۔ بلکہ انہیں تازہ سبزیاں کھانے کے لیے ملتی رہیں گی۔ بعض سبزیاں کچی کھائی جا سکتی ہیں۔ مثلاً شلغم۔ مولی۔ گاجر۔ ٹماٹر۔ چکندر وغیرہ۔ جو سبزیاں پکائی جائیں۔ ان کے نرم سبز پتے بھی ساتھ پکائے جائیں۔ پتوں کی سبزی مقوی غذا سمجھی جاتی ہے۔

(۸) بورڈنگ ہاؤس کے جن طلباء کو صبح سویرے (تین چار یا پانچ بجے) اٹھ کر کھانا پکانا پڑتا ہے۔ ان طلباء کو دن میں کم از کم دو گھنٹے آرام کے لیے ملنے چاہئیں۔ پڑھائی کی ایک دو گھنٹیاں غیر حاضر رہ کر بھی آرام کرنا ضروری ہے۔

(۹) رات کی پڑھائی کے لیے مناسب روشنی کا انتظام کیا جائے۔

(۱۰) طلباء کے لئے (out door) کھیلوں کی گراؤنڈ کا انتظام کیا جائے۔ جمناسٹک کی کھیلیں مثلاً سیڑھی جھولا۔ ربڑ ٹائر کا جھولا۔ لکڑی کے متوازی ڈنڈے۔ مونگریاں وغیرہ۔ دیگر کھیلیں۔ فٹ بال۔ والی بال۔ کرکٹ۔ کبڈی وغیرہ

(۱۱) جسم کے اعضاء کو چست اور سیدھے رکھنے کے لئے ڈرل۔ دوڑیں۔ چھلانگ۔ گولہ پھینکنا وغیرہ کا انتظام کیا جائے۔

(۱۲) اعضا کے تناسب کو زیادہ درست رکھنے کی غرض سے اچھی چارپائیاں مہیا

کی جائیں۔ مطالعہ کرنے کے لئے بیٹھنے کا انتظام عمدہ کیا جائے۔

(۱۳) میعادی بخار کے لئے ہر سال ٹیکہ لگایا جائے۔ اور چیچک کے لئے ہر تیسرے سال ٹیکہ لگوایا جائے۔ تمام طلباء، سٹاف اور ہوسٹل کے نوکروں کو ٹیکے لگوائے جائیں طبی امداد کے لئے ضلع کے ہیلتھ آفیسر تک پہنچنا چاہیئے۔

(۱۴) حفظ صحت میں طلباء کی دلچسپی کو بڑھانے کے لئے مختلف پوسٹر، صحت کے اصولوں کے چارٹ وغیرہ تیار کرکے ہوسٹل کے کمروں میں لٹکائے جائیں۔

(ج) ہوسٹل کی صفائی کا انتظام:

(۱) ہوسٹل کے طلباء کے لئے کھانے، غسل کرنے اور کپڑے دھونے کا اچھا انتظام کیا جائے۔ ہوسٹل میں جھاڑو اس طریقے سے دیا جائے۔ کہ گرد اڑکر کپڑوں اور اشیائے خوردنی کو خراب نہ کرے۔ یہ گرد طلباء کے گلے اور ناک خراب کرنے میں بہت بری ثابت ہوتی ہے۔ کوڑے کرکٹ کو ہوسٹل سے دور کسی گڑھے میں جمع کیا جائے۔ کمروں اور برآمدوں میں کاغذ کے ٹکڑے اور پھلوں کے چھلکے نہ بکھرے جائیں۔ ہر ایک کمرے کے سامنے ایک ٹین رکھا جائے۔ تاکہ طلباء ردی کاغذ اور چھلکے ان میں ڈال دیا کریں۔

(۲) کمروں اور احاطۂ بورڈنگ ہاؤس کی صفائی کی ذمہ داری طلباء پر ڈالی جائے۔ کمرے میں ہر ایک چیز ترتیب اور قرینے سے رکھی جائیں۔ مجلسی زندگی بسر کرنے کا پہلا سبق بچے ہوسٹل کی زندگی سے ہی سیکھ سکتے ہیں۔

پہلے پہل جب ہمیں اس قسم کی کانفرنس منعقد کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ تو ہم (انتظامیہ کمیٹی کے ممبران) نے سوچا۔ کہ صرف چند ایک ہاؤس ماسٹر اور میٹرن صاحبان جنہیں اس کام میں خاص دلچسپی ہے۔ اس کانفرنس کو رونق افروز کرینگے۔ یا اُن سکولوں کے نمائندے حاضر ہونگے۔ جن کے مینجر اور پرنسپل صاحبان

کو ہوسٹل کے انتظام میں خاص شوق ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ ہماری دعوت کو بہت سے لوگوں نے قبول کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سچی درسگاہیں میں ہوسٹل کے بچوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ حاضرین کی سرگرمی اور بڑھتی ہوئی دلچسپی کو دیکھکر ہم نے کھلے دل سے ہوسٹل لائف کے مختلف پہلوؤں پر غور و خوض کیا اور آخر میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئیں۔

(۱) جو کام امسال اس کانفرنس میں شروع کیا گیا ہے۔ اس کو چلانے کے لئے مستقل انتظام کیا جائے۔ ہر سال اس قسم کی کانفرنس ہوا کرے اور تبادلۂ خیالات کیا جائے۔

(۲) اس پہلی کانفرنس کے انتظامیہ ممبروں کو یہ اختیار دیا جائے۔ کہ وہ دوسری مشنوں کے نمائندوں سے اتفاق کرکے انہیں بھی اس کانفرنس میں شریک کریں۔ اور اُن کی مدد سے کام کو بہتر طور پر چلائیں۔

(۳) اس کانفرنس کی روئداد کو مختلف تعلیمی میگزینوں میں شائع کیا جائے اور اس کا اردو میں ترجمہ کرکے کتابی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ کانفرنس میں پیش کردہ علمی واقفیت تا حال شائع نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس مضمون کی دو مفید کتابیں انگریزی زبان میں مل سکتی ہیں۔

(1) Advice to House-Fathers by Dr. Forman
(2) Advice to House-mothers by Dr. Forman.

} Price four annas each

These books can be had from:—

Dr. M. Hayes Agricultural Institute Allahabad.

چونکہ اس کانفرنس کے تعلق میں بعض ایک باتیں ایسی ہیں۔ جن کو عملی جامہ پہنانے میں کئی سال صرف ہونگے۔ لہذا یہ مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مندرجہ ذیل تجاویز مستقل انتظامیہ کمیٹی کے رُو برُو پیش کی جائیں۔

(۱) تعلیمی رسالہ جات میں چند ایک صفحات اِس قسم کے مضامین کے لئے مخصوص کئے جائیں۔ یہ رسالہ اُن اشخاص تک پہنچایا جائے۔ جو ہوسٹل کے انتظام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مضامین ہوسٹل لائف کی واقفیت اور مسائل کے متعلق لکھے جائیں۔ مثلاً

I ہوسٹل لائف کے متعلق مختلف ممالک سے مفید واقفیت

II سوالات و جوابات

III زیر بحث مضمون کی کتب اور پمفلٹ پر تبصرات

(۲) انجمن ہائے ٹیچرز سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ اپنی سالانہ کانفرنس میں ایک پورا یا آدھا دن اس مضمون میں صرف کریں۔ بچوں کی ہوسٹل کی زندگی اور ان کے ماحول کو بہتر بنانے کی تجاویز سوچیں۔

(۳) سماجی اور اخلاقی ہائی جین میں بچوں کو مفید شہری اور اعلےٰ کریکٹر کے اشخاص بننے کی تلقین کی جائے۔ گرلز و بوائز سکولوں میں اخلاقی تعلیم پر خاص زور دیا جائے۔

(۴) موجودہ ہاؤس ماسٹروں اور میٹرن صاحبان کو اِس کام میں مختصر سی ٹریننگ دی جائے۔ تحقیق کرکے چند ایک مقامات مقرر کئے جائیں جہاں اس قسم کا ٹریننگ کورس دیا جائے۔

(۵) یہ کانفرنس ہر سال یا ۲ سال کے بعد منعقد کی جائے۔ کیونکہ

(۱) اِس کانفرنس میں حاضر ہوکر ہاؤس ماسٹر و میٹرن صاحبان کو اپنے

تجربات دوسروں کو بتانے اور دوسروں کے خیالات کا مطالعہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔ ایک دوسرے سے مل کر بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہو جاتے ہیں

(ii) اس کانفرنس کے ذریعے انہیں اپنے کام کی عظمت اور قدر کا احساس ہوتا ہے۔

(iii) اس سے اُن کے کام کا معیار بلند ہوتا ہے۔ دوسروں کی کامیابی کو دیکھکر رشک آتا ہے۔ اور ہر ایک سپرنٹنڈنٹ اپنے ہوسٹل کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

(iv) جدید طریقوں کو سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔

(v) اُن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اُن کی رپورٹیں سُن کر لوگ اُن کے کام کی داد دیتے ہیں۔ اس طرح انہیں مزید مطالعہ اور تجربہ کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔

انتظامیہ کمیٹی

Cora. G. Kipp, M.D.

Charlotte Wiser.

Helma. J. Fernstrom.

Ruth Sprague.
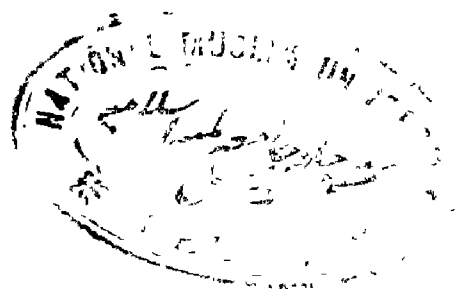
اخبار رابطۂ مدرسین

دیہات سدھار بذریعہ مسلسل تعلیم

جلد ۲۰ | مارچ ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۲

مدیر ۔ مسٹر کے۔ ایچ۔ ٹامسن ایم۔ اے

مدیر معاون ۔ ریورنڈ ایس۔ کے۔ رائے

مدیران اعزازی { مسٹر محمد دین ثاقب بی۔ اے
میاں عبدالعزیز بی۔ اے۔ بی۔ ٹی }

مترجم ۔ خوشحال چند پریم بی۔ اے

سکولوں کے ذریعے جو کچھ کام کیا جا رہا ہے وہ آئندہ نسل کو بہتر بنانے میں باقی تمام ذرائع سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے جس قسم کی گورنمنٹ ہم پنجاب میں آگے قائم کرنے کے لیے سکولوں کی محنت اور کوشش زیادہ فیصلہ کن اور بنیادی ثابت ہو رہی ہے اور ہوگی ۔

(ایف۔ ڈی۔ بلڈ میلٹ)

فہرست مضامین

سکول کی پڑھائی کا ایک اور سال ختم ہونے کو ہے۔ چند ہفتے رہ گئے ہیں۔ پھر نئی جماعتیں ہونگی نئے سلیبس اور نئے ٹائم ٹیبل۔

طلباء اور اساتذہ کی سال بھر کی دوڑ کا اختتام نزدیک ہے۔ یہ چند ایک ہفتے نہایت اہم معلوم ہو رہے ہیں۔ طلباء کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر اُن کی انہی چند ہفتوں کی سخت محنت پر ہے۔ اُستاد زائد وقت صرف کر کے سکول ٹائم کے بعد بھی اپنی جماعت کو پڑھاتے ہیں۔ کمزور طلباء کو ہوشیار طلباء کے ساتھ ملانے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں تاکہ امتحان کا نتیجہ اچھا ہو جائے۔

اُستاد ایک ایسے کھلاڑی کی مانند ہے۔ جو دوڑ کے مقابلے میں حصّہ لیتا ہے۔ دوڑنے والا اچھے قدم اُٹھا کر اپنی دوڑ کو شروع کرتا ہے۔ وُہ مستقل مزاجی سے اپنے قدم کو جاری رکھکر دوڑتا چلا جاتا ہے۔ حتّٰی کہ وُہ آخری لکیر سے سَو یا پچاس گز کے فاصلے پر آپہنچتا ہے۔ پھر وُہ اپنی پوری طاقت سے دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ ایک میل کی دوڑ کے آخری پچاس گز دوڑنے والے کی نگاہ میں زیادہ ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ آخری لکیر کے نزدیک آکر ہر ایک کھلاڑی اپنا سر چوٹی کا زور لگا دیتا ہے۔ ہر ایک کے دل میں خیال ہوتا ہے کہ وہی جیتے گا اور انعام حاصل کرے گا۔

سال بھر کی پڑھائی کا کام بھی ہو بہو ایک دوڑ کی مانند ہے۔ سال کے

شروع میں سلیبس کے تمام کام کو سہ ماہیوں میں تقسیم کر لیا جاتا ہے۔ اُستاد اپنے مقررہ ٹائم ٹیبل کو سامنے رکھکر سرگرمی سے پڑھاتا جاتا ہے۔ تعلیم کا کام ایسا ہے جس میں متواتر مشق۔ تحقیقات اور سوچ بچار کی ضرورت ہے۔ ٹائم ٹیبل بنانے اور اُس پر عمل کرتے ہوئے روز بروز سالانہ امتحان کی طرف بڑھتے جانے سے تعلیمی دوڑ ختم ہوتی ہے۔ سالانہ امتحان آخری لکیر یا حدود ہے۔ جہاں طالبعلم نے پہنچنا ہے۔ اُستاد اپنے شاگردوں کا رہبر اور نگہبان ہوتا ہے۔ جس اُستاد نے سلیبس کو ختم کر لیا ہے وُہ اِن باقی چند ہفتوں کو مفید طور پر صرف کریگا۔ یعنی گذشتہ پڑھائی کو دُہرایا جائیگا۔ سوالات کی مشق کرائی جائے گی۔ ضروری ضروری اسباق پر زور دیا جائیگا۔

ہم میں سے ہرایک گذشتہ سال پر نظر دوڑا کر اپنے آپ سے یہ سوالات پُوچھے :-

کیا مَیں نے اپنی دوڑ اچھی طرح سے اور ایمانداری سے دوڑی ہے ؟-

اگر ہم نے سال بھر شوق اور سرگرمی سے کام کروایا ہے۔ تو ہمیں خوشی حاصل ہوگی۔ جماعت کا نتیجہ سَو فی صدی رہے گا۔ بچے خوش ہونگے۔ افسر ہمارے کام کی ستائش کریں گے۔ ہماری تنخواہ میں اضافہ ہوگا۔ ہماری حوصلہ افزائی ہوگی۔

خُدا کرے ہم سب پُولُس رسُول کی مانند یہ کہہ سکیں۔ "مَیں نے اچھی دوڑ دوڑی ہے۔ مَیں نے اپنے کام کو خوش اسلوبی سے اختتام تک پہنچایا ہے"۔

(مدیر)

مادری زبان سکھانے کا طریقہ

اس موضوع پر مسٹر سید محمد بی اے (آنرز) کا یہ دوسرا مضمون ہے۔ پہلا مضمون "پڑھنا سکھانا" موگا جرنل بابت ماہ اگست سنہ ۱۹۴۰ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اس مضمون میں جو خیالات ظاہر کئے گئے ہیں مضمون نگار کے اپنے خیالات ہیں (ایڈیٹر)

بعض غیر ممالک میں مادری زبان سکھانے کے لئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا جاتا ہے۔

ایک طالب علم کتاب میں سے پڑھتا ہے۔ جماعت کے باقی طلباء خاموشی سے سنتے ہیں اور پڑھنے والے کی غلطیاں درست کرتے ہیں۔ استاد کمرے میں ادھر ادھر ٹہلتا ہے۔ اور ضرورت کے وقت مشکل الفاظ پڑھنے اور سمجھنے میں طلباء کی مدد کرتا ہے۔ بعض اوقات طلباء حالات حاضرہ کے متعلق بحث کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ استاد غور سے اپنے شاگردوں کی باتوں کو سنتا ہے۔ اور بوقت ضرورت مفید واقفیت بہم پہنچا کر ان کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

مسٹر درگا پرشاد بی۔ اے۔ بی۔ ایڈ (پٹنہ) بی۔ ایڈ (برسٹل) لیکچرار پرائمری ایجوکیشن ٹریننگ کالج پٹنہ اپنا ایک چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں۔ آپ جب انگلینڈ میں تھے۔ تو آپ نے ایک سکول کی چھٹی جماعت کی طالبات کو سائمن کمیشن کی تقرری پر بحث کرتے سنا۔ یہ کمیشن سنہ ۱۹۲۹ء میں مقرر ہو کر ہندوستان کے حالات کو معلوم کرنے کے لئے آیا تھا۔ ان طالبات کی اوسط عمر دس سال کی تھی۔ وہاں کے مدارس کے چوتھی جماعت کے بچے اخبارات پڑھ لیتے ہیں۔ چھٹی جماعت کے طلباء کے لئے سائمن کمیشن جیسا تاریخی واقعہ واقعی ایک مشکل مسئلہ ہے۔ لیکن مغربی

ممالک کے بچے نہایت دلچسپی سے اِن دقیق باتوں پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں بہت سے ممالک میں پرائمری تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔ ۹ سال کی عمر میں بچوں کو دستکاری اور دستکاری میں دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ۹ سے ۱۱ سال کی عمر کے بچوں کو کہانیاں پڑھکر سنائی جاتی ہیں۔

اِس کے برعکس ہندستان میں سکول کے بچوں کی تعلیمی رفتار بہت کم ہے۔ ہم طلباء کو کسی بات کی تہہ تک پہنچنے اور سوچنے کا موقع نہیں دیتے۔ اُستاد جو کچھ بتاتا ہے۔ طلباء عقل کی آنکھیں بند کئے ہاں میں ہاں ملاتے جاتے ہیں بہت سے غیر ممالک میں ۱۱ سال کی عمر کے بعد طلباء کو جواب مضمون اور کہانیاں لکھنا سکھایا جاتا ہے۔ طلباء کسی واقعہ کو دیکھکر اپنے الفاظ میں اُس کو لکھکر دکھاتے ہیں جب رابندرناتھ ٹیگور کے شانتی نکیتن میں بھی اس کام کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ مثال چھٹے کے طلباء شیکسپیر کے ڈرامے پڑھتے ہیں۔ اور انہیں سٹیج پر پیش کرتے ہیں۔ ہر ہفتے سات سے ۹ گھنٹے مادری زبان سکھانے میں صرف کئے جاتے ہیں۔

تفریح کے لئے پڑھنا:۔ کہانیوں اور گیتوں کی کتابوں کو پڑھنا۔
کسی طالب علم یا اُستاد کا پڑھنا اور باقی جماعت کا خاموشی سے سُننا۔
کسی بزمِ ادب یا جلسہ کے موقع پر کوئی کہانی یا نظم زبانی پڑھکر سُنانا۔ مجمع کے سامنے تقریر کرنا۔ مختلف کتابوں اور رسالوں سے مفید حوالہ جات پیش کرکے تقریر کو مزیدار بنانا۔

ذخیرۂ الفاظ پر حاوی ہونا:۔ ذخیرۂ الفاظ جو بچوں کی کتابوں میں استعمال کیا جائے اُس کی تعداد بہت زیادہ نہ ہو۔ دو نئے الفاظ کے درمیان زیادہ سے زیادہ ۳۵ الفاظ ہونے چاہئیں۔ صوبہ بہار کے اِبتدائی ڈیپارٹمنٹ کے بچوں

کے ریڈر اور پرائمر دیکھو۔ تو اُن میں ہر تیسرا لفظ نیا ہے۔ اس سے ذخیرہ الفاظ بہت
زیادہ بن جاتا ہے۔ ہر پچیسواں لفظ نیا ہونا چاہئے۔ ایک بہار پرائمر میں ۱۰۰
میں سے ۹۶ الفاظ صرف ایک ہی دفعہ استعمال کئے گئے ہیں۔ با الفاظ دیگر ہر
تیسرا لفظ نیا لفظ ہے۔

گرامر:- سب بچے بہت سی مثالیں دو۔ پھر تشریح کرو۔ پھر گرامر کے اُصول
پیش کرو اور آخر میں تعریفیں بیان کرو۔

جواب مضمون:- (تحریری اور تقریری) تقریری جواب مضمون زیادہ ضروری
ہے۔ اس میں مندرجہ ذیل باتیں ہونی چاہئیں:- باہم گفتگو۔ اُدبچی سے دادا
سے کہانی سُنانا یا اخبار پڑھنا۔ بچوں سے کہا جائے کہ وہ اپنی جماعت کے
کمرے کی کسی چیز یا کسی خاص منظر پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس طرح
بچے کی خودداری اور شخصیت کی ترقی ہوتی ہے۔ جواب مضمون لکھنے کے لئے کوئی
اچھا سا موضوع ڈھونڈا جائے۔ گائے۔ گھوڑے۔ اُونٹ وغیرہ پر جواب مضمون
لکھنا بہت اچھی چیز نہیں۔ بچے کو کہا جائے کہ وہ اپنے دوست کو جو کسی دوسرے
شہر کے سکول میں پڑھتا ہو خط لکھے۔ میونسپل کمیٹی کے صدر کو شہر کی صفائی کے
متعلق عرضی لکھے۔ بچوں کو لمبے لمبے جملے لکھنے سکھائے جائیں۔ لکھائی میں
انتخاب اور ربط کم ہونا چاہئے۔ اصلی موضوع کو سامنے رکھکر مضمون لکھو یونہی
اِدھر اُدھر کی باتیں لکھکر کاپی کے ورق سیاہ کرنے کی کوشش نہ کرو۔

مضمون کے شروع میں تھوڑی سی تمہید لکھو۔ پھر سُرخیوں اور خاص
خاص الفاظ کو نوٹ کر لو۔ جہاں ایک لفظ لکھنے سے مطلب حل ہوتا ہے وہاں
دو تین الفاظ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ لفظ کے ہجے درست لکھو۔ لکھائی صاف
سُتھری ہو۔ گرامر کی غلطیوں کا خیال رکھو۔ شروع سے آخر تک جو بیان لکھو۔

اس میں ربط پایا جائے ۔ دو متضاد بیان ایک ہی مضمون میں نہ پائے جائیں ۔

مضامین کا انتخاب :۔ مضامین کا انتخاب بچوں کے اپنے تجربات میں سے کیا جائے ۔ اپنے طالب علم سے کبھی ایسی بات پر مضمون لکھنے کا مطالبہ نہ کرو جو اُس کے اپنے تجربے میں نہ آئی ہو ۔ مثلاً کسی بچے نے تاج محل کے متعلق کسی کتاب سے پڑھا ہے لیکن اُس نے اپنی آنکھوں سے تاج محل کی عمارت نہیں دیکھی ۔ اُس نے کسی دوسرے کا تجربہ پڑھا ہے وُہ اس پر زیادہ کچھ نہیں لکھ سکتا ۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ۔

پہلے پہل جواب مضمون چھوٹے چھوٹے ہونے چاہئیں مثلاً جھاڑن پر دو تین جملے ۔ جب بچے زبانی بیان کر چکیں تب اُنہیں کہا جائے کہ جو کچھ اُنہوں نے زبانی بیان کیا ہے ۔ وُہ لکھ کر دکھائیں ۔ مضامین کے موضوع نہایت اچھے ہوں جو بچوں کی سمجھ میں آ سکیں ۔

مضامین کو درست کرنا :۔ یہ نہایت مشکل کام ہے ۔ اُستاد جماعت کے ہر ایک طالب علم کے پاس جائے ۔ اور اُس کی غلطیوں کو دیکھے ۔ جو غلطیاں تقریباً ہر ایک طالب علم کے مضمون میں پائی جائیں ۔ وُہ تختہ سیاہ پر لکھکر سب جماعت کے سامنے درست کرنی چاہئیں ۔

جواب مضمون لکھ لینے کے بعد طلباء ایک دوسرے کی کاپی آپس میں تبدیل کر لیں اور غلطیاں درست کریں ۔ اُستاد درست کردہ جملہ تختہ سیاہ پر لکھدے ۔ اور طلباء نقل کر لیں ۔ تمام طلباء کے مضامین میں سے بہترین مضمون چُن لیا جائے ۔ اُستاد اس مضمون کو جماعت کے رُوبرو پڑھکر سُنائے ۔ اُستاد بچوں کی لکھائی ، خوشخطی اور ذخیرہ الفاظ میں ترقی کے نئے نئے ذرائع سوچتا رہے ۔

(سید محمد بی ۔ اے ۔ ٹریننگ کالج پٹنہ)

ہمارے ملک میں بعض ضرب الامثال ایسی رائج ہیں جو نہ صرف ہماری قدامت پسندی کا ثبوت ہیں۔ بلکہ وہ ہمیں قدامت پسندی کی طرف مائل بھی کرتی ہیں۔ ہم بلا سوچے سمجھے ان کہاوتوں یا ضرب الامثال پر ایمان بھی لے آتے ہیں۔ انہیں میں سے ایک ضرب المثل یہ بھی ہے۔ کہ بوڑھے طوطے کہاں پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مقولہ کچھ ایسا مشہور ہو گیا ہے۔ کہ ہر کس و ناکس اس کا کسی نہ کسی طرح استعمال کر لیتا ہے۔ نہ صرف غیر تعلیم یافتہ بلکہ اکثر تعلیم یافتہ بھی اس کی صداقت پر شبہ نہیں کرتے۔ اوّل اوّل رسمی علم النفس کے مغربی ماہرین بھی اس بات کے قائل تھے۔ کہ انسان کی ذہانت کا فروغ ایک خاص عمر تک ہوتا ہے۔ بینے کا خیال ہے۔ کہ انسان کی ذہنی ترقی پندرہ سال کی عمر تک ہوتی ہے۔ آٹس اور منرو انسان کی ذہانت کی نشوونما ۱۸ سال تک مقرر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر بیلرڈ نے مختلف عمروں کے دو ہزار لوگوں پر تجربات کر کے یہ ثابت کیا۔ کہ انسان کا ذہنی فروغ ۱۶ سال تک ہوتا ہے۔ پروفیسر ٹامسن بھی ذہانت کی ترقی کے لئے ۱۸ سال تک کی عمر مقرر کرتے ہیں۔ عام طور پر پہلے ماہرینِ نفسیات اس بات پر متفق تھے۔ کہ ۱۶ سے ۱۸ سال تک کی ذہانت کی

ترقی مستقلاً رک جاتی ہے۔ پروفیسر ولیم جیمس لکھتے ہیں۔ کہ "پچیس سال کی عمر کے بعد ذہنی نالیاں اور راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔ اور نئی باتیں ہضم کرنے کی طاقت جاتی رہتی ہے"۔ پروفیسر فاسٹر اور پروفیسر ہیلر کے خیال میں ۱۶ اور ۱۹ سال کے درمیان ذہانت کی ترقی تو رک جاتی ہے۔ لیکن اس میں زوال بڑھاپے تک اور کم سے کم ۲۵ سال تک قطعاً شروع نہیں ہوتا۔

ماہرین نفسیات کی یہ تحقیق بہت ہی حوصلہ شکن ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک ہی نظریہ کو بنیاد قرار دیکر اس کی چھان بین کی ہے۔ انہوں نے صرف یہی دیکھا ہے۔ کہ ذہانت کی نشوونما کہاں جا کر رک جاتی ہے۔ یہ نہیں دیکھا کہ اس ذہانت سے کام کس عمر تک لے سکتے ہیں۔ ضابطہ تعلیم پنجاب کی رُو سے کم سے کم پانچ سال کا بچہ سکول میں داخل کیا جاتا ہے۔ اگر وہ ہر سال پاس ہوتا چلا جائے۔ تب وہ سترہ سال کی عمر میں ایف۔ اے پاس کرتا ہے۔ بموجب تحقیقات اس کے ذہن کی ترقی تو بند ہو گئی۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزاروں اور لاکھوں نے بائیس سال کی عمر سے زیادہ میں ایم۔ اے پاس کیا۔ اور کوئی اس کی مثال تو شاذ و نادر ہی ملتی ہوگی۔ کہ کسی نے بائیس سال کی عمر سے کم میں ایم۔ اے پاس کیا ہو۔ اس کے علاوہ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ اردو۔ ہندی۔ پنجابی کے امتحانات میں اکثر بڑی عمر والے لوگ شامل ہوتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ انسان کے تجربات کا دائرہ آخر عمر تک وسیع ہوتا رہتا ہے۔ اور اس میں غور و فکر کرنے و سیکھنے کی صلاحیت بڑھاپے تک رہتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو میلے۔ تماشے۔ سینما۔ ڈرامے۔ کتب و اخبارات کا مطالعہ۔ سیر و سیاحت۔ لیکچر و وعظ۔ پروپیگنڈہ وغیرہ سب بیکار تھے۔

ان تجربات و مشاہدات کی بنا پر مزید تجربات کئے گئے۔ سٹینفورڈ یونیورسٹی کیلے فورنیا میں بوڑھے پروفیسروں کو جن کی عمریں ساٹھ سے اسی برس تک تھیں۔ اور نوجوان طلبا، کو جن کی عمریں ۲۵ سے ۳۵ سال تک تھیں ایک جگہ اکٹھا کر کے اُن کے ذہنی امتحانات لینے کے بعد یہ نتائج اخذ کئے گئے کہ عمر رسیدہ لوگ اپنے بچوں اور پوتوں کی نسبت زیادہ ذہنی قابلیت رکھتے ہیں۔ اور الفاظ کے معنی اور مفہوم اب تک اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد بوڑھوں اور نوجوانوں کی قوتِ مشاہدہ کا اندازہ کرنے کے لئے ایک چیز مقررہ وقت کیلئے سب کو دکھائی گئی اور بعد میں معلوم کیا گیا کہ سترہ سال کے بعد قوتِ مشاہدہ میں قدرے تنزل شروع ہوتا ہے۔ لیکن ایک ۵۲ سالہ آدمی کی قوتِ مشاہدہ اتنی ہی تیز ہوتی ہے جتنی کہ ۱۴ سالہ لڑکے کی۔ کولمبیا کے پروفیسر ڈاکٹر تھارن ڈائیک کی تحقیق نے پہلے علمائے علم النفس کی تحقیقات پر بالکل پانی پھیر دیا انہوں نے ثابت کیا ہے۔ کہ بڑی عمر والے لوگ اتنی ہی اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں جتنا کہ آٹھ اور بارہ سال کا بچہ۔ بلکہ آٹھ یا بارہ سال کی عمر کے بچوں کی نسبت بوڑھے زیادہ مفید ثابت ہوتے ہیں۔ بچوں کی نسبت بوڑھوں نے غیر ملکی زبان سیکھنے میں زیادہ قابلیت دکھائی ہے۔ دس برس کے بچے کی نسبت جس کے لئے ہر نئی بات ذہن نشین کر لینا آسان ہے اس کا ۶۰ سالہ بزرگ زیادہ اچھی طرح پڑھ سکتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف کی تحقیقات کے بیّن ثبوت ہماری آنکھیں کھولنے ہیں۔

امریکہ میں ایک عورت ۷۱ سال کی عمر میں ایم اے میں داخل ہوئی اور ۸۲ سال کی عمر میں ایم اے پاس کر گئی دو سال کی بات ہے۔ کہ ایک شخص لبھو رام نے ساٹھ سال کی عمر میں پنجاب یونیورسٹی سے بی اے پاس کیا۔ اسی

سال لاہور کے ایک ساٹھ سالہ بیرسٹر مسٹر رشید نے اپنی نوجوان لڑکی کے ساتھ تعلیم حاصل کی۔ باپ بیٹی دونوں نے بی اے پاس کر لیا۔ ڈاکٹر بار ٹریسابق پرنسپل سوگا سکاول نے ۴۳ سال کی عمر میں ایم اے پاس کیا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ نے باوجود بچوں کی ماں ہونے کے ۵۴ سال کی عمر میں ایم اے پاس کیا۔ کولمبیا (ساؤتھ کرولینا) میں ایک عورت مسماۃ لوئزا ڈیوی نے ۱۰۶ سال کی عمر میں پڑھنا لکھنا سیکھا (کرسچین سائنس مانیٹر ۱۵ مئی ۱۹۲۸ء کی اشاعت امریکہ) شیخوپورہ میں ایک عورت رام پیاری نے ۷۰ سال کی عمر میں اپنی مادری زبان میں پڑھنا لکھنا سیکھا۔ اب وہ ایک نیا جوش و خروش محسوس کر رہی ہے۔ (ٹریبیون ۳ فروری ۱۹۴۷ء) ضلع نیر منڈیور میں ایک گرلز سکول کے بورڈنگ ہاؤس میں ایک ۶۹ سالہ کھانا پکانے والی عورت نے چار ماہ میں پڑھنا لکھنا سیکھ لیا۔ (موگا جرنل ماہ مئی ۱۹۴۰ء) کانپور میونسپل بورڈ کے ایک ۵۰ سالہ کلرک نے اپنی بیوی اور دو لڑکیوں سمیت ایف اے کے امتحان میں شمولیت کی۔

(روزنامہ احسان ۱۲ اپریل ۱۹۴۲ء)

اگر دنیا کے موجدین، محققین، مصنفین اور موحدوں کی سوانح حیات کا مطالعہ کریں۔ تو معلوم ہوگا کہ ۳۵ سے ۴۰ سال تک انسان کی قابلیت اپنی انتہائی بلندیوں پر ہو جاتی ہے۔ اور انہوں نے اس عمر میں اپنے کارناموں کو تکمیل تک پہنچایا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ چالیس سال کی عمر کے بعد انسان کوئی قابلیت کے کام نہیں کر سکتا۔

ٹائٹن ۹۹ سال کی عمر میں اپنی مصوری کا شاہکار مکمل کرنے میں مصروف تھا۔ مشہور فرانسیسی فلاسفر والٹیر ۸۰ سال کی عمر میں نوجوانوں جیسا ذہن رکھتا تھا۔ پورٹی پانڈز ۷۰ سال کی عمر میں مشہور ترین ڈرامہ نویس تھا۔

۸۰ سالہ برنارڈ شاہ آجکل کی زندہ مثال ہمارے سامنے ہے۔ مشہور مصنف ویبسٹر نے ۵۰ سال کی عمر میں بہ یک وقت سترہ زبانوں کا مطالعہ شروع کیا۔ فرینکلن نے ۵۲ سال کی عمر میں فلسفہ سیکھا۔ کیٹو نے ۸۰ سال کی عمر میں یونانی زبان سیکھنی شروع کی۔ سقراط نے اسّی سال کی عمر میں علم موسیقی میں مہارت حاصل کی۔ واٹ نے ۸۵ سال کی عمر میں جرمنی زبان سیکھی۔ ٹوم سکاٹ نے ۸۶ سال کی عمر میں عبرانی زبان پر دسترس حاصل کی۔ میکائل اینجل نے ۸۹ سال کی عمر میں فن مصوری سیکھکر اپنا نام غیر فانی بنایا۔ مختصر یہ ہے۔ کہ بڑی عمر بھی انسان کی ترقی کے راستے میں حائل نہیں ہو سکتی۔ قرون وسطی میں اکثر وقت تحصیل علم کیلئے ایک جگہ سے دوسری جگہ بڑھاپے یا ادھیڑ عمر میں جایا کرتے تھے۔ بڑھاپا بذات خود کوئی چیز نہیں۔ ہمارا یہ خیال پختہ ہو چکا ہے کہ جسے جوانی تک موت نہ آئے۔ اسے موت سے پہلے بڑھاپے کا سامنا کرنا ہوگا۔ نیز ہم نے بڑھاپے کے لوازمات ضعف و ناتوانی اور اعصاب شکنی سمجھ لئے ہیں تغیر کا قانون جمادات نباتات اور حیوانات کے لئے ضروری ہے۔ قدرت ہمیں ایک مقررہ وقت پر موت سے ہم آغوش کرتی ہے۔ لیکن اس کا ہرگز ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ ہم مرض یا ہلاکت سے کبھی ہمکنار ہوں۔ بڑھاپا دوسرے امراض کی طرح ایک مرض ہے۔ جو ہماری بے احتیاطیوں اور کمزور خیالات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر سعید لکھتے ہیں "بڑھاپے کا مطلب اس کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کہ آہستہ آہستہ فضلات و سمیات ہمارے جسم میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور اعضاء میں ایک قسم کا اکڑاؤ سستی اور سختی پیدا ہو جاتی ہیں۔ دوران خون میں فرق آجاتا ہے۔ اور ذہنی قوٰے مضمحل ہو جاتے ہیں" بسمتر د نے ۵۴ قبل مسیح میں کہا تھا "ہمیں بڑھاپے کے خلاف لڑنا چاہئے۔ اور اس کا

مقابلہ بالکل اسی طرح کرنا چاہیئے جس طرح ہم دوسری امراض کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اپنی صحت کا خیال رکھیں۔ خورد و نوش میں اعتدال کو مدِّنظر رکھیں۔ صرف جسم ہی کا نہیں بلکہ اس سے زیادہ خیال رُوح اور ذہنی قویٰ کا رکھیں۔ کیونکہ یہ چراغ کی مانند ہیں۔ "اگر تم ان میں تیل نہیں ڈالو گے تو وُہ بُجھ جائیں گے"۔

حکماء کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ بڑھاپے کی خصوصیات ہمارے اپنے خیالات پیدا کرتے ہیں۔ حکیم جالینوس نے بڑھاپے کا علاج یہ بتایا ہے کہ انسان بیشتر وقت کمسن دوشیزہ بچوں میں گذارے۔ ڈاکٹر جیمس کی تجویز ہے۔ کہ اگر بوڑھے جوان رہنا چاہتے ہیں۔ تو نوجوانوں کی صحبت اختیار کریں۔ شرت، سمتھ اور ریڈلی جیک سے بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ زمانہ قدیم سے بڑھاپے کو ایک مرض سمجھا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر وارنوف۔ ڈاکٹر ہیلن۔ چاورسکی۔ پیرس اور ڈاکٹر کارل ڈو ہلزوی آنا ماہرین عمل جراحی نے عملاً ثابت کر دیا ہے۔ کہ بڑھاپا ایک مرض ہے۔ بڑھاپے کے اثرات سے بچنے کا بہترین نسخہ یہ ہے۔ کہ خیالات کو جوان رکھو۔

راز ہے قُدرت کی کائنات میں | راز مضمر اُس کی ہر اِک بات میں

راز ہے پرماتما کی ذات میں | راز ہے اِنسان کے جذبات میں

راز ہے پرماتما کی یاد میں | راز کائنات کی بنُیاد میں

راز کے اِظہار کا انداز ہے | دوستوں کی دوستی میں راز ہے

راز کی ہر دوستی محتاج ہے | راز ہر قابلِ بشر کا تاج ہے

راز ہو۔ اظہار کا انداز ہو

راز میں ہی رازؔ کی آواز ہو

کسی شخص کے کریکٹر سے مراد اُس شخص کی تمام اندرونی خصلتیں اور خوبیاں ہیں جن کا اظہار اُس شخص کے چال چلن سے ہوتا رہتا ہے پہلے پہل کریکٹر سے مراد شخص کی اندرونی خوبیوں کا مجموعہ ہی سمجھا جاتا تھا۔ لیکن آج کل ماہرین علم الاخلاق ([illegible]) نے یہ معلوم کر لیا ہے کہ انسان کی اندرونی خوبیاں ترقی کرتی ہیں ظاہر ہوتی ہیں اور مناسب حالات میں ان سے فائدہ اُٹھایا جاتا ہے۔ کریکٹر کی تشریح اس طرح کی ہے:-

"اپنے ماحول یعنی گردونواح کے حالات کے مطابق عمل کرنا" زیادہ وضاحت کے ساتھ یوں کہہ سکتے ہیں۔ "اپنے سماجی حالات سے پوری پوری مطابقت پیدا کرنا"

یہ امر قابل توجہ ہے کہ نسلاً بہ نسلاً اور مختلف اوقات پر یہ مطابقت مختلف ہوگی۔ جو کام ایک سماج میں قابل احترام تصور کیا جاتا ہے وہ دوسری سوسائٹی میں نفرت انگیز ہو سکتا ہے۔ گذشتہ صدی میں جو بات اچھی سمجھی جاتی تھی ممکن ہے۔ آج کل تہذیب کی ترقی کے سبب وہی بات نفرت کی نگاہ سے دیکھی جائے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ وقت اور تہذیب کی رفتار کے ساتھ۔ ساتھ لوگوں کا طرز عمل بھی تبدیل ہوتا جاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ کریکٹر سے مراد عام طور پر نیک زندگی ہے۔ اس قسم کی تعریف کوئی خاص تعلیمی اہمیت نہیں رکھتی۔ کوئی دو شخص ایک سی بات پر جسے

نیک کہا جاتا ہے متفق نہیں ہو سکتے ۔ ایک شخص بھیک مانگنے والوں کو خیرات دینا نیکی سمجھتا ہے جبکہ دوسرا اسے برائی اور بے سمجھی خیال کرتا ہے ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کریکٹر سے مراد سوسائٹی کے بنائے ہوئے قوانین اور رواج پر عمل کرنا ہے بالفاظِ دیگر کریکٹر سے مراد وہ کام کرنا جو زیادہ تر لوگ کرتے ہیں ۔ بعض اصحاب اپنے مذہبی اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کو کریکٹر کہتے ہیں جس سکول میں تمام مذاہب کے طالب علم پڑھتے ہوں ؛ ہاں کسی خاص مذہب کی تعلیم نہیں دی جا سکتی ۔ البتہ تمام مذاہب میں جو نیک باتیں مشترکہ ہیں اُن کی تعلیم دی جا سکتی ہے ۔ "ایمانداری بے ایمانی سے بدرجہا اچھی خوبی ہے" ۔ "محبت کرنا دشمنی اور نفرت کرنے سے بہتر ہے" ۔ "سخاوت کرنا لالچ کرنے سے بہتر ہے" ۔ "ہمت و حوصلہ بہتر ہے ڈرپوک پن سے" ۔ وغیرہ وغیرہ باتوں کی تعلیم دینے کے لئے کسی خاص مذہبی اصول کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ۔

بعض ماہرین علم النفس بتاتے ہیں ۔ کہ کریکٹر بہت سی عادتوں کا مجموعہ ہے جو کہ روزمرہ کی زندگی میں ظاہر ہوتی رہتی ہیں ۔ وہ کسی نیکی یا مذہبی اصول کی پیروی یا سوسائٹی کے رواج کی تعمیل کو کریکٹر نہیں سمجھتے یہ ماہرین اپنے تجربے کی بنا پر بتاتے ہیں ۔ کہ بچوں کو خاص خاص اچھی عادتیں ڈالنے کی کوشش کرو ۔ خود بخود اُن کا کریکٹر اچھا ہو جائیگا ۔ تم سینکڑوں ہی کتابوں میں اچھی عادتوں کا ذکر پڑھو گے ۔ مختلف مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ کرکے اچھی اچھی باتوں کا انتخاب کرو ۔ اور پھر بغیر کسی مذہبی کتاب کا حوالہ دئے ان نصیحتوں کو بچوں کے رُوبرو پیش کرو ۔

مختلف اقوام میں مختلف زمانوں میں اور مختلف ممالک میں کریکٹر کا مطلب فرق فرق سمجھا جاتا رہا ہے ۔ اور سمجھا جائیگا ۔ کریکٹر کیا ہے :-

ملک کی خدمت کرنا۔ سماج کے لئے مفید ثابت ہونا۔ خود انکاری و قربانی
دوسروں کی خدمت کا جذبہ۔ نیک خیالات۔ خود ضبطی۔ اپنی شخصیت کو ماحول
کے ساتھ مطابقت دینا۔ اندرونی خیالات کا اظہار بذریعہ جمال بیان کرنا۔ دانشمندی
سے زندگی بسر کرنا۔ خوبصورتی۔ اپنی ضمیر سے متفق ہو کر کام کرنا۔ اعمال میں
ایمانداری دکھانا۔ کسی اعلیٰ نصب العین کی طرف بڑھنا۔ اختراعی تجربہ وغیرہ وغیرہ

ہم اپنا مقصد حل کرنے کے لئے کریکٹر کی مندرجہ ذیل تعریف پر اکتفا کریں گے۔
کریکٹر وہ ہے۔ جو ہماری روزمرہ زندگی کے کاموں سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اچھے
کریکٹر والا شخص ہمیشہ وہی کام کریگا جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو زیادہ سے زیادہ
خوشی دے سکے۔ اخلاقی تعلیم کے لئے ہمیں اپنی توجہ زندگی کے روزمرہ کاموں اور
ان کے واقع ہونے کی وجوہات کی طرف مبذول کرنی چاہئے۔ ہمیں اس بات پر
غور کرنا چاہئے۔ کہ مختلف اشخاص کا طرزِ عمل اور سلوک مختلف کیوں ہوتا ہے؟

جب کوئی بچہ کسی موقع سے دوچار ہوتا ہے تو اس کا طرزِ عمل چار قسم کا ہو سکتا ہے۔
اوّل۔ **قدرتی طرزِ عمل**۔ یعنی بچہ بغیر سوچے اور توجہ دئے کام کر دے گا۔ مثلاً
بچہ کھانے کی چیز کو دیکھتا ہے۔ اور جلدی سے کھانا شروع کر دیتا ہے۔ یہ اس کا
روزمرہ کا کام ہے۔ وہ اس بات پر بہت ہی کم سوچتا ہے۔ کہ کھانا کس نے
تیار کیا۔ کہاں تیار کیا۔ اس پر کیا خرچ آیا وغیرہ وغیرہ۔ اس قسم کے کاموں کا
کریکٹر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بچے کی بھوک ایک instinct ہے۔ یہ ہو
سکتا ہے۔ اس قسم کی instinct کسی ایسے کام یا طرزِ عمل کی وجہ بن جائے۔
جس کا تعلق اخلاق سے ہو۔ بھوک لگنے سے خوراک کی ضرورت پڑتی ہے۔
خوراک کی کمی کے سبب ایک شخص چوری دھوکا فریب۔ دوسروں کی حق تلفی
وغیرہ بُرے کاموں کو کر دیتا ہے۔ خواہش نفسانی انسان میں ایک قدرتی خواہش ہے

یہ خواہش از خود بُری نہیں۔ لیکن اِس خواہش کو پُورا کرتے وقت ہم دو طرح کے طرزِ عمل کرتے ہیں۔ اپنی بیاہتہ بیوی کے ساتھ یہ عمل کرنا سوسائٹی کی نظر میں عیب نہیں۔ غیر عورت سے یہ خواہش پُوری کرنا زنا ہے اور سراسر عیب و گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ پس مواقع سے دوچار ہونا اخلاقی یا بداخلاقی نہیں بلکہ موقع آنے پر ہمارا اچھا یا بُرا طرزِ عمل سوسائٹی کی نگاہ میں ہمارا کریکٹر ظاہر کر دیتا ہے۔ پس Instinct ایک بنیادی وجہ ہے۔ جس سے بُرا یا اچھا طرزِ عمل ہوتا رہتا ہے۔

Instinct سے گہرا تعلق عادت کا ہے۔ جب ہم ایک دفعہ کوئی کام کر دیتے ہیں۔ تو اُس کی کامیابی پر ہمیں خوشی اور تسلی ہوتی ہے۔ اس خوشی کو بار بار حاصل کرنے کے لئے ہم وہی کام بار بار کرتے ہیں۔ حتّٰی کہ یہ ایک عادت بن جاتی ہے۔ ہم بہت سے روزانہ حسبِ معمول کام عادتاً اور بغیر سوچے سمجھے کرتے رہتے ہیں۔ ہمیں اپنے بچوں میں کسی عادت کو ڈالتے وقت احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ کیونکہ عادت کا ڈالنا ہی بعد ازاں بُرے یا اچھے اعمال پیدا کرتا ہے بفرض کرو۔ کسی شخص کو سڑک پر چلتے ہُوئے کسی کے سائیکل سے ٹکر لگتی ہے۔ وہ شخص فوراً گالیاں اور بددعائیں دینے لگ جاتا ہے۔ اِسی قسم کا حادثہ ہونے پر دُوسرا شخص خاموش رہتا ہے۔ اور سائیکل والے کو کچھ نہیں کہتا۔ خواہ قُدرتی طور پر کوئی شخص کتنا ہی بے رحم اور لڑاکا ہو۔ وہ گالیاں استعمال نہیں کریگا جب تک کہ گالیاں نکالنا اُس کی بنیادی عادت نہ بن چکی ہو۔ بچپن میں گالیاں سیکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ساری عمر اُس کے کریکٹر پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ پس اخلاقی تعلیم کا سب سے ضروری اور پہلا مسئلہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے لڑکوں اور لڑکیوں میں اچھی عادتیں ڈالنے کی کوشش کریں۔

اب تک ہم اُن کاموں یا طرزِ عمل پر بحث کرتے رہے ہیں جو کہ Instinct

اور عادت کی بنا پر ظہور میں آتے ہیں۔ یہ کام ہم سے خود بخود سرزد ہوتے ہیں۔ اور
ان کے لئے سوچنے کی ضرورت شاذ ونادر ہی پڑتی ہے۔ ہمارے حقیقی اخلاقی
مسائل اُس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب ہم کوئی کام سوچ سمجھکر اور تمیز کرکے
کرتے ہیں۔ فرض کرو۔ کسی طالب علم کو کسی ایسے موقع سے دوچار ہونا پڑا ہے۔
جہاں نہ Instinct اور نہ ہی عادت کام دے سکے۔ تو اُس وقت طالب علم کو
اپنے طرزِ عمل پہ سوچنا پڑتا ہے۔ مثلاً لڑکا سالانہ امتحان میں بیٹھا ہو۔ اُس نے
امتحان کی تیاری نہ کی ہو۔ امتحان کی نگرانی کرنے والا اُستاد سُست اور لاپروا
ہو۔ اُس کے نزدیک کوئی ہوشیار طالب علم بیٹھا ہو۔ کمزور لڑکے کو امتحان میں
اچھے ڈویژن میں پاس ہونے کی خواہش ہو۔

یہ ایک بڑی بھاری آزمائش ہے۔ حالات اُس کے مطابق ہیں۔ وُہ
دو راستے اختیار کرسکتا ہے۔ نزدیک بیٹھے ہوئے طالب علم کے پرچے کی نقل کرکے
اچھے نمبروں میں پاس ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر ایمانداری سے کام لے تو شاید نہیں
ہو جائے۔ اس قسم کے پیچیدہ موقع سے طالب علم کا کریکٹر ظاہر ہو جاتا ہے۔ یہاں
اُسے سوچ سمجھکر قدم اُٹھانا پڑے گا۔ عادت اور Instinct کام نہیں دے سکتے۔
سوچتے وقت طالب علم اپنے بُرائی اور بھلائی کے معیار کو سامنے رکھکر پرکھے گا۔
اُس کے سامنے دو راستے ہونگے۔ غلط راستہ یہ ہوگا۔ کہ وُہ نقل کرکے اچھے نمبر
حاصل کرے لیکن اُس کے دل میں ڈر بھی ہوگا۔ کہ اگر نقل نویسی کے جرم میں
پکڑا گیا۔ تو تین سال کے لئے یونیورسٹی میں سے باہر نکال دیا جائے گا۔ دوسرا
راستہ یہ ہوگا۔ کہ وُہ اپنی سمجھ کے مطابق امتحان دیکر تھوڑے نمبروں میں کامیاب
ہو جائے۔ یا اگر فیل ہو جائے تو اگلے سال زیادہ محنت کرے۔ پس معلوم ہوا۔ کہ جو
کام سوچ سمجھکر کرنے پڑتے ہیں۔ اُن کی بنیاد اخلاقی نصب العین ہوتے ہیں۔

نیک چال چلن کی تعریف یوں کی جا سکتی ہے :" نفع نقصان کو سوچکر کوئی کام کرنا ۔جس کام میں زیادہ فائدہ ہو ۔ اور لوگوں کو زیادہ خوشی حاصل ہو ۔ لیکن بُرائی سے پاک ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ " بچوں کو سوچنے ـــــ صحیح طور پر سوچنے کی عادت ڈالی جائے ۔

اخلاقی تعلیم کی ایک اور بُنیاد جذبہ ہے ۔ بہت سے اعمال کے سرزد ہونے کی وجہ نفرت ۔ محبت ۔ ڈر ۔ ہمدردی یا کوئی اور جذبہ ہوتا ہے ۔ اگر ہم کریکٹر کی تعریف " زیادہ تر لوگوں کے لئے زیادہ تر فائدہ مند کام کرنا " کریں تو اس میں جذبات کو بہت حد تک دخل ہوگا ۔ جذباتی کہانیوں کے ذریعے بہت سی اخلاقی تعلیم دی جا سکتی ہے ۔ سچائی کی پوجا ۔ والدین کی محبت ۔ بے ایمانی سے نفرت ۔ بدنصیب غریب لوگوں پر ترس ۔ اپنی سوسائٹی کا فخر ۔ دیگر اقوام سے دوستی ۔ نتائج کے ڈر وغیرہ ۔ بہت سے جذبات کے زیر اثر نیک اعمال سرزد ہوتے رہتے ہیں ۔ جب کوئی موقع سامنے پیش آئے ۔ سیدھا راستہ نظر آتا ہو ۔ اخلاقی امور سے واقفیت ہو ۔ تب جذبات کی مدد سے زیادہ خوشی اور جوش سے کام سرانجام پاتا ہے ۔ نوجوان لوگوں کے لیے جنگ اس لئے ہمیشہ ہر دلعزیز اور پسندیدہ رہے گی ۔ کیونکہ اس کی بُنیاد نفرت یا دشمنی یا طاقت بڑھانے کی ہوس ہوتی ہے ۔ اس سے ثابت ہوا ۔ کہ جذبہ اخلاقی تعلیم کے لئے ایک زبردست محرک ہے ۔

گذشتہ زمانے کے سکولوں میں اخلاقی تعلیم دینے کا طریقہ " چھڑی کو بچاؤ ۔ بچے کو بگاڑو " تھا ۔ گھر میں والدین کی مکمل حکومت ہوتی تھی ۔ بچوں کو کوئی نصیحت کرتے ہوئے رعب اور دبدبے سے کام لیا جاتا تھا ۔ انہیں ویسا کام کرنے کی وجہ نہیں بتائی جاتی تھی ۔ اگر بچے پوچھتے تھے ۔ کہ ہم فلاں فلاں کام کیوں کریں ۔ تو والدین کا یہی جواب ہوتا تھا " کیونکہ ہم اس طرح حکم دیتے

ہیں۔ اس لئے تم کرو۔ بحث کرنے کی ضرورت نہیں"۔ والدین ہی اخلاقی قوانین بنایا کرتے تھے۔ بچے بغیر چوں وچرا اُن پر عمل کرتے تھے۔ بچے پر "تم کو یہ کرنا پڑے گا۔ تم کو وُہ کرنے کی اجازت نہیں" وغیرہ وغیرہ احکام کا ڈر چھایا رہتا تھا۔

سکول میں اُستاد کی مکمل حکومت ہوا کرتی تھی۔ جو کہ ایک ڈکٹیٹر کی مانند ہوتا تھا۔ دن بھر بچے کتابی ضرب المثلوں، یادداشتوں اور سکول کے قوانین کو یاد کرنے میں لگے رہتے تھے۔ سزا چھڑی سے دی جاتی تھی۔ اور اخلاق بطور مضمون کے پڑھایا جاتا تھا۔ اُس زمانے میں بچوں کی کتابیں اخلاقی اسباق سے پُر ہوتی تھیں لیکن آجکل کے زمانے میں تعلیم کا مقصد بچوں میں اچھے اور پسندیدہ کاموں کو کرنے کی خواہش کو ترقی دینا ہے۔ اس خواہش کی ترقی بیرونی دباؤ سے نہیں ہو سکتی۔

رُوحانی تعلیم ایک مسلسل عمل ہے۔ جہاں تک سکول کا تعلق ہے۔ یہ تعلیم کمرہ جماعت میں کھیل کے میدان میں خاص ورزشوں کے ذریعے، سکول ہال، لائبریری اور بزم ادب میں دی جاسکتی ہے۔ دینی تعلیم کے اُستاد اور افسران سکول اس معاملے میں بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ماہر علم النفس خاص خاص معاملات کو سُلجھانے کے لئے قیمتی مشورے دے سکتا ہے۔ لیکن رُوحانی تعلیم کا زیادہ تر کام اُستاد کو ہی کرنا چاہئے۔ ریاضی، تاریخ جغرافیہ اور پڑھائی کے ساتھ ساتھ ہی اخلاقی تعلیم دی جا سکتی ہے کھیل کے میدان اور لائبریری میں بچوں کے خیالات بہت وسیع ہو جاتے ہیں۔ ہر ایک اُستاد بچوں کے چال چلن کو سنوارنے میں حصّہ لے سکتا ہے۔ بے شک ایک اُستاد کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وُہ جماعت کی ایک گھنٹی میں جس میں کہ اُس نے مقررہ نصاب پڑھانا ہے۔ چال چلن کا مضمون بھی پڑھائے۔ لہٰذا یہ ظاہر ہے۔ کہ رُوحانی تعلیم میں عام تعلیم کی نسبت اُستاد کی ذمہ داری زیادہ ضروری ہے۔ ممکن ہے کہ اُستاد کو چند رُوحانی مسئلوں کے متعلق واقعات اور اُن کا

حل بہم پہنچایا جائے اور استاد کو بتا دیا جائے ۔ کہ دیگر کامیاب استادوں نے ضبط کے مشکل مسئلوں کو کس طرح حل کیا ۔ لیکن سکول میں ہر ایک واقعہ خاص نوعیت کا ہوتا ہے ۔ جس کے لئے ضروری ہے ۔ کہ وہ کسی نئے اور بنیادی طریقے سے حل کیا جائے ۔

میں تو کہوں گا ۔ کہ کوئی بھی نصاب جو کہ زندگی کے اصلی مسئلوں کو دانشمندی اور سچائی سے حل کرنے میں مدد دے اخلاقی نصاب ہے ۔ اگر بچے اپنے نصابی مشاغل میں حصہ لیتے وقت اپنے آپ کو بہتر بنانے کے لئے حد سے زیادہ محتاط رہیں ۔ تو یہ بات اخلاقی تعلیم کے مقاصد کے لئے زہر قاتل ثابت ہوگی ۔ مثال کے طور پر رام اور عبدل کسی مقابلہ میں حصہ لیتے وقت پہلے خاموش دعا کریں ۔ کہ اگر میں کامیاب ہو گیا ۔ تو میں ایک بہترین کھلاڑی کی طبیعت کا اظہار کرونگا ۔ تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ مندرجہ بالا بیان سے میرا یہ مطلب نہیں ۔ کہ سکول کے تعلیمی نصاب کو اخلاقی نصاب میں تبدیل کر دیا جائے بلکہ سکول کے نصاب میں اخلاقی نصاب شامل ہونا چاہئے ۔ یہاں میں ایک قدیم ضرب المثل پیش کرونگا ۔ "جیسا استاد ہے ویسا ہی سکول ہوگا" ۔ اچھے نصاب کے ساتھ اگر استاد پرشوق اور اعلےٰ کریکٹر والا ہو تو بیشک بچوں کے کریکٹر کی اعلےٰ طور پر تعمیر کی جا سکتی ہے ۔

آخر میں میں یہ کہونگا ۔ کہ اگر بچوں کو محض اخلاقی اصول اور ہدایات ہی بتا دی جائیں تو ان سے وہ اپنی زندگی میں بہت کم فائدہ اٹھا سکے گا ۔ برعکس اس کے اگر استاد اپنی زندگی سے عملی طور پر اخلاقی تعلیم دے ۔ تو اس سے بچے کی آئندہ زندگی سدھرے گی ۔ اخلاقی تعلیم و تربیت کا پروگرام نہایت پیچیدہ و کٹھن ہے ۔ اور اس لئے بعض اوقات ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے لیکن اخلاقی تعلیم دنیا بھر کے مضامین سے زیادہ ضروری اور اہم ہے آئندہ نسل کو بہتر اور کامیاب بنانے کے لئے موجودہ بچوں کو اخلاقی تعلیم دینے کی ضرورت ہے ۔

سکولوں میں تعلیم صحت کی ضرورت

(قسط ۱)

موجودہ طرز تعلیم کے فوائد یا نقائص تو سب کو معلوم ہی ہیں۔ میں صرف ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اُستادوں کو فائدہ ہو ہمارے ملک کے سکولوں میں بیشمار بچے تعلیم پا رہے ہیں۔ جن کے نقائص جسمانی روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ ان نقائص میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جو سکول کی ذمہ دار ہستیوں اور والدین کی تھوڑی سی توجہ سے دُور ہو سکتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ ہوا شملہ سے ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سکولوں کے بچوں کی کس قدر تعداد کی صحت ناقص ہے۔

لڑکے	لڑکیاں	صوبہ
۶۰ فی صدی	۵۰ فی صدی	شمال مغربی سرحدی صوبہ
۵۵ "	۶۶ "	دہلی
۴۳ "	۶۰ "	یو۔ پی
۴۵ "	۴۵ "	بہار

اس رپورٹ سے عیاں ہے۔ کہ ہماری قوم کے بچے جو روزانہ سکول جاتے ہیں۔ کس حد تک مختلف نقائص جسمانی میں مُبتلا ہیں۔ یہی بچے ہماری قوم کے لیڈر اور رکن بنیں گے۔ انہی کے کاندھوں پر مُلک کا سارا بوجھ ہوگا۔ مگر آج یہ نونہال مختلف جسمانی عوارض میں پرورش پا رہے ہیں اور سکولوں کی ذمہ دار ہستیاں اور والدین ذرا پروا نہیں کرتے۔

اِس کے ساتھ ہی آپ جنُوبی ہندوستان کی صحت کے معیار کا ملاحظہ فرمائیں۔ عموماً مشہور ہے۔ کہ مدراس اور بنگال کے لوگ ذہنی یعنی دماغی قوّت میں دُوسروں پر سبقت لے گئے ہیں۔ اور یہ کسی حد تک دُرست بھی ہے۔ لیکن بہت کم لوگ یہ جانتے ہیں۔ کہ یہ صرف قوم کے قلیل طبقہ یعنی چند افراد تک محدود ہے۔ اور وُہ برہمن یا اہل ثروت لوگ ہیں جو اپنے بچّوں کی پرورش بہت اچھی طرح سے کر سکتے ہیں۔

۱۹۳۵ء میں سیدہ پٹ صُوبہ مدراس میں سکول کے ۲۱۰ بچّوں کا معائنہ ہُوا۔ جس سے مندرجہ ذیل نقائص معلوم ہوئے۔ ہر ایک سو میں سے وُہ جن کی خوراک ضرورت سے کم ہے ۳۸۔ خراب گلے والے ۳۲۔ خراب آنکھوں والے ۱۲۔ خراب دانتوں والے ۶۶۔ جلد کی بیماریوں والے ۲۹۔ تپدق کے شکار، وغیرہ وغیرہ نکلے۔ اور تقریباً ہر بچہ کسی نہ کسی جسمانی نقص میں مُبتلا تھا۔

مَیں بیان کر چکا ہوں۔ کہ سکول کے بچّوں میں بہت سے ایسے نقائص پائے جاتے ہیں جو بچپن میں بآسانی دُرست ہو سکتے ہیں۔ مگر سستی اور کوتاہی سے یہ تمام نقائص جوانی اور بڑھاپے میں شدید بیماریوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو آخری عُمر میں بُرے دن دیکھنے پڑتے ہیں۔ اور وُہ آہستہ آہستہ گھُل گھُل کر مر جاتے ہیں۔ ویلز کے چیف میڈیکل افسر رقمطراز ہیں کہ:۔

"علمِ طب نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ بڑی عمر میں جو بیماریاں ظہور میں آتی ہیں بچپن کی زندگی میں ان سب کا بیج بویا جاتا ہے"۔ مسٹر ہربین کی تحقیقات جو اُس نے ۳۶۱ کمزور اور ۳۰۸ ہوشیار طلباء پر کی ظاہر کرتی ہے۔ کہ کمزور بچے ۲۹ فی صدی زیادہ نقائص جسمانی کے شکار ہوتے ہیں بہ نسبت ہوشیار طلباء کے۔ زمانہ حال میں امریکہ میں اس بات کو بہت محسوس کیا جا رہا ہے۔ کہ سکول اور کالج بچوں کی تعلیم

کا مرکز ہیں۔ ان میں جسمانی اور دماغی طاقتیں اس طرح صرف کرنی چاہئیں کہ ان کی صحت کو درست رکھا اور دماغی طاقت کو بڑھایا جائے۔ لیکن طریقۂ تعلیم جو ہمارے سکولوں میں رائج ہے سراسر غلط اور بے معنی ہے بچوں کی دماغی ترقی کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ جب کہ اس کے قیمتی اجسام میں تباہ کن نقائص موجود ہوتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں جو سکول اور کالج جاتے اور ان نقائص کے شکار ہیں ڈاکٹروں سے مشورہ نہیں لیتے۔ بلکہ ہسپتالوں میں قدم رکھنا ان کے لئے گناہِ عظیم ہے۔ وہ اپنے تمام امراض اور نقائص کو چھپاتے ہیں جن کا اثر ان کی آئندہ زندگی پر نہایت تباہ کن ہوتا ہے بہت سے بچے خوراک کی کمی سے کمزور اور لاغر ہو جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ فکر، ڈر اور معاشی زندگی کا بوجھ ان کے لئے بارگراں ثابت ہوتا ہے۔ حیف ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سے امیر لوگوں کے بچے بھی کمزور ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے ماں باپ خوراک کی طرف سے بالکل ناواقف ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جن کو یہ پتہ نہیں کہ مشورہ کے لئے کہاں جانا چاہیئے۔ بعض نہیں جانتے کہ صحت کا دارومدار ورزش پر ہے۔ یا آرام اور صحیح خوراک پر بعض لوگ تو امیرانہ خوراک کو ہی صحیح اور طاقتور خوراک سمجھتے ہیں جو حقیقت میں مضرِ صحت ہے۔

(قسط ۲)

میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ ہند میں لاکھوں بچے سکولوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن وہ سب کسی نہ کسی نامراد بیماری کا شکار ہیں اور یہ صرف سکول کی ذمہ وار ہستیوں کی سستی اور کوتاہی کا نتیجہ ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ اس قسم کی تعلیم دینا کہاں تک درست ہے۔ جب کہ گورنمنٹ نے جا بجا ہسپتال اور قریباً ہر ایک شہر میں مرکز صحت کھول رکھے ہیں: یہ سوال ہر ایک

اُستاد سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ یہ سمجھیں کہ ہزاروں اُستادوں سے یہ
سوال نہ کیا گیا ہو۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے۔ کہ اُن اُستادوں نے اس کام کو
کرنے کے لئے میدان میں قدم ہی نہیں رکھا۔ لیکن وُہ فاضل اُستاد جو اپنے فرض
کو اچھی طرح سمجھتے اور آئندہ نسل کے خیر خواہ ہیں۔ اُن کو ضرور ایسے سوالوں کا تجربہ
ہوگا۔ ناتجربہ کار ہی نہیں بلکہ بعض دفعہ محکمہ تعلیم کے ذمہ دار اشخاص بھی یہ اعتراض
کرتے ہیں۔ لیکن خوشی کا مقام ہے۔ کہ محکمۂ تعلیم کے افسران بالا اس کے حق میں
ہیں۔ سکول بچوں کے سُدھار کی جگہ ہے۔ ہر قسم کا بچہ آتا اور چلا جاتا ہے۔ لیکن
اسے جو تعلیم دی جاتی ہے۔ وُہ اس کی زندگی کا جُزو بن جاتی ہے۔ یہاں بچہ اُستاد
کی زیرِ نگرانی اور دُوسرے بچوں کی زیرِ رفاقت زندگی گزارتا ہے۔ ایک کا اثر دُوسرے
پر پڑتا ہے۔ ممکن ہے۔ کہ تندرست والدین کے بچے سکولوں سے بیماریاں لے کر نکلیں۔
جہاں کئی نوجوان تعلیم ختم کر کے سکولوں یا کالجوں سے سندات حاصل کر کے نکلتے ہیں۔
وہاں ان کے پاس مختلف بیماریوں کے سرٹیفکیٹ بھی ہوتے ہیں اس کے علاوہ
اپنے پیچھے کئی کروڑ جراثیم چھوڑ آتے ہیں جو وہاں ان کی شروع کی ہوئی جدوجہد کو
جاری رکھتے ہیں۔

کیا یہ افسوس کا مقام نہیں؟ اور اگر ہے تو کیوں ایسے بیہودہ سوالات کئے
جاتے ہیں؟ کیا بچے کی صحت ضروری نہیں؟ میرے خیال میں تعلیم بھی ضروری ہے لیکن
والدین اور اُستاد صاحبان کو ان دونوں پہلوؤں پر برابر غور کرنا چاہئے۔ اور ان میں سے
کسی ایک کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ صحت بہر حال مقدم ہے۔ اگر بچہ صحیح [illegible]
ہو تو دُنیا میں ایک درخشاں ستارے کی طرح چمکے گا۔ اگر اس کی صحت کمزور ہوئی تو
وُہ اُس پھول کی مانند ہوگا جو جلد مُرجھا جاتا ہے۔ اور اس کی زندگی کی خوشبو ہمیشہ کے
لئے مٹ جاتی ہے۔

صحت کیا ہے ؟ بحوالہ مخزن العلوم صحت جسمانی قوت اور جسم کی تندرستی کا
نام ہے ۔ جو ہر قسم کی بیماری سے آزاد ہو۔ اور جسم کے اندرونی حصے درستی سے کام
کریں ۔ زندگی خون کی گردش اور ہاضمہ کا دوسرا نام ہے ۔ بعض لوگ صحت کی یہی
تعریف کرتے ہیں ۔ڈاکٹر وڈ کہتے ہیں " صحت کسی کے تجربات کا مجموعہ ہے جو وہ سکول
یا کسی اور جگہ حاصل کرتا ہے" یہ ایک حالت ہے جو انفرادی ، قومی یا بین الاقوامی
معیار تک حاصل کی جا سکتی ہے ۔ڈاکٹر ولیم فرماتے ہیں " عرصہ تک زندہ رہنا اور خلق
خدا کی جہاں تک ہو سکے خدمت کرنا صحت ہے" ۔ انسان صرف جسم نہیں بلکہ تین
چیزوں جسم ، رُوح اور دماغ کا مرکب ہے ۔ اور ہر جزو نہایت ضروری ہے ۔ اگر ایک
آدمی جسمانی لحاظ سے بہت ہی تندرست مگر روحانی اور دماغی لحاظ سے مردہ ہو ۔ تو
ایسے جسم سے اس شخص کو کوئی فائدہ نہیں ۔ ہر عضو کا مناسب ترقی کرنا انسان کے
لئے فائدہ مند ہے ۔ سب لوگ سینڈو اور گاماں پہلوان نہیں بن سکتے مگر ہمارا
مقصد ہر ایک بچے کی صاف نشوونما کرنا ہے ۔ کہ اس کے تمام جسمانی نقائص دُور کئے
جائیں اور اس کی زندگی اس کے لئے باعث مسرت ہو ۔ اسی طرح دماغی اور روحانی
حالتوں کی بھی برابر نشوونما ضروری ہے ۔ جسم رُوح کا مقدس ہے ۔ اس لئے جسموں
کو ہر ایک بُرائی اور گندگی سے پاک رکھنا واجب ہے ۔ تاکہ ہمارے جسم حقیقی مقدس
بن سکیں ۔ اور اگر ہم ان میں کوتاہی کریں گے ۔ تو یہی اجسام شیطان کا گھر ہونگے ۔
صحت ایک جدوجہد ہے ۔ جس میں قوم کے ہر فرد کو حصہ لینا چاہئے ۔ یہ انفرادی چیز
نہیں بلکہ قومی اور بین الاقوامی شئے ہے ۔ اب دُنیا بہت چھوٹی ہو چکی ہے ۔ اگر ایک
ملک میں کوئی بیماری پھیلتی ہے تو یہ نامراد آگ ساری دنیا ، کو خاکستر کر دیتی ہے +
والدین اور بچے ۔ بچے کو گھر کا چراغ کہا جاتا ہے جس گھر میں بچہ نہیں ۔
اس گھر کی دنیا نرالی ہے ۔ والدین بھی اپنے بچوں ، کو ہر طرح سے آرام بہم پہنچانے

کی کوشش کرتے ہیں۔

سکول میں آنے سے پہلے والدین بچے کی نشوونما، صحت اور تعلیم و تربیت کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اوائل عمر میں اگر کسی قسم کا جسمانی نقص پیدا ہو۔ تو والدین کا فرض اولین ہے۔ کہ وہ اس کو دور کرنے کی کوشش کریں فوراً ڈاکٹر سے مشورہ لیں اور بچے کا فکر کریں۔ اگر والدین اپنے فرض کو ادا نہیں کرتے تو یہ بچوں کا قصور نہیں بلکہ والدین جو بظاہر بچوں پر مرنے کو تیار ہیں اُن کے لئے فرشتہ اجل ثابت ہوتے ہیں۔ اگر بچوں میں بری عادتیں پڑ جائیں تو یہ بچوں کا قصور نہیں بلکہ والدین کا جو کہ بچپن سے اپنے بچوں کو نوکروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ یا گلی کوچے کے گندے اور فحش لڑکوں سے کھیلنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر بڑے ہو کر بچوں کی زندگی خراب ہو جائے تو والدین بچوں کی قسمت سمجھتے ہیں بلکہ قصور نہیں مانتے کہ انہوں نے شروع سے اُن کی دیکھ بھال نہیں کی۔

بچوں کو پیدا کر دینا کوئی جوانمردی نہیں بلکہ اُن کی صحیح طور پر پرورش کرنا حقیقت میں عقلمندی کا کام ہے۔ جنگلی جانور، پرندے، مویشی بھی بچے پیدا کرتے ہیں۔ پھر انسان جو اشرف المخلوقات ہے کس بات پر فخر کرتا ہے۔

بعض والدین بچوں سے بالکل غافل رہتے ہیں بلکہ اُن کو نوکروں کے رحم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر تہذیب یافتہ لوگ اپنے اصولوں کے خلاف چل کر اُن کو دیتے ہیں اور ہاریاں دین سے غلطیاں سرزد ہو جاتی ہیں تو کم زور اور اَن پڑھ نوکر بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال میں کیسے کامیاب ہو سکیں گے۔ نوکروں کی صحبت میں رہ کر بچوں کو گالیاں دینے، چوری کرنے اور جھوٹ بولنے کی عادتیں پڑ جاتی ہیں۔

والدین اپنے گھر کے دھندوں میں ایسے مستغرق رہتے ہیں کہ بچوں سے

رہتے چلتے ہی ہیں۔ اِسی لئے بچے باہر کے لڑکوں کی صحبت ڈھونڈتے ہیں۔

ناقص طریقے کی رفاقت سے نہ صرف وُہ اپنے جسموں اور صحت کا نقصان کرتے ہیں بلکہ اُن کی اخلاقی اور روحانی زندگی کو بھی نا برداشت دھکا لگتا ہے۔ کیا میں یہ سوال پُوچھ سکتا ہوں۔ کہ کتنے ایسے والدین ہیں جو اپنے بچوں کی صفائی، خوراک، ورزش اور صحت کا خود ذمّہ لیتے ہیں؟ کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کے سامنے اپنی زندگیوں سے اچھی مثال قائم کرتے ہیں؟ کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کے غم اور اُن کی ناکامیابی کی حالت میں اُن کو تسلّی اور حوصلہ افزائی دیتے ہیں۔

کتنے والدین ہیں جو نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو آنے والی نفس کی کمزوریاں خواہشات اور اُمنگوں سے آگاہ کرتے ہیں؟ والدین صرف وعظ و نصیحت کرنا چاہتے ہیں۔ اپنی زندگی بطور نمونہ کے پیش نہیں کرتے۔ اُن کی اپنی زندگی جھوٹ اور فریب سے پُر ہوتی ہے۔ چونکہ وُہ خود کرتے ہیں۔ اس سے اپنے بچوں کو روکنے میں بھلا کیسے ہو سکتا ہے۔ اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔

بچوں کو اپنے والدین کی رفاقت میں رہنا ضرُوری ہے۔ والدین اور بچے اکٹھے بیٹھکر کھانا کھائیں۔ اکٹھے کھیلیں۔ کتابوں کا مطالعہ کریں۔ اکٹھے سیر کرنے جائیں۔ بعض ہندوستانی گھروں میں یہاں تک دیکھا گیا ہے۔ کہ والدین بچوں سے بولتے بھی نہیں۔ کیونکہ وُہ اپنے کام کاج میں لگے رہتے ہیں۔ بچوں کو اپنے والدین کے سامنے بولنے پر بدتہذیب اور گستاخ سمجھا جاتا ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کی تربیت کے لئے وقت نہیں نکالتے۔ میرے خیال میں وُہ آئندہ نسل کو جسمانی، روحانی اور خلقی طور سے کمزور کرنے کے ذمہ وار ہیں۔ (باقی پھر) (جے۔ ایس بخش۔ نیشنل ٹریننگ سکول موگا)

غریب دیہاتی مدرس

از قلم کانشی رام رنجور موگوی فسٹ ایئر نارمل سٹوڈنٹ

ارے او قوم کے ہمدرد اور فطرت کے متوالے
ارے او سچّے خادم وطن کی عزّت کے رکھوالے

نسل حیوانِ ناطق کی کو تُو انساں بناتا ہے
خضر بن کر تُو رستہ بھولے بھٹکے کو دکھاتا ہے

تیرا انداز میدانِ محبت میں عیاں پایا
فقط اِس زندگی کے راز کو تجھ میں نہاں پایا

بجا ہوگا کہ کائنات کا بانی کہوں تجھ کو
غلط بالکل نہیں گر ہند کا مانی کہوں تجھ کو

تُو ہے رنگین مصرعہ بزم عالم کے مشاعرہ کا
سمجھتا ہوں کہ تُو اک پھول ہے رنگین صحرا کا

اُٹھاتا کلفتیں ہے پر کبھی آہ تک نہیں بھرتا
تو جلتا ہے مگر میری طرح اُف تک نہیں کرتا

ملک اور قوم کے حق میں تو سچ مچ ابرِ باراں ہے
مگر حیف ہے خود تیری کُل اُٹھ رہاں ہے
سمجھتا ہوں تیری عادتِ پاک اور صدق کی ذوق کو

تیرے بچوں کے عریاں جسم پر خستہ لنگوٹی کو
توقع رکھ کبھی آئینگے دن پہلی سی حالت کے
تو رکھ کر پیٹ پر پتھر اٹھا پردے جہالت کے
ملک اور قوم کی خدمت کو کرنا ہی عبادت ہے
پرائی آگ میں جلنا ہی اک بہتر عبادت ہے
گلہ کیا ہے اگر وقعت نہیں تیری کسی دل میں
مگر ہے قدر تیری شاعر رنجور کے دل میں
نہ جذبۂ انانیت خودی دل سے مٹا ڈالی
تیری اس سادگی نے میری دنیا ہی بدل ڈالی
تیاری کر رہا ہوں میں تیری دنیا میں آنے کی
اگر چھٹنے نہ دے یہ بے وفا گردش زمانے کی
تسلی رکھ میں آتا ہوں تیری بستی بسانے کو
تیری مورت کو اپنے من کے مندر میں بنانے کو
فرق کوئی نہیں دونوں کی یکساں زندگانی ہے
تیری غمگیں کہانی ہے میری دکھیا جوانی ہے
صرف خاطر تیری صیادؔ[1] سے رنجور ہوتا ہوں
نہ گھبرا میں بھی عین الحق سے منصور ہوتا ہوں

---

[1] شاعر کا پہلا تخلص تھا۔

جب کوئی بچہ اپنے دماغ کی ہدایات کے مطابق کام کرتا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں۔ کہ بچہ تعلیمی دستی کام میں مشغول ہے۔ دستی کام کے کئی ایک فوائد ہیں۔ جن کا ذکر اس مضمون میں کیا جاتا ہے۔

(۱) تعلیمی دستی کام کے ذریعے بچّہ ایسے ایسے ہنر سیکھ لیتا ہے۔ جو کہ سکول چھوڑنے کے بعد اس کے لئے ذریعۂ معاش بن سکتے ہیں۔ اگر ذریعۂ معاش نہ بھی بنیں۔ تو بھی فرصت کے لمحات کو مفید طور پر صرف کرنے کے لئے دستکاری ایک دلچسپ شغل ہوتا ہے۔ دستکاری کے ذریعے بچّے کو بہت سے سامان کی واقفیت ہو جاتی ہے۔ دائرہ واقفیت بڑھنے کے ساتھ ساتھ بچہ مختلف اوزاروں کا استعمال سیکھتا ہے۔

(۲) دستکاری میں کامیابی اور تسلّی حاصل کرکے بچّے کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو بار بار بہ نظرِ انبساط دیکھتا ہے۔ اور دوسروں کو دکھاتا ہے۔ اس میں خود اعتمادی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ جلد باز اور گھبراہٹ والی طبیعت میں آنے والے بچے دستکاری پر لگا دئے جائیں تو چند ہی روز میں اُن میں صبر و تحمّل اور احتیاط جیسی خاصیتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ دستکاری بچّوں کو صفائی۔ لگاتار محنت اور احتیاط سکھاتی ہے۔ دستکاری کی گھنٹی میں بچّوں

کے بکھرے ہوئے خیالات ایک طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔ دستکاری کے ذریعے فرصت کا وقت بہت خوشی سے گزرتا ہے۔ بچوں کو کام کی عظمت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ بچے اپنے اپنے تخیل کو استعمال کرنا اور نئی نئی اشیاء اختراع کرنا سیکھتے ہیں۔ خود اعتمادی اور خدمت کا جذبہ بڑھتا ہے۔ بچے اپنی مدد آپ کرنا۔ حالات کے سانچے میں ڈھل جانا۔ کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا وغیرہ وغیرہ سیکھتے ہیں۔ درست کام کرنے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ بچوں کی توجہ ایک ہی مرکز پر ہو جاتی ہے۔

دستی کام کی **اصلیت**:- ہاتھوں کی تربیت دراصل دماغ کی تربیت ہے۔ شروع شروع میں بچے بغیر سوچے سمجھے کام کرتے رہتے ہیں۔ بغیر سوچے سمجھے سے میری مراد یہ ہے کہ بچپن میں بچوں سے طبعی طور پر بہت سی حرکات سرزد ہوتی ہیں۔ بچوں کی مختلف جبلیات مختلف اوقات پر ظاہر ہوتی ہیں۔ اور پختہ ہوتی ہیں۔ اس لئے لازم ہے کہ ابتدا سے ہی بچوں میں نیک عادات ڈالی جائیں تاکہ بعد ازاں ایک عادت کو توڑ کر دوسری عادت ڈالنے میں تکلیف اور سردردی نہ ہو۔

مختلف عمر کے بچوں کو مختلف دستکاری سکھانی چاہئے۔ چار سے سات سال کی عمر میں بچے ایک دوسرے کی نقل کرنا پسند کرتے ہیں۔ نئی نئی اشیاء کو دیکھ کر ان کو تعجب اور حیرانگی ہوتی ہے۔ نیز وہ کچھ نہ کچھ اپنے ہاتھوں سے بنانا پسند کرتے ہیں۔ چار سے سات سال کی عمر کے درمیان بچہ ہر ایک چیز کو غور سے دیکھ کر اس کے متعلق بہت سے سوال کرنا پسند کرتا ہے۔ اس چیز کو اپنی عقل کے مطابق استعمال کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً چھڑی کو پکڑ کر گھوڑا بناتا ہے۔ وہ خود مختیار ہونا چاہتا ہے۔ اگر کوئی اس کے کھیل میں دخل اندازی کرے تو اُسے

بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اس عمر میں بچوں کو اب دستی کام دیا جائے۔ جو وہ خود کر سکیں اور استاد کی مدد کے بغیر ہی کر سکیں۔ اگر اس عمر کا کوئی بچہ دریا کے کنارے اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ ریت سے گھر بنانا شروع کر دیگا۔ آٹھ سے ۱۰ سال کی عمر کے بچے مل جل کر کام کرنا پسند کرتے ہیں۔ وہ ہر ایک کام کے نتیجہ پر پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ بغیر سوچے سمجھے کام نہیں کرتے۔ بلکہ کامیاب نتیجے کو مدِ نظر رکھکر کام شروع کرتے ہیں۔ اس عمر پر وہ بھدی اور ٹیڑھی اشیاء کو پسند نہیں کرتا۔ صنعت کی خوبصورتی کا پسند کرتا ہے۔ اس عمر پر اگر بچوں کی حوصلہ افزائی اور ستائش نہ کی جائے۔ تو ان کا دل بیٹھ جاتا ہے۔ استاد کو چاہیے۔ کہ وہ اس عمر کے بچوں سے ہمدردی سے سلوک کرے۔ ہر قدم پر ان کے کام کی ستائش کرتا ہوا ان کی حوصلہ افزائی کرے۔ جماعتوں کو گروہوں میں تقسیم کر کے دستکاری کا کام کیا جائے۔ بچے ملکر کام کرنا سیکھیں۔ دریا کے کنارے پانچ سال کا بچہ ریت کا قلعہ بنائے گا۔ آٹھ سال کا بچہ گڑیا کا عمدہ گھر بنانا پسند کریگا۔

کھیل کھیل کے ذریعے دستکاری کا کام سکھایا جا سکتا ہے۔ جس طرح کھیل کے ذریعے تعلیم دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح دستکاری کے ذریعے بہت سی نیک عادات و خصائل سکھائے جا سکتے ہیں۔ کھلونے بنانا بچوں کی تعلیم میں خاص اہمیت رکھتا ہے۔ گڑیا کا گھر بنانا۔ گھر کے لئے مختلف فرنیچر تیار کرنا۔ گھر کو صاف ستھرا کر کے سجانا وغیرہ وغیرہ مشاغل سے بچہ حفظِ صحت و صفائی کے قوانین سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ دستکاری کے ذریعے بچہ اپنی بنائی ہوئی اشیاء کو احتیاط سے رکھنے۔ اوزاروں کو صاف ستھرا کر کے الماری میں رکھنے کا سلیقہ سیکھتا ہے۔ شروع سے ہی بچوں کو کوئی پر مقصد کام کرنے کے لئے دیا جائے۔ مثلاً دکان بنانا۔ گڑیا کا گھر سجانا۔ لیٹر بکس بنانا۔ جمع کرنا۔ وزن کے بٹے بنانا وغیرہ وغیرہ۔ دستکاری کی گھنٹی میں بچوں سے وہ چیزیں بنوائی جائیں جو استعمال میں
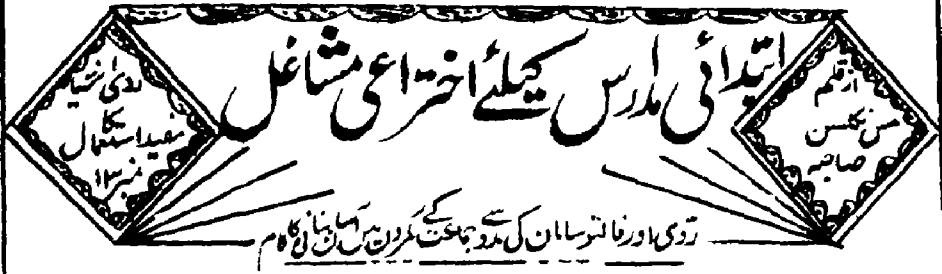
جگہ کی تنگی اور راچھ کے نہ ہونے کے سبب بہت سے سکولوں کی جماعتوں کے کمروں میں کپڑا بننے کا کام بچوں کو نہیں سکھایا جاتا۔ شروع شروع میں بُننا سیکھنے کا کام بہت تھوڑے خرچ اور چھوٹے سائز کے راچھ سے کیا جاسکتا ہے۔

قدیم زمانے میں راچھ کو کسی درخت کے ٹہنے سے لٹکا کر دیہاتی لوگوں کے لئے کھدر کا کپڑا بُنا جاتا تھا۔ اُسی قسم کا چھوٹے سائز کا راچھ۔ تھیلے۔ میزپوش چٹائیاں وغیرہ بنانے میں بآسانی جماعت کے کمرے میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔
سامنے دی ہوئی اشکال میں سادہ اور کم خرچ سے تیار کردہ راچھ دکھایا گیا ہے نیز تانا تننے اور اس سے کپڑا بننے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ چند ایک ہدایات کی مدد سے ہر ایک استاد اپنی جماعت کے لڑکوں یا لڑکیوں کو کپڑے بُننے کی دستکاری کا پہلا سبق سکھا سکتا ہے۔

سامان۔ (۱) ہموار چپٹا تختہ یا گتّہ جس کا سائز ½۲ × ۱۶" × ½" ہو۔ یعنی لمبائی ۱۶" چوڑائی ½۲" موٹائی ½"۔

(۲) سَن یا رسّی بطور تانے کے۔

(۳) کپڑوں کے چیتھڑے یا سُن یا گھاس بطور پیٹے کے۔

طریقہ۔ راچھ کو کسی کیل یا کرسی کی پیٹھ پر لٹکا دو۔ شکل ۸ ملاحظہ ہو۔

۱۴ انچ لمبی کتاب کے لئے تھیلا بنانا مطلوب ہو۔ تو سُن کی رسّی کے دو دو گز لمبائی کے ۲۰ ٹکڑے کاٹ لو۔ ان ٹکڑوں کو راچھ کے ساتھ اینٹھ دو یا تن دو۔

SIMPLIFIED WEAVING WITH WASTE MATERIALS

SWNGING LOOM
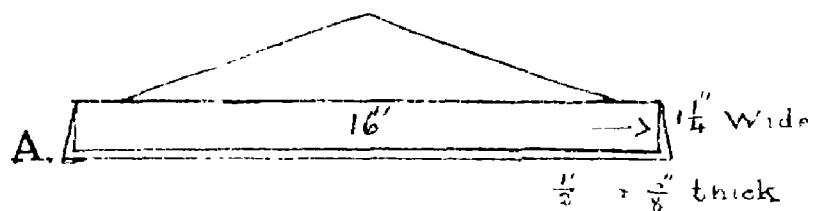
Loom warped

Beginning to weave
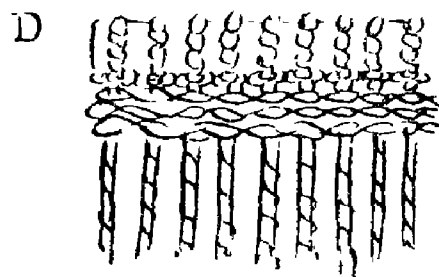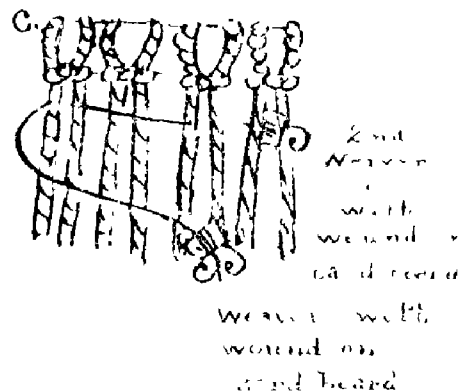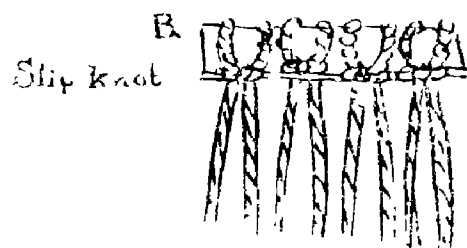
Double weaving.

تانا تننے کا طریقہ:۔ دو گز رسّی کے ایک ٹکڑے کو لیکر اسے دوہرا کرو اور راچھ کے ساتھ Slip Knot (کھسکاویں گانٹھ) دیدو، جیساکہ شکل B سے ظاہر ہے۔ اسی طرح تمام ۲۶ ٹکڑے راچھ کے ساتھ باندھ دو۔ اب راچھ میں تانے کے ۵۲ بل ہونگے۔ اتنے تانے سے بیگ کی دونوں طرفیں تیار ہو سکتی ہیں

پیٹے کو لیکر گتّے کے ایک ٹکڑے پر لپیٹ دو۔ (شکل C ملاحظہ ہو)۔

کپڑا بُننا شروع کرنے سے پہلے پیٹے (دوسرے دھاگے) کو تانے کے پہلے دھاگے کے گرد رکھو۔ (شکل C)۔ شکل میں راچھ پر کام کرتے دو اشخاص دکھائے گئے ہیں۔ جب پہلا شخص پیٹے کو تانے کے دوسرے دھاگے کے نیچے سے گزارتا ہے تو دُوسرا شخص تانے کے اوپر سے پیٹے کے دُوسرے دھاگے کو پکڑتا ہے۔ دوسری دفعہ دوسرا شخص پیٹے کے دھاگے کو تانے کے اگلے دھاگے کے اُوپر سے گزارتا ہے۔ اور پہلا شخص اس دھاگے کو نیچے سے کھینچتا ہے (شکل D) دھاگوں کو زیادہ کس کر نہ کھینچنا چاہیئے۔ جب ایک قطار بُنی جائے تو اسی پہلی قطار کے ساتھ اچھی طرح ملا دو۔

پیٹے کے دھاگوں میں دو رنگ استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اس طرح تیر کی شکل کا نمونہ بیگ میں بن جائے گا۔ چھوٹی جماعتوں میں بھی اس قسم کی بُنتی کا کام کروایا جا سکتا ہے۔ تانے اور پیٹے کے لئے کھُردرا اور سخت سا سامان استعمال کیا جائے۔ جب یہ بیگ بُن لیا جائے تو کناروں کو باہم سی دو۔
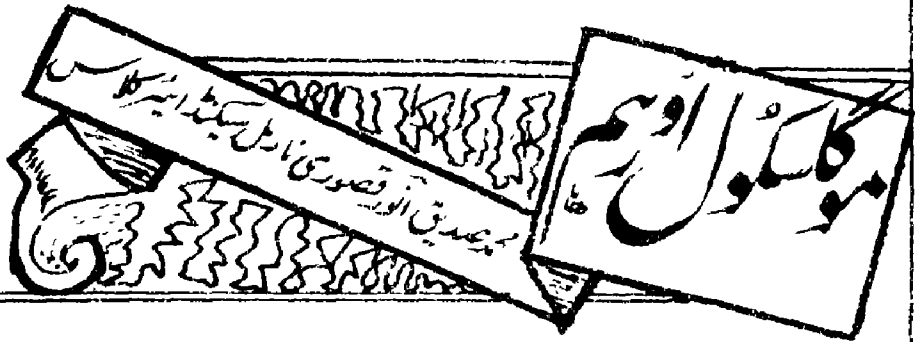
اک دن یونہی بیٹھے ہوئے — دل میں خیال آیا مرے
موگے کا کچھ کر دوں بیاں — ظاہر کروں راز نہاں
موگے کا یہ اسکول ہاں — بن جائے زیب داستاں
راکب ہے میرے علم کا — ہر چند گو کمزور سا
محتاج ہے میری شاعری — اسباب اور استاد کی
اس چیز میں ہوں مبتدی — ہوں مانتا یہ بات بھی
لیکن حقیقت کے لئے — طبع رسا کے واسطے
ہو جاتے ہیں آساں سے — یہ نسخے اوزان کے

یہ بات ہیں سب جانتے — ہیں جانتے اور مانتے
جس دن یہاں ہم آئے تھے — کورے تھے گویا علم سے
نا واقف و بیگانہ تھے — تعلیم کے اسلوب سے
بے کیف تھی یہ زندگی — تھی زندگی شرمندگی
آکر مگر موگا میں ہم — سارے بنے اہل قلم
سب فلسفہ تعلیم کے — ہم پر یہاں روشن ہوا
ناقص تھے کامل ہو گئے — محنت کے عامل ہو گئے

ہے علم کی مے کا یہاں | دن رات ہی دریا رواں
پی کر جسے سرشار ہیں | سرشار ہیں ہشیار ہیں

بچوں کی فطرت کا سبق | گو مسئلہ تھا یہ بھی ادق
لیکن میاں صاحب نے یاں | واضح کیا ایسا بیاں
مشکل سے آساں ہو گیا | ہر ایک اس میں کھو گیا
مانند پیر و رہنما | دیتے ہیں درس ارتقا
طلاب یا استاد ہیں | سارے یہاں دلشاد ہیں
یعنی بوقت کام وہ | لیتے نہیں آرام وہ
محنت کا ہے بندہ ہر اک | محنت کا ہے دھندہ ہر اک
سب کا یہی دستور ہے | سب کو یہی منظور ہے

رائے صاحب پرنسپل | ہر دم ہیں مصروف عمل
گلزار کے مالی ہیں یہ | آقا ہیں اور والی ہیں یہ
یہ نام ایسا پائے ہیں | سب لیتے اُن کی رائے ہیں
کم لیتے یہ آرام ہیں | مصروف صبح و شام ہیں
ہر دم انہیں اسکول کی | مدِ نظر ہے بہتری
بس ہے یہ شہرت کا سبب | ہر کام کا ہے ایک ڈھب
طلباء ذریعے کام کے | ہیں علم سارا سیکھتے
ہے کام کی عظمت یہاں | کرتے ہیں سب محنت یہاں
خدمت ہے قول ہر ایک کا | کہتا ہے انور برملا
ہوگا ہی کانِ علم ہے | ہوگا یہ شانِ علم ہے

دھرم سالہ لائبریری کا سالانہ جلسہ

کانگڑہ مشن لائبریری کا پہلا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۲ ردسمبر ۱۹۴۰ء کو منعقد کیا گیا۔ پروگرام بہت مختصر لیکن نہایت دلچسپ تھا۔ سب سے پہلے ریونڈ الیف۔ایم۔پرشاد نے حاضرین جلسہ کو کرسمس کا حقیقی مفہوم بتایا۔ ڈاکٹر دھرم دیو نے موجودہ جاپان کے متعلق ایک دلچسپ بیان پڑھکر سُنایا۔ پھر حاضرین جلسہ کی چائے اور مٹھائی سے تواضع کی گئی۔ جب سب اصحاب چائے پی رہے تھے ماسٹر اقبال نے ایک نظم پڑھکر سُنائی۔ جسے تمام لوگوں نے ازحد پسند کیا۔ پروگرام کا سب سے دلچسپ حصّہ پروفیسر بنسی لعل ایم۔اے۔بی۔ٹی گورنمنٹ کالج کانگڑہ نے پیش کیا۔ آپنے مُبتدیوں کو اُردو پڑھنا سکھانے کا جدید طریقہ پیش کیا۔ چند ایک اَن پڑھ بالغوں کو بٹھا کر عملی طور پر اپنے نئے طریقے کو استعمال کیا۔ پروفیسر صاحب کے ایک ننھے سے لڑکے نے جس کی عمر مشکل سے ۵ سال کی ہوگی بہت سے اردو الفاظ بآسانی پڑھ لئے۔ بوڑھے اَن پڑھ لوگوں کو بھی پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ لائبریری کے افسروں پر اس بات کا اِتنا اثر ہوا کہ اُنہوں نے مندرجہ ذیل اعلان کیا۔

"ہم اِسی طریقے پر تعلیم بالغان کا کام بہت جلدی شروع کردینگے۔ ہم تین سالوں تک بالغوں کے پڑھنے کے لئے مفت کتابیں و دیگر سامان مہیا کرینگے۔ جو بالغ پڑھنا سیکھ لیں گے۔ اُن کے لئے دلچسپ کہانیوں کی کتابیں متواتر دو سال تک ہمارے اخراجات سے مہیا کی جائیں +

(الیف، ایم۔پرشاد)

ایک موگا ٹرینڈ ٹیچر کے کام کی حوصلہ افزا رپورٹ

مکرم بندہ

تسلیم ۔

عرض ہے ۔ کہ آپ کے رسالہ موگا جرنل اشاعت نومبر ۱۹۴۰ء میں یہ نوٹ
درج تھا ۔ کہ اگر کوئی شخص کسی موگا ٹرینڈ ٹیچر کے طریقہ تعلیم کے متعلق روشنی
ڈال سکے تو اُسے بخوشی رسالہ کی دوسری اشاعت میں طبع کیا جائیگا ۔ لہذا عرض
پرداز ہوں ۔ کہ مسٹر پی ۔ اے ۔ ملر صاحب بہادر مشنری حلقہ سیالکوٹ نے مہربانی فرما
کر ہمارے گاؤں بوٹر کے مشن سکول میں ایک ٹیچر کی جنہوں نے موگا ٹریننگ حاصل
کی ہوئی ہے ۔ تقرری کی جن کا نامی گرامی مسٹر بی ۔ ایم کھتی ہے ۔

یہاں سکول میں پہلے وہی پرانا طریقہ یعنی طریقہ تہجی رائج تھا ۔ لیکن صاحب
موصوف نے آکر نئے طریقہ ہین دگو کو رائج کیا ۔ ماسٹر صاحب کچھ ایسے خلیق واقع ہوئے
ہیں اور دوسرے اُن کا طریقہ تعلیم سونے پر سہاگہ کا کام کہ بچے ان کے گرویدہ ہو گئے
ہیں ۔ تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ گذشتہ ایام میں تو بچے ماسٹر کو ہوا جانکر سکول
کے نام سے گھبراتے بلکہ ڈرتے تھے ۔ لیکن ان کے حسن وسلوک اور موثر طریقہ تعلیم
سے بچے خود بخود کھچے چلے آرہے ہیں کئی دفعہ مجھے سکول میں جانے کا اتفاق ہوا ہے
اور یہ دیکھکر کہ ماسٹر صاحب بچوں کے والدین سے بڑھکر اُن سے پیار کرتے ہیں بہت
خوشی حاصل ہوئی ۔ حالانکہ یہ مقولہ ہے ۔ کہ بچوں کو مارو نہیں تو بگڑ جاتے ہیں ۔ لیکن
جناب ہیں کہ مارتے بھی نہیں ۔ جھڑکتے بھی نہیں لیکن پھر بھی بچے نہایت ہی سدھرے
ہوئے اور شستہ اخلاق رکھتے ہیں ۔ وہ بھی زمانہ تھا ۔ کہ اطفال رٹتے رٹتے تھک

جایا کرتے ہیں بسال دو سال میں قاعدہ ختم ہونے کو نہیں آتا تھا۔ پر قربان جائیے
ان کے طریقۂ تعلیم پر کہ کئی کورس ہیں اور فقط چند مہینوں میں ختم کروا دیتے ہیں اور
اس پر طرہ یہ کہ حروف کی شناخت اتنی جلدی ہو جاتی ہے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔
ان کے شاگرد پڑھنے سے اکتاتے ہی نہیں۔ یہی جو پہلے کھیل کو پیارا سمجھتے تھے اب
تعلیم کو انہوں نے مشغلہ بنا لیا ہے۔ کہاں تک ماسٹر صاحب موصوف کی صفات کا
تذکرہ چھیڑوں۔ سکول کی پرانی خیالی ہیبت ناک اور ڈراؤنی صورت کو دلکش
ہیئت میں تبدیل کر دیا ہے۔ شاید ہی کوئی ایسا مکتب ہو۔ جہاں کم سن طلباء اتنے
خوش رہ سکتے ہوں۔ کہیں بزم ادب بنائی ہوئی ہے۔ کہیں ڈرامیٹک کلب کا
اجراء ہے۔ کہیں یوم والدین منایا جا رہا ہے۔ کہیں بچوں کے جنم دن کو خوش اسلوبی
سے منایا جا رہا ہے۔ القصہ بچوں کے تعلیمی مشغلہ کو انہوں نے از حد دلچسپ بنا دیا
ہے۔ آخر میں میں ان کا بہت ہی شکر گذار ہوں۔ کہ انہوں نے دیہات سدھار
کے کام میں میری کافی سے زیادہ اعانت فرمائی ہے۔ تعلیم بالغان میں بھی بہت
کوشاں ہیں۔ اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو مفید باتوں میں صرف کیا چاہتے ہیں۔

ہمیں موگا ٹریننگ کالج کے مہتممان کا بہت ہی شکر گذار ہونا چاہئے اور
واقعی ہم اُن کے رہین منت ہیں۔ جو تمام لوگوں پر بہت ہی شفقت کر رہے ہیں۔ کہ
ایسی ٹریننگ کا اجرا کیا جو کہ بالخصوص بہت مفید ثابت ہو رہی ہے۔ کیا ہی اچھا
ہو۔ اگر محکمۂ تعلیم کے ارباب پنجاب کے تمام پرائمری سکولوں کے اساتذہ صاحبان کو
پھر سے ٹریننگ کے لئے موگا کالج میں بھیجیں +

آپ کا دعا

نذیر احمد حکیم

آنریری سکرٹری دیہات سدھار سوسائٹی بورڈ ڈاکخانہ شہر سیالکوٹ۔

مسٹر کے۔ ایچ ٹامسن۔ ایم۔ اے

پبلشر نے

مشعل پریس کھرڑ میں

بہ اہتمام پادری ڈبلیو۔ ایم۔ رائبرن ایم۔ اے۔ پرنٹر

چھپوا کر

موگا ضلع فیروزپور سے

شائع کیا۔